

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَاللَّهُ عَالِمُ الْخَوَافِ حَامِدٌ

الحمد لله الذي جعل في كتابه منافع للناس في الدنيا والآخرة

الْمُسْمَى بِالْفَتْحِ الْمُبِينِ

وَكُنْ

مَكَانَ الْعَبْدِ الْمَذْذَرِ

ضَمِيمٌ

نَبِيٍّ الْوَهَّابِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاللَّهُ عَالِمُ الْخَوَافِ حَامِدٌ

مقدمہ ضروری الاطلاع و تنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس مخفر المبین مطبوع سابق مسئلہ کے ہیں کہ جس کا یہ مصرعہ تاریخی حکم حق بر زمان جاری کے اسی کتاب میں مرقوم ہے جو حکم کا رد ہٹا ہٹا ہٹا خرافات ہے۔ پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو مخفر المبین مطبوع بار دوم مسئلہ سے نہ ملا دین اس واسطے کہ جب مقرر نے اس فتح المبین کا چہنسا سنا تو گہرا کر مخفر المبین کی عبارتیں گہنا پڑنا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کر کے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چہنسا دیا یا فیر اس فریب سے لیا ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جب یہ کتاب بارہ چہاپی جائیگی تو بعد اضافہ جذبات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوس کے کر دیے جائیں گے اور مخفر المبین کی پوری عبارت ہی ہر جواب کے اوپر تحت قائل اللہ و بدی جائیگی (۲) مقرر نے جو کہیں مخالف مقلدین کی طرف منسوب کر کے بارہوں منالطین سو مسئلے نکالے ہیں اور ہر مسئلے میں بطریق طعن لکھا ہے کہ اس میں امام عظیم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہے سو مولف کتاب نہ انے جایہ طاعن کو دفع کر کے دلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہے اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا اخذ کتاب و سنت سے تبا دیا ہے اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان میں نہیں لکھا ہے اور مثل مقرر کے بزرگوں پر لعن و طعن کو جائز نہیں رکھا ہے۔

فہرست مضامین فتح المبین کے شیعہ مخالف المقلدین مع ضمیمہ و تنبیہ و توضیح

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹	رباہ و تبرالیف بیان مگر کوئی مخالف نظر	۱۴	عبث اور جھوٹ کی وعید۔	۱۹	دیناری طاہر القادری پر نہیں ہے
۱۰	وجہ اختلاف احکام شرعیہ بتقریر موقوف	۱۵	اس میں کہ جو اسلام میں نہیں ہے	"	طاہر بن نفیس باطنی سے مودعہ ہیں
۱۱	اختلاف روایات بخاری و مسلم کا	۱۶	ہر مسئلہ کے مخالفین	۲۰	ایک آدمی کو فہم مطالب حدیث میں محمد بن یزید تزیج ہے۔
"	خرافات مانع قرآن نہیں ہو سکتی	"	قریب ہی موافق نظر کی اصل عبارت	"	تجالت ہونا انتہادات امام بخاری
"	قوت اضعف حدیث کا رد یوں	"	ملا علی قاری میں۔	"	کا صریح حدیث سے۔
"	پر موقوف نہیں۔	"	سلامت دین میں داخل اور جواب	"	دفع طعن بقیر امام بخاری ج ۱۔
۱۲	وجہ ضرورت تطہیر حدیث بہر الامام عظیم	"	اصواب مقرر	"	تحقیق حائلیہ منصور کی
"	بیان دروغ گوئی شافعی و رازی مولف	"	راویان حدیث پر	"	محمد بن کا اصحاب صحیح سند میں نہیں
۱۳	ظفر ترک علی حدیث صحیحین روایت کا	"	ہونا الدلیل حدیث سے	"	ہر موقوف نظر کا شیعہ
"	دروغ گوئی دوزخ میں بہر چاہی ہے	"	تفاوت	"	

[illegible]

۱۱۹	حرمت خمر کی حد میں ہے اگر کسی نے قلیل یا کثیر پیا	۱۰۳	بیچ سے کیوں اسے قیاس	۱	فضیلت امام صاحب کے تمام محدثین
۱۱۷	تحقیق معنی اعتکاف کہ روزے کے اعتکاف	۱۰۳	در دلیل عقلی بیان کی جاتی ہے۔	۲	تقریباً بیچ ملک
۱۱۷	میں شب ضرور داخل ہے۔	۱۰۳	وہ جو از نماز عصر وقت خود اپنے کپڑے	۳	تہرانہ
۱۱۸	ممانعت نفل بعد غروب قبل نماز منسوخ	۱۰۳	مسئلہ فقہ کا حدیث سے ثابت ہے کہ بارے	۴	ن سبزی ہو۔
۱۱۹	یا وجہ حدیث مرفوعہ اربعہ پر عمل ہوگا	۱۰۳	کسی مال کا قرضو ان دیگر کے مساوی ہے	۵	سود کو جب چیز نہیں منحصر جاتے
۱۱۹	جواب حدیث بن جابر کا نسخ القہر ہے	۱۰۴	خمر کو قلیل یا کثوری پر طلاق کرے میں	۹۱	ہیں حالانکہ جمہور امت کے نزدیک
۱۲۰	بخاری ابو سلمہ بن ہشام سے	۱۰۴	امام صاحب کے پانچ دلیلین قوی ہیں	۹۲	سود اور چیز زمین ہی ثابت ہے
۱۲۰	مخرج اور مطہون ہیں۔	۱۰۴	قرآن وحدیث دلت و کلام شریعت ثابت	۹۱	ابن جریر کی فضیلت قناعت اور قناعت
۱۲۰	حدیث صحیح کہی غلط ہو جاتی ہو اور	۱۰۴	ہو اگر اطلاق غم کا شراب کثوری پر حق ہے	۹۲	کو قرض نے قصداً اور ادا کیا۔
۱۲۲	کبھی ضعیف صحیح ہو جاتی ہے	۱۰۸	اطلاق عام خمر کا حکم یا ممانعت ہے۔	۹۳	مکمل مطلقاً حاجت اور مقول ہیں
۱۲۲	غالب ہے کہ نزدیک حدیث صحیحین کو	۱۰۸	جو اسے بے عنوانیت معنی غم امت کا۔	۹۳	مکمل اور مقول ایک شے ہو اور دوسرے
۱۲۳	اقوال ہو صحابہ پر ترجیح ہے بلکہ آپ پر ہی	۱۰۹	چار قسم کی شراب بالاتفاق حرام ہو اور	۹۳	قابل احتجاج ہیں۔
۱۲۳	خمر کی حد میں ہے کہ در بیان کلام فہم	۱۰۹	چار قسم میں اختلاف ہو اور خلاف فہم	۹۳	یہی کی بیج جائز ہو اور حدیث میں کہہ رہے
۱۲۳	نہا ہے یہ ان کلام ضروری جائز ہے	۱۱۰	میا صاحب اور تابعین سے مروی ہے۔	۹۳	نہی تشریحی یا عدم نفع پر محمول کیا ہو
۱۲۳	قبل ذکر احتیاج فہم کے یا بعد اسکے	۱۱۰	میں بختہ حلال اور فہم حرام ہے	۹۵	شہادہ مصرعہ کل من نہیں پیر تلمیذ یا شیخ
۱۲۳	یہ ثابت نہیں بلکہ استراحت ہے	۱۱۰	قرآن کیفیت شراب اور نمید کا۔	۹۵	حدیث الخراج بالضمآن کو حدیث مصرعہ
۱۲۵	تاکید ماہتمام سنت فہم کا۔	۱۱۱	جواب حدیث کل مسکر خمر کل مسکر حرام	۹۵	پر ترجیح ہے۔
۱۲۶	ہو تا جبہ علی مکان جسے تبدیل احکام کا	۱۱۱	بجز شراب کثوری کا جبکہ پانی شہادہ ہوا کی	۹۸	تقریباً مقرر ہے کہ شامیہ کا مانہ لکھا اور
۱۲۶	کبھی حدیث ضعیف قرآن سے قوی ہو جاتی ہے	۱۱۱	حاکم ایک تہائی باقی برجاؤ تو حلال ہے	۹۸	ضعیف کا مفداً اور ادا کیا۔
۱۲۰	جوابات مسند پر ہے۔	۱۱۲	چار قسموں کی شراب حلال ہیں مگر	۹۹	تقریباً ہی حدیث میں کہ کہہ رہے
۱۲۰	احصان کیوں اسے اسلام نہ رہے	۱۱۳	نہید کا حلال نہ نا انا صاحبہ و تابعین	۱۰۰	تقریباً ہی حدیث میں کہ کہہ رہے
۱۲۹	نماز قیوم و مغرب میں بارہ نکرست پناہ ہے	۱۱۳	با سناد صحیح ثابت ہے۔	۱۰۱	نماز امام کثوری کی تاریخ میں رسول کے
۱۳۰	بیان نفل کا بعد نماز صبح اور عصر کے	۱۱۳	ان چار شرابوں کا مینا حلال ہے نہ پیر کا	۱۰۱	امام صاحب کی چار قسموں
۱۳۱	جو قوی کثرت میں تعدد کیا ہو تو باوجود	۱۱۳	نہ لکھو ورنہ حرام ہے اگر کثیرین مدینین	۱۰۳	بقایہ کثرت
۱۳۱	کثرت کا سبب کہ شہادہ نماز کا باطل ہے	۱۱۵	حرمت فہم میں نہ بالضمآن معتبر ہے	۱۰۳	حدیث میں

[illegible]

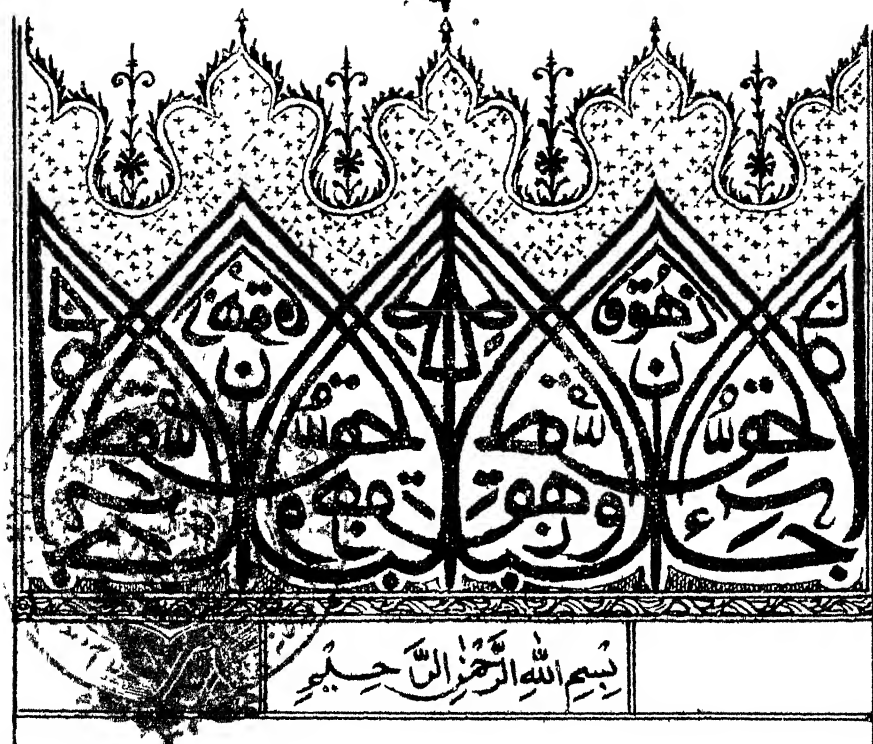
۲۱۱	۱۸۰	مہاراج خاقت جائز ہو۔	۱۹۵	دقت پر بیع میوہ کی قبل ختمی کے	۲۱۱	تقاضی کو چور کا ماتہ کاٹنا جائز نہیں
۲۱۲	۱۸۱	کسی کا چڑا ہوا مال غنی اپنے صرف	۱۹۶	بلا شرط قطع کے جائز ہو۔	۲۱۲	بجز دوسرے قوت اور ناز و عین جائز
۲۱۵	۱۸۲	مین لاوی تو وقت طلب صاحب	۱۹۷	ترک سبوروں کی بیع سو کو کچھ روکنے	۲۱۵	نہیں مگر ناز صبح مین نصیر دقت جائز
۱۸۳	۱۸۳	مال کے قیمت اور سکی دینی ہوگی۔	۱۹۸	ساتھ جائز ہو مگر او دہار جائز نہیں	۱۸۳	سوار پر یا ہیکل نماز و تر جائز نہیں
۱۸۴	۱۸۴	درخت پر بیس میوہ جو را نیو الیکا ماتہ	۱۹۹	شہر سے باہر جا کر غلہ خریدنا حرام ہے	۱۸۴	نماز و تر پر مینا ساری بیسوح ہو گیا
۱۸۵	۱۸۵	نکاٹا جائیگا۔	۲۰۰	مبشر طیکہ شہر والوں کو ضرر نہ پہنچے	۱۸۵	سنتین بخر کے بعد نماز فرض کے قبل
۱۸۶	۱۸۶	مقاتلہ و غلہ کا مسئلہ مایہ مین	۲۰۱	آجرت لیکر بیع کرنا اجسمین بائع کا	۱۸۶	طلوع آفتاب نہ بیڑ ہے۔
۱۸۷	۱۸۷	جرین مین سی میوہ جو را نیو الیکا ماتہ	۲۰۲	ضرر ہو جائز نہیں۔	۱۸۷	آام صاحب کے نزدیک نماز استقامت
۱۸۸	۱۸۸	کاٹنا جائیگا۔	۲۰۳	مدنیہ منورہ مثل مکہ معظمہ کے حرم نہیں	۱۸۸	جماعت و خطبہ کے جائز ہو مگر کثوفی صلیب
۱۸۹	۱۸۹	حاجیوں کی گری ہوئی چیز کا بیع مال	۲۰۴	حرم مکہ و حرم مدینہ کا ایک حکم نہیں	۱۸۹	کے قول پر کہ خطبہ جماعت سنون ہو
۱۹۰	۱۹۰	معاذت اوٹا لینا جائز ہے۔	۲۰۵	طاہریت رکوع و سجود کی اور قمر اور	۱۹۰	چادر لٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
۱۹۱	۱۹۱	سرزدہ درم مین قطع مریا لافغان ہو	۲۰۶	طبیہ واجب ہو فرض نہیں۔	۱۹۱	نماز استقامت بلوٹیکہ غالی کے تھا
۱۹۲	۱۹۲	اور اس کے مین اختلاف ہو۔	۲۰۷	قرآنی شہر مین قبل نماز کے جائز نہیں	۱۹۲	آام احمد کے نزدیک خطبہ نماز استقامت
۱۹۳	۱۹۳	شیر خوار لٹکے کا پیناب کسی ششی پر	۲۰۸	مگر باہر شہر سے قیس کو اس پر جائز ہے	۱۹۳	مین مسنون نہیں۔
۱۹۴	۱۹۴	پر جاوے تو اس پر پانی بانا کافی ہو	۲۰۹	حقیقہ جائز ہو واجب نہیں۔	۱۹۴	قیہ اور بارہ بار مین دونو برابر ہو
۱۹۵	۱۹۵	تو بل شہر ملا ضرورت پینا جائز نہیں۔	۲۱۰	وٹکی تین ہی رکعت مین دوسری	۱۹۵	قسم دعا علیہ پر ہی نہ معی پر۔
۱۹۶	۱۹۶	عروہ کو واسطہ دفع مرض قارش کے پاچہ	۲۱۱	رکعت مین شہر کے تیسیر مین سلام پہر	۱۹۶	حدیث قسم معی کے منکر اور مرد ہو
۱۹۷	۱۹۷	سر پر پینا جائز ہے۔	۲۱۲	وٹکی تین رکعتوں پر جامع ہو۔	۱۹۷	قسم معی و گواہ دعا علیہ کا اعتبار نہیں
۱۹۸	۱۹۸	کتے کا جو ٹا برتن تین بار دہو نیسے	۲۱۳	قوسی اور تندرست کو مبشر طیکہ مالک	۱۹۸	کچھ کچی مولف ظفر مین کے
۱۹۹	۱۹۹	پاک ہ جانا ہو۔	۲۱۴	نصاب نماز زکوٰۃ دینی جائز ہے۔	۱۹۹	تحقیق حدیث نماز کسوف کی۔
۲۰۰	۲۰۰	قرع و دقت مین بلا شرط داخل ہوگا	۲۱۵	مولف ظفر کی انڈر پردہ حنفیہ پر اور	۲۰۰	نماز کسوف کی دو رکعتیں ہیں بدو رکعت
۲۰۱	۲۰۱	جس چیز کی بیع علیحدہ درست ہے	۲۱۶	اجتہاد بجا خلاف حدیث کے۔	۲۰۱	نماز کسوف مین خطبہ سنون نہیں
۲۰۲	۲۰۲	شرط اور سکی جائز۔	۲۱۷	حدیث ہی تقیم کی واسطہ دو ضرر مین ہیں	۲۰۲	نماز کسوف مین فراوات ہستہ کیا ہو
۲۰۳	۲۰۳	درخت پر پینا	۲۱۸	رضاع سے حرمت آجاتی ہو غلیل ہو یا شہر	۲۰۳	نماز عید کا نوٹ ہون پر واجب نہیں
۲۰۴	۲۰۴		۲۱۹	مالک اپنی چیز چور کر خوشندی تو م	۲۰۴	تاہینا اگر عالم نماز ہو تو نماز کی

۲۲۶	بیچے جائز ہی ورنہ مکروہ۔	۲۹۸	ماخواہ چیکار ہی اختیار نہ کرے۔	۳۱۵	حاصل ہونا کمال قوت طہارت و عبادت کا امام صاحب کو ہر برکت و عطا دو اتون کے۔
۲۲۷	کراہت اکل نمک طافی کے۔	۳۰۱	فراوت کہتین اخیر زعفران سی نہ بطریق وجوب صاحب پر۔	۳۱۶	درجہ تفضیل امام صاحب کے چھلون کا فقہا چار ہیں ابو حنیفہ سفیان مالک اور اسے اور فقہ ابو حنیفہ کی ہے کہ انہوں نے خوب تنفیج کی۔
۲۲۸	تخاریت اور فراحت ممنوع ہے۔	۳۰۲	تسم اسد و امین تک کو بخت کنا معترض نے شیورھما سے ثابت ہے کہ میں ہر ایک کا جائز ہے و شریطہ جواب پہلی شوق ہو۔	۳۱۷	دوست امام صاحب کا نام ہی ہو اور دشمن جیتی۔
۲۲۹	مولف ظلم کا انکار ادا و ثب صحیح ہے۔	۳۰۳	جواب دوسرے نشانہ روز میں اور جواب تیسرے ٹیپ ہنا اولیا مکمل ہے۔	۳۱۸	امام صاحب کی گریہ و زاری نبوت جناب باری۔
۲۳۰	دسی جمع محرم کو کوئی چیز میرہ کر چکا تو واپس نہ لجاوے۔	۳۰۴	تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہرے نماز عشا کے منو جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۱۹	بہان سخاوت امام صاحب کا۔
۲۳۱	نیت روزہ رمضان قبل نواں درست ہے۔	۳۰۵	جواب پانچویں تم قرآن کرتے تو جواب بکلامت۔	۳۲۰	امام صاحب کا تیس برس برابر روز سے رکنا اور چالیس ہر نہ لیٹنا۔
۲۳۲	تحقیق روزہ عاشوراکے۔	۳۰۶	جواب چھٹے کے۔	۳۲۱	حال انتقال نماز خازنہ امام صاحب کا۔
۲۳۳	نیت روزہ کی نفی دن میں باعتبار کمال کے ہے۔	۳۰۷	جواب ساتھی کے۔	۳۲۲	بکند و فرامام صاحب کین دور تک خیب سزا و زنا آنا۔
۲۳۴	زمین سے جو کچھ نکلے دسوان حصہ اوسمیں زکوٰۃ کا ہے۔	۳۰۸	جواب آٹھ کے۔	۳۲۳	شب انتقال امام صاحب کو حیات کا روزنا۔
۲۳۵	مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہے۔	۳۰۹	جواب نانی کے۔	۳۲۴	قرام صاحب کے وسیلہ قضایا جات ہے امام صاحب کو قبر سے امام شافعی کو بکند لیا۔
۲۳۶	حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جب امام سمیع اسلمن چھوڑے تو مقتدیے رہنا لک الحمد کو اور امام دونوں کے وقت تکیر تحریر مرد کا نوں تک اور عورتیں مونڈ ہون تک ہاتھ و ٹاویں قعدہ نماز میں دھنا دم کرا کر اور یا بیان ہمارے کے۔	۳۱۰	جواب آٹھ کے۔	۳۲۵	امام صاحب کو قبر سے امام شافعی کو بکند لیا۔
۲۳۷	ایک سلام سے آٹھ رکعتیں یا زیادہ پڑھنے کی تحقیق۔	۳۱۱	جواب آٹھ کے۔	۳۲۶	امام صاحب کو قبر سے امام شافعی کو بکند لیا۔
۲۳۸	ظہر کی دونوں رکعتیں قرات برابر چاہیے۔	۳۱۲	جواب آٹھ کے۔	۳۲۷	امام صاحب کو قبر سے امام شافعی کو بکند لیا۔
۲۳۹	پچھلے دو رکعتوں میں بجان اسد پڑے۔	۳۱۳	جواب آٹھ کے۔	۳۲۸	امام صاحب کو قبر سے امام شافعی کو بکند لیا۔

۳۳۹	مقرض کے خیانت عبارت حدیث میں	۳۲۰	حال طاعنین امام صاحب کا۔
۳۴۰	حدیث ہایہ کی مسح میں۔	۳۲۱	تأذین جازہ امام صاحب چار بار پڑھیں گے
۳۴۱	طریق طہارت کی پھر کا خون حیض سے	۳۲۲	طاعن امام صاحب جو طریق رکھتا ہو
۳۴۲	ثبوت نجاست مٹی کا حدیث سے۔	۳۲۳	اوسے طریق کے جوابات۔
۳۴۳	زمین نہ ٹھیک ہو نیسے طہر ہو جاتی ہے	۳۲۴	مفاد المقرض کا مسائل حنفیہ میں
۳۴۴	بیان سند احادیث و تبحر صاحب ہایہ	۳۲۵	عمل حنفیہ کا صریح احادیث پر ہی اور مسائل
۳۴۵	روایت بالمعنی میں تعیر الفاظ کا ہونا	۳۲۶	استنباطی میں جانب انصاف پر۔
۳۴۶	عمل طعن نہیں۔	۳۲۷	مسئلہ کرسی وضو نہیں ٹوٹتا۔
۳۴۷	آخر وقت مشاکل الموع فخر نگاہ سے	۳۲۸	حدیث قیس بن طلحہ کے قوی ہے اور
۳۴۸	افضل وقت عشا کا تائی رات تک ہے	۳۲۹	حدیث بسر و عورت کی معلول۔
۳۴۹	بوجہ اختراہ ان الفاظ کے احادیث ہایہ	۳۳۰	وضو میں ہس کر کے عیثین غرض میں
۳۵۰	موضوع کہ دنیا نقص تعصب ہے۔	۳۳۱	تأذین کے اندر وضو ٹوٹنے سے نماز کو
۳۵۱	خیانت مقرض کے شرح سفر السامعین	۳۳۲	سرو سے پڑھنا افضل ہے۔
۳۵۲	بیان انصاف علامہ شیخ الاسلام	۳۳۳	حدیث الوضو و ماست النازک حدیث
۳۵۳	ابن العمام کا تحقیق احادیث ہایہ میں	۳۳۴	تکرار الوضو و ماست النازک مسنون ہے
۳۵۴	کہ معتقلہ میں چاروں مصلوں کو	۳۳۵	اجمل پھر شریعت وضو نہیں جاتا کہ حدیث
۳۵۵	برعت کئے کا جواب۔	۳۳۶	اوسکی منسوخ ہے۔
۳۵۶	اجتہاد جدید مقرض کا مینے آیت میں	۳۳۷	تأذین پشت خانہ کعبہ پر اور راسمہ
۳۵۷	اور جواب الزامی اوسکا۔	۳۳۸	اور حمام اور مقبرہ میں مکر وہ ہے اور
۳۵۸	تقدیر و تفسیر و تفسیر و تفسیر و تفسیر	۳۳۹	حدیث ہی اسکی تہذیبی نزدیک ضعیف ہے
۳۵۹	مقرض کا اجتہاد ہایہ و ناظر الکریم	۳۴۰	مناظرہ مقرض کے حسب عادت۔
۳۶۰	غیر مقلدین سواد عظیم سے خارج ہیں	۳۴۱	ہر اب انفرادی مقرض کا اوسکے پیشوا
۳۶۱	بیان جواز مخالفت بعض احکام فیماء	۳۴۲	ازا پچہ مالک کتاب سے کہ قصہ کثیر علیہ
۳۶۲	ایک جماعت میں کے۔	۳۴۳	ہارون شہید کا قصہ پہل ہے اور
۳۶۳	مقلدین اور مقلدین ہر سب سے اعتراض	۳۴۴	نہایت اعلیٰ امام ابو حنیفہ کی طرف لکل لغو
۳۶۴	مقرض کے خیانت عبارت حدیث میں	۳۴۵	حال طاعنین امام صاحب کا۔
۳۶۵	حدیث ہایہ کی مسح میں۔	۳۴۶	تأذین جازہ امام صاحب چار بار پڑھیں گے
۳۶۶	طریق طہارت کی پھر کا خون حیض سے	۳۴۷	طاعن امام صاحب جو طریق رکھتا ہو
۳۶۷	ثبوت نجاست مٹی کا حدیث سے۔	۳۴۸	اوسے طریق کے جوابات۔
۳۶۸	زمین نہ ٹھیک ہو نیسے طہر ہو جاتی ہے	۳۴۹	مفاد المقرض کا مسائل حنفیہ میں
۳۶۹	بیان سند احادیث و تبحر صاحب ہایہ	۳۵۰	عمل حنفیہ کا صریح احادیث پر ہی اور مسائل
۳۷۰	روایت بالمعنی میں تعیر الفاظ کا ہونا	۳۵۱	استنباطی میں جانب انصاف پر۔
۳۷۱	عمل طعن نہیں۔	۳۵۲	مسئلہ کرسی وضو نہیں ٹوٹتا۔
۳۷۲	آخر وقت مشاکل الموع فخر نگاہ سے	۳۵۳	حدیث قیس بن طلحہ کے قوی ہے اور
۳۷۳	افضل وقت عشا کا تائی رات تک ہے	۳۵۴	حدیث بسر و عورت کی معلول۔
۳۷۴	بوجہ اختراہ ان الفاظ کے احادیث ہایہ	۳۵۵	وضو میں ہس کر کے عیثین غرض میں
۳۷۵	موضوع کہ دنیا نقص تعصب ہے۔	۳۵۶	تأذین کے اندر وضو ٹوٹنے سے نماز کو
۳۷۶	خیانت مقرض کے شرح سفر السامعین	۳۵۷	سرو سے پڑھنا افضل ہے۔
۳۷۷	بیان انصاف علامہ شیخ الاسلام	۳۵۸	حدیث الوضو و ماست النازک حدیث
۳۷۸	ابن العمام کا تحقیق احادیث ہایہ میں	۳۵۹	تکرار الوضو و ماست النازک مسنون ہے
۳۷۹	کہ معتقلہ میں چاروں مصلوں کو	۳۶۰	اجمل پھر شریعت وضو نہیں جاتا کہ حدیث
۳۸۰	برعت کئے کا جواب۔	۳۶۱	اوسکی منسوخ ہے۔
۳۸۱	اجتہاد جدید مقرض کا مینے آیت میں	۳۶۲	تأذین پشت خانہ کعبہ پر اور راسمہ
۳۸۲	اور جواب الزامی اوسکا۔	۳۶۳	اور حمام اور مقبرہ میں مکر وہ ہے اور
۳۸۳	تقدیر و تفسیر و تفسیر و تفسیر و تفسیر	۳۶۴	حدیث ہی اسکی تہذیبی نزدیک ضعیف ہے
۳۸۴	مقرض کا اجتہاد ہایہ و ناظر الکریم	۳۶۵	مناظرہ مقرض کے حسب عادت۔
۳۸۵	غیر مقلدین سواد عظیم سے خارج ہیں	۳۶۶	ہر اب انفرادی مقرض کا اوسکے پیشوا
۳۸۶	بیان جواز مخالفت بعض احکام فیماء	۳۶۷	ازا پچہ مالک کتاب سے کہ قصہ کثیر علیہ
۳۸۷	ایک جماعت میں کے۔	۳۶۸	ہارون شہید کا قصہ پہل ہے اور
۳۸۸	مقلدین اور مقلدین ہر سب سے اعتراض	۳۶۹	نہایت اعلیٰ امام ابو حنیفہ کی طرف لکل لغو

۳۵۱	حالات و خیالات غیر مقلدین کے	۳۵۹	بدویان مقلدین کے تبدیل الفاظ میں	۳۵۹	مکملین کرامت نماز کی اوقات ممنوعہ میں
۳۵۲	حدیث قلین ضعیف ہو و حدیث پنجویں	۳۶۰	سواہی حدیث متواتر کے سب میں	۳۶۰	بیان اوقات نماز مکمل کا -
۳۵۳	کو ذریعہ ہزار صحابی کا مسکن تھا -	۳۶۱	طنی ہین مفید نقین نہیں -	۳۶۱	بیان حدیث جمع ہین الصلا تین
۳۵۴	وجہ ضعف حدیث قلین -	۳۶۲	خبر واحد ثلثہ کے قابل محبت ہے -	۳۶۲	کا کج حقیقی و صورتی -
۳۵۵	بوجود صحیح حدیث کو غیر مقلدین کا	۳۶۳	جو نقل اخیر آنحضرت کا ہر روایات صحابہ	۳۶۳	حدیث جمع ہین الصلا تین نسخہ
۳۵۶	حدیث ضعیف پر عمل کرنا -	۳۶۴	نابت ہے وہ نسخہ ہے -	۳۶۴	ہر دو یا محمول ہر جمع صورتی پر
۳۵۷	ہو پال کے لاندہ بہ بیٹوں کا مذہب	۳۶۵	ظاہر بہ الزامی اعتراض -	۳۶۵	معرض نے حدیث صحیح روایت ہے
۳۵۸	رکتے ہین جب کا کما ہین اوس کا کما ہین	۳۶۶	تحقیق بغیر دلیل کے کسی آیت حدیث	۳۶۶	کو چھوڑ کر حدیث ضعیف پر عمل کیا
۳۵۹	ضعف اور اضطراب حدیث قلین -	۳۶۷	کو نسخہ نہیں کہتے -	۳۶۷	بیان تقلید جادہ معرض کا -
۳۶۰	اجتناب لفظی و معنوی قلم کا -	۳۶۸	معرض کا اتمام دربارہ مسائل ضعیف	۳۶۸	حدیث فرستے پہلے رمضان میں
۳۶۱	حدیث قتال حجر منقطع و جہول الزادہ	۳۶۹	تطبیق حدیث میں ادعا ظاہر ہے کا	۳۶۹	غسل کرنے کی نسخہ ہے -
۳۶۲	غیر مقلدوں کا صاحب معیار کے تقلید کرنا	۳۷۰	تحقیق شمار آیات و احادیث نسخہ	۳۷۰	بجائے رکھنا معرض کا اس میں ہے
۳۶۳	آپ وہ کہے کوئی مقدار معین نہیں	۳۷۱	تصریحات نہ وہ کا پانچ میں اور	۳۷۱	مستحب ابو ہریرہ راوی نے یہ روایت ہے
۳۶۴	صحت حدیث قلین مقدار آب قلم	۳۷۲	احادیث کا دس میں ظلال جمہور محققین ہے	۳۷۲	بیان احتجاج دوز و عاشورا کا -
۳۶۵	کے ثبوت پر دلیل ہزار روپیہ کا انعام	۳۷۳	تقدیر احادیث نسخہ -	۳۷۳	مسائل ظفر مہین کا اکثر ماخذ کتب
۳۶۶	تعیین معنی قلم میں غیر مقلدین کا	۳۷۴	بیان نسخہ جو حدیث رفع یدین و حدیث	۳۷۴	مردودہ نواب بہ پال ہین -
۳۶۷	اپنی راہی کو دخل دینا -	۳۷۵	مصرافہ کا -	۳۷۵	مولانا عبدالحی صاحب نے بانٹا اٹھلا
۳۶۸	غلط فہمی معرض کے عقو و الجواہر میں	۳۷۶	پیشاب کرنا آنحضرت کا کھڑے	۳۷۶	فاحشہ کتب نواب بہ پال کو مردود کرنا
۳۶۹	تحقیق کے نزدیک ضعیف حدیث ہی	۳۷۷	ہو کر بوجہ عذر تھا -	۳۷۷	مولف ظفر کی نا انصافی اور ہت دہر
۳۷۰	راہی بہ بہتر ہے -	۳۷۸	بلا عذر کھڑے ہو کر ٹوٹنا مردود ہے	۳۷۸	عجز معرض بچا صاحب انصار الاسلام
۳۷۱	بیان تعصب پر الزام مقلد	۳۷۹	و باغت سے کہتے کا چڑا پاک نمونے	۳۷۹	قول فیصل محاکمہ درمیان مولف
۳۷۲	نواب بہ پال کا -	۳۸۰	پر کوئی دلیل نہیں -	۳۸۰	ظفر و مولف انصار الاسلام کے
۳۷۳	بیان ناخ و نسخہ کا -	۳۸۱	مخالفت معرض کے امام بخاری سے	۳۸۱	توسیع حدیث وطی فی الدہ بخاری کے
۳۷۴	تحقیق کسی حدیث کو امام صاحب کے	۳۸۲	معرض کا امام بخاری کو چھوڑ کر صاحب	۳۸۲	ہر حدیث بخاری کے قابل عمل نہیں
۳۷۵	قول سے نسخہ نہیں کہتے -	۳۸۳	دراسات کی تقلید کرنا -	۳۸۳	ادب میں نسخہ حدیث ہی ہین

غیر مقلدین کا ازراہ تحصیل نفسانیت کے تمام مقلدین کو مشترک فرما کر ان کا تعقلید کو شرک حرام جاننا اور مکہ منکر	تجربہ مولوی محمد حسین لاہوری کا کہ باوجود جواب با سو اب پانچے کر گئے اور انعام دینے میں مدد خلافت ہوئے	نظر لکھنے کو جلسہ ازمی و مکاری اور فقہاء و مقلدین کو مشترک و بدعتی اور
چارون مصلوٹو خلافت و بدعت سمجھنا اور صحابہ کرام کو خا طی و خیریت بدعت خلافت کا لکھنا غور و با ستر	نقل اشتہار سوالات مولوی محمد حسین لاہوری تفصیل جوابات اشتہار مذکور کے	اموات کو طریقہ منہود قرار دیا ہے۔ ثبوت امام بخاری کے شافعی ہونیکا
مختصر بیان خراج بابیہ نجد کا۔	قریب ہی مولوی محمد حسین لاہوری کے سوالات مشہور ہیں۔	الزام غیر مقلدین پر بوجہ مذمت تعقلید خطا مولوی محمد حسین کے تعریف منفی میں
وہابیات ہند کا حال بسریل احوال تحریر محل تلفیق کے۔	اشتہار جدید مقلدین کے طر ف سے وجود سوالات نمبر اول کا بوجہ لکھا گیا	تحقیق باب متشابہات صفات باری میں ثواب پھر پال حضرت محمد کو خا طے اور خمر بدعت خلافت پھر پایا۔
تعقلید مذہب میں کے واجب ہے احادیث پیشین گوئی سے سب سال واقوال فرقہ ظاہریہ کے ظاہر ہو گئے	ایضاً اشتہار پیش سوالات نمبر دوم بوجہ انعام دس اشرفی فی جواب۔	غیر مقلدین پر بدعت پر حلیہ کا دعوا کرتے ہیں اور عل آ رہی پر بھی نہیں
آئینہ سوان مسلہ غیر مقلدین نے دربار تعظیم اہل حرمین کی خا طات متقدسہ کے اکثر آیات صریحہ اعا یین صحیحہ خلاف	تتبع در بارہ شرک و اجابات۔ اکتیس سوان مسلہ عقائد و اعمال غیر مقلدین میں کہ خلافت اہل سنت کو بہن بعضے	ما تین زبارت نبوی کا قدر آئینہ سوان
فضائل حرمین مجاز و نام و مسجد بیت الحرام کے آیات و احادیث سے دین محمدی کا ثبوت و بقا حقیقت مذکور مقلدین پر بدعت قوت ہے۔	اد نہیں سی موجب کفر اور بدعتی مطلق نماز و بعضی موجب بدعتی و اجتماع۔ نقل فیضان جامع السنہ اہل فی الخلیج	غیر مقلدین حضرت سعدی و جاسے و صا وظ کو بوجہ تعظیم اقتباس کے کا فر بنا دیا تصریح حلیات غیر مقلدین کی فی ظہور
مکتب اہل سنت و مصادیق سوان نام کے جاسوس مقلدین کی فتنہ و بدعتی مقلدین تبسوا آج۔ ان غیر مقلدین نے واسطے دینا جو کفر اور شرک میں ڈالنے عوام	نقل فیضان جامع السنہ اہل فی الخلیج	اس میں مترو اعمال ہیں جو اصلہ کفر کا سور کے جہر کی گمانیکا اتمام ان حضرت پر ہونا غیر مقلدین کا اہل بدعت سے
نیا جو کفر اور شرک میں ڈالنے عوام کے جاسوس مقلدین کی فتنہ و بدعتی مقلدین تبسوا آج۔ ان غیر مقلدین نے واسطے دینا جو کفر اور شرک میں ڈالنے عوام کے جاسوس مقلدین کی فتنہ و بدعتی مقلدین تبسوا آج۔ ان غیر مقلدین نے واسطے	نقل فیضان جامع السنہ اہل فی الخلیج	جو کوئی اس زانیہ میں مٹا ہوا ہے اور بدعتی اور بدعتی ہے۔ خارج ہوا بدعتی اور بدعتی ہے۔
نیا جو کفر اور شرک میں ڈالنے عوام کے جاسوس مقلدین کی فتنہ و بدعتی مقلدین تبسوا آج۔ ان غیر مقلدین نے واسطے دینا جو کفر اور شرک میں ڈالنے عوام کے جاسوس مقلدین کی فتنہ و بدعتی مقلدین تبسوا آج۔ ان غیر مقلدین نے واسطے	نقل فیضان جامع السنہ اہل فی الخلیج	غیر مقلدین کے پیچھے مار پڑنا جائز نہیں حکم لاف ہونیکا مشل حکم بانیہ کے ہر واقعہ حال مسانہ علماء دینی



الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله وآله واصحابه اجمعين
 اما بعد فاذا كان في محضر منصوص على بن مولانا محمد حسن علي بن محمد لهما الله ذوالاياتي عرض
 کتابہ کہ ان دنوں ایک کتاب لفظ المبین نے رد مغالطات المتقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف شیخ
 بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کئی حال برائے نام مسلمان ہو کر
 نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے ایسے سلف طبعین
 و تشنیع کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہے جس قدر اوسکی زبان نے یاوری دی اوس قدر دگر
 نہیں کیا اور اپنے زعم میں یوں سمجھا ہے کہ سب ایسے مخالفات حدیث و قرآن کی کرتے تھے چنانچہ
 سو مسئلے فقہ کے مخالف قرآن و حدیث بیان کیے ہیں اور چاروں اماموں خصوصاً امام ابو حنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسئلے میں یہی دعوا کیا ہے کہ امام صاحب اس مسئلے میں قرآن و حدیث کی مخالفت
 کی ہے اور ہر مسئلے میں ایک حدیث و کلمہ کی آیت بھی لکھ دی ہے کہ یہ مسئلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف
 ہے اور جو حدیث اور آیت اوس مسئلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسلمانوں کی وجہ سے

جسے تھوڑا دیکھیں تیرا لکھا ہوا دیکھنے والے اس کتاب کے خوب جانتے ہیں مگر تیرا حقیقت میں
 درمیان پر ہی تھوڑا لکھا کیوں کہ کوئی مسلمان سب سہلوں میں سے ایسا نہیں کہ اس کا ماننا قرآن
 میں نہ ہو نہ چھ نبیوں کا نہ ہو نہ اس طعن کی باعث ہوئی پھر غیور کی طرف سے اور نہ ہی مخالفات
 فرض کیے ہیں کہ وہ مخالفے محض مصنوعی ہیں خفیہ اس کے ہرگز قائل نہیں جو غرض خفیک کی ہوا اس سے
 مخالف طفر میں جو اصل دور ہی اور حدیث میں واسطے ثابت کرنے مخالف امام صاحب کے بہت کچھ
 تحریف کر دی ہے ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہو تو
 دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہے غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہیں کہتا
 کسی کو اپنے طعن کرنا نہیں بیوجہ نکلتا اور اگر ایسی ہی مخالفت مورد الزام ہے جیسا کہ یہ سمجھتے ہیں تو کوئی
 متقدم میں متاخرین سے ایسا نہیں کہ من و چہ مخالفت حدیث کی اس سے نمولی ہو بلکہ جو لوگ اپنے
 طعن کرتے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہیں غرض من و چہ مخالفت
 سے حقیقت مذہب کی باطل نہیں ہو سکتی اور اماموں پر اعتراض کرنے سے حقیقت خدا اور رسول
 پر اعتراض ہوا جاتا ہے ﴿يَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُمْ﴾ کہ انھوں نے مختلف طرق کیوں بیان کیے یا ہر امر کی
 تصریح قرار واقعی کیوں نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جہد و جدید ہوتا گیا اوسی قدر
 راہیوں نہیں بوجہ عدم عصمت و اتفاق کے اختلاف واقع ہوا گیا لوگ اختلافات شارع کی طرف سے
 نہیں فقط راہیوں کے سہوا و فرسیان پر مبنی ہیں مگر اسمیں بھی کلام نہیں کہ اختلاف امت شارع
 کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
 ہو جائیں گے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسی طرح ان کے ہر کوئی کچھ بنا
 جاہل ہے کیونکہ تصحیح حدیث کی جیسی ان چاروں اماموں نے کر دی ہے ایسی کسی نے نہیں کی اسی وجہ
 جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہے لہذا شاء اللہ غرض کہ تقلید
 ایسی ہی کوئی محبوب امر نہیں بلکہ اس کو برا سمجھنا اپنی اہمالت ظاہر کرنا ہی اسمیں تو بڑے بڑے مصداق
 دنیوی و اخروی سوجھ بوجھ ہیں اور قاعدہ ہے کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام کرے

وہ اصرار ہونا دشوار و پس خفیہ کا التزام کرنا اسکو مقصود نہیں کہ تقلید کے وجہ سے کوئی نص
 قطعی راوی ہی اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسا غلو کر لیا ہے کہ محققین اسکو پسند نہیں کرتے ہیں جیسے
 فرقہ ظاہری نے بخاری اور مسلم میں اس طرح کا غلو اور انتہا کیا ہے کہ اس کے سامنے اسکو تمام
 کی حدیث بھی نہیں مانتے ہیں بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑھتا ہے تو برا جانتے ہیں اور کہتے ہیں
 کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قرآن نہیں سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑوں برسوں بعد یہ کہا میں تصنیف میں
 ہیں راویوں میں صحیحین کے خود اختلاف ہی ایک کی کچھ روایت ہے اور دوسرے کی کچھ علی خلاف القیاس
 بہت راؤ ضعیف بھی موجود ہیں ایک حکم کچھ بیان کرتا ہے اور دوسرا اس کے مخالف کرتا ہے خود ثقہ
 راویوں کے مسلک میں بھی اختلاف پڑا ہوا ہے پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر
 ترجیح دیجائے گی ان اگر یہ یقین ہو جائے کہ یکلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی
 سے اس میں غلطی نہیں ہو سکتی تو اسوقت وہ حدیث نامح ہو جائے گی اور یہ یقین جب ہو گا کہ راوی
 نے اپنے کافون سے منہ ہوا اسکے حق میں وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہے مگر جب تک اس کے راوی
 اس کثرت سے روایت نہ کریں کہ اسکا سوا اور نسیان محال ہو کیونکر اسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح
 دے سکتے ہیں غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہے بخاری کی صحت میں بنسبت اور کتابوں کے
 زیادہ التزام کیا ہے اور شران کے متواتر ہونے میں تو کسی کو بھی کلام نہیں پس قرآن پر بخاری کے
 راویوں کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہے حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ شرافلان کلام اسکا
 شخص کا ہی فقط راویوں کی صحت اور ضعف پر مبنی نہیں بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہے اور غاصت
 فاجر قوی کہہ دیتا ہو کہ یہی ہے بلکہ اس میں کلام نہیں اسیدو جہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
 اور قوی حدیث کا ضعیف نام ہو سکتا ہے قوت اور ضعف حدیث کا راویوں پر موقوف سمجھنا غلط
 واقع ہے بسا اوقات قرآن سے قوی ہو جاتا ہے اور اس کے ضعیف ہونے سے قوی ہوتا
 جسکو سنتی نہ روایت کیا ہو قرآن سے ضعیف معلوم ہوتی ہے پھر خذ حدیث میں اسقدر
 اختلاف کہ ایک شخص اسکو منسوخ جانتا ہے اور دوسرا محمول سمجھتا ہے ایک کے نزدیک بناء اسکا

ایک امر پر اور دوسکے نزدیک اور امر پر نبی ہوا اگر اس قسم کا اختلاف نہ ہوتا تو ہم ایسے کہ یکطرفہ ہرگز رجوع کرتے
ہم کو اختلاف و ات نے تقلید پر مجبور کر دیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ تقلید سے مقید ہونا ناگوار طبیعت کو گذرنا ہی
بے قید ہی ابھی معلوم ہوتا ہی ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تسبیح میں کافی نہیں سمجھتے تھے یہی صفا
متعصبین بنکوا اماموں سے عداوت قلبی اور حسد ملی ہے ان کے اقوال تو ہم لوگ یاد ہوائی اور خانہ ساز
باتیں اور فکی سمجھتے ہیں پس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہوا سید راوسمین شان حقیقت زیادہ
ہی اور یہ باتیں کہ امام صاحب غیرہ کو بہت سی حدیثیں نہیں پونچھیں متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ
ساز باتیں ہیں کوئی حجت اس پر نہیں خصوصاً اس کتاب ظفر سبین میں تو تعصب اسد رجب کا موجود
ہے جس کا کچھ پایا نہیں ناظرین با انصاف خود ملاحظہ کر لیں گے چون کہ یہ کتاب مسلک حق سے
بالکل بعید تھی اس لیے اس کا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجھ کو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر جو جواب
بعض خلص اصحاب کے مجبور ہو کر تین مہینے میں کتاب کو لے کر کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدو
تعصب اپنے نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر سلسلے کا ماخذ قرآن و حدیث سے ثابت کر دیا
چونکہ مولف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن حدیث کے نسبت مسائل ائمہ مجتہدین
خصوصاً امام اعظم رحمہ کے اور واسطے بدعتیہ کردہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین خفیہ کے جلا بجا قرآن و
حدیث کے معنی بیان کرنے میں دھوکے دیے تھے اور حق باتوں کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا
الفتح المبین نے کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب ساز زبان اور دھوکے باز
افکی ظاہر ہو گئیں اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہو گئے اللہ تعالیٰ
اسکو مقبول و خاص عام کرے اور اس سے ہر داران دینی کو فائدہ پہنچا دے آمین شہد آمین
قال ایک مخالطہ یہ بھی کہتے ہیں کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہیں سو جواب اس کا یہ ہے
کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں جابجا
یہی مندرمایا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خلاف
بنکاتا ہے کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہیں **اقول** بعض من اهل

انفریاد از حق تعالی صاحب کی ہو کوئی حقیقی اسکا قائل نہیں کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر جائز نہیں بلکہ
 حنفیہ اسکے مدعی ہیں کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہیں اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث
 ہی پس فقہ اور حدیث میں فقط تغایر اسمی ہی رسمی ایک ہی یا فرق اجمال و تفصیل کا ہی حاصل دونوں کا
 ایک ہی یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہو معا ایک ہی عرض اس قسم کی مغایرت حقیقت میں منافی ہے
 نہیں علیٰ ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہیں اور حنبلیہ
 نزدیک اس حدیث پر چلنا جائز نہیں جو موقوف اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم میں لکھی ہو پس
 مخالف کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا بھروسے جواب میں آیتین اور حدیثین
 پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب اور افتراء ہی کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہیں اور جو مسئلہ
 مخالف اسکے ہوا وہ چلنا جائز نہیں رکھتے معترض صاحب نے اس عقیدہ حنفیہ کے برعکس آیتین
 اور آیتیں لکھنی شروع کیں اور کذب و افتراء کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو مطلق
 خیال کیا قرآن شریف میں ہو کہ لا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَلْبِسُوا الْحَقَّ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَ
 یعنی غلط باطل کو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حال آنکہ خود تم جانتے ہو بخاری و مسلم میں ہر
 عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
 بِالْقَصْدِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَالْإِيمَانِ وَالْحَقُّ قَدْ وَدَّ أَنْ يُصَدَّقَ
 وَيَكْفُرَ بِالْقَصْدِ حَتَّى يَكْتَسِبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا وَبِقَاوِيَاكُمْ وَالْكَذِبُ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي
 إِلَى الْفُجُورِ وَالْفُجُورُ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا بَرَأَ الرَّحْلُ يَكْذِبُ وَيَكْفُرُ بِالْكَذِبِ
 حَتَّى يَكْتَسِبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذِبًا یعنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو بیچ بولنے کو اس واسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف
 بونچا دیتی ہے اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہے اور قصد کرتا ہے سچ بولنے کا یہاں تک کہ لکھا جاتا ہے نزدیک خدا
 سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہے اور بدی دوزخ کی طرف بونچا دیتی ہے
 اور ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے کہ نزدیک جہنم لکھا

جاتا ہوا تھی اور صحیح مسلم میں ہے عن ابی ہریرہؓ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال
 اللہ عز وجل ما الغیۃ قالوا اللہ ورسولہ اذہم قال ذلک اھو اذ اظلمت علیکم قلوبکم فقل افرأیت
 ان کان فی اخی ما أقول قال ان کان فیہ ما نقول فقد اعدتہ وإن لم یکن فیہ ما نقول
 فقد بہتہ یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
 جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اللہ کا خوب جانتا ہے فرمایا کہ کیا تیرا اپنے بھائی کو
 ساتھ اس چیز کے کہ جو بری ہے کہا گیا ہے تیرے اگر میرے بھائی میں وہ امر ہو جسکو میں کہتا ہوں فرمایا
 اگر وہ شے جسکو تو کہتا ہے وہ میں موجود ہے تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہے وہ میں نہیں
 ہر شخص نے بتانے لگا اور سیدہ امی اور ترمذی میں ہے قال اذا اصبح ابن آدم فان لا خفاء
 کما کفر اللسان فتقول اتق اللہ فیناک وانا نحن بیک فان استسئمت رست فحننا
 وان اعوججت اعوججتا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر وقت آدمی صبح کو اٹھتا ہے تو
 کل اعضاء بان سے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہیں اگر تو سیدھی ہو
 تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو تو ہم میں بھی کجی آجائے گی اتنی اور دوسری حدیث صحیح ترمذی
 کی ہے عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکذب العبد
 تباعدت عنہ الملائکۃ من نین ما جاء بہ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہے بندہ دور ہو جاتا ہے اور جس فرشتہ ایک میل بھرا ہو
 کی وجہ سے اتنی اور تیسری حدیث ترمذی کی ہے عن سفیان بن عبد اللہ الثقفی قال قلت
 یا رسول اللہ ما الخوف ما الخوف علی قال فلو خذت بلسان نفسه وقال هذا یعنی
 سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے عرض کی ہیں یا رسول اللہ کون شے
 زیادہ خوفناک ہے اور ان اشیا سے کہ جبکا مجھ پر خوف کرتے ہیں کہا انھوں نے یہی نصرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہوا تھی اور جو تھی حدیث ترمذی عن ابن
 مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا

يَا لَتَعْلَمَنَّ وَكَذَلِكَ فَاحِشٌ وَكَذَلِكَ بَنِي يَمِينٍ ابْنِ مَسْرُوحٍ سے روایت ہے کہ آیا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مسلمان نہیں کر لیا اور نہ لعنت کر لیا اور نہ بخش کرنے والا اور نہ شرم
 آنتی اور پانچویں حدیث ترمذی کی عن عقبہ بن عامر قال قلت یا رسول اللہ ما النجاة
 قال اهلك عليك لسانك وليس عك ببيتك وابك على خطيئتك یعنی عقبہ بن عامر
 سے روایت ہے کہ آیا انھوں نے عرض کی میں نے یا رسول اللہ نجات کیا شے فرمایا تو ابوبکر نے کہا تو زبان اپنی
 اور چاہیے گنجائش دے تجھ کو پھر اور گریہ کر تو اپنی خطاؤں پر انتہی اور مجھبی حدیث بخاری اور
 کی عن سہیل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یؤکل من عین الخبیث وصابین
 برحلیہ اقول کہ بالجنۃ یعنی سہل بن سعد سے روایت ہے کہ آیا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے جو شخص میرے سامنے صام ہو جائے زبان اپنی اور شرمگاہ اپنی کا تو اس کے واسطے جنت
 کی ضمانت کرتا ہوں انتہی اور ساتویں حدیث ترمذی کی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یقول المؤمن لعلنا یعنی ابْنِ عمر سے روایت ہے کہ آیا انھوں نے فرمایا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہیں ہوا بل طبع کر کے والا انتہی اور مسلمین ہی عن ابن عمر
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الرجل هلک الناس فهو کلمہ
 یعنی ابوبکر سے روایت ہے کہ آیا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی نے
 کہ گمراہ ہو گئے آدمی ہیں اون سب میں زیادہ گمراہ ہی انتہی قال اور ایک مخالفہ مقلدین امیہ
 حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ ہر مسئلے کے لیے سند اسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ضرور
 نہیں سبیل کے مجتہدین بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہیں جواب اسکا
 یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ قائل اسکے حقوق خفیہ بھی نہیں ہیں دیکھو کہ اعلیٰ قاری خفی نے
 شرح فقہ اکبر میں یہ علم وہ ہے کہ ہر بیچ اس کے حدیثا اور ہر سو اسکے ہر وہ وسواس ہی شیطانوں کا۔
 اقول جواب اسکا جو مترن صاحب نے دیا وہ بھی قابل رد ہے خود انھیں ہی اعتراض اولٹ پڑا
 بات کچھ ہی جواب کچھ مصرعہ سوال از آقا ابوبکر امیر المؤمنین علیہ السلام اور کچھ بخاری اور مسلم کو

۱۵
 منہجی مذکورہ

۱۶
 منہجی مذکورہ

۱۷
 منہجی مذکورہ

۱۸
 منہجی مذکورہ

کہ انہیں بھی ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک موجود نہیں بعض کی صحابی تک اور بعض کی
 تابعی تک ہی تھیں اگر آپ کی یہ غرض ہے کہ ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہو تو یہ اعتراض
 تمام حدیثوں کی کتابوں پر ہوجائے گا اور اگر یہ غرض ہے کہ مطلق اسناد لکھنا دین میں داخل ہے اور بلا اسناد
 نقصان ہے تو یہ بھی خلاف حدیث ہے قطعاً یہ قول عبد اللہ بن المبارک کا ہے وہ خود کہتے ہیں کہ میرے نزدیک
 اسناد دین میں سے ہے اور غرض انکی یہ نہیں کہ لفظ حَدَّثَنَا ضرور ہو ورنہ دین میں نقصان ہو گا بلکہ مراد
 انکی یہ ہے کہ ہر شخص سے بلا اسناد ان لینا نہیں چاہیے اور ظاہر ہے کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو ہم بخاری
 تعلیقات میں اسناد نہ چھوڑتے مگر صوابیہ کے جواب میں تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی محبت
 نہیں کہتے ہیں اور خود تابعین کی سند لاتے ہیں انکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا متوف
 یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث میں کہیں چاہیے نہیں کہ حدیث بیان کرنے میں راوی کو
 نام بھی بتلایا کرو قطعاً مصلحت اسکو علمائے جاری کیا ہے اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض متبدعین
 جبر یہ قدر یہ بھی دیکھو اس واسطے اسناد کا لکنا ہی تاکہ بیدین لوگ موضوع حدیثین دین میں داخل نہ ہوں
 اس واسطے نہیں ہے کہ مسلمان متقی ہے کی حدیث بھی مقبول نہ کی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تو قطعاً ایمان دریافت کر لیتے تھے اور جتنے شروط ہیں ان سے تعزیر نہیں کرتے تھے اب لوگوں نے
 اس میں ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ اذنی و ادنی باتوں سے حدیث صحیح کو چھوڑ
 دیتے ہیں حاصل تقریر یہ ہے کہ جو خفیہ کہتے ہیں اسکا تو مستحسن صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا
 دوسری بات جواب میں بطور خالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کر دی حال آنکہ اسناد ضروریات
 دین سے نہیں ہے ورنہ یہ اعتراض خاص خفیہ پر نہیں بلکہ سب پر لازم آتا ہے پس مستحسن صاحب نے
 جواب میں سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علی قاری کی طرف اس قول کی نسبت
 ہرگز نہیں ہے انھوں نے اپنا قول نہیں بلکہ امام شافعی کے اقوال انھوں نے نقل کیے ہیں اور میں ایک
 بھی اور انکا قول نقل کیا ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں وَقَالَ اَيْضًا كُلُّ الْعُلُومِ سِوَى
 الْقُرْآنِ مُشْخَلَةٌ اِلَّا اَحَدُهَا فَلَا الْفِقْهَ فِي الدِّينِ اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيهِ قَالَ

حَدَّثَنَا وَمَا سَمِعْنَا مِنْكَ وَسَوَاسُ الشَّيْخَيْنِ اِيعْنِي اَوْ رِيحِي اِمَام شافعی نے کہا ہر ایک کل علوم
 سوا سے قرآن کے شعل و نیا میں ڈالنے والے ہیں مگر حدیث اور فقہ دین کی علم وہ جو حسین قائل حدَّثَنَا
 ہو اور اسوا اسکے وسواس شیطانی کا ہی انتہی پس معترض صاحب نصف عبارت نقل کی جس سے
 دھوکا ہوتا ہے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حال آگاہ وہ فقط ناقل ہیں اور کا یہ مسلک نہ کسی کی عبارت کے نقل
 کرنے سے نہیں سمجھا جاتا معترض صاحب خفیہ کی طرف مخالفین کو متنبہ کرتے ہیں اور خود سغاط
 دیتے ہیں پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہیں بلکہ دین میں داخل ہوا ہے کہ
 جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم میں حدَّثَنَا کا ہی وہ تو علم ہی باقی وسواس شیطانی ظاہر ہے کہ
 مراد اس سے لفظ حدَّثَنَا نہیں نہ کوئی محدث اس سے بری نہ ہو گا خود امام شافعی کی بعض کتابیں
 حدَّثَنَا سے خالی ہیں علاوہ اسکے انھوں نے فقہ کو پہلے ہی مستثنیٰ کر دیا ہے پس مراد امام شافعی کی
 یہ ہے کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہے اور جو موافق قرآن
 اور حدیث کے ہو وہ بخیر دین کے ہو گا و حسین لفظ حدَّثَنَا لکھا ہوا اور اسناد سے خالی ہو اور اگر قرآن
 کیا جائے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی تو کہا جاوے گا کہ خود او کی بہت کتابوں میں اسناد نہیں ہے اس
 مراد او کی یہ ہو گی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی خفی حدیث کو یا اسکے راویوں کو ہرگز بڑا
 نہیں جانتا بلکہ خفیہ روایت حدیث کو مانتے ہیں اور انکو متقی اور بزرگ جانتے ہیں مگر مضموم نہیں
 سمجھتے بر خلاف فرقہ ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک حدیث کا راوی کل روایت قرآن سے بھی بڑھ کر
 اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حدَّثَنَا بیان کرے تو پھر اس کے مقابلے میں آیت قرآن کی بھی
 نہیں مانتے ہیں اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہیں
 سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ انھوں نے راوی کو مضموم سمجھا اور مثال اس کی ایسی سمجھی جاوے کہ ایک
 حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن میں جمہور روایت کرتے چلے آئے ہوں اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے
 ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پاس جائیں پس ظاہر ہے کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث
 متواتر کے ترک کی جائے گی اور اسوقت یوں نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

کے بعض نہیں جانتے تھے جو حدیث اتحاد فرمائی اسطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
تفسیر میری ہے کہ اسناد میں فرقہ فطیہ ہر نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہے کہ باقی قریب بقیہ کے بالکل چھوڑ دیے
پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحت واسطے مخالفین اہل سنت و جماعت کے کالائے تھا اس کے
بدعت حسنہ بنو حنین کلام نہیں مگر حضرات فطیہ ہر نے بوجہ تعصب کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
و جماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ یہ ریش بخاری اور مسلم کے مقابلے میں اگر دوسری حدیث
صحیح بھی ہو تو سبھی اسے سبیل کہہ کرے کو خلاف اتباع بنو حنی حسابات میں غرض کہ ان کے نزدیک
ہمارا اسلام کا اسناد پر ہی جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نہ کرے گا اپنی نہم فاسد میں اس کے واسطے
نَحْوُكَ بِاللّٰهِ اَبَدًا ابادہم سمجھتے ہیں حالانکہ ایسی سناد کے بدعت سیدہ سوئے میں کچھ کلام نہیں
اور بخاری اور مسلم میں جو عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ مِنْ أَحَدٍ شَيْءٍ فِيْ أَرْضٍ نَّأْهَذَا أَلَا لَكِنَّ مِنْكُمْ قَوْمٌ كَذِبُوا لِيْ مَا لَيْسَ مِنْهُمْ سے روایت
ہو گیا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین میں نئی بات نکالے
کہ وہ اس سے پہلے نہ ہو وہ دوسری انتہی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے غائبان
ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل
حدیث امور بدعت ہوتے ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہی انتہی مختصر اور طائفہ منصوص کو صرف اہل سنت
شعیلہ بعض کا قول ہے عمر جرح نہیں ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث میں چاروں
امام بدرجہ اولے داخل ہیں کچھ اہل حدیث محض ناقلین کو نہیں کہتے ہیں بلکہ اصل اہل حدیث وہ
لوگ ہیں جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہوں محض روایت سے کام نہیں چلتا پس چاروں امام
خصوصاً امام اعظم حقیقی محدث ہیں باقی محدثین کو اس درجے کی فصاحت حدیث مائل نہیں امام
شافعی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہی
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَرَ اللَّهُ عَبْدًا اسْمِعَ مَقَالَاتِيْ فَحَفِظَهَا
وَوَعَاهَا وَادَّاهَا فَرُبَّ حَامِلٍ فُقِيرٍ غَيْرِ فُقِيرٍ وَرُبَّ حَامِلٍ فَقِيرٍ اِنْ مِنْهُ وَاقِفَةٌ

حَیْثُ یُنْفِیْ فَرِیَا بِرَسُولِ خُذْ اَصْلَ الصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ فِیْ تَرْوِیْزَہٗ کَرِیْمَہٗ اَوَسْجَدُ کُوْکُبِہٖ کَلَامُ کُوْکُبِہٖ
 یَا دُرِّ کَہْ اَوَر نہ بھولے اور پوچھا دے اوسکو اس لیے کہ اکثر اوشیانیوں نے حدیث کے مفہیم نہیں جانتے
 اور اکثر حامل اوسکے ہیں کہ پوچھا دیتے ہیں طرف اوس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اوں سے ہوتا ہے
 انتہی اور بخاری اور مسلم میں ہر عَمَّ مَعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 وَسَلَّمَ مِّنْ بَرِیْدِ اللّٰہِ بِالْخَیْرِ اٰیَۃٌ قُدُّوْہُ فِی الدِّیْنِ کَرَامًا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ بَعْطِیْ یعنی معاویہ سے
 روایت ہے کہ اوشیوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسکو اللہ تعالیٰ خیر دینے کا
 ارادہ کیا ہے اوسکو دین میں فقیہ کر دینا ہے اور دین تو تقسیم کر دینا ہے ہون اور اے اکر تیری انتہی ہے ان
 حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شریعت اور سمجھ اوسکی باور ہی نہیں اگر محض ظاہر الفاظ
 پر دین کی بنا ہوتی تو بجز فقہارت کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے
 تھے اخلا کو معنی ہر اور جہر کو بمعنی انحصار نہیں لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت نبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کہ نہ کو پوچھا ہے فقط معنی ظاہر جسکو ہر شخص بی دان سمجھ سکتا ہے نہیں
 بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اوتنا ہی زیادہ مقصد و شریعت کو سمجھ کا چنانچہ قرآن شریف میں ہے لَقَدْ
 مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُخْرِجُوْنَہُمْ مِّنْ اَنْفُسِہُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْہُمْ کَلِمَۃً مِّنْ رَّبِّہُمْ
 اٰیٰتِہٖ وَاٰیٰتِہٖمْ یُحَدِّثُوْنَہُمْ اَلْکِتٰبَ وَاَلْحِکْمَۃَ یعنی اے انسان کیا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر
 جبکہ بھیجا اوشیں ایک رسول اول دین سے کہ پڑھا ہے او پڑا تین اوسکی اور تہ کہ تہ ہے اوشکا
 اور تعلیم کر تہ ہے اوشکا کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر
 الفاظ پر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیان چار درجے بیان کیے ہیں پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا
 جس میں ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوس پر ترقی کر کے دوسرا درجہ تہ کہ تہ نفس کا
 بیان فرمایا پھر اس کے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونوں مرتبوں کے بعد حکم ہوا ارشاد کیا
 پھر اوس کے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا ایں معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے
 اور معنی میں مگر حضرت ظاہر و نفس و جہل و طعن و سب و شتم ائمہ دین کے محروم ہیں لیکن

انکار کرنا اور نکاح قطعی کا انکار ہی عرض حدیث اور قرآن دونوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء صحابہ
 روایات ظاہریہ سے افضل ہیں اور زیادہ ضرورت دین میں فہم کی ہی جن لوگوں کو فہم حدیث نہیں
 محض اوی ہیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حدیث پر نیچاویں اور نقل کر دین کہ
 سمجھنے والے آپ سمجھ لیں گے اس لیے حنفیہ چاروں اماموں سے بڑھ کر سیکو فہم حدیث
 میں نہیں جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد
 ہیں مگر ان کے ربع پر فقہات حدیث میں ترجیح نہیں دیتے ہیں حدیث تو سبکی لیتے ہیں مگر اوی
 محققین کے اقوال دیکھ کر تطبیق کر دیتے ہیں ظاہریہ کے قول کو حجت نہیں گردانتے کیونکہ اس
 فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ایہہ پر ترجیح دی ہے اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہیں
 ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجائے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جائے تو خوب
 واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہیں جیسا کہ یہ امر ترجمہ
 الباب الثانی بالمعروف سے پیدا ہی علمائے کس قدر اوسکی تطبیق میں تکلف اور تاویلات کیے ہیں البتہ امام
 بخاری کی روایت اکثر اول اسے کی ہم سمجھتے ہیں مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت
 قرآنی پیدا ہو جائے اوسکی حنفیہ کے نزدیک تاویل مقول موجود ہے اگرچہ ظاہر یہ اوسکو پسند نہیں
 کرتے اور اپنے تخیلات محضہ میں خلاف حدیث جانتے ہیں اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر
 اکتفا کر کے دوسری صحیح صحیح حدیثوں کی تائید اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہیں کہ حنفیہ
 روایت حدیث میں امام بخاری اور امام مسلم کو چاروں اماموں پر ترجیح نہیں دیتے اگر اسکا
 نام حقارت ہے تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیاء پر اور عالم کو
 اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جائے گا اسطرح خلفائے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہیں
 اسکا نام تحقیر بخیرنا وَضَعُ الشَّيْخِ فِي خَيْرِ عِلْمٍ جیسے امام بیہ نے حضرت علی رضا اور امام حسین علیہ السلام
 میں اسد عجد کا غلو کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضا اور تمام صحابہ کو اوسے افضل نہیں جانتے
 اور اہل سنت و جماعت کا انکار فقط اوسکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ اوسکی فضیلت کے سکڑ

نہیں پس حنفی امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہیں دیتے اس میں وہ حق
 پر ہیں البتہ ان کی فضیلت اور تقویٰ اور حدیث کا انکار بعض حالات میں اس میں کوئی حنفی کرسیا
 شافعی ہم سکو ہرگز پسند نہیں کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہیں اور نہ کوئی حنفیہ سے اس کا قائل ہو حاصل
 کلام یہ ہے کہ طائفہ منصور کی تفسیر میں اختلاف ہے چنانچہ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں و
 اَمَّا هَذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُمُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِنَّ لَمْ
 يَكُونُوا أَهْلَ الْحَدِيثِ فَلَا أَذْرَى مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِي عِيَاضُ بْنُ إِسْرَافِيلَ هَذَا أَحْمَدُ أَهْلُ
 السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ أَهْلِ الْحَدِيثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ أَنَّ هَذِهِ الطَّائِفَةَ
 مُتَفَرِّقَةٌ بَيْنَ أَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُمْ شَجَاعَاتٌ مُقَاتِلُونَ وَمِنْهُمْ فَقَهَاءٌ وَمِنْهُمْ مُحَدِّثُونَ
 وَمِنْهُمْ زُهَادٌ وَأَمْرٌ وَتَبَايَعُ مَعْرُوفٌ وَالتَّاهُونَ عَنْ الْمُسْكِرِ وَمِنْهُمْ أَهْلُ أَنْوَاعٍ أُخَرُ
 مِنَ الْخَيْرِ وَلَا بَلَدٌ أَنْ يَكُونُوا أَجْتَمَعِينَ بَلْ قَدْ يَكُونُونَ مُتَفَرِّقِينَ فِي أَقْطَالِهِ
 الْأَرْضِ يَعْنِي يَهِ طَائِفَةُ مَنْصُورِ كَمَا أَنَّ بَخَارِي لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ عِلْمِ بَنِي أَوْرُورِ كَمَا أَنَّ أَحْمَدَ
 أَلْأَهْلَ حَدِيثِ نَوَوِيٍّ نَحْنُ نَحْنُ جَانِبَيْنِ كَوْنِهِمْ بُوْتِ وَهُوَ كَمَا قَاضِي عِيَاضُ بَنِي أَرَادَهُ كَمَا أَحْمَدُ
 أَهْلُ سُنَّتِ وَجَمَاعَتِ كَا وَرَجَاؤُكَ مَذْهَبُ كَا مَعْتَقِدِ يَتَبَيَّنُ كِتَابُهُمْ وَأَوْرِ يَهِ بَعْدُ اِحْتِمَالِ يَهِ كَا
 كَرُوهُ أَنْوَاعِ مَسْلُومِينَ مِنْ مُتَفَرِّقِ يَهِ بَعْضُهُمْ أَوْ نَحْنُ كَا بَهَادِرِ لُزْنِيَّوَالِ أَوْ بَعْضُهُمْ أَوْ نَحْنُ قَضَا
 أَوْ بَعْضُهُمْ مَحْدُثِ أَوْ بَعْضُهُمْ زَاهِدِ أَوْ حَكَمِ كَرْنِيَّوَالِ بَهْدَلِيَّ كَا أَوْ مَنَعِ كَرْنِيَّوَالِ بَرَالِيَّ أَوْ أَوْ نَحْنُ اِقْسَامِ
 كَا خَيْرِوَالِ يَهِ بَنِي أَوْ يَهِ لَازِمِ نَحْنُ كَا وَهُوَ مَجْمُوعُ يَهِ بَلْ كَا كَبْشِ اطْرَافِ زَمِينِ مِنْ مُتَفَرِّقِ يَهِ بَنِي
 اَنْتَهِى أَبْ عَوْرُ كَرْنَا چَاهِيَّ كَا مَعْرُضِ صَاحِبِ نَقَطِ اَلِكِ صَوْرَتِ كَا اَسْنِ سَ بَعْدِ مَرَادِ تَقْبُولِ
 قَاضِي عِيَاضُ كَا أَهْلُ سُنَّتِ وَجَمَاعَتِ يَهِ لَ لِيَا أَوْ بَاقِي صَوْتِ تَنِ تَرَكَ كَرْدِينِ اَمَامِ بَخَارِي
 خُودِ كَتَبَتِ يَهِ كَا مَرَادِ طَائِفَةُ مَنْصُورِ سَ اَهْلِ عِلْمِ يَهِ اَوْ اَمَامِ نَوَوِيٍّ نَحْنُ تَمَامِ فَرَقَ اَوْ سَمِينِ دَاخِلِ كَا يَهِ
 مَعْرُضِ صَاحِبِ عَوَامِ كَا مَخَالِطِ دِينِ كَا مَحْدُثِ يَهِ يَهِ بَرَصَرِ كَرْدِيَا كِيُوْنَكَا عَوَامِ يَهِ بَارِ سَ كَا يَهِ بَنِي
 نَظَاهِرِ يَهِ اَوْ كَا يَهِ نَشِينِ كَرْدِيَا يَهِ كَا اَهْلِ حَدِيثِ نَقَطِ اَمَامِ بَخَارِي اَوْ مَسْلُومِ غَيْرِ يَهِ

ع
 حنفی
 حنفی
 حنفی

اور امام صاحب قبل حدیث نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھ دیا اور امام بخاری کا قول
 چونکہ مخالف اذکار کے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر تھے غرض مخالف
 دینا مقصود نہ تھا۔ کیا شیخ بھی حنفیہ اس سے بہرہ میں **قال** اور ایک مخالف تقلید
 ایمنہ خصوصاً حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ مسائل دینیہ میں قیاس کو ناشر
 ہو اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی میں روایت ہو
 معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاویہ کو طرفین کے یعنی
 قاضی و حاکم کر کے فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کہ سطرح سکم کر گیا تو حسبوقت کہ پیش آویگا
 واسطے تیرے کوئی قضیہ کہ احکم کروں گا میں بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو ازبغی
 صراحۃً کتاب اللہ میں کہما پس کم کروں گا میں بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
 تو بیع سنت رسول اللہ کے کہما اجتہد کروں گا میں اپنی عقل سے اور نہ قصو کروں گا میں کہما معاویہ
 نے یا روایت کرنے والے نے معاویہ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
 جواب اسکا میں طر حیرت پر **اقول** حنفیہ اثبات قیاس میں فقط یہی حدیث نہیں لگتی
 ہیں بلکہ اس میں صحیح صحیح حدیثیں صحیحین کی بھی موجود ہیں مگر ظاہر یہ قیاس کا مطلقاً انکار کرتے ہیں
 حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی البغی حد تو اکثر کو بوجہ بھی میں ظاہر بعض قیاس سے انکار
 قیاس کرتے ہیں بخاری اور مسلم میں روایت ہے عن عبد اللہ بن عمر و آتی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد واصلح
فلاکے آجرائی ولا اذا حکم فاجتہد واصلح فکے آجرائی یعنی عبد اللہ بن عمر
 اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہما دونوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبوقت
 حکم کرے حاکم پس اجتہد کرے اور صواب کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور حسبوقت
 حکم کرے پس اجتہد کرے اور خطا کرے تو اس کے واسطے ایک اجر ہے انتہی اس حدیث سے
 معلوم ہوا کہ مجتہد کو دو صواب دو اجر ہیں ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

داری کی جس میں قیاس کی مذمت ہو وہ مطلق قیاس نہیں جیسا کہ ظاہر یہ کا مذہب ہو ورنہ اتحاد
 میں تناقض ہو جاوے گا اور تو اثر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب رسالت نے جو واقعہ کی
 عبارت نقل کی وہ بلاشبہ کچھ نئی حجت اور سپر نہیں علاوہ اسکے ابو حنیفہ کئی شخصوں کی او سن ہائے
 میں کثرت علی امام صاحب کی طرف نسبت کرتا محدث نے اصل اور موضوع قصہ ہی پر تشبیہ کا استعمال
 برا اعتراض ہی چنانچہ نوائل الجاہلہ یحییٰ بن زکریا نے کشف اللباس میں جواب اسکا لکھا ہی بعد نقل کیا
 جاتا ہے یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب شیطان الطاق کی بی بی نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
 کیوں کہ یہ لوگ بسبب علمی کے عبارت ایہہ کو نہ سمجھتے تھے کہیں نسبت کرنا قیاس شرعی کا ہونے
 ممکن تھا اس لیے ایہہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ ضرور وغیرہ کو بلا حیلہ کثرت علم و
 قوت اجتہاد اجازت قیاس کی ہی چنانچہ کتب خفیه اور رسائل فضائل المہبت میں اجازت
 صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے صریح ہوا ہے اور تفسیر کبیر کی عبارت میں
 صاحب اسطے مغالطہ دی کے اول جھوٹے کہے ہیں وہ یہ ہے وَمَا ذَكَرْتُ هَذَا وَلَا يَهْدِي عَمَّا
 أَنَّ التَّكْلُفَ عَلَى اللَّهِ تَوَجُّهُ لِحَقِّ الشَّيْءِ وَلَا يُخْرَجُ مِنْ رُفْعِهِ وَلَا يُلَاحِظُ وَلَا يَحْلُ فِي مَرْفَعِ الْمُلَاقَا
 ثَبَتَ أَنَّ تَخْصِيصَ الْمَنْعِ بِالْقِيَاسِ لَا يَجُوزُ وَهَذَا أَهْوَأُ الْمَرُادِ مِمَّا نَقَلَهُ الْأَوَّلُ
 فِي الْبَيْسُطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِي جِبَا اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اسپر واجب
 کرنا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیائے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین میں تو
 ثابت ہو گیا یہ امر کہ خاص کرنا فی قرآنی کا قیاس سے نہیں جائز ہو اور یہی مراد اس
 حدیث سے ہے جسکو واحدی نے بسط میں ابن عباس سے نقل کیا ہوا ہے علاوہ اسکے اس
 ابن عباس سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہیں بلکہ وہی قیاس ہے جسکی سند کلام شارع سے باخو
 نوعی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درجہ برہم ہو جائے گا بلکہ خود ابن عباس نے کہ
 جسوقت ابو ہریرہ نے تَوَضَّعُوا لِمَا مَسَّنَا مِنَ النَّاسِ کی حدیث بیان کی او کو بطور
 قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس سے ملے نہ دیکھ جائے تو تو خود قیاس مکرر ہے

غلط کتاب
 ۲۰۰

غلط کتاب
 ۲۰۰

باقی رہا قول مدارک اور دراست کا حال آنکہ انہوں نے اس سیراجہ جامع بیان کر دیا پھر بھی معترض صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوئے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست نہیں ہاتھی ابراہان کھانکرا ان گنت صحاح قین اس کا کون قائل ہو جو معترض صاحب ناقص ورق سپاہ کیے حاصل کلام یہ کہ قیاس ائمہ کے مشر و عیت میں کچھ کلام نہیں کیونکہ قیاس خدا و رسول کے احکام غرض کو ظاہر کر دیتا ہے نیا حکم قیاس سے برآمد نہیں ہوتا چونکہ فرقہ طائفہ مقلد امام داؤد ہیں اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہیں اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیث میں تاویلات رکھ کر اور تشوہات و اہمیت کرتے ہیں **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ حدیث کے جو جو مسئلے حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اوپر تو حدیث پر چلنے والے عمل کریں گے لیکن جو جو مسئلے حدیث سے ثابت نہیں ہیں ان کے لیے کیا کریں گے آخر کار فرقہ کی کتابوں پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنیں گے جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غور سے ازراہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے اور دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسئلے کے لیے بھی کسی مسئلہ فقہیہ کی حاجت نہیں **انہ اقوال** معترض صاحب نے اس جگہ کمال نے انصاف سے گفتگو شروع کی ہے اور غصہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہیں حنفیہ کچھ کہتے ہیں اور معترض صاحب کچھ ارشاد کرتے ہیں قولہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسئلے کے لیے بھی کسی مسئلہ فقہیہ کی حاجت نہیں **اقول** یہ کلام بالکل معطل اور بے معنی ہے معترض صاحب نے مطلق انصاف نہیں کیا اور معترض صاحب نے چند مسائل فروغا کو قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے دکھلا دیا ہوتا زبان سے کہہ دینا بہت آسان ہے مگر استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہیں اگر ہر شخص مسائل فروغی معلوم کر لیتا تو پھر مجتہد کا ہونا مع او سکے شروع جو آج کل بالکل مفقود ہیں محض بیکار تھا باقی نص منی قرآن اور حدیث کے سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر ہو گا تو رجحان الخیب ہو گا اتفاقاً

مستحق

شاید مطابق محل مجتہد سے اگر چار خطائیں ہوں گی تو غیر مجتہد علماء سے پچاس خطائیں سرزد
 ہوں گی پھر مجتہدوں نے کیا زہر ملا دیا ہی جو ان کے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی چلتا
 کرنے لگے یہ قول ان کا محض تعصب اور حدین کا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ میں جو مستند نظر
 اور حدیث سے بنی تقلید مجتہدین سے چارہ نہیں اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا اور
 سطرہ جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہیں رہا جو ایسی جہالت کی باتوں پر ترس کر تراخ آدمیان گم
 شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جس کی سبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
 مسئلہ معلوم نہ ہو سکے تو محشی یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھ کر عمل کرے ایسے محل میں بسبب ناچاری کے
 کسی کی تقلید کرنی جائز ہے **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری میں تقلید درست
 ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہیں کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہیں سمجھتے
 کیونکہ جس کو خود ملکہ استنباط حاصل ہو اس کو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی خضیہ یہ
 نہیں کہتے ہیں کہ جمیع اصول و فروع میں سب پر تقلید ضروری بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مسائل جہاں
 میں غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اس تقلید ہی سے کی تحقیق کی فکر
 میں رہے اور کوشش کرے **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہے کیونکہ گفتگو تو کم علم
 اور کم فہم میں ہی ہو سکتی ہے کیونکہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہے اس لیے
 کہ یہ بولوی اپنے مذہب کے موافق ہو سکتی تحقیق ہو سکتی ہے کہ جب خود علماء بلکہ مجتہدین کو اس کی
 تحقیق نہیں ہوئی تو سوائے اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ پکارے گا
 کیونکہ اس مسئلہ کو محقق سمجھ لے گا اور محض اپنی برائے فاسد سے اس کو درست جاننا
 اس کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلائل تو یہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی
 پھر وہ کیونکہ بیا وجود کم علمی کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہے جب بڑے بڑے علماء کی
 ہی سمجھ میں اختلاف اور تناقض ہو گیا تو عامی کس شمار میں رہا غرض عامی کے مسئلے کا
 نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً راہین حدیث جو وارد ہو اس میں چھ چیزیں مذکور ہیں مگر

تمام علما اور مجتہدات کا اس پر اتفاق ہے کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی حیانچہ امام حنفیہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چاروں اماموں نے اس کی علتیں جدا جدا بیان کی ہیں کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالانچہ چیزوں کے اور وہ ہیں بھی حکم رہا جاری ہے مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہیں نکالتے اور انھیں چھ اشیا میں رہا کو منحہ جاتے ہیں اس واسطے کہ یہ قیاس کو نہیں مانتے ہیں ائمہ یہ متبع مخالف جمہور اہل سنت ہر اگرچہ فرقہ طائیفہ کہو اسطے یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چاروں مذہب کے مقلد اپنے اپنے امام کے قول کے موافق سند پکڑیں پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شیئ میں رہا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوس میں رہا ہوگی پس ایک شخص عامی جو عام میں بھی کم اور فہم میں بھی ناقص ہو اسکو ایسے مسائل میں کیونکر تحقیق ہو سکتی ہے پھر اسکے کہ وہ اپنے زعم فاسد میں تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہ ہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو مسائل فروعیہ کی تحقیق میں تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتاک جہد باقرین سے کوئی بات محقق اور متبع نہیں ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اولئک کا لٹعام بل ہما اصل میں داخل ہیں کیا تحقیق کریں گے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہے اسبوجہ سے جب عامی کی تحقیق کا مطلق اعتبار نہیں ہوا تو اسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھہرا اور ساری فطیش اور کوشش اس کی تکلیف لا ینال فی اخل ہو گئی جس کے واسطے جناب باری فرمایا ہویا لیکلف اللہ نفسا الا ویتیم یا یعنی نہیں تکلیف دیتا ہر اند کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے اشیاء البہین لوگوں کو درجہ اجتہاد حاصل ہوا تو ان کے واسطے سعی محال نہیں یا جگہ بعض مسائل میں مرتبہ اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہیں اون کے واسطے بھی اون مسائل میں تقلید واجب نہیں پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہے اور اسکا انکار کرنا صریح کیت کا انکار ہے اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائے گا تو خلاف آیہ فاستلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون کے لازم آئے گا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

مَذَاهِبًا لِّتُقَدَّرَ مِنْ كَيْلِ الْيَجْدِ
 وَفِي خَرْقِ الْأَجْمَاعِ
 نِي عَلَيْهَا وَتَسْتَعِينُ فِي ذَلِكَ
 بِكَ جَمِيعَ الصَّاعَاتِ
 مَرْفُوعَ الطِّبِّ وَالشَّعْرِ وَالْجَنَّةِ
 وَأَوَّلَ الصَّبَاغَةِ لَمْ تَتَبَسَّرْ لَهَا
 الْأَيْمَانُ مَعَ أَهْلِهَا وَغَيْرِهَا
 وَلَا تَعْنِي الْأَعْتِمَادُ عَلَى الْأَنْبَاءِ
 بَقَعَ وَإِنْ كَانَ جَائِزًا أَنْ تَقْلِبَ
 الْأَنْبَاءُ مِنْ أَنْ يَكُونَ أَقْوَامُهُ
 الْأَنْبَاءُ وَمِنْ أَنْ يَكُونَ مَشْهُورًا
 وَالرَّاحِجُ مِنْ هُمُومَاتِهَا وَيُخَصِّصُ عُمُومَهَا
 الْأَنْبَاءُ فِي بَعْضِ الْمَوَادِّ
 لَوْ بَصُرَ الْأَعْتِمَادُ عَلَيْهَا وَكَيْسَ مَذْهَبُ فِي
 هَذَا وَالْأَعْتِمَادُ فِي الصَّفَةِ الْأَهْلِيَّةِ وَالْمَذَاهِبِ الْأَنْبَاءُ
 یعنی جان سے لے کر ان سے اخذ کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور ان سے اعراض
 کرنے میں ہرگز کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ ان سے بیان کرنے میں ایک یہ کہ امت نے یہاں
 کیا ہے اور ہم نے میں سلف پر اعتماد کریں پس تابعی صحابی پر اعتماد کریں
 اور تابعی تابعی پر اعتماد کریں علماء اپنے اہل علم پر اعتماد کریں اور عقل اسکے
 احسن ہے ان میں سے کہ شریعت نہیں پہچانی جاتی مگر نقل اور استدلال سے
 اور نقل میں سے کہ ہر طبقہ پہلوں سے بالاتر اتصال سند لیتا چلا آئے
 اور سند بنا ہوا ضروری ہے کہ مقتدین کا مسلک معلوم ہوتا کہ ان کے اقوال سے خارج ہو کر
 خارج ہوں اور چاہیے کہ اس پر نہ اگر سے اور پہلوں سے استعانت کرے ایسے
 کہ ہم نے اس سے صرف اور خواہ و طلب اور شہر اور لہار علی ہر مٹی گری اور سناری نیز
 حاضر ہر چہ تہمت سے اور سوا اس کے کہ ہم مستبعد ہی واقع نہیں ہو اگرچہ عقل جائز
 دیکھتا ہے کہ ان کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو قیس ضروری ہے کہ اقوال ان کے حضرات

کیا جاتا ہے اسناد صحیح سے مروی ہو اور اس میں جمع ہوں اور اجماع محتملات سے یہ
 جاوے اور عام بعض مواضع میں خاص رہا جاوے اور بعض مواقع میں مطلق مقید کہ
 اور مختلف اس سے جمع ہوں اور احکام کی علشہ بیان ہوں ورنہ اعتماد اور سہر صحیح نہو گا اور
 مذہب ان زمانوں اخیر میں اس صفت کا نہیں ہو گیا نہ ہی جاری مذہب استہداس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ
 ان کے لیے کتب کا بہت بڑا اعتبار ہے اور مشائخ مجتہدین اب ہونا دشوار ہو چکا ہے آپ ارزاہ نفسانہ بت مقصد کے ان کی
 منقصدت صحیح چوٹی میں تقریر کریں سب مصلح و مخفی کار اور قول امام فخر الدین ان کی کمر میں لے گئی آیتیں لکھا
 ان کے مذہب کے پڑھنے اور انھوں نے قبول نہیں خدا جانے کون سے مقلد کے حق میں وارد
 ہی اپنی طاعت سے ان کو مقلدین خفیہ پر محمول کرنا محض نا انصافی ہو گئی حجت اسپر نہیں وجہ اسکی
 یہ کہ خفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب دعوہ ہو پیش کرے اور
 فقط قصے کہانیوں سے تو کام نہیں چلتا ہاں مقلدین ظاہر یہ سے عجز نہیں جو ایسی گفتگو
 آئی ہو کہ یہ اسناد کے مقابلے میں قرآن نہیں مانتے ہیں فقط یہی جو کافی سمجھتے ہیں
 کہ کیا بنی صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہیں سمجھتے تھے اور قاضی شہداء اپنی ہی کا قول
 بھی ان کا تقلید پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کہ انھوں نے حدیث صحیحہ پر رد کیا ہے کہ
 اس کے دوسری حدیث معارض نہو اور ناسخ بھی اس کا معلوم ہو گیا ہے صحیح ہے
 نقل کرنا ضرور ہے اور مذہب کی پابندی اس مسئلے میں نہیں چاہیے ہے نہ اس کے لیے کہ
 نہیں کہ ہر مسلمان کو یوں ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر جب تک کوئی ایسی حدیث پائی نہیں
 گئی کہ کوئی مسئلہ خفیہ کا مخالف اس کے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہی تو ہو سکے
 موافق ہی علاوہ اسکے بعض مسائل میں خفیہ کے بیان امام صاحب کے قول پر علماء کرام
 ابی یوسف و امام محمد و امام فریم کے موافق عمل ہوتا ہے تمام کہ فقہ خفیہ سے یہ بات رہا ہے
 ہر مسئلے میں امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا خفیہ
 منقصد نہو تا حال ان کا ایسا نہیں اور یہی مراد علامہ شامی کی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول

بھی ہی معلوم ہوتا ہی کیونکہ وہ اس تقلید کو برا کہتے ہیں مگر مقلدون سمجھے کہ اس امام سے
 خطا محال ہے اور جو کہتا ہے وہ اب کہتا ہے اور یہ بات دلیلیں رکھے کہ تقلید اسکی چھوڑ دینا
 اگرچہ خلاف پر دلیل قائم ہو جاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہے
 کہ امام سے خطا محال ہے اور کسی طو کو خلاف پر دلیل قائم ہو تقلید چھوڑے اگر یہ عقیدہ مقلدین
 کا ہوتا تو کوئی مسلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور من و چہ مخالفت تو منظر اری ہو کوئی مسلہ کشی نہ ہو گا
 لیجئے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہو گا پس شرکین کی آیتوں کا خود ظاہر یہی مصداق
 ہیں کیونکہ کہ اپنی رائے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہیں رکھتے اور اگر جائز رکھتے
 ہیں تو تکلیف بالا ایطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہے اور سہر لازم جانتے ہیں وَمَا أَنْتَ إِلَّا اللَّهُ
 دیکھا اَمِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام میں مطلق تمیز نہیں کرتے اپنی رائے سے جسکو چاہتے ہیں
 ترجیح دیتے ہیں اور اپنی عقل کے مقابلے میں ایسہ کی رائے کو کافی نہیں جانتے اور صحابہ کی
 خدمت میں گستاخان کرتے ہیں ایسے لوگ تو موصدا اور محمدی ایک تو غلبا مشہور کرین اور مسلمان
 مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہے خدا او کو اسلئے ضلالت سے کال کر صحابہ اور
 ائمہ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جائے حیرت ہے کہ کجا شرک اور کجا تقلید
 یہ لوگ کس خواب خرگوش میں ہیں اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہے کہ او کو درجہ
 اجتماع حاصل تھا لکریا : صاحب کے مقلد اسے اور معانی الآثار میں امام صاحب کے
 مذہب کی تمام حدیثیں باتے ہیں اور برابر او کو ترجیح دیتے ہیں اگر یہ قول امام
 طحاوی کا ٹھیک منقول : انھوں نے باوجود علامہ دہرہ ہونے کے تقلید کیوں ترک
 کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت : وہی وغیرہ کے نہیں گفتگو فقط عام اشخاص میں ہی
 جنکو قرآن و حدیث سے مسائل : تنبیاط کی قوت نہیں امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب
 نہیں جانتے مبحث کچھ ہی متقدم : کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہمیں ہرگز حجت نہیں ہو
 سکتے جب تک سند اسکی امام طحاوی تک نہ ہو مبادو حاصل کلام یہی کہ خفیہ تقلید

شخصی کو واجب نہیں جانتے ہیں معتزلیہ نے کہ جس مسئلے میں اوکو خلاف حدیث معلوم ہوا
 ترک کر دیا گو وہ مسائل شاذ و نادر ہیں اور تعجب ہو کہ معتزلی صاحب تو خود صواب کے قول کو
 جو قرن اول میں ہی نہیں مانتے اور ہمہ احوال بعد از رون ثلثہ کے بحث نہ تھے میں سے بین تو اتنا
 راہ از کجاست تا کجا یاد اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی نظر ہو تو کہ اب شمار اربع تصنیف
 جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی بلا خطہ فرماوین اور میں یہ بحث منقطع
 اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والا ہوں کہ یہ دیتے ہیں کہ چاروں
 اماموں میں سے ایک کی تقلید اگر واجب نہ ہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور
 مفسر اور فقیہ انہیں سے کسی کے بھی مقلد نہ ہوتے جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ
 سب سے بڑا عقوبت علماء کے ایک امام کی تقلید کو واجب نہ کیا مباح تک بھی کوئی نہیں کہتے آخر
اقول معتزلی صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنہیں بعض ظاہر بھی داخل ہیں بدون
 تحقیق لکھ دیا یہ جتنے نام لکھے ہیں سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل میں خلاف
 تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہیں ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہیں کہ خاص امام کا قول مستقل
 معمول بہ رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہی چونکہ وہ مخفی تھا امید لے اسکو ظاہر کر دیا
 اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہیں مگر در حقیقت تقلید خدا
 اور رسول کی ہر ایک طرف نسبت مجاز ہی ہے **قال** التزم مذہب معین میں حکم اور خطاب
 شارع کا صادر نہیں ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبور اگرنا پڑا کیونکہ
 ایک ایک مسئلے میں اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا
 اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اس صورت میں تو ارتکاب حرام میں بوجہ کفر
 قول کے شبہ تھا مگر جب وہ فروع ہوں پر عمل کر لے گا تو اب یقیناً ترک حرام کا جو جاوے گا
 اور اسی قسم کے مسائل میں تقلید ضروری ہے جو مسائل میں قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں
 انہیں تقلید محض ہے اصل اور لغوی علاوہ اسکے معتزلی صاحب خود التزام اسناد کو تو اب آوا

اور فہم سمجھ گئے کہ اوسے روبرو قرآن بھی نہ مانیں حالانکہ کہیں قرآن اور حدیث سے ایسا الزام
 مفہوم نہیں ہوتا اور خفیہ پر باوجود عدم الزام مذہب محبین حقیقی کے الزام دین یہ حدیث تو ہم
 پہلے ہی اوکلی رو میں لکھ چکے ہیں اور حجت السدا البالفہ سے بعد ائمہ تابعہ کے تقلید کا نہیں
 ہو سکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے محققین
 نے ان ائمہ کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیکھی لاجلہ تقلید شروع کی حاصل
 کلام یہ کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو خفی یا شاہی بننا کچھ صنف و نہیں اور واقف ہو چکے
 کئی صورتیں ہیں اگر ایسے امویہ ہیں کہ جن میں عام لوگ بھی شریک ہیں اور خاص بھی اور کو جانتے
 ہیں جیسے نماز اور حج اور زکوٰۃ اور روزہ اور منوکی فرضیت اجمال علیٰ ہذا القیاس زنا اور طہارت
 اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا ان ضروریات دین سے تمام عام و خاص کو معلوم ہی تو یہ کسی مذہب
 معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہیں ہر مسلمان اسکا معتقد ہی آئینہ جو امور کہ بغیر فلاؤ
 اجتہاد کے معلوم نہیں ہوتے تو جو شخص اوسکے استنباط پر قادر ہو جیسے ائمہ مجتہدین اوسکو
 اس میں کسی کی تقلید کرنی چاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہ ہو اوسکو ایسے شخص کی اتباع کرنا چاہیے
 کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اسوقت اوس سے تکلیف بحث اور نظر
 کی بوجہ عجز کے حکم کہ لا یكلف اللہ نفساً الا وُسْعَہَا ساقط ہوگی اور فَاَسْأَلُکُمُ الْاَهْلَ
 الَّذِیْ کُفِّرُوا کَتُّوْا لَا تَهْلُکُوْنَ سے اوس پر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف
 کسی کا بھی قول نہیں معترض صاحب نے جہاں تقلید کی عبارت میں نقل کی ہیں سب جگہ
 مطلب کے موافق تصدیق کیا ہے اور موافق معنیوں کے کبھی عبادت نہیں لکھی یہاں معترض صاحب
 لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ اِذَا کُمْ اَوْ اَکُمْ اَوْ کُنْتُمْ اَسْوَا مِنْ اُولٰٓئِکَ بَاطِلٌ مِّنْ عَمَلِکُمْ سے خالی نہیں ہوتی ہاں
 خفیہ بیجاہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خود مصو کے کئی میں شکار کھیل رہے ہیں
 ہر رنگ کے کہ آئی می شناسم **قال** اور ایک مخالف مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو
 کہ معنی قرآن شریف کے بدو مجتہد کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

بات غلط اور راہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہے۔
اقول اندری بے ہاکی حنفیہ کے قول کو کس قدر تحریف کر دیا ہی حنفیہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ "و"
 مجتہد کے دوسرا شخص تشران اور حدیث سے مسائل استنباط نہیں کر سکتا معنی قرآن کے
 سمجھنے اور چیزیں اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شی ہی شخص کا کام نہیں یہ کام
 اوست شخص کا ہی کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہوں اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد
 ہیں سب یاد رکھتا ہو اور خاص امر عام اور مطلق اور مقید اور مجمل اور مبہم اور منسوخ وغیرہ احکام خوب
 جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل اور منقطع کو پہچانتا ہو اور راویوں کا
 حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور
 تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہوں خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس حلی اور
 حنفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب
 اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہیں اور محترض صاحب جواہر
 کلام بھرتے ہیں ہمارے سامنے آئیں تو ان کے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس
 شمار میں ہیں اور جن جن کو اسمین دعوا ہوا ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کریں جب خود بلوٹنا
 عبد العلی سحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہیں اور انکی جامعیت شہر
 آفاق تھی مجتہد نہ ہو سکے تو اور وں کو بحر ابنہ منہ آب میان ٹھوہننے کے اور کیا آتا ہی
 غرض تشران کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہیں مجتہد اور غیر مجتہد دونوں سمجھتے ہیں البتہ
 اجتہاد اور استنباط مسائل فروعیہ کا فقط معنی سمجھنے والوں سے ممکن نہیں جس میں اسنے
 شروط پائے جائیں اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی و دونہ شرط انفساد
قال اور ایک مخالف مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ حدیث پر عمل
 کرنا الاحال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق روایت کی کس قدر
 بہم پہنچائے گا ثواب اسکا یہ ہی کہ پہچانتا حدیث تینوں قسم یعنی صحیح اور ضعیف

موضوع کا اٹھارہ قسموں سمیت موقوف ہی تحقیق روات اور حال سند لکھا اقول
 کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہیں کہ فقہ کی روایت لفظ حدّ تشکک سے امام صاحب
 تک ہوتی یا اور کوئی صوت جس سے سلسلہ اسناد وہاں تک پہنچتا اول تو یہ فرمایئے
 کہ اسناد کا برابر پہنچنا حدیث سے کہاں ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
 نہیں دی آپ اوس سے کسی کو مکلف کریں تو پہلے دعویٰ غیر ہی یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد
 کا التزام کیجیے ظاہر ہو کہ یہ کیا قول ثابت کیا جاوے تو کچھ اسناد پر موقوف نہیں بلکہ شہرت و کتب
 مشہورہ سے بھی اوسکا ثبوت ہو جاتا ہی چنانچہ عقد الحجید میں لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق
 ہیں یا تو اوس کے واسطے سند پائی جائے یا اوس کتاب مشہورہ سے اخذ کیا ہو جو برابر اٹھو
 ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتاب میں امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہورہ حجتہ
 کے اس لیے کہ وہ بمنزلہ خبر متواتر یا مشہورہ کے ہیں اسطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
 فتاویٰ اسی فقہ میں ہی کہ جو کسی کا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہورہ میں مذکور ہو اسکا
 مدون ہو اور ہاتھوں ہاتھ وہ کتاب میں ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہوں پس اوس
 ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسی نے سنا ہو جیسے کتاب میں امام
 محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوانح ان کتابوں سے جو اقسام علوم میں تصنیف کی گئی ہیں
 اس لیے کہ انکا اسطو سے پایا جانا بمنزلہ تواتر اور خبر مشہورہ کے ہی کہ مثل اوسکے نہیں محتاج
 ہوتی ہی طرف اسناد کے اتنے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ میں اسناد کی کچھ ضرورت
 نہیں فقط ظاہر یہ کہ مغالطے ہیں اور معترض صاحب کے چوتھے مغالطے کے جواب میں جو غصے
 دوسری عبارت عقد الحجید کی نقل کی ہی اوس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
 اسناد کی ضرورت نہیں بلکہ کتب مشہورہ میں مدون ہونا کافی ہی اسطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے
 پس معترض صاحب نے کہاں سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
 کیا کلام حجید کی اسناد کیوں نہ طلب کی گئی ہے معترض صاحب حدیث احاد کے مقابلے میں آیت

کتاب میں

عقداً الحجید

نہیں مانتے اور جو چہ نوے اسناد کے انکار قرآن کا کر دیتے ہیں خدا ایسی اسناد سے
 محفوظ نظر رکھے جس پر یہ دیول نے اور زندقہ میں اور محض بنابر اسناد کے لعن اور طعن اور خلاف قرآن
 سبھی کچھ کہتے ہیں جو کہ خوف ہو کر رفتہ رفتہ کمیل اسناد کی پرستش نہ کرنے لگیں غرض کلام کا
 اسمین نہیں ہے کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
 فروعی جن کے استنباط کی حاجت پڑتی ہو اسمین صحت اور ضعف کے جانتے سے کام نہیں چلتا
 علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع میں اس قدر اختلاف ہے کہ اب تک کوئی بات
 طعن نہیں ہوئی جسے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی اوسکے موافق جو حدیث ہو وہ اوسکے نزدیک
 مرجع ہو اسلئے ایک اوی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہے تو دوسرے نے لا باس کہہ دیا ہے
 غرض اگر صحت اور ضعف حدیث میں ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا تو بھی آنسو پیچھ جاتے دشواری
 تو یہ ہے کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہے اسکا اعتبار کریں اگر ایک کے قول کو درست
 کہتے ہیں تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہے پھر ہم کا اختلاف اوس سے بڑھ کر ہو ایک شخص
 کی رائے میں مسائل مستنبط میں ایک مسئلے کا یقین ہے اور دوسرے کی رائے میں دوسرا
 مناقض اوسکے جامہ ہوا ہے آج جو صلوٰۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث
 صحیحہ معارف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہیں اور دارقطنی اور علامہ ابن ہمام وغیرہم
 نے بخاری کے بعض احادیث میں کلام کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونوں
 کے بعض رجال میں کلام ہے جو مسلم میں بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلفیہ بتلاتے ہیں اور امام بخاری
 شاگرد ابن حجر بخاری میں قریب اسی اسیوں کے اور مسلم میں بعض اسکے ضعیف کہا ہے پھر تقریباً
 بیلقیہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہے اور ترمذی میں سماع کا اپنے والد سے ثابت
 کیا ہے غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہیں جس ظاہر ہو کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا ہر
 درکار ہی معترض صاحب کو سوانام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہیں آتا ہے
 کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ذرا دو چار مسلم ہی معترض ہوا۔

۴۰
بہارِ اربعہ

اپنے اجتماع کے پیش کریں ورنہ فقہائے مجتہدین کے شکر گزار ہوں اور طعن اور تشنیع سے باز
آئیں و کیونکہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف میں لکھتے ہیں اَمَّا هَذِهِ الطَّبَقَةُ
الَّذِينَ هُمُ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَلَا تَشْرِيكَ إِلَّا كَثَرِينَ مِنْهُمْ وَأَمَّا كَثَرُ هُمْ
فِي كَلِمَاتٍ وَجَعَلَهُمُ الطَّرِيقَ وَطَلَبَ الْغَرِيبِ فِي الشَّاذِّ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي
أَكْثَرُهُ مَوْضُوعٌ أَوْ مَقْلُوبٌ وَلَا يُرَاعُونَ الْمُتَّقَانَ وَلَا يَفْقَهُونَ الْمَنَاسِكَ
وَلَا يَسْتَنْبِطُونَ سِرَّهَا وَلَا يَسْتَحْجِجُونَ بِهَا كَانَهَا أَوْ نَقَضَهَا أَوْ مَرَّبَّهَا
عَابِقُوا الْفُقَهَاءَ وَتَنَاقَلُوا هُمُ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مُخَالَفَةَ الشَّيْخِ وَ
لَا يَعْلَمُونَ أَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغٍ مَا أَوْثَقُوا مِنْهُ مِنْ أَعْلَمِ قَاصِدُونَ وَبُيِّنُوا الْقَوْلَ
فِيهِمْ وَأَضْمُوا بَعْضَ لِيكُنْ بِهَ طَبَقَةُ جَوَالِ حَدِيثٍ كَمَا هِيَ سَوْنٌ شَكَّ أَكْثَرُ أَوَّلِي سَمْعِي كَرْتَمِينَ
رَوَايَاتِ هِيَ بَيْنَ أَوَّلِي طَرِيقِ حَدِيثِ كَيْفَ يَجْعَلُ فِيهِ أَوَّلِي طَرِيقِ كَرْتَمِينَ غَرِيبِ أَوْ شَاذِ كَرْتَمِينَ أَوْ سَمْعِي حَدِيثِ
سَمْعِي كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ مَوْضُوعٌ يَأْتِيهِمْ أَوَّلِي طَرِيقِ كَرْتَمِينَ وَهَ لَوْ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
أَوَّلِي طَرِيقِ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
فَقَدْ بَارِعَ عَجِيبَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
نَسِينِ جَانَتِي يَهَامِرُ فَهْمًا كَوَيْهِ سَلَكِ مَبْلَغٍ سَمْعِي دِيَا كَرْتَمِينَ سَمْعِي دِيَا كَرْتَمِينَ سَمْعِي دِيَا
حَقِّ مَبْلَغٍ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
أَكْرَمِي سَمْعِي مَبْلَغٍ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
أَوَّلِي طَرِيقِ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
خِلَافِ هُوَ جَانَتِي كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
بَزْرُ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
أَسَاطِيرِ اسْمَاءِ الْجَلِيلِ أَوَّلِي طَرِيقِ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ
أَكْرَمِي كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ كَرْتَمِينَ

بتائیں کہ متعرض صاحب کے قول سے کتابیں اسناد الرجال وغیرہ کی شے سند ٹھہریں کیوں کہ سند کو وہ ضروری جانتے ہیں پس اونکے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نہ رہے گی **قال** اور ایک مخالف مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ جب وہ حدیثیں مختلف ہوں معنوں اور حکم میں تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیوں کر عمل کریں گے جواب اسکا یہ ہے کہ جن حدیثوں کو مقلدین ائمہ اربعین مختلف سمجھتے ہیں اور ظاہر میں ایک دوسرے کی ضد اور موقوف معلوم ہوتی ہیں یہ سب اونکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی نتیجہ **اقول** حنفیہ کی غرض یہ ہے کہ احادیث مختلفہ میں ائمہ نے جو تطبیق دی ہے وہ سب سے بہتری اور متعرض صاحب نے ابن خزمیہ کا فقط قول نقل کیا ہے حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں قول شے دیگر یہ عمل شے دیگر دعا سب کرتے ہیں کوئی اسکا مصداق دکھلائیے والا سولے ائمہ اربعہ کے موجود نہیں متعرض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ ابن خزمیہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہے اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی لکھ جائے تو بیشک ہمارے کام آتی جس میں تطبیق ان دونوں صحیح حدیثوں کی ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف و غرہ شہر میں جمع کیا ہے اور ابن مسعودؓ فرماتے ہیں مجھے سوائے مزدلفہ اور عرفہ کے اور کہیں جمع کرنے نہیں دیکھا ہے جاتی اسی طرح ایک صحیح حدیث میں صحابہؓ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہے اور عبد اللہ ابن عمرؓ سے یہ روایت ہے کہ مجھے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہیں دیکھا ان دونوں بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونوں صحیح ہیں علیہذا القیاس بہت ایسی احادیث ہیں جنہیں اختلاف ہے مگر ائمہ اربعہ نے بالکل خلاف اٹھادیا ہے خصوصاً مذہب حنفی میں تو حدیث کو مثل آئینہ کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقلدین اونکے حدیث کو خوب سمجھتے ہیں اور ظاہر یہ ہے حدیث کا اصل مطلب نہیں پایا دوسری حدیث کی سی ہی صحیح بخاری کی حدیث کے رو بہ رو باوجود امکان اتفاق کے اوس حدیث سے انکھین

بند کر لے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہیں اس طرح بہت
 قواعد اور نکتے جمبو کے خلاف ہیں جسکو ایمہہ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ ان کا مذہب اختیار
 کرے چہرہ چہرہ ان ہیں کہ اس میں معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے
 ہم معترض معصبوں کی کتاب میں دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہیں اور اماموں کے اقوال سے فرار
 کرتے ہیں کیا ایمہہ کی تطبیق ابن خزمیہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب
 ایمہہ سے بتلایا ہے وہ کسی کو بھی نہیں سوچا اور قاعدے تو سب کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں چنانچہ طلب
 کے قاعدے تمام کتابوں میں موجود ہیں ہندی کی جندی ہو گئی ہے ہر دو کی خاصیت اور
 ماہیت اور افعال و خواص بالقرصیح موجود ہیں اب یوں کہہ دینا کہ فلاں فلاں کتاب دیکھ کر
 مطلب کرنا مشکل نہیں بہت آسان ہے مگر معترض صاحب اگر ان کتابوں کو دیکھ کر کوئی نسخہ
 کسی مرض کے واسطے لکھ دین تو ہم سلام کریں اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گیں تو اس نسخے
 کی اور سنگیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کو علم شریک ہو تا ہے
 جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر طب دشوار ہے پھر طبیبوں میں بھی فرق ہوتا ہے
 جتنا زیادہ زکی اور قوی حافظہ ہوگا اتنا ہی علم طب اور طب اور سکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر
 ہو کرین تو پھر بڑے طبیبوں کو کون پوچھے خود کتابیں دیکھ کر دوا پی لیا کریں جیسے
 آج کل کچھ حکم خطرہ جان ہیں جیسے ہی حضرات ظاہر یہ خطرہ ایمان نہیں دعوائے کچھ کہ بزرگ
 بوسے اجتہاد پانی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاسخ غلطی واقع ہو عرض جتنا کسی شخص کا
 علم وسیع ہوگا اتنا ہی قول اس کا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب
 کی درایت اور الم بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر کی شافعی رح
 خیرات احسان کی فضل بہت و ششم میں لکھتے ہیں مَنْ يَطْلُبُ الْحَدِيثَ وَكَاتِفَقَهُ
 كُنْ يَجْمَعُ الْأَدْوِيَةَ وَلَا يَدْرِي مَنْ مَنَافِعُهَا حَتَّى يَجْعَلَ الصَّبِيَّ كَمَا أَنَّ
 الْحَدِيثَ لَا يَعْرِفُ وَجَهَ حَدِيثِهِ حَتَّى يَجْعَلَ الْفَقِيهَ يَعْنِي جَوْشَنَ مَشَد

خیرات احسان
 جوشن مشد

طلب کی تھی اور فقہیین میں ہوتا مثل اس شخص کے یہ کہ صحیح کتب دواؤں کو اور نہ جانے منافع اور نہ
یہاں تک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہیں پہچانتا وجہ حدیث کی یہاں تک کہ فقہ
آوے اتنے اور فقہ کا اختلاف کچھ مضمر نہیں اس لیے کہ ائمہ کثرتا ہی اختلاف ہو مگر سلسلہ
منفی بہ سبب خفیہ کے نزدیک ایک ہی ہے الا ماشاء اللہ اور حدیث میں اس قدر اختلاف
ہو کہ جس قدر چاروں مذاہب بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہو ورنہ اتنے مذاہب
مختلف کیوں ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے
بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم میں موجود ہو اس کو ملا خطہ کہیے کوئی باب ایسا
نہیں کہ جس میں کسی کا خلاف ہو مگر یہ اختلاف کچھ معنی نہیں فقط معترض صاحب کے
اعتراض کا جواب یہ کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہیں اور
یہ جس غلطی اللہ تعالیٰ چاروں مذاہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہیں کہ حدیث سے
کم ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغوبات ہو محض وہابیات ہی **قال**
بتو ایسے کہ متبع اسے ابو حنیفہ کا سر پر عمل کرے **اقول** مسئلہ مفتی پر **قال** اور ایک
مناظرہ متقدمین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ بہ نسبت حدیث کی کتابوں کے
فقہ کی کتابیں بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہیں سو جواب اس کا
یہ ہے کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہے اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث
کے متون فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھ درجے آسان **ہو** **اقول**
جواب معترض صاحب سے کہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکبک اور ضعیف باتیں
بچا کر خفیہ کی طرف کیوں منسوب کر دین اور جواب دینا اٹکا کیا ضرور تھا شاید
یہ فرضی صورتیں ہوں فقہاء نے فرضی مسائل نکالے ہیں تو معترض صاحب بھی تو
نقصہ بقیہ اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالیں اور غرض اس اعتراض سے یہ ہے کہ کوئی فقہ
نہ بڑے اور نہ اوسیر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک اختتام وغیرہ کتابیں پڑھا کر

کی اور نیک اور طار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علما سنت پر دیکھ کر
اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑی تو اس میں کتبوں سے اجتہاد بھی کر لے اور ہر ایک
کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہیں اور نہ اس میں موضوع حدیث میں چنانچہ فتح الفقہ
میں تو صحیح صحیح حدیثوں سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جہ فقہان کو دیا ہو یہ مطلب
سے ہر کہیں ہو البتہ ضعف اور محنت میں اختلاف ہوا کرتا ہو سکا خود وہ نہیں نے بھی اعتبار
کیا ہو اور حدیث ضعیف پر باوجود پاسے جانے صحیح کے عمل کر لیا ہو چنانچہ ترمذی میں لکھا ہے
حَقَّالُ يَرْيِدُ بْنُ هَاشِمٍ وَكَانَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ سَنَدًا وَالْعَمَلُ عَلَى
حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ يَعْنِي لَكَامِيزِ بْنِ بَارِقٍ سَنَدُ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ كِلَا
مِنْ بَرِّ كَهْرِي هُوَ وَبَعْدَ عَمَلٍ عَنِ شُعَيْبٍ كِلَا حَدِيثٍ بِرِّ هُوَ اتَّهَمَ تَبَسُّعًا وَكَانَ وَجْهٌ
بِجَهْلٍ كَرَّ ضَعِيفٌ بِرِّ عَمَلٍ كَرَّ لِيْنٍ أَوْ فَقَاهُ أَوْ ضَعِيفٌ بِرِّ كِلَا وَجْهٍ عَمَلٍ كَرَّ لِيْنٍ
سے ہر ایکے نام صحیح برائے دیگران + نام صحیح خود یا فتم کم درجہ ان **قال** اور ایک مخالفت
ایہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ مجتہدوں کا کوئی مسئلہ بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہیں ہو اور اگر کوئی ہو گا بھی تو اس کا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اس کو مجتہدوں نے
بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عدا ترک کر دیا ہو گا جواب اس کا یہ ہو کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہیں ہیں اور قائل ہونا خطا کا مجتہد سے
یہ مذہب معتزلہ کا ہوا **اقول** اس کلام سے یہ نہیں سمجھا جاتا ہے کہ احتمال خطا دونوں سے
نہیں احتمال خطا تو ہر صورت میں ہو اگر صحیح کے مطابق استنباط ہو گا تو بھی احتمال خطا ہو
فقد خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا میں داخل دینا محض خطا ہے اگر مجتہد عدا کسی حدیث کے
کسی علت سے ترک کر دے اس کے اجتہاد میں احتمال خطا ہو گا اور اگر مسئلہ استنباطی ہو سکا
مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہیں غرض مسائل اجتہاد
میں احتمال خطا اور صواب ہر صورت میں ہوتا ہے مخالفت اور موافقت کو اس میں کیا دخل

۴۳

۴۳

۴۳

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کونے میں بہت سے صحابہ اگر مقیم ہوئے تھے
 اونکا علم حدیث کہاں گیا کیسا ظاہر ہے سیکھا اور کیا کیونکہ اس زمانہ امام صاحب کو کہہ سکتے
 کونے سے علم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہوں گے چنانچہ مسائل کی تطبیق میں امام صاحب
 کی مسابہ میں اس قدر احادیث موجود ہیں کہ دوسرے کی کتاب میں اتنے نہیں ہیں اور ہر حدیث
 جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہو اسکو کہہ سکتے ہیں کہ امام صاحب کو نہیں پونہچے محض نے دلیل بات اور
 رجحان الغیب ہی خدا ایسے سونظر میں ہے چاہے ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
 اور اجتہاد کے مخالف نہ ہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہیں کہ جسکے مخالف کسی کا قول
 موجود نہ ہو مگر یوں دعوائیں کر سکتے کہ اسکو صحیح حدیث نہیں پونہچے تھی ہم بہت حدیثیں
 صحیح دیکھتے ہیں کہ امیہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کر دیا ہے کچھ محض صحت پر دار و مدار عمل
 کا نہیں ورنہ جرم صحابہ خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہ ہوتا پس سب صحیح حدیثوں کو واجب العمل
 جہان میں تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور برخلاف موجود ہے جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو انکو
 باندہ موافق حدیث فقط ظاہر یہ اپنے خیال میں ہوں گے اسوجہ سے احادیث مرفوعہ
 میں صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہیں خصوصاً جو راوی اوس حدیث کے ہوں اگر اونکے
 خلاف عمل کرتے ہوں گے تو وہ حدیث قابل عمل نہ ہوگی پھر اوس میں امیہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
 جائیں کیونکہ اکثر احادیث کی امیہ نے وہ توجہ بیان کی ہے کہ گونا گوں ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ
 نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہے پس نے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کر لینا
 مسن ظن تو ہی مگر حقاقت اور کتبہ خیالی نہیں ہے درمیر وزیر سلطانراہ بیوسلٹ گزیر
 سکھ زبان چو یافتہ غریب + این گریبان گرفت و آن دامن حاصل یہی کہ حضرت
 صاحب دوسروں کے مخالفے فرضی نقل کرتے ہیں اور جواب کے ضمن میں خود مخالفے کرتے
 ہیں بلکہ اونکے جواب کا نام مخالفہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہیں کہ خفیہ کا حقیقت
 کار کیا ہے اونکی نظر مخالفوں پر ڈال کر ٹیٹی کی آڑ میں اون بچاروں کو بھانسنے لیتے ہیں

اسکے بعد معترن صاحب نے مسئلہ مخالف احادیث نقل کیے ہیں اور عقل کو بالاسے طاق رکھ دیا ہے چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہو گا کہ یہ طعن ایسے حدیث پر نہیں بلکہ اس پر ہے
 بین معترن صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہے امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہیں
قال اور ایک مؤلف مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ قرآن اور حدیث
 کا ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جو کہ مجتہدوں کو نہ مل ہو و یا انھوں نے کسی مسئلہ پر قرآن وحدیث
 کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے اگر کوئی شخص تامل کرے
 تو اکثر پاسے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہے اور ایک طرف اسے امام کی ہے اس حدیث
 صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی اسے پہرے چنانچہ نشست نمونہ خروار سے چند قول اس کے
 یہاں نقل کرتا ہوں دیکھ لیجئے مسئلہ اول اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث
 کے یہ ہے جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے اَلْاِيْمَانُ هُوَ الْاَقْرَبُ اِلَى التَّصَدُّقِ
 وَلَا يَمِيْنُ اَهْلِي السَّمَاءِ وَلَا اَرْضٍ وَلَا يَنْفُصُ يَعْنِي اِيْمَانٌ اَوْ اَرْضِيٌّ اَوْ
 نَقْدِيٌّ ہے اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہیں زیادہ ہوتا اور زمین کم ہوتا ہے
 امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلے میں کلام اللہ کی صریح کئی آیتوں کا بھی اوجھڑیوں کا بھی
 اس لیے کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا اِلٰهَ سِوَاكَ
 عَلَيْهِمُ اِيْمَانٌ اِذَا تَشَهِدُوا بِمَا نَزَّلْنَا يَعْنِي جب پڑھی جاتی ہیں اور ان کے نشانیاں اوسکی
 زیادہ کرتی ہیں اؤ کہو ایمان **اقول** یہاں نزاع لفظی ہے اس میں مخالفت قرآن اور حدیث
 کی مطلق نہیں پائی جاتی تفصیل اس جال کی یہ ہے کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ
 کے کتب میں ہیں فقط تصدیق قلبی کہ ہیں اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی میں ضروری اور
 داخل ایمان جانتے ہیں چنانچہ آیات قرآنی اس پرشہد ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِكَ
 كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ يَعْنِي یہی لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثابت
 کر دیا ہے وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ یعنی دل اوسکا مطمئن ہے ساتھ ایمان کے وَمَا يَدَّخِرْ

تفسیر
 سید وادود

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب نے قے میں وہ ہرگز زیادتی اور کمی قبول نہیں کر سکتی جتنی آیتیں آپ نے بیان کیں سب میں ایمان سے ارکان ثلاثہ مذکورہ درجہ ہیں اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لے قے میں تو بجا ہی سوال معنون سے امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہیں کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموعہ اقرار و تصدیق کے معنی لیے جائیں جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہے تو معنی آیت کے یہ ہوں گے جو تفسیر کبیر میں لکھے ہیں اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہیں ﴿وَالثَّانِي مِنْ زِيَادَةِ التَّصَدِيقِ أَنَّهُمْ يُصَدِّقُونَ بِكُلِّ مَا تَلَىٰ عَلَيْهِمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَلَمَّا كَانَتْ التَّكْلِيفُ مُتَوَالِيَةً فِي زَمَنِ الرَّسُولِ لِكُلِّ مَنْ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوثِ كُلِّ تَكْلِيفٍ كَانُوا طَائِفَةً تَصَدِّقُوا بِأَقْرَبِ الْأَوْسَاطِ مِنَ الْمَعْلُومَاتِ مَنْ صَدَّقَ إِنْسَانًا فِي شَيْءٍ كَانَ تَصَدِّيقًا لَهُ أَكْثَرُ مِنْ تَصَدِّيقٍ مَنْ صَدَّقَهُ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ وَقَوْلُهُ وَلَا ذَاكَ لَيْتَ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ تَرَادَتْهُمْ أَيْمَانًا لَمَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كُلُّمَا سَمِعُوا آيَةً جَدِيدَةً اتَّوَابُوا لِأَقْرَبِ جَدِيدٍ فَكَانَ ذَلِكَ زِيَادَةً فِي الْإِيمَانِ وَالتَّصَدِّيقِ يَعْنِي وَجْهٌ دُوسَرَى زِيَادَتِي تَصَدِّيقٍ كِي يَهْرُكُو تَصَدِّيقِ كَرْتِي هُنِ كُلِ اَوْسِ شَيْءِ كِي جَوِ بِطَرَحِ جَاتِي هِي اَوْ بِطَرَحِ طَرَفِ اَوْ بِطَرَحِ تَحْقِيقِ نَبَاهُ رِسَالَتِ بِنَاهِ مِيْنِ سَبِي دَرِ بِطَرَحِ اَوْ رِي كِي بَعْدِ دِي كَرِي بِسِ وَفَتِ حَادِثِ هُونِ مَرِ تَكْلِيفِ كِي زِيَادِي كَرْتِي تَحْتِ وَهُ تَصَدِّيقِ اَوْ اَقْرَارِ اَوْ نَطَاقِ هِي كِي جَوِ تَحْقِيقِ تَصَدِّيقِ كَرِي كِي كِسِي اِنْسَانِ كِي دَوَامِ مِيْنِ زِيَادِي هِي تَصَدِّيقِ اَوْ بِسِ شَخْصِ كِي تَصَدِّيقِ سِي كِي اَلِكِ اَعْرَبِ تَصَدِّيقِ كَرِي اَوْ قَوْلِ جَنَابِ بَارِي وَلَا ذَاكَ لَيْتَ اَلْحَقُّ يَعْنِي جَبِ وَهْنِ مِيْنِ كُوْنِ اَلْجَدِيدِ كَرْتِي هُنِ اَقْرَارِ جَدِيدِ مِيْنِ هُو كِي يَزِيَادَتِي اِيْمَانِ مِيْنِ اَوْ تَصَدِّيقِ مِيْنِ دَوَسَرَى كِي كَرْتِي هُنِ اَلْمَعْرِفَةُ وَالْاِقْرَارُ لَا يَقْبَلَانِ الشُّكَّ وَهُ يَعْنِي تَصَدِّيقِ اَوْ اَقْرَارِ

کی بیشی قبول نہیں کرتی اور جس صفحہ کا اپنے حوالہ دیا ہو وہیں تو انھوں نے بلکہ اور کسی
 جگہ کہیں ان معنوں سے جو امام صاحب کہتے ہیں ہرگز نہ کی اور بیشی کو نہیں لکھا بلکہ
 کیا ہی چنانچہ عبارت او کی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر میں ہے دیکھا نزاع فقط یا
 ہاں اب گفتگو اتنی باقی ہے کہ امام صاحب ان معنوں کے کیوں قائل ہوئے جو انکو تو
 مجازی لے نے پڑے سو جواب دے گا یہ ہے کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
 مطابق ہیں اگر بیان یہ معنی لیتے تو دوسرے جگہ مجاز لینا پڑتا حدیث اک شافعیہ لے لے ہیں
 بلکہ میری رائے میں امام صاحب کے مذہب اس باب میں بہت درست حلقہ ہے تاہم اگر یہ شرط
 نہ ہوتا تو دونوں طرف کے دلائل لکھتا ہر معلوم ہو جاتا کہ کس کی رائے قرآن و حدیث سے
 موافق زیادہ ہے مگر دو چار سندیں ایسے لکھ دین کہ کوئی صاحب سکو عجبر پر محمول نہ کرے یا
 رہی حدیث سوا و سین کہیں تصریح نہیں کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہے
 بلکہ خود اکی سند میں جو بخاری سے لائے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
 زیادہ ہوتا ہے علاوہ اس کے اسکا حدیث ہونا ثابت نہیں چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
 میں اسی مقام پر لکھا ہے کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
 وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہیں ہے بلکہ عطف اسکا بخاری کے عبارتین قول نبی ہی پر نہیں
 گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہے اتنے اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
 لکھتے ہیں قَالَ الْأَمَامُ هَذَا الْبَحْثُ لَفْظِي لِأَنَّ الْمَرَادَ بِالْإِيمَانِ أَنْ كَانَ هُوَ
 التَّصَدِيقُ فَلَا يَقْبَلُهُمَا وَإِنْ كَانَ الطَّاعَاتُ فَيَقْبَلُهُمَا أَكْلُ مَا قَامَ
 مِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
 وَكُلُّ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى الْكَامِلِ وَهُوَ
 مَصْرُوفٌ بِالْعَمَلِ يَعْنِي كَمَا أَنَّ إِمَامَ صَارَفَ فِي بَحْثِ لَفْظِي هِيَ سَبِيلُ مَرَادِ إِيْمَانٍ
 فَحُطُّوْنَ بِتَصَدِيقٍ هِيَ تَوْبَهُ زِيَادَتِي أَوْ كَمَا نَحْنُ قَبُولِ كَرْتِي أَوْ أَوْ كَرْتِي أَوْ تَوْبَهُ كَرْتِي

فتح الباری شرح بخاری

خلاصہ فقہ حنفی شرح
 فتح الباری شرح بخاری

رضوی

کرتی ہے پس جو دلیل قائم ہو اس پر کہ ایمان کی اور بیشیے قبول نہیں کرتا سو مراد اس سے اصل ایمان
 ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہو اس سے مراد ایمان کا کل ہی جس میں عمل
 داخل ہے اس لئے آورے الدین فیروز آبادی شافعی مذہب لکھتے ہیں وانچہ مشہورست کہ
 الْاِيْمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ حَزِينٌ بَدَأَ وَيَنْقُصُ وَالْاِيْمَانُ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ اِنْ تَحْتَضَرُ
 صلی اللہ علیہ وسلم دین ماضی چیز ہے صحیح فسدہ وان از اقوال صحابہ و تابعین است یعنی جو کہ مشہور
 ہو کہ ایمان قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں آئی بلکہ اقوال صحابہ و تابعین سے ہوا ہے اور
 شیخ المند شارح سفر السعادت بھی جنکی آپ سند لائے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں کہ حاصل
 کلام تحقیق یہی ہے کہ دونوں طرف کی کوئی حدیث صحیح نہیں آئی اور جتنے اقوال آپ نے نقل
 کیے ہیں ذرا غور سے اوس میں ملاحظہ فرمائیے کہ میں یہ لکھا ہی کہ ایمان بمعنی تصدیق یا تصدیق
 مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہی بلکہ اسکی تصریح کر دی ہے کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی
 چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپ لکھتے ہیں اوس میں بھی تصریح کر دی ہے کہ ایمان
 اقرار لسانی اور تصدیق جنائی اور عمل ارکائی ہی زیادہ ہوتا ہی ہندگی سے اور ناقص ہوتا ہی گناہ
 اور قوی ہوتا ہی علم سے اور ضعیف ہوتا ہی جہل سے اس لئے اور سلف کی عبارت میں قول
 وعمل نقطہ آیا ہے تصدیق کا ذکر نہیں ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ عمل سے مراد عام ہی خواہ جوارح سے ہو خواہ
 قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادت میں کر دی گئی ہے اور جمع البجاری کی عبارت
 جو آپ نے نقل کی ہے اس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی موجود ہی ہو سکتا ہے کیونکہ قلم
 انداز فرمایا چنانچہ عبارت یہ ہے اَلْحَقِيقَيْنِ مِنْهُمَا كَوْنُهُمَا قَالُوا مُفْتَسِرًا لِلْمُتَّقِينَ
 لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ وَالْاِيْمَانُ الشَّرْعِيُّ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ بِزِيَادَةِ تَعَمُّدِ اَتَمِّهِ وَبِالتَّوْفِيقِ
 بَيْنَ خُلُوعِ الْمُصَوِّفِ اَقَاوِيلِ السُّلُكِ يَسْنِي مَرَحِلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثِينَ سَبْعِينَ تَحْقِيقِ كَمَا اَوْضَحْنَا
 نے مراد تصدیق کا نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم اور ایمان شرعی زیادہ اور کم ہوتا ہی سبب

سے سفر السعادت

صحیح

ثرون اپنے کی اور ان معنی سے موافقت در بیان ظاہر نفس اور اقوال سلف کے ہو گئے آتے
 باقی بقول صاحب تفسیر فتح البیان کا جو معبر اور مرئی آپ کے ہیں اوسکا جواب یہ ہو کہ وہ خود
 اوسی صفحے میں لکھتے ہیں وَالْمُرَادُ بِزِيَادَةِ الْاِيْمَانِ هُوَ زِيَادَةُ التَّوَكُّلِ اِجْمَالًا
 وَطَمَأْنِينَةً الْقَلْبِ وَانْفِلَاحَ السَّخَاطِطِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی کشاوتہ ہونے
 سینے کی ہی اور اطمینان قلبی اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہی آتے سو اس زیادتی کے خفیہ بھی
 قائل ہیں چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں لکھا ہے فَالتَّحْقِيقُ أَنَّ الْاِيْمَانَ كَمَا قَالَ الْاِمَامُ
 الرَّادِّيُّ لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنَّقْصَانَ مِنْ حَيْثُ نَشِئَتْ اَصْلُ التَّوَكُّلِ بَقِيَ لَا مِنْ حَيْثُ
 الْيَقِيْنُ فَإِنَّ هَذَا رَأْيُ أَهْلِهَا مُخْتَلِفٌ فِي كَمَالِ الدِّينِ يَعْنِي تَحْقِيقُ بِهِ مَكَامِ الْاِيْمَانِ
 جیسا کہ امام رازی نے کہا ہے زیادتی اور نقصان کو باعتبار اصل تصدیق کے قبول نہیں
 کرنا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہے اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہیں کمال دین
 میں آتے اس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہیں چنانچہ اس پر کلام الہی بھی دلالت کرتا ہے
 قَالَ اَوَّلُهُمْ مُؤْمِنٌ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لَّيَطْمَئِنُّ قَلْبِي اِسْ لِيْے کہ مراتب عین الیقین کے رتبہ
 علم الیقین سے فوق ہیں اس واسطے آیا ہے کہ سننا مثل دیکھنے کے نہیں ہوتا اگرچہ بعضوں کا
 قول ہے کہ اگر حجاب بھی اٹھا دیا جاوے تو بھی یقین زیادہ نہو یعنی اصل یقین زیادہ نہو
 بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہیں زیادتی یقین کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ
 کیا گیا ہے واسطے اوس شخص کے کہ علم ہوا اوسکو خاتمہ کہے کا غیر متین پھر اوسکو مشاہدہ اوسکا ہوا حضور
 میں اسی بنا پر بس مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہے اس لیے کہ تصدیق ساتھ
 طلوع آفتاب کے قوی تر ہے تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونوں مساوی ہیں
 اصل تصدیق مُؤْمِنٌ بِدین یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہو آیتیں اسکے آگے لکھتے
 ہیں فَالْخِلَافُ لَفِظِيٌّ یعنی بس اختلاف اسمیں لفظی ہے حقیقی اختلاف نہیں آتے اور
 ردالمحتول علی النہج المقبول میں لکھا ہے کہ تحقیق نفس ایمان کم و بیش نہیں ہوتا نزدیک

حقیقی

حقیقی

حقیقی

حقیقی

إِذَا كَانَ مُرْكَبًا لَا يَحْقُقُ الْإِيمَانُ بِدُونِهِ فَغَيْرُ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ
 وَنَدْخُلُ الْجَنَّةَ قُلْتُ الْإِيمَانُ فِي كَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَاءَ بِمَعْنَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
 وَهُوَ الَّذِي لَا يُعْتَبَرُ فِيهِ كَوْنُهُ مَقْرُورًا بِالْعَسَلِ كَمَا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْإِسْلَامُ أَنْ
 تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيَّ الصَّلَاةَ الْكَرِيمَةَ وَتُعْطِيَ الزَّكَاةَ وَتُؤْتِيَ
 وَهُوَ الْمَقْرُورُ بِالْعَسَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الْمُنْفَعِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 لَا يَزِيْرُنِي لَدُنِّي حَيْثُ يَزِيْرُنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ أَحَدِيَّتٍ وَكَذَا كُلُّ مُوَضِّعٍ جَاءَ بِمَثَلِهِ
 فَالْخِلَافُ فِي الْمَسْأَلَةِ لَفْظِي لَا كَلَامِي لِأَنَّهُ جُمِعَ إِلَى تَفْسِيرِ الْإِيمَانِ وَأَنَّهُ فِي آيَةِ
 الْمُعْتَبَرِينَ مَنْقُولٌ شَرْعِيٌّ وَفِي آيَةِ هَاجَسٍ مُعْنَى كَلَامِ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 اس لیے کہ عمل جبکہ رکن ہو تو ایمان بغیر اس کے پایا نہ جائے گا پس غیر مؤمن دوزخ سے کیونکر
 نکلے گا اور جنت میں کیونکر داخل ہو گا جواب دیتا ہوں میں کہ ایمان کلام شارع میں کبھی معنی
 نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس میں عمل کے ساتھ ہونا اعتبار
 نکلیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہوا ایمان یہ ہے کہ تصدیق کرے
 ساتھ اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اس کے اور اسلام یہ ہے کہ عبادت کرے تو
 اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اس کے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی معنی ایمان کامل کے آیا ہے
 اور ایمان کامل وہ ہے جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہے اس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہے قول
 نبی علیہ السلام میں نہیں زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہے اس حال میں کہ وہ
 ایمان رکھتا ہے اور اسطرح ہر جگہ مثل اسکے آیا ہے سمجھنا چاہیے کہ اس خلاف اس مسئلہ میں
 لفظی ہے اس لیے کہ وہ رجوع کرتا ہے ہر طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کو
 دو معنوں میں سے منقول شرعی ہے اور کون سے دو معنوں میں مجاز ہے انتہی اس عبارت سے
 بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہیں نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

کے معنی اس لیے بیان ہوئے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ معتزلہ نفس ایمان میں
 عمل داخل کرتے ہیں پس اس سے لازم آتا ہے کہ جو عمل ترک کرے اس کو ہمیشہ دو تہ میں رہنا پڑے
 حالانکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
 فقط نزاع لفظی ہی معنی میں نہیں جہاں قرآن اور حدیث میں عمل پر اطلاق آیا ہے
 وہاں ایمان کامل مراد ہے اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہے وہاں فقط اصل ایمان مراد
 ہے اور لغت بھی ان معنوں کے مطابق ہے قاموس میں ہر امن یہ ایماناً صدقہ یعنی ایمان
 لایا وہ ساتھ اس کے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لغات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
 الایمان میں ہر شے نقل فی الشرح الی تصدیق الشارح فیما أخبرنا ما وجدہ
 وهو مذہب المحققین أو مع الإقرار بأن لم یتمتع بما نفع وهو قول الجمهور
 أو مع الإقرار والعمل عند المعتزلة وأما ما یحکی من الحدیثین من أن
 المؤمن اعتقاداً بالجنان ولا قرار باللسان وعمل بالاذن کان قالوا کما یب
 الکامل لا أصلہ کما شنبہ علی أقوام من النظر فی طواہیر عباد اہلہم وقد
 صرحوا بما ذکرنا یعنی پھر نقل کیا گیا شارع میں طرف تصدیق شارع کے اوس چیز
 میں کہ خبر دی شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہی جامع اقرار کے اگر کوئی
 مانع نہ ہو اور یہ قول جمہور کا ہی جامع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے
 منقول ہے کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہے پس مراد اوس سے ایمان کامل
 ہو نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہ ہو گیا ہے بعضوں کو اذکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح
 کردی ہے او بخون نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہے اسے اور مرقات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
 الایمان میں ہے واختلفت العلماء فیہ علی أقوال أو لها وعليہ اکثر من ولا شری
 والمحققون أنه یجوز تصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم بحیثیہ بہ
 بالصبر أو ترغیضی اختلاف کیا ہے علمائے ایمان میں کئی قول پر اول اوں کا کہ اوس پر کثر لوگ

قاموس لغات
 معانی شریعہ
 ماہان بیان

بہ بیان

ناکافی۔ مختار میں محمد مصدق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوا سمین کہ جلالا گیا ہوا
 اشمہ میں انہی تحقیق میں نہ المتحار اس کے بعد لکھا ہوا زمین ظاہر ہوئی یہ مخالفت درمیان قول
 ضروری ایسا وہ تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجالانا اور اور نواسی کا کمال ایمان
 ہو اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی یہ نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کی اور پیشی بجا
 میں لفظی ہوا تھے تیس ہم حیران ہیں کہ آپ کو مخالفت صریح کا حکم کرنے پر کون سی شے باعث ہوئی
 اول آپ کو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنوں سے
 کئی اور ہمیشہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں یا نہیں آپ نے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب
 نے صریح مخالفت کی ادنیٰ استعداد والا بھی جان سکتا ہے کہ فرق ہیں ہوا یہ آیت سلف
 سے آج تک کسی کو نہ سوچھی تھی فقط آپ کو معلوم ہوئی حریف مدحیف یہ انصاف رہ گیا آپ کو لکھتے
 وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابیں تو دیکھ لوں پھر اس اعتراض کو غلام بند
 کروں خیر قطع نظر ان کتابوں کے جن کتابوں کو آپ نے لکھا ہے انھیں میں غور کرتے تو جو آ
 موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتیں کیا کرتے تو شرق سے غرب تک کوئی اونکی تقلید نہ کرنا کرتے
 باوجود دعویٰ اسلام کے ایسی جہرات کی ہے کہ آج تک کسی نے نہیں کی تھی آپ کو گفتگو سے تہذیبی
 مناسب تھی مگر کیا کریں ہمارا یشیوہ نہیں ورنہ بحکم ۵ کلوج انداز را پاداش سنگست
 جواب ندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑوں کو خبر اکنا باعث سو خاتمہ کا ہوتا ہی اس محفوظ
 رکھے آخر حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قرآن شریف میں کس غرض سے لایا گیا ہے اوسمین ایک
 بھی حکمت ہے کہ ظاہر ہی مخالفت دیکھ کر بغیر غور کے یوں نہ کہنا چاہیے کہ فلا نے بزرگ نے
 مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیوں سے ہمارا کچھ نہ کیا تمھیں پرچار و نظرف سے
 نظرن اور ملامت ہونے لگی ہے ۵ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میشل اندر طعنہ
 پا کان برد + قال مسئلہ دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہی
 جو کہ ہدایے اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المتحار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ

فصلی کتابوں میں ہر مسئلہ کے الرضائع ثلاثون شہراً عندہ
پھرنے کی تیس مہینے ہیں نیز ایک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہر ایہ کے

کیا ہو اس مسئلے میں کلام اس کی صریح تین آیتوں کا بھی اور حدیث

پلانے کی مدت زیادہ زیادہ و برس ہر ایک **اقول** امام صاحب نے ہر گز مرتب آیتوں اور حدیثوں کا خلاصہ

کیا بلکہ امام صاحب نے اسی آیت حمله و فصلاً کہ ثلاثون شہراً کے جس سے دو برس بھی لیے ہیں اور

دھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہ ہر ایہ وغیرہ میں لکھی ہے و وجہہ انہ لنگالے

ذکر سنتین و ذکر لهما مئذیة فکانت لکل واحد منهما بکمالها کالاجل المضروب

للدینین الا انہ قاهر المنقص فی احدیہما فبقی الثانی علی ظاہرہ یعنی وجہ امام

صاحب کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کو ذکر کیا (یعنی محل اور رضاع) اور دونوں کے واسطے

مدت بیان کی ہیں مدت ہر ایک کی واسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو فرض کی واسطے مقرر کیا جائے

مگر ایک میں ناقص کرنے والی شے موجود ہے پس باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے

مثال رد المحتار اور بنیائین یہ لکھی ہے اَجَلُ الدِّينِ الَّذِي عَلَى فُلَانٍ وَالدِّينِ الَّذِي

عَلَى فُلَانٍ سَنَةً یعنی وقت معین کیا میں نے اوس دین کا جو فلان شخص پر ہے اور اوس دین کا جو

فلان شخص پر ہے ایک برس اتنے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ دونوں کی واسطے ایک ایک برس چنانچہ تصریح

اس کی کتب مذکورہ میں موجود ہے اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید میں طحاوی اور عیاض میں یہ ہے

فُلَانٍ عَلَى أَلْفٍ دَرَاهِمٍ خَمْسَةَ أَفْئِدَةٍ حِطْلَةٍ إِلَى شَهْرَيْنِ يَكُونُ

الشَّهْرَانِ أَجَلًا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الدَّيْنَيْنِ بِكَمَالِهِ یعنی واسطے فلان شخص کے اوپر ہر ایک

ہزار درہم ہیں اور پانچ گونہ گیموں میں دو ماہ تک اس عبارت میں دو ماہ ہر ایک دین کی کمال

اجل ہوں گے اتنے اور منقص کی مثال حدیث عائشہ کی ہے کہ فرماتی ہیں الْوَلَدُ لَا يَتَغَيَّرُ فِي

بَطْنِ أُمِّهِ أَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ یعنی اگر کائنات باقی رہتا مان کے بہت میں زیادہ دو برس سے

اتنے چنانچہ یہ حدیث کتب مذکورہ میں موجود ہے اور دارقطنی اور سیوطی بھی اس کو روایت کرتے ہیں

کتاب النکاح

باب النکاح

باب النکاح

چنانچہ تخریج زلیعی اور در مختار میں یہ مسئلہ **لَا يَعْرِفُ إِلَّا سَمَاءًا** یعنی اس قسم کی حدیث سنی ہوئی ہی موقی ہو اور در المختار میں فتح القدیر سے نقل کیا ہی اس لیے کہ مقدرات کی طرف عقل پرگزراہ نہیں پاسکتی پھر کہا اوسمین پس ہوگی یہ حدیث حکم میں مرفوع حدیث کے جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر میں اسکو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی اسی وجہ سے امام صاحب محل کی مدت دو برس کہتے ہیں کیونکہ حدیث سے تخصیص آیت کی ہو گئی اور رضاع کی مدت وہی دہائی برس حسب آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی البتہ اس صورت میں دو اعتراض واقع ہوتے ہیں ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کر دینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ لفظ ثلثین کا ایک اطلاق میں ثلثین یعنی تیس اور اربعہ و جثہ ثلثین یعنی چوبیس کے محنوں میں استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمع ہی درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سؤل اعتراض کا جواب در المختار میں یہ لکھا ہی **وَالْآيَةُ مُؤَوَّلَةٌ لَتَوَزَّعَ بَعْضُهُمَا عَلَى الْآخِلِ وَلَا كَثَرُ فَلَكَ لَكُنْ** **لَا أَهْمَا قَطْعُهُ** یعنی آیت تاویل کی گئی ہی بسبب تقسیم کرنے اور کسی اجل کو اوپر کم اور زیادہ کے پس ہوگی دلالت اوسکی قطعی آیتیں اور کہا در المختار شرح در المختار میں قولہ **الْآيَةُ مُؤَوَّلَةٌ** **أَيُّ قَابِلَةٍ لَتَأْتِيَ وَبَلٍ مَعْنَى اخْرَفَ لَكُنْ قَطْعِيَّةٌ** **الذَّكَاءُ عَلَى الْمُخَصَّصِ الْأَوَّلِ بِجَوَادٍ مَخْصِيصُهُ الْخَبَرُ الْوَاحِدُ** یعنی قول اوسکا **الْآيَةُ مُؤَوَّلَةٌ** کے معنی یہ ہیں کہ آیت قابل تاویل کے ہی معنی دوسری کے تیس ہی آیت اول معنی یہ قطع دلالت کرے گی پس جائز ہوگا اس کو آیت کا خبر واحد سے آیتیں **وَفَوْكُهُ لَتَوَزَّعَ بَعْضُهُمَا** **أَيُّ الْعِلْمَاءِ كَالصَّاحِبَيْنِ وَغَيْرِهِمَا** **الْأَجَلِ أَيْ ثَلَاثِينَ شَهْرًا عَلَى الْآخِلِ** **أَيُّ أَقَلِّ مَثَلًا قَوَائِمُهُ** **وَهُوَ سِتَّةُ أَشْهُرٍ وَلَا كَثَرُ مَثَلًا** **وَالرَّضَاعُ وَهُوَ ثَنَانَانِ فَالْثَلَاثُونَ بَيَانٌ لِلْجَمْعِ مَوْعِدِ** **الْمُدَّتَيْنِ** **كَالِثَلَاثِينَ** **وَاحِدَةٍ** یعنی اور قول اوسکا واسطے تفریق کرنے اور کہنے کے یعنی علمائے مثل صاحبین اور سوا ان کے اجل کو یعنی تیس ماہ کو اوپر اجل کے یعنی اقل مدت محل کے اور وہ چھ ماہ ہیں اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہیں پس تیس ماہ بیان ہو فزون

در المختار

در المختار

در المختار

در المختار

در المختار

در المختار

مہ تون کا نہ ہوا حد کا اتنے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اور انکی طرف اقل اور اکثر کے ظاہر معنی کو محل اور رضاء میں سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس یعنی مئیں تھی چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کر دیا گیا ہے اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی رد المحتار شرح در مختار میں لکھا ہے کہ حَلَّہُ وَفَصَّلَہُ دو مبتدأ ہیں اور تِلْكَ شَوَّانَ فَصَّلَہُ کی خبر بجز حَلَّہُ کی خبر مقدمہ ہے پس فَصَّلَہُ کی خبر اپنے معنی تحقیق میں اور حَلَّہُ کی خبر منی مجازی میں پس اجتماع در بیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ میں واضح ہو اور اس پر ایک اعتراض اور ہوتا ہے کہ ایک عدد کو دو سکڑ میں مجازاً داخل نہیں کرتے سو جواب یہ ہے کہ حَشْرٌ کَلَامٌ اِشْتَبَہَ کہتے ہیں اور تَحْدِثُ اَنْیَہُ اُخْرَ اَدِیْتِہِ ہاں التَّہِ اس میں شبہ ہوتا ہے کہ یہ استثناء میں ہے اور گفتگو اس میں نہیں آسکا جواب یہ ہے کہ یہ کہنا تکلف ہے بلکہ سوا استثناء کے بھی استعمال آیا ہے چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معوث ہوے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف میں آیا ہے لَعَلَّہُمْ اَدْبَعُیْنَ سَنَۃً یعنی جب چالیس برس کو پونچھے یہ کہا اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت میں چالیس کا اطلاق آرتیں پر ہو جو وہی الیسا بہت استعمال آتا ہے اسکا انکار کرنا کلام عرب کا گناہ نہ ہوتا ہے اور ایک شبہ اس میں یہ وارد ہوتا ہے کہ حدیث عائشہ آیت حَوَالِیْنِ کا مِلْکِیْنِ اور حدیث لَادِصْدَاعَ بَعْدَ حَوَالِیْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ ہے کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت میں خاص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اس کے باپ پر ہے اس لیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہیں اور امام شافعی درست کہتے ہیں علیٰ ہذا القیاس حدیث بھی اس پر محمول ہے کہ دو برس سے زیادہ رضاء کی اجرت کا استحقاق نہیں پس ان دونوں سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سیاق میں خوب مطابقت ہو جائے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

روایت شریف

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت
 ابو بکر صدیق وغیرہم کے لیے لین جیسا کہ اکثر تفسیرین مذکور ہیں خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق کے
 حق میں نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہیں چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں ہے وَقَالَ
 الْآخَرُونَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ لَصَدِّيقٍ وَأَبِيهِ وَأُمِّهِ اور دوسروں نے کہا کہ یہ
 آیت حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے والدین کے حق میں نازل ہوئی انتہی اور تفسیر احمدی میں
 لکھا ہے وَقِيلَ فِي حَقِّ أَبِي بَكْرٍ لَصَدِّيقٍ خَاصَّةً حَيْثُ كَانَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ
 سِتَّةَ أَشْهُرٍ وَأَضْمَعَ بَعْدَ الْخَوَلَيْنِ وَبَيَّنَّا عَلَيْهِ سِيَاقَ الْآيَةِ وَتَمَامُهَا
 وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى حَتَّى إِذَا الْبَلْعُ أَشَدُّ الْآيَةِ يَعْنِي كَمَا بَعْضُونَ نَزَلَتْ مُؤَيَّةً
 آیت خاص حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم میں چھ مہینے رہے
 ہیں اور دودھ پیا ہی اونھوں نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اس پر سیاق آیت کا اور
 خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالیٰ حَتَّى إِذَا الْبَلْعُ أَشَدُّ الْآيَةِ تک ہی انتہی اور تفسیر
 کبیر میں لکھا ہے کہ حکایت کیسا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے
 اور متقدمین اونکے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہی کیا اونھوں
 نے دلیل اس پر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سعید کیا اجل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار
 کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیوں کے ان احوال
 میں پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہو تا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال
 کی خبر ہی پس ممکن ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا بطن والدہ میں رہنا اور رضاع اونا کا اسی مقدار
 ہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی شخص کی تعریف میں یہاں تک کہ جسوقت پونہچا وہ اپنی
 جوانی کو اور پونہچا چالیس برس کو کہا اسی رب میرے الامام کو تجھ کو شکر کرو نیز تیری نعمت کا جو
 مجھ پر تو نے کی ہی اور میرے والدین پر اور معلوم ہی بات کہ شریض اس قول کو نہیں کہا کرتا پس واجب
 کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہو اسے اس قول کو لیکن ابو بکر صدیق ہی تحقیق کہا ہی

او نحو کے اقل کو قریب اس کی جیسے کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس
 کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر موسیٰ جالین بن من اور ابو بکر صدیق قریب
 جالین بن من کے تھے اور او نحو نے تصدیق کی اگلی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر
 کہ یہ آئین صلاحت رکھتی ہیں کہ مراد اسے حضرت ابو بکر صدیق ہوں اور جب صلاحت رکھنا
 ثابت ہوا ثواب ہم دعا کرتے ہیں کہ مراد اس آیت سے حضرت ابو بکر رضی عنہ ہی ہیں انتہی پس صورت
 میں اس آیت سے ہر شخص کو واسطے دوا ڈھائی برس لینے درست نہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
 حال ہو گا اور درموتے کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثر
 پر قطعی نہونگے بلکہ آیت مؤول ہو جاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
 بیان ہو گئی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہونی کیوں کہ
 ان معنوں سے تاویل کھلاتی ہی ان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہیں اگر شہد
 ہوتا ہی تو فقط یہی ہوتا ہی کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہیں سو یہ امام صاحب کے نزدیک
 جائز ہی چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی کہ مدت رضاع میں اختلاف ہی امام صاحب ڈھائی برس
 اسی آیت سے لیتے ہیں اور امام مالک ۲ و برس سے دواہ زیادہ کرنے ہیں اور ایک روایت میں ایک
 حدیث اور ایک میں کچھ حد معین نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ جب بچے کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
 اور نبوی نے معالم الشریعہ میں حضرت علی رضی عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی
 عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے انتہی پس اس صورت میں البتہ اقل اور اکثر مدت حل اور رضاع کی
 لینا درست ہو جائے گا کیونکہ قرینہ قائم ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا حال مذکور ہی اور جس صورت میں
 کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی مراد ہوں اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعد از انصاف
 ہی البتہ ان معنوں سے بھی بیشک اس میں تاویل ہی پھر قطعی دلالت نہیں چنانچہ صاحب غایہ
 لکھتے ہیں کہ تائید کرتی ہے اسکی تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
 بچہ دینے میں وہ عورت لڑکا کا جنی پس حضرت عثمان کے پاس لائی گئی پس اپنے مشوہ لیا

بیشک

بیشک

اوسکے رحم کرنے میں اور کہا ابن عباسؓ نے کہ اگر میں کتاب سے اس میں مخلصہ کروں تو کر سکتا ہوں کہ اصحاب نے کیونکر کہا حضرت ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَدِّثْهُ فِیْ صَلاٰتِہٖ
تَلٰتِلْثُکَ شَہْرًا آپس حضرت عثمانؓ نے چھوڑ دیا وہ سکو اتنے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونوں
معنی خالی نہیں امام صاحب کے معنی گویا سہین لیکن اونہیں بوجہ حدیث کے تفسیر آگیا اور محدثین کے
مخزون میں بوجہ کسی پیشی لینے کے تاویل ہو گئی یہی وجہ ہے کہ دو سال کے تعین میں کوئی حدیث
صحیح مرفوع نہیں آئی ہے بلکہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہیں جیسا کہ
قرآن شریف سے دو برس دو ہڈ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہے اسکا مطلق ذکر نہیں کہ حرمت رضاع دو
برس میں ہوگی فقط محدثین کا قول ہے ایسی ہی امام صاحب کا قول ہے تصریح آیت میں دونوں کے قول
کی نہیں لیکن سیاق و سباق میں مذہب امام صاحب ہے النبیؐ بخاری اور مسلم کی روایت میں یہ آیا ہے اِنَّمَا
الرَّضَاعَةُ مِنْ الْجَمَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہے نہ سے سوا اس عبارت سے
دو برس کا تعین کیسے ہو سکتا ہے بلکہ آیت میں بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے میں آئی ہے
مطلق الرضاع ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأُمِّهَآ تِلْكَ الَّتِیْ أَرْضَعْتِکُمْ یعنی اور حرام میں
مآئین تمہاری جنہوں نے تم کو دو دھ پلایا ہے اتنے باقی رہی آیت وَالْوَالِدَتِیْہِیْ تَحْنِیْہِیْ لَوْلَا
حَوْلُکُمَا لَکُمَا اِیْرَیٰ تَحْنِیْہِیْ اللّٰہُ وَہُنَا عَلٰی وَہُوْہُ فَصَآلَہُ فِیْ عَامَیْنِ سَوَآسِکَا جَوَابِ تَفْسِیْرِ
میں مذکور ہے وَ بِالْحَقِیْقَةِ لَیْسَ هُوَ حِجَّةً لَّہُمْ فِیْمَا ذَہَبُوْا اِلَیْہِ مِنْ عَدَمِ زِیَادَةِ
الرَّضَاعِ عَلٰی حَوٰلَیْنِ لَا تَہْ قَیْدٌ لِّوُجُوْبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَہَا یَعْنٰی اَنْ لِّیْسَ
اَلْوَا حِبُّ عَلٰی الْوَالِدَةِ اِلَّا رِضَاعٌ وَلَدَہَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوٰلَیْنِ کَامِلَیْنِ وَالزَّیَادَةُ
تَبْرُعُ مِنْہَا اَوْ قَیْدٌ لِّوُجُوْبِ اَجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلٰی الْاَبِ بِقَرْبَیْنِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَ
عَلٰی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُہُمْ وَ کَسَوْتُہُمْ یَعْنٰی لَیْسَ الْوَا حِبُّ عَلٰی الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةٌ
حَوٰلَیْنِ کَامِلَیْنِ وَلَا یَفْہَمُ مِنْہُ اِلَّا یُجْزَا لَیْ زِیَادَةُ الرَّضَاعِ اَکْثَرُ مِنْ سَتَتَیْنِ
یعنی در حقیقت یہ دونوں آیتیں اونکے لیے حجت نہیں ہو سکتیں اوس چیز میں کہ گئے ہیں وہ مفسر

تاریخ

1115

اور والد کو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سب کا اتفاق ہو کہ استحقاق اجرت کے دو برترین
 جناختہ فاضل خان اور سراج الحق میں اسکی تصریح کر دی ہو تو تب بدین احتیاق میں لکھا ہو پس اس فقرہ سے
 جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت میں فصال استحقاق اجرت کا والد پر ہی نہ فصال مدت رضاع
 کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہو اس صورت میں یہ بیان ہی کثرت مدت رضاع کا
 نہیں کہ وہ واجب کر دیتا ہی حرمت کو بعد اسکے کیا نہیں جانتا تو کہ رضاع اور حمل میں فرق ہی اور ارادہ
 کیا ہی کثرت مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کثرت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہو کہ
 اللہ تعالیٰ نے بعد اسکے فرمایا اگر ارادہ کریں والدین فصال کا رضاع منہ ہی اپنی اور مشورے سے اور
 ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فاکے پس دلالت کی اس نے اور باقی رہنے مدت رضاع
 کی بعد حولین کے اور اس واسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے کے اوسیر اور دو
 جھڑا مدت رضاع میں غیر معتبر ہی جس طرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہی دو دھ جھڑا یا سو یا نہ آتے
 اور شرح قدوری میں لکھا ہو **قَوْلُهُ تَعَالَى اَحْمِلْهُ وَفَصْلَاهُ نَلْفُ شَهْرٍ اَلَيْسَ هَذَا بَيِّنًا**
لِغَايَةِ الْفَصَالِ وَلَمْ تَأْهُوَ بَيِّنًا لَا قَلِيلٌ مُدَّةٌ لِّفَصَالِ الْاُتْرَى اِنَّهُ قُرْآنٌ بَيِّنٌ
اَلْحَمْلُ وَالْفَصَالُ وَاَسَرَادُ اَقْلَ مُدَّةٍ اَلْحَمْلُ كَذَلِكَ اَسَرَادُ اَقْلَ مُدَّةٍ لِّلْفَصَالِ
 یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا قول انتہائے فصال کا بیان نہیں بلکہ یہ بیان ہی کثرت مدت فصال کا کیا نہیں
 دیکھتا تو کہ در بیان حمل و فصال کے فرق ہی اور ارادہ کیا ہی کثرت مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا
 کثرت فصال کا آیتیں اور تفسیر ارک میں آیہ **فَاَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا** کے بعد لکھا ہو **اِذَا عَلِمَ**
اَلْمَوْلُکَیْنِ اَوْ نَقَصَا وَهَذِهِ تَوْسِیْعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِیْدِ یعنی زیادہ کریں والدین دو برتن
 یا کم کریں اور یہ وسعت ہی بعد تعیین کے آیتیں اور تفسیر کشف میں لکھا ہو **قَالَ اَسَرَادُ اَقْلَ**
صَادِرًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فَاِذَا عَلِمَ
اَلْمَوْلُکَیْنِ اَوْ نَقَصَا وَهَذِهِ تَوْسِیْعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِیْدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ
 پس اگر ارادہ کریں والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اور غیرین ہی

جناختہ فاضل خان
 اور سراج الحق
 استحقاق

شرح قدوری

توضیح

تفسیر ارک
 ص ۱۰۵

زیادہ کر دین دو برس سے یا کم کر دین اور یہ وسعت ہی بعد حدین کرنے کے آتے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دو برس رضاع کے معین نہیں بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہے اس لیے کہ امام مالک کہتے ہیں کہ دو برس زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہو اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہیں کیونکہ اسمین خوب تغیر واقع ہو جاتا ہے کیونکہ یہ فصل کی عادت ہو جاتی ہے تو بھر دودھ چھڑانے میں تکلیف کم ہوگی اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہیں اس لیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچہ کو دشوار اور باعث ہلاکت ہو گا پس کچھ مدت زیادہ ہو تاکہ اسمین اوسکو اور شوکھانے کی عادت ہو جاوے اور چھ ماہ میں صلاحیت ہے کہ دوسری غذا کی عادت ہو جائے کیونکہ یہ چھ ماہ ادا کرنے مدت محل کے ہیں اس قدر میں غذا کا تغیر ہو سکتا ہے اس لیے کہ حدین کی غذا رضیع کے متغیر نہیں کی غذا اوسکی نان کی غذا ہے پھر وہ دودھ ہو کر رضیع کے کام آتی ہے ایسی ہی رضیع کی غذا متغیر ہوتی ہے فطم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو بھی دودھ بھی یا جاسی اور کھانا بھی دیا جاتا ہے پس معلوم ہو کہ غذا کا تغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے میں ہوتا ہے چنانچہ حدین میں بیان ہوا اس لیے بیان بھی تغیر غذا کی واسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر یہ آید اور عشاء وغیرہ میں لکھی ہے علاوہ اسکے وہ آیت تَلَقُّوْنَ سَنَسْھَرُ اَبْھٰی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہے چنانچہ تقریر اوسکی اوپر ہنسنے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ حدیث میں تو جسکی حرمت میں شبہ ہو جائے اوس بھی بچنے کو فرمایا ہے اور اسمین تو اس قدر دلائل موجود ہیں اس لیے امام صاحب نے احتیاطاً فرمایا کہ ڈھائی برس میں اگر کوئی دودھ کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوس پر حرام ہو جائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ میں اسکی تصریح کر دی ہے بان الذبۃ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اسوقت میں حرمت رضاع میں احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سابق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح ہو جائے کہ یہاں والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاع کا ہے نہ حدین کی چونکہ حدین کا لفظ دیکھ کر شبہ ہو گیا اور مخالفت کا حکم لگادیا اگر آپ سیاق اور سابق آیت کا ہی ملاحظہ فرمائے

بہرینہ بیان

برجی

تو بھی ایسے ہی آکھو ہرگز نہ ہوتے اور اگر آپ کو حنفیہ کی کتابوں پر نظر ہو تو اوغنین تو سب کچھ موجود
 ہی کوئی بات نہیں جھوٹ سی حسب قدر منہ لکھا ہی ہے ایک شمع ہی اوسکا لیس حاصل کلام یہ ہوا کہ حسب
 یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت میں وہی دو برس مراد ہیں جس سے عزت متعلق ہوئی
 ہی اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا جبکہ کوئی دائی نہ ملے یا والد غریب ہو کہ دائی کو نو کر رکھ سکتا
 یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو نہ وہ بچہ گزر مخالفت نہیں ہو سکتی بلکہ
 اختلاف جو ہم نے بیان کیا اسوجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہو ورنہ ایسے محققین
 اپنی طرف سے کوئی بات نعوذ باللہ نہ سنا کہ کہیں جب تک کہ اوسکی کوئی سند قرآن اور حدیث
 سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمیں واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہیں تا معلوم ہو جائے
 کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن و حدیث کی ہرگز نہیں کی بلکہ اوس سے اخذ کیا ہے چنانچہ خوب
 مدلل ہو گیا اللہ بقوہ اسودہ در مختار میں دونوں پر ہی اور دوسری کتابوں میں مذہب صاحبین
 پر ہی چنانچہ فتح القدیر میں ہی اولا حکم فقہاء کبار وھو مختار الطحاوی یعنی صحیح قول
 صاحبین کا ہی اور مختار امام طحاوی کا ہی اور سرروایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہی چنانچہ علامہ ابن
 قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں لکھتے ہیں وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَوَايَةُ آخِرَى كَقَوْلِ
 أَبِي يُسُفٍّ وَهُوَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ
 ہی اور رد المحتار حاشیہ رد المحتار میں بھی اسکو ترجیح دی ہے اور صاحب ہدایہ کا بھی مجموع ثابت
 کیا ہے علی ہذا القیاس اور فتاویٰ میں بھی یہ لکھا ہے وَيَقُولُ لَهَا نَاخُذُ بِمَا سَأَلَتْهُ قَوْلُ
 صاحبین کے ہم عمل کرتے ہیں قبل اس سے دوسرے قول میں مخالفت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ ائمہ محدثین
 وغیرہ میں ہمیشہ اختلاف رہا ہی ایک کے قول پر عمل ہو دوسرے کا متروک ہو اس سے اول یہ
 کوئی اعتراض نہیں آسکتا بلکہ اسکو قبیل اختلاف ائمہ رحمۃ اللہ کے کہتے ہیں صحابہ نہیں کہا
 تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہی وہ عین صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے
 چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل کی جگہ میں بیان کریں گے **قال** مسئلہ سوم اور ایک مسلم امام

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہیں جو کہ ہم ایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل ماں
 اور بہن اور بیٹی اور ان کے سوا جن کو حرام کیا ہے خدا نے جان کر نکاح کر لے اور صحبت کرے گا تو بھی
 اوپر حد نہیں آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہو کیونکہ تمام بیٹیاں آدم کی موضوع ہیں اولاد کے لیے اور وہ
 مقصود اس جگہ بھی حاصل ہے **اقول** اپنے سوانہقت کا نام مخالفت رکھا ہے اس میں ہر گرجا
 نہیں پائی جاتی آپ کا قیاس مع الشارق ہی مسئلہ کچھ ہے اور آپ حدیث کچھ لاتے ہیں حدیث
 میں تو یہ آیا ہے جو شخص اپنی ماں یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا کا
 کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اس میں فقط نکاح کا ذکر ہی ملتا ہے یا بیان نہیں ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ
 وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات
 میں آیا ہے **كَانَ الرَّجُلُ اعْتَقَدَ حِلَّهٗ وَانْكَرَ حُكْمَ الشَّرْعِ لَعَنَ تَدَّ اَقْلُدًا لِّلْاٰثِ**
اٰخَرِ بِقَتْلِهٖ وَاٰخَذَ مَالَهٗ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اس نے حلال ہونے اس نکاح کا اور
 انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس منسوب کیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے اپنے
 اس کے قتل کا اور اس کے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسئلہ اس حدیث کے مخالف ہے
 ہو سکتا ہے علاوہ اس کے قتل کرنا نیز کے منافی نہیں بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہے
 سب تعزیریں داخل ہیں نصاب التعزیر میں آیا ہے **وَالْفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَدِّ عَلَى مَا فِي**
فَتَاوَى نَصَابٍ لَا حِسَابَ اِنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعْزِيرُ مُقَوَّضٌ اِلٰی رَاٰی الْاَمَامِ
وَ اِنَّ الْحَدَّ يَدُّ الشُّبُهَاتِ وَالتَّعْزِيرُ يَحِيْبُ مَعَ الشُّبُهَاتِ یعنی فرق درمیان
 تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب لا احتساب میں ہے یہ کہ حد معین ہے اور تعزیر اسے امام پر ہے اور
 فرق یہ کہ حد شبہہ سے زایل ہو جاتی ہے اور تعزیر شبہہ سے واجب ہو جاتی ہے اور درمختار وغیرہ میں
 لکھا ہے **يَكُوْنُ التَّعْزِيرُ بِالْقَتْلِ** یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہے انتہی پس عبارت سے
 معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہے مگر تعزیر حبس کی کہ شبہہ ہو حد شبہہ میں ساقط ہو جاتی ہے چنانچہ

حدیث اِدْرَاؤُ الْحُلَّ وَكَرَّ بِالْشَّيْبَانِ مَا اسْتَطَعْتَ مَعْنٰی ساقط کر دیا کرو حد و کو شنبہ
 جہان کی استطاعت کہتے ہو اتنے اسپر دلالت کرتی ہو کہ کچھ بھی شنبہ ہو تو حد ساقط کرنا چاہیے
 باقی رہا شنبہ کے تعین کا سو کچھ حدیث اور قرآن میں صراحتہ کہیں مذکور نہیں بلکہ ہر ایک نے استنباط
 کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شہادت میں داخل کیا ہی ہے اگرچہ فرمایا کہ بیچہ حق میں
 اعتقاد کرنا کہ وہ بخون لئے اس سے کو نہیں سمجھا اتنے جناب میں خود آپہنیں سمجھے جو ایسا
 شہرہ دار کیا بیشک آپ کے حق میں ہمارا بھی اعتقاد یہی ہے کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہیں سمجھے
 بننا چھوڑ دیکھو خلاصہ نتجہ القدر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حلگانے میں
 شنبہ ہو جاتا ہی اگرچہ اس عقد کی تحریر یہ اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک و مشرک کے
 جسوقت وہ جانتا ہو یہ شنبہ نفس عقد کا ثابت نہ ہو گا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہیں یا عدا
 تغیر کر دیا اور امام صاحب نے نکاح کرنے سے محل شنبہ نہیں اس میں عدا اور غیر عدا کو کچھ دخل نہیں بلکہ امام صاحب
 کے نزدیک نفس عقد ایسی شے ہو جس سے حد میں شنبہ واقع ہو جاتا ہو گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پھر
 امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفریہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے نکاح محرم سے کیا اور
 بھڑوٹی کی تو حد اسپر واجب نہ ہو گی گو جانتا ہو لیکن مہر واجب نہ جائے گا البتہ اس کے لغز یا شد جو
 سب تعزیروں میں زیادہ ہو سیاستہ دیجائے گی اس کے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہیں ہے
 اور وہ حدیث جمیع آیا ہی کہ اس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اس کے واسطے
 آپ نے حکم دیا کہ گردن اس کی ماری جاوے اور مال اس کا لے لیا جاوے اس لیے کہ وہ مرتد
 ہو گیا اور نہ فقط نکاح سے یہ نہیں لازم آتا کہ اس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہ میں احادیث
 میں وطی کا ذکر ہے بلکہ محض نکاح آیا ہی اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا
 کیونکہ سوائے وطی کے اور فعل میں مثل نکاح وغیرہ کے حد نہیں آئی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال
 لے لینا اس کا باعث فقط ارتداد ہے سو اس میں قتل بیشک آیا ہی اس لیے کہ حد گردن دارنا
 اور مال لے لینا نہیں ہے بلکہ یہ تو لوازمات لفر سے ہیں صاحبین تو کہتے ہیں کہ محرم عمل عقد

نہیں اور امام صاحب فرماتے ہیں محل عقد میں اور دونوں میں شرعاً نطفی ہو اس لیے کہ جو نفی کرتے ہیں
 وہ باعتبار اس مآخذ یعنی نکاح کر نہ پاے کہ کہتے ہیں کہ اسکے سوا سے محل عقد نہیں ہو سکتے اور محل
 عقد کا ثبوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک قطعاً نظر اس عقد کے محل عقد میں کسی فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
 کو امام صاحب ثابت کرتے ہیں خاصاً نظر نکاح کے نہیں کہتے اسوجہ اسکی علت یہ بیان کی کہ اوٹین
 قابلیت مقامہ نکاح کی ہو ورنہ ظاہر ہے کہ اس نکاح کے اعتبار سے قابلیت نہیں البتہ فی الجملہ یہی
 امام صاحب کا مقصود ہے اس لیے کہ شہدہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہ ہو اور ظاہر ہے کہ یہاں
 شہدہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہے اسوجہ سے امام صاحب شہدہ تفریض و سپر واجب کہتے ہیں مگر
 حد کی عقوبت روا نہیں رکھتے پس معلوم ہوا کہ اوٹین نزدیک میدان زمانے محض ہو گا و میں شہدہ
 عقد واقع ہو گیا ہو پس ہر اور تفریض ضروری ہو اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہے کہ یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ
 لَمَثَلٌ بَعْثَارَ بَنَاتٍ فَزَيِّنَا لَهُنَّ فَاِذَا بَلَغَ الْهُدُودُ فَاِذَا بَلَغَ الْهُدُودُ فَاِذَا بَلَغَ الْهُدُودُ فَاِذَا بَلَغَ الْهُدُودُ
 مِنْ فَرْجِهَا لَيْسَ بِعَوْرَتٍ نِكَاحُ كَرِّ بَعِزَانٍ وَلِي اِبْنِهِ كَرِّ بَعِزَانٍ وَلِي اِبْنِهِ كَرِّ بَعِزَانٍ وَلِي اِبْنِهِ
 او سے پس واسطے اس عورت کے مہر ہی بسبب جماع اسکے کہ آیت یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہاں بالاتفاق حد ساقط ہو جائے گی اس معلوم ہوا کہ نفس
 عقد کو اتنا داخل ہو کہ حد ساقط کر دیتا ہو ورنہ اگر نکاح نہ ہوتا تو حد لازم آتی یہ فقط نکاح کی برکت ہو کہ باوجود
 باطل ہونے کے مہر لازم ہو گیا اور بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت تھی
 یہ نکاح محرکات بطل سے تو کسی طرح زیادہ نہیں اس میں کیونکہ شہدہ عقد نہ ہو گا اور کیونکہ حد ساقط نہ ہو گی علی
 القیاس بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَاَلْحُدُّ بِالْمِثْمَهِ مَاتِ او پر گزرتی اور حضرت
 عمر کا قول ہے لَنْ اُعْطَلَ الْحُدُّ بِالْمِثْمَهِ مَاتِ احَبُّ لِي مَنْ اَنْ اُقْبَلَ بِالْمِثْمَهِ مَاتِ
 یعنی البتہ اگر موقوف کروں میں حد و کو شہدات سے تو اچھا جانتا میں اس سے کہ قائم کروں
 میں او کو شہدات سے اتنے اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبد اللہ بن مسعود
 اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قالوا لََا اَشْتَبَهُ عَلَيْكَ اَلْحُدُّ فَاِذَا رَأَى مِثْمَہُ کَمَا

اونھوں نے جسوقت مشتبہ ہو جائے تبھی حد میں توقف رکھو اسکو انتہی اور اسی طریقہ پر کہتے ہیں
 کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہیں ہے کہ موقوف کر دی جائے اور ان آثار میں جرح کرتے ہیں کہ
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہیں بلکہ بعض صحابہ رحمہم سے بطریق ضعیفہ
 منقول ہے اس لیے کہ بعض اوسکا مرسل ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر سال میں کچھ مضائقہ نہیں اور یہاں
 موقوف بھی حکم میں مرفوع ہے اس لیے کہ واجب کو ساقط کر دینا بعد ثبوت اوسکے کے شہدے سے
 خلاف مقتضائے عقل و ہمت ہے عقل ہی کہ بتحقق ہونے ثبوت کے شہدے سے مرفوع ہو پس جبکہ اسکو فحشا
 نے ذکر کیا تو اسکو رفع ہی پر محمول کیا جائے گا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہاء کا اجماع ہونا ہے
 کہ حدود و شبہات سے ساقط کر دیے جاتے ہیں کفایت کرتا ہے اسیدو اسطے بعض فقہانے کہا کہ یہ
 حدیث متفق علیہ ہو اور بھی یہ ہے کہ قبول کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے اور بھی متبع نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اور صحابہ سے اس مسئلہ میں یقین ہو جاتا ہے کہ چونکہ جب عرس سے آپ نے باوجود اقرار کے یہ فرمایا
 کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہو گا یا باتھ لگایا ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تھیں کہتے تھے کہ کسی طرح
 ہاں کہہ دیں اور اس دریافت کرنے میں اور کوئی فائدہ نہ تھا سو اسکے کہ اونھوں نے ہاں کہا اور چھوڑ دیا ہے
 اقرار و قرض کا کر لیا اوس آپ نے کبھی یہ فرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہو گئے ایسے
 چور سینہ فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی محکوم تو گمان نہیں کہ تو نے چوری کی ہو اور غابہ دیت سے بھی اسی
 قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علی نے ایک عورت سے فرمایا شاید سنوتے میں وہ تیرے اوپر گناہ
 یاز بردستی کی ہو یا تیرے مولے نے تیرا نکاح کر دیا ہے اور تو اسکو چھپاتی ہے اور بہت اسکی نظیریں
 ہیں جنکا بیان کرنا طول کلام ہے پس حاصل ان سب تقریروں کا یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے میں جلد
 کرنا بیشک جائز ہے اور ان استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصد احتیال کا فائدہ دیتی ہیں
 معلوم ہو کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار ہے ثبوت ہوتا ہے جو یہاں پایا گیا اور یہی ان
 آثار کا حاصل ہے پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہو گئے اب اسمین کسی طرح کا
 شک نہ کرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نہ کرنا چاہیے اور نہ اعتماد نہ کرنا چاہیے

اللہ تعالیٰ بعض مواقع میں اختلاف نہ مائیں "اقرعوا ہی ان ایاہنہ" قابلیت دفع کی رکھتا ہے یا نہیں
 سو ہمارا اذوقل یہ کہ کشتہ ہی ہے جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہوائتے شخص فقہ القدر زیادہ
 زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نے رسالہ القول النجاشی
 فی سبوط الحدیث کماح الحارم میں کی ہے اس پر امام صاحب نے نکاح عجمیات کو بھی داخل شہادت کیا ہے
 اگر انکے اس میں شبہ ہے تو ان کے دفع میں شک (۱) حدیث پیش کیوں نہیں کی یا کسی آیت سے سند
 لائے ہوئے امام صاحب کی جو حجت ہمارے میں مذکور ہے او انکی رد میں آپ نے دو جواب لکھے
 ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس حدیث میں در زنیہ لکھا جاوے مارے گھٹنا چھوئے انکو
 اس میں محض اپنے اپنی رائے کو داخل دیا ہے جب آپ کو کوئی حدیث نہیں ملتی تو خفیہ کیسی عبادت
 کیوں ہے کہ خود آستین چھڑا کر لڑنے کو مستعد ہو جائے ہیں پھر اس سے کچھ بحث نہیں کہ الفاظ او
 معنی کو رابطہ ہو یا نہ ہو بلکہ تا مقدور رابطہ کلام نہیں دیتے اتفاق کہہ میں ہو جائے تو معذور ہیں
 جب کچھ نہ بن پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ خفیہ نہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہیں
 اور نہ حدیث کی آیت سے جواب من قرآن اور حدیث کی مخالفت سے خفیہ تو بیشک ڈرتے ہیں مگر
 فرقہ ظاہر یہ کہ مخالفت سے اللہ او انکو کچھ باک نہیں خلاصہ یہ کہ قرآن شریف میں نکاح
 عجمیات کے لیے کہیں حد نہیں آئی ہے باقی رہی حدیث سوال تو وہ ہر کے واسطے ہے چنانچہ عبادت
 لمعات و فقہ القدر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تو زنیہ اللہ کسی حدیث میں رجم یا سوردہ آئی
 ہوں اور نہ اس سے وعدہ ہیں ہو تو اس وقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دین گے
 اور جب قتل دونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر نہ کو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہیں جوش
 آپ کے بی انصافی کرین اللہ ایسے تعصب بجاوے **قال** مسئلہ چارم ایک سالہ امام عظیم کا مخالف
 سریش کے یہ کہ حکم قاضی کا تمام عہد او فسوق مثل نکاح اور طلاق اور بیع اور اقالہ میں امام عظیم کے
 نزدیک نافذ ہے ظاہر او باطناً آخر **اقول** اگرچہ غریب و خربود اور خلط کلام تا ہی عام کو خاص
 اور خاص کو عام کرنا بھی کلام ہے حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہیں خاص

کہو کہ یہ
 کہو کہ یہ

اختلاف ہوا لہذا اگر فقط اونکی گفتگو پر کفایت کی جائے گی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اس پر والہ میں
 تھا وہ سو فتنہ ظاہر اقتصاد واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہیں کہتے لہذا جس میں گواہ اور
 قسم ہو وہ یمن امام صاحب فرماتے ہیں کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن میں نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
 حدیث سے نہیں نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
 کی مخالفت لازم آتی ہے اس لیے کہ اس پر سب متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام میں خطا
 نہیں ہو سکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہو گئی چنانچہ امام نووی جو محدثین میں سے
 ہیں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ اسکو خاص کرتے ہیں ساتھ بغیر اجتہاد کے یعنی جس میں گواہ اور قسم
 ہو کہیں معلوم ہو کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہے عام نہیں لہذا فرق اتنا ہی کہ محدثین میں سے اور
 یمن غنیہ اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور امام صاحب احوال میں خاص کرتے ہیں غرض کہ
 طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد اسکو مقید کرتے ہیں اب ظاہر الفاظ حدیث کے اہل انصاف خود سمجھ
 لیں گے کہ اس سے قریبہ احوال کا ہی یا غیر اجتہاد کا علاوہ اسکے حدیث حضرت علیؓ کی جسکو آپ موقوف
 بتلاتے ہیں اور قابل محبت نہیں کہتے اس قول کی مؤید ہر اور حدیث موقوف امام شافعی کی یہاں
 حجت نہیں چنانچہ خلاصۃ الاملا میں لکھا ہے وَهُوَ كَيْسٌ مُّجْتَبَاً عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
 نہیں ہے حجت نزدیک شافعی کے اتنے اور خفیہ کے یہاں بیشک حجت ہی چنانچہ لمعات میں آیا ہے
 وَمِنْ مَدَنٍ هَبَّ ابْنُ حَنِيفَةَ رَضُوْهُ وَجُوْبُ تَقْلِيْدِ الصَّحَابِ اِيْ فِيْمَا قَالُوْا يَعْنِيْ اَوْ ذَهَبَ اِيْمَامُ صَحَابِ
 کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہے اس چیز میں کہ کہا اوںھوں نے اتنے اور اتقانی میں لکھا ہے اَعْلَمُوْكُمْ
 اَنَّ تَقْلِيْدَ الصَّحَابِ اِيْ وَاجِبٌ يَعْنِيْ جَانِ تَوْكِهٍ تَحْقِيقِ تَقْلِيْدِ مَحَالِيْ كِي وَاجِبٌ ہوا اتنے اور یہ جو
 لکھے ہیں کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کی جاتی ہے سو جناب میں ہر معلق کا یہ حکم نہیں ہے
 بعضے اتنا معلق کے مقبول ہوتے ہیں چنانچہ تصریح اسکی نحوۃ الذکر میں اپنی عبارت منقول کے
 بعد موجود ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو تعلیقات بخاری میں قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعیف
 ہوا حال انکہ تعلیقات بخاری حکم میں اتصال کے ہیں کچھ انکی تصریح پر اسکی صحت موقوف

معلق ضعیف
 حجت موقوف
 تعلیقات

حدیث
 نحوۃ الذکر

نہیں اور بعضوں نے یہ فرق کیا ہے کہ جس میں امام بخاری صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسے قال فلاں
 یاذاکر فلاں تو یہ صحیح ہے اور جو صنیۃ مجہول لائے ہیں جیسے قیل یا یقال لتوا ملکی صحت
 میں اللہ کا نام ہے لیکن چونکہ اس کتاب میں مروی ہے کوئی اصل اس کی ہوگی پس ایسے شخصوں کی
 تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہیں حالانکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہے کہ
 کمال سند کو حذف کر دیتے ہیں اور فقط قال سراسر قول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں چنانچہ
 تصریح اس کی مقدمہ مشکوٰۃ میں موجود ہے خصوصاً متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان میں
 کرتے تھے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف
 کے خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي اِلَى مَا قَالَ تَتَوَفَّقُوا الْكُذْبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے کہ سب قرونوں سے بہتر میرا قرن ہے پھر جو اس کے متصل ہے پھر جو اس کے متصل ہے پھر پھیل جائیگا
 جھوٹ اتنے اور طامہ ہو کہ اپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اس کے بعد تابعین کا زمانہ ہوا انھیں
 تبع تابعین کا پھر ان کے بعد ایسا جھوٹ پھیل کہ لوگوں نے حدیثین وضع کرنے شروع کیں
 اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہیں ان شروط کی تصریح نہیں
 یہ شروط فقط احتیاط تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اس میں اتنی باتیں
 دیکھ لی جائیں جب اس سے اخذ کیا جائے اس کے یہ معنی نہ تھے کہ پہلے سناؤ الا سناؤ امام بخاری
 کی جو حدیثیں بیان کر گئے ہیں ان میں بھی سند اتصال ضرور ہو یا شاوگلا یہ فقط قرینہ اس پر
 کی ایجاد تازہ سے ہے بیشک امام محمد کے تعلیقات حکم میں اتصال کے ہیں مثل امام بخاری کے
 چنانچہ اتفاق مجہول علماء سے حنفیہ مصنفین شافعیہ کا اس پر دلیل یہ ہے اور تہذیب الاسول میں بحث
 شرائط راوی میں مراسلات امام محمد کو حجت لکھا ہے اور جو قواعد بعد اسکے کسی مصنف کے واسطے
 جاری کیے گئے وہ ہیلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہیں یا پچھلے لوگ اس کے پابند ہو کر تحقیقات
 سابقہ کو سطر ترک کر سکتے ہیں البتہ اتنی بات ہو کہ ضروری ہے کہ اگر کہیں مخالفت دیکھیں تو
 اس میں تطبیق کو یہ اس لیے کہ جب بھی یہی نصوص با سند مخالفت کریں گے تو پھر موافقت نہ ہو

توضیح

توضیح

کون آئے گا پس ضرور ہو گا افعال صحابہ میں اور احادیث مرفوعہ میں حتی الامکان تطبیق میں
 ہو سا خلفاء راشدین کے فعل اور قول کی تفسیر میں حدیث علیہ السلام کی سند سے
 ائیکھاء الراشدین یعنی لازم ہو کہ وہ طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاء راشدین کا اتنے واڑ
 ہو کہ کیا قول تو مرفوع ہی ہے سند میں قائل علی مخصوص حضرت علی کے حق میں اقتضا اھم علی کا وار د
 یعنی صحابہ میں زیادہ اور محدث فیضا کرنے والے علی ہیں سچہ یہ فرمانا حضرت علی کا کہ تیرے
 گواہوں نے تیرا شیخ بزرگ یا صاف دلالت کہ تیری جیسے معامات میں جو خود سے تعلق رکھتے
 ہیں ظاہر اور باطن میں تھنا نافذ ہو جاتی ہے اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق و دلالت کرتا ہے کہ
 اموال میں وارد ہوئی ہے چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہی ہے چنانچہ ایسی ظاہر
 کے انکار کرنا انکو یوں سمجھنا ہے کہ جیسے فرقہ ظاہر یہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علی بھی نہیں سمجھے
 اسلئے یہ بخلاف فاسد ہے غلط ہے یہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ قول پیغمبر کے معنی جو ہم کہتے ہیں
 وہی مراد ہیں اور مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جاتے ہیں انکے اعتقاد میں صحابہ مرفوع حدیث کے
 بالکل مخالف تھے اسلئے صحابہ کا قول نہیں مانتے تو کہتے کہ بعض و نکتہ بعض
 یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہیں ہم ادر جس ہم انکار کرتے ہیں انھیں کے حق میں صادق ہو
 چونکہ صاف صاف بے شک صحابہ کو کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اسلئے حدیث مرفوع کے بردہ میں
 بہت کچھ ملے ادبی صحابہ کی شان میں ترجیح ہے فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہی جو صحابہ کے
 خلاف قرآن و حدیث کے عمل کرنے پر قائل ہیں اور انصاف مطلق نہیں کرتے اپنی رائے
 کو مقدم سمجھتے ہیں یوں نہیں تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے میں قصور ہو گا
 صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اوسمیں تطبیق میں کیا اسکان ہو یا دوسرے کی بات مانیں یہ تو
 دو تک پہنچتے ہیں اور ہم کوئی بات الزام بھی کہیں تو کہتے ہیں تو بہ تو بہ ایسی بات نہ کہنا کیوں نہیں
 کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ اس خبر کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوئے یہ
 عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ اگر امام صاحب قرآن اور حدیث کے معنی لینے میں

ایک دین ہو غلطیان ہوں گی تو دوسروں سے ہمارے دین فوسو غلطیان ہوں گی اور خیریت میں معین
بعض صحابہ کو مجاہدہ تھیں مگر سداً ہر جگہ پیش کرتے ہیں اب جو حدیث ہے: ہر طرف سے دشمنی سے
اور یوں سمجھئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کہا تھا: ابھی جواب دینے کے بعد جو گئے اس میں
مخالف دوسری حدیث بھی ہے کہ اس میں ہے: کہ اگر کوئی حدیث نہیں پہنچی تو یہ بات کا قول
قرآن اور حدیث کے مخالف نہیں ماننا چاہیے۔ اور یہ حدیث اور ان لوگوں نے قرآن میں کہا کہ
سبح برین عقل و دانش سباید گریست و بلکہ امام اعظم کا مسلک تطبیق نہایت درست ہے تاہم بعض
اور رسول نے حکم نہیں دیا کہ قرآن اور احادیث میں باوجود تطبیق اور موافقت عقل کے نہ خواہ
عقل کرنا یا نہ جہان تطبیق نہ ہو سکتی ہو کو خلاف عقل ہو ہم اس کو قبول کر لیں گے اور اس میں ایسا
قصہ سمجھیں گے اور فقط ایک لفظ کو لے لیں اور دوسری لفظ کو غور نہ کرنا بلکہ اپنی عقل کو ہر طرف سے
فرقہ ظاہر کا کام ہی مدہ معنی موافق عقل کے چھوڑ کر خلاف عقل جاننا انھیں کا شبہ ہے عقل کو یوں
سمجھتے ہیں کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہو دین میں اس سے مطابقت کو کلام فیہ تجا ہے بلکہ
دوسرا کہ تو اسے طبع کرتے ہیں چنانچہ ایک ظاہر یہ کہ عقل یہ کہ عقل یوں بہت ضعیف ہے کہ اسے
کہتے تھے کہ ان کم بخون نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہے اکثر باتیں خلاف ہیں یا کہ
ہیں ایک وزیر ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہے جو مخالف ہے کیا ایک ہر تو بہانہ
سیکڑوں ہیں مگر خیر مشیت نمونہ از خردارے ایک بتلائے دیتا ہوں دیکھو یہ سب منطقی تفقہ ہے
کہ اجتماع یقین محل ہے اور اثبات اور نفی صحیح نہیں ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہے قرآن اور حدیث کے
کیونکہ دیکھئے کہ لا الہ الا اللہ نفی ہوئی اور لا الہ الا اللہ اثبات ہے تو یہ دینیں ورنہ ایسی صریح مخالف
نکرتے حاصل کلام یہ کہ آدمی کو یوں سمجھنا کہ جو سمجھا ہوں دوسرا نہیں سمجھا بلکہ صریح مخالف
قرآن اور حدیث کی سمجھا یہ عین خطا ہے تمام کتابیں ایمہ اربعہ کے اختلافات کی صحت لائل موجب
ہیں دیکھ لیجئے اور یہ نہ کیجئے کہ انھوں نے بڑی بات کے ایک طرف کی بات لکھ دی اور دوسری طرف کو
جھوٹ گئے اور نہ سمجھے ہو جسے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہے اور قول قاضی شوکانی کا

کہ جنکے اقوال جسمیہ کے مخالف ہیں الا وہ ان میں موجود ہیں پیش کر دینا اور ایسے ہی اقوال و کلمے مقلدین
 کے نقل کر دینا سراسر سٹہ دہری اور کچھ نہیں ہو بلکہ اسمین قول انکا چاہیے تھا کہ جنکو طوفین تسلیم کرتے
 جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقیدہ اجماع اور انصاف نے بیان کیا اختلاف میں لکھتے ہیں جان تو
 کہ تحقیق امت نے اجماع کیا ہو سیکر اعتماد کریں وہ سلف پر شریعت کی پہچان نے میں یس تا بعین
 اعتماد کریں اسمین صحابہ پر اور شیخ تابعین اعتماد کریں تابعین پر اور سید طرہ سہ طریقے میں اعتماد کریں
 بچھلے علما اگلے علماء پر اور عقل او سلی خوبی پر دلالت کرتے ہو اس لیے کہ شریعت میں پہچانی جاتی ہے
 ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہیں مستحب ہوتی مگر این طور کہ ذکر کے ہر طبقہ اپنے پہلوں کے
 بالاتصال اور استنباط کرنے میں یہ ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہ ہو جاوے
 انکے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاوے گا اور چاہیے کہ بنا کریں اوپر اور استعانت کرے
 اوس میں اور ان سے جو پہلے اسکے ہیں اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہو گیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہوں
 اقوال و کلمے کہ خیر اعتماد کیا جاتا ہو روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اوکئی کتابوں مشہور میں مجتہدین
 اور یہ کہ ہوں مخدومہ یعنی بیان کیا جاسے راجح محتمل اوکئی سے اور خاص کیا جائے عموم انکا بعض
 مواقع میں اور قید کیا جاوے مطلق انکا بعض جا پس جمع کیا جا مختلف فیہ اور بیان کیے جائیں
 سبب اونکے احکام کے اور نہیں تو صحیح ہوگا اعتماد اول پر اور نہیں ہی کوئی مذہب اس زمانہ اخیر میں
 اس صفت کا مگر یہ چار مذہب بالمد مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت میں نہیں جانتے ہی اعتماد
 اوپر اتنے مختصر باقی تحقیق اس کتاب کی اول میں گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرمائیے اب امام
 صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قصداً ظاہر اور باطن میں سوامال کے جاری ہو جاتی ہی
 شروع کوئے ہیں فتح القدیر میں ہے کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن میں قصداً نافذ ہوگی
 کہ جسمین قاضی کو انشائی عقد ممکن ہو کیں اگر دوسرے کی عدت میں نہ ہوگی یا مطلقہ اثلث غیر کی ہو
 تو اس صورت میں قاضی کو انشائی عقد کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی تملیک کا اخیر
 عوض کے مالک نہیں ہوتا اور تصدیق و تصدیق سے قطعاً منازعت ہی اور اس صورت میں جھگڑا طے نہیں کیا

مذاہب چار
 مذہب

مذاہب
 مذہب

اگر جب تصدایا بطن میں نافذ ہوا سو اس کے کرا کر عزت باقی رہے گی تو پھر مناعت و طمی کی طلب میں مگر ہو
 اور دوسرا منع کرے گا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی نہیں ضرور ہوا پہلے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
 کہہ دیا کہ میں نے تمہارا نکاح کیا اور اس کے ساتھ حکم دیا اس کے بعد لکھا ہو قول اَبی حنیفۃ رضی اللہ عنہ
 یعنی اور قول امام صاحب کا بدل زیادہ جانتے اور امام طحاوی لکھتے ہیں فَيَذْبُثُ الْحَلَّ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى
 وَلَئِنْ أَتَى الْمُدَّعَى اِنْشَاءً اَوْ اَصْلًا عَلَى الدَّاعِي الْكَاذِبِ يَنْبَغِي فِيهِ ثَابِتٌ مِمَّا يَحْتَجُّ
 نَزْدَ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا اِنْ كَانَ مِمَّا يَحْتَجُّ عَلَيْهِ كَمَا مَعِيَ كَمَا مَعِيَ قَدَمِي كَرْنِ اَبْنِ كَاوِ بِرْ جَوْنِ دَعْوَى كَسْ
 اِشْتَرَى اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ او سکون بیشک ہو گا کیسے ہی جبر الیقین کی اس عبارت سے واضح
 ہوتا ہو لَئِنْ أَتَى الْمُدَّعَى اِنْشَاءً اَوْ اَصْلًا عَلَى الدَّاعِي الْكَاذِبِ يَنْبَغِي فِيهِ ثَابِتٌ مِمَّا يَحْتَجُّ
 الدَّاعِي لِبَاطِلِهِ فَإِنْ كَانَتْ اَشْهُرُ عَلَيْكَ بِسَبَبِ الْوُطْطِيِّ يَنْبَغِي فِيهِ نَبِيْنٌ لَزَامٌ اَمَّا قَائِلُ مَوْنِ طَلْتِ
 و طمی سے نہ گنہگار ہونا اس کا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے اور اس کے اوپر دعویٰ باطل کے
 اگر چہ نہیں گناہ ہوا بسبب و طمی کے اِشْتَرَى اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ او سکے ذمے پر رہیگا
 پھر او سکے واسطے جو کچھ عید آئی ہو اسی کذب کا بدلہ ہو گا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
 مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہو گیا اور طحاوی کہیں لکھا ہو کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اسمین
 سب کا اجماع ہے کہ جو شخص کسی نو طمی کو خریدے پھر چھوڑ دے اور اس کے فسخ سے کما اور گواہ لاوے پس قاضی
 حکم کرے تو بائع کو و طمی اور اس کی تیر کی حلال ہوگی اور اس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود حائضہ
 او سکے کہ دعویٰ مشتری کا چھوڑا ہو حال آنکہ اسمین تو آزاد کر کے بھی خلاصی پاسکتا ہو گواہوں کے مال کا تلف
 ہو اِشْتَرَى اس طرح امام صاحب کہتے ہیں کہ بیان ماہ الفرق کو نفی شیعی جس سے یہاں و طمی جائز ہوا
 وہاں جائز نہوا و بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے بیان بیان نہیں ہو سکتے ورنہ یہاں
 بحث کو ایک فقرہ جابہ گریف ہو کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور
 کے بتلانا دو حال سے خالی نہیں یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہیں سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا کہ
 اگر یہ احتمال تو ہم نہیں لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہو جو ایسی باتیں دانستہ کرے کہ اپنے تئیں ائمہ و

حکم و طمی

حکم و طمی

حکم و طمی

حکم و طمی

اسلام سے خارج سمجھے ہاں آپ کے فہم میں خطا واقع ہوئی خیر یہ خطاے اجتماعی ہوا جس میں آپ
 معذور ہیں خدای تعالیٰ اے اے نبیؐ میں رسا اور طبع سلیم عنایت فرماوے امین ثم امین **قال**
 مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور ان کے شاگردوں ابو یوسفؒ و محمدؒ کا فی الف بمعینہ علیہ السلام
 کی دو حدیثوں کے یہ ہے جو کہ ہر ایک اور شرح و قیامہ او کثر الدقائق وغیرہ میں لکھا ہے میں امتنع
 مِنَ الْجُرْبَةِ اَوْ تَمَثَّلَ مُسْلِمًا اَوْ كَسَتْ الدُّنْيَا عَلَيْكَ الْإِسْلَامُ اَوْ تَرَانِي يُسَلِّمُ لَكَ
 يَسْتَفِضُّ عَهْدِي لَعْنَةُ يَحْيَىٰ جَزِيرَةُ دِينَ وَالْأَجْزِيرَةُ دِينَ سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو
 مار ڈالے یا کالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان امور سے اس کا
 عہد زمی کا نہیں ٹوٹتا **انہم اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہیں سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ
 حدیث آپؐ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث میں کانت کشتہ کا لفظ اسیرت
 کرتا ہے کہ جو کر سب و شتم واقع ہوا اور عادت ہو جائے تو اس کو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ لفظ
 کے معنی ہیں کہ سب و شتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہیں کہ ایک بار اسے شتم کیا ہوا و قتل کی گئی ہو
 اور اگر ایک بار مراد ہوتی تو کانت کشتہ ہوتا جس کے معنی ہیں شتم کیا تھا اسے پس لفظ
 حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک سب و شتم نہ ہو تو قتل نہ کرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالفت
 نہیں کہتے اس لیے کہ المختار میں جسکی عبارت آپؐ نقل کی ہو اس کے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہے
 قَوْلُهُ وَبِهِ أَفَنِي شَيْخُنَا أَيْ أَبَوِ الشَّعْبِ حُمُفِي الرُّومِ بِلِأَنِّي بِهِ أَكْثَرُ الْخَفِيَّةِ
 لِذَا أَكْثَرُ السَّبَبِ كَمَا قَدْ مَنَّا عَيْنَ الصَّامِرِ الْمَسْلُولِ وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ إِذَا ظَهَرَ
 أَنَّهُ مُعْتَادٌ وَمِثْلُهُ مَا إِذَا أَعْلَنَ بِهِ كَمَا ظَهَرَ وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِ ابْنِ الْهَيْثَمِ إِذَا
 أَظْهَرَ كَمَا يُقْتَلُ فِيهِ لَيْفَ قَوْلِ صَاحِبِ الْمُتَارِكِ أَوْ سَاحِطِ اسْمِ كَيْفَ قَوْلِ قَوْلِ ابْنِ الْهَيْثَمِ
 مَعْنَى رُومِ نَعْنَى بَلْكَ فَوَادِي سَاحِطِ اسْمِ كَيْفَ خَفِيَّةِ فِي جَسَدِ كَثَرَتْ كَرَسَ كَالْنِي كَيْفَ بِيَانِ كَيْفَ عَيْنِ
 اَوْ سَكُو صَامِرِ مَسْلُولِ سَاحِطِ اسْمِ كَيْفَ قَوْلِ مَصْنُوعِ كَيْفَ قَوْلِ مَصْنُوعِ كَيْفَ عَادَتِ اسْمِ كَيْفَ قَوْلِ اسْمِ
 وَجْهٌ وَجْهٌ كَيْفَ قَوْلِ اسْمِ كَيْفَ قَوْلِ اسْمِ كَيْفَ قَوْلِ اسْمِ كَيْفَ قَوْلِ اسْمِ كَيْفَ قَوْلِ اسْمِ

کتاب
تاریخ
الاسلام

در النسخ
ص ۷۸

بِسَبَبِ شَيْءٍ أَوْ مُتَقَاتِي مِثْلِهِ إِذَا أَلْعَلُّوا قُلُوبَهُمْ أَوْ أَعْتَادُوا قَتْلَ وَكُلِّهِمْ أَوْ
 یعنی جس وقت ظاہر نہ کرنا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اس کی قتل کیا جاوے گا اگرچہ
 عورت ہو اتنے میں معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث میں عادت
 اور کثرت کی وجہ سے قتل ہی سوا اس کا امام صاحب انکار نہیں کرتے امام صاحب غیر معتاد کیونکہ
 یہ حکم بیان کرتے ہیں کہ قتل نہ کیا جائے چنانچہ جو عبارت آپ قتل کی ہی اوس میں لفظ سبب
 کہ ماضی ہی سبب زال ہی جیسے قتل مُسْتَلِک سے ایک ہی قتل مراد ہی ایسی ہی سبب ہی ایک ہی سبب
 ہی کوئی اس میں ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہیں البتہ حدیث میں ایسا لفظ موجود
 ہے نہ لفظ گان فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت میں
 بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ رد المحتار میں ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس
 چیز میں قتل مقرر نہیں نزدیک خفیہ کے جس وقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اس کے کرنے
 والے کو قتل کرے اتنے اسکے بعد لکھا ہی فَقَدْ أَفَادَ أَنََّّهُ يَهْجُو لَوْ جَعَلْنَا نَافِلَةً إِذَا تَكَرَّرَ
 حِينَ ذَٰلِكَ وَأَظْهَرَ؟ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اس نے اس کا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل
 اس کا جس وقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اس کو اتنے اور شرح قدوری کے فصل خبریہ میں لکھا
 کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا اوتھون نے ایک جماعت یہودیوں کی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی پس کہا اوتھون نے اَلَسَّائِمُ عَلَيْكَ
 کہا عائشہ صدیقہ نے پس سمجھ گئی میں اس لفظ کو پس کہا میں نے اور تمہارا ملک اویعت ہو پس
 فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت کہ ایسا اسے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ پس نہ فرمائی کوئی
 کام میں پس کہا میں نے کیا اپنے سنار میں جو اوتھون نے کہا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے تحقیق کہا میں نے اور تم نہیں یہ گالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان
 سے تو حلال ہوتا خون اس کا حال انکہ نہیں قتل کیا اپنے ان کو اتنے اس کی طرح کہا امام طحاوی
 نے اور ظاہر ہے کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اس کو علامہ عینی نے شرح بخاری

بِسَبَبِ شَيْءٍ
 اَوْ مُتَقَاتِي مِثْلِهِ
 اَوْ اَعْتَادُوا قَتْلَ
 وَكُلِّهِمْ

۷۹
 رد المحتار جلد ۲
 ص ۹۲
 شرح قدوری جلد ۲
 ص ۹۲
 بخاری جلد ۲
 ص ۹۲

میں ہاں یہ شبہ ہو تا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَيْكُمْ عَطْفٌ
 کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطف نہیں بلکہ واسطی استیناف کے سرحد لائے ہیں دو
 شبہ یہ ہو تا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوس کے قتل کا
 ذمہ کرایا اوس نے السداور رسول کو اذیت دی تو آپ نے ایسے شخص کو اوس کی طرف بھیجا تھا
 جس نے اوس کو دھوکے میں قتل کیا سو جواب اوس کا یہ ہی کہ اوس کو بوجہ شتم کے اپنے قتل
 نہیں کرایا بلکہ وہ آدمیوں کو آپ کے ساتھ لڑنے کو جمع کراتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی
 نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح
 بخاری میں میں یہاں بخاری کی حدیث کے اب عمل آپ کا کمان چلا گیا اور بخاری کی حدیثوں سے
 استنباط کون اٹھا کر لے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا او طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر
 فرض سمجھ لیا ہی جہاں اپنے زعم میں خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کہیں ہی حدیث صحیح
 موجود ہو فقط اپنی رائے کو اوس وقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی
 اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا میں تو کون باز پرس کرنا ہی مگر ذرا قیامت اگر حق تعالیٰ
 آپ سے حجت طلب کرے کہ کوئی کسی وجہ سے شیوہ طعن نے اختیار کیا تھا پھر تو بغلیں جھانک کر
 آئندہ تب جانیں مگر یہ طریقہ آپ کا سب طریقوں سے بدتر ہی گو آپ اپنے خیال میں کچھ سمجھیں
قال ششم سلمہ او نایک سلمہ اعظم کا مخالفت پیغمبر کی چار حدیثوں کے یہ ہو جو کہ چلی جاشیہ شرح وقایہ
 میں محیط سے نقل کر کے لکھا ہو اِنَّ مَا اتَّخَذَتْهُ الرَّاٰزِيَةُ اَنَّ كَانْ يَعْقِلُ الْاَجَاوِدَ فَحَلَا
 عِنْدَ الْاَعْظَمِ وَلَا اَجْرَ الْمِثْلِ طَيِّبٌ وَلَا كَانَ السَّبْحُ حَرَامًا يَنْبَغِي جَوْزِ كَيْسَ
 عورت زنا کرنے والی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کر کر یعنی جس طرح سے کہ کسبیاں اپنی
 خرمی زنا کرنے سے پہلے مقرر کر لیتی ہیں تو حلال ہو امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مرد و
 عورت کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جس کے بدلے وہ مرد و عورت لیتی ہی حرام ہی ہوتا ہے اسی سبب
 امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرمی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوس پر حدود واجب نہیں اخراقل

شتم کی بدعت

جب مترض صاحب فقہ کا مطلب نہیں سمجھتے اور اجارہ فاسد اور باطل میں فرق نہیں کر سکتے تو پھر
 کیوں ایسے پر طعن کرتے ہیں اور کھنڈکار مہرے ہیں انھیں بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلی
 بین اجرت شل اور اجارہ فاسد میں یہ کھنگولی ہو اور مترض صاحب نے اسکو اجارہ باطل قرار دیا اور
 اجرت شل کو زنا کی خرچی سمجھ گئے اتنا بھی غور فرمایا کہ اجارہ فاسد میں چلی نے اسے اختلاف کو
 لکھا ہے زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہے اب اسکا جواب سنئے کہ تمام خفیہ کے نزدیک یہ یکساں مسلم ہے
 اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہیں کہ اجارہ باطل وہ ہے کہ باطل غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ
 کہ باطل مشروع اور بوجہ غیر مشروع ہو کہ کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اس میں فساد آیا ہو
 ورنہ اصل میں وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق ہے کہ جس اجارے کا مقصد علیہ عیصیت
 ہو وہ گاہ وہ باطل ہو گا نہ فاسد بعد ان دونوں قاعدوں کے تحقق اور متفق علیہ ہونے کے
 وہ کوئی عاقل ہو کہ زنا کی اجرت کو حلال کہے اور کسی اور نے عالم کی بھی یہ شان نہیں کہ اس میں
 شامل کو ہے یہ جیسے صاحب محیط و چلی اور دھرتی خصوصاً جب لغز منہج حدیث کی اس میں
 ہووے پس بالفور و واجب ہو کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک اور نے عامی کا بھی
 اس میں خلاف نہیں چنانچہ المم نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اَمَّا مَهْرُ الْبَغِيِّ فَهُوَ مَا اخْتَلَفَ
 الزَّانِيَةُ عَلَى الزَّانِءِ وَسَمَّا كَمَهْرٍ الْكَوْنُ لَهُ عَلَى صَوْرَتِهِ وَهُوَ حَرَامٌ بِإِجْمَاعِ
 الْمُسْلِمِينَ یعنی لیکن خرچی زانیہ کی پس وہ شے ہو کہ جسکو زانیہ بوجہ زنا کے لیسوے اور اسکا
 نام اس لیے مقرر کیا ہے کہ وہ بصورت عہد ہی اور حرمت او سکی تمام مسلمانوں کے نزدیک حرام
 ہو اتنے لہذا ضروری ہے کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہیں گے جس سے اجارہ فاسد کی صورت پیدا
 ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارہ فاسد میں کرتا ہوا اور علت اجرت کا وہ صورت فساد قائل ہوا ہے
 وہ وصوت بطلان پس سنیوہ کہتا ہے کہ لکھتی ہو اس کے منافع خدمت پر ایم عین میں اجارہ دیا ہو
 یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایم میں زنا بھی کروں گا سو اصل مقصد علیہ عیصیت ہے کہ اگر حلال ہے اور شرط
 اس کے ساتھ لگنی ہو پس یہ اجارہ فاسد ہے نہ باطل اس کی اجرت شل میں خلاف ہے نہ صحت مشہور ہے

چلی

وہ

چلی

کیونکہ اجرت مشروط و مسمیٰ تو خیرت سے خالی نہیں بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے
 جو دراصل درست تھا اگر شرط حرام کی آقران سے اس مقتود علیہ میں حرمت آگئی لہذا اسمیٰ بھی
 ضمیمہ بن گیا اگر جب شارع نے اوسکا اجارہ رکھا اور شرط حرام کو لٹو بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو
 نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے اؤ کو ضائع نہ کیا اؤ سکی اجرت مثل دلائل اوس میں کیا قیاس ہے
 کے منافع تو اسلا حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائل ہی نہ منافع بضع کی سہا
 کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہیں یہ ہر حال میں طیب ہے اور حدیث میں اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو
 زنا کی اجرت کو حرام کیا ہی زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہیں کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت
 مباح کرے تو وہ حرام نہیں مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو لکھ کر یا سینے پر دو روپیہ کو اجارہ میں لے کر بھی شرط
 کرے کہ وہ ابھی کروڑ چنانچہ اسے لکھ کر بھی دیا اور جس شخص کے ساتھ مسدور زنا کا بھی ہو گیا پس اس صورت میں فقط
 اجرت مثل یعنی لکھ کر یا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اؤ سکودلائے جائیں گے اور دو روپیہ جو اجارہ کا
 کے قرار پائے تھے رد کر دیے جائیں گے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام میں اور زنا کی اجرت تو
 قطعی حرام ہے اؤ سکودگر زانیہ دلا یا بلکہ فقط اجرت مثل اس اصل مقتود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ یہ اجرت
 امر مباح کی ہے ان اگر زنا کی خرچہ بیکل دام اؤ سکودلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلا یا ہے وہ حرام نہیں
 پس اس سطر یہاں یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارے میں ضیول
 لگا دی تھی وہ رد ہی ہو گئی کیونکہ اؤ اس سسے کا اعتبار ہی ضمیمہ نہ فقط منافع کی اجرت مثل دلائل
 جس میں شرط زنا کا نام و نشان بھی نہیں پس کسب البغی کو اؤ میں کچھ علاقہ اور دخل نہیں رہا اؤ
 صدق اس حدیث کا سرگزیدہ واقعہ نہیں ہو اجرت مثل حلال اور طیب ہوئی نہ اجرت سسے کو حکم
 الْفَرْقِ وَتَبَّتْ الْحَقُّ حکم مشتق میں معانی مشتق منہ کلامی ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ
 زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح بھی حرام ہوگی پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہے کہ اگر اجرت زنا
 خواہ عقد اجارہ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ بجاہد باطل ہے اور جوارہ فاسد ہے
 واپس طور کہ اصل مقتود علیہ خدمت تھی اور شرط زنا لٹو بنائی اؤ سبب عدل ہے تو سسے مشروط بھی حکم

ہر جیسا کہ مستقود علیہ حرام تھا مگر بعد رد عمل نہایت اوسکے کے اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل جو وے تو
 وہ درست ہی رہے اور جب کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھی معدوم کر دیا جسکے سبب مسمی بھی
 نہ دلایا گیا اور یہی نشان رد اجارہ کا جو نہ بعد حاصل کر کے منافع کے رو کی کیا صورت ہو سکتی تھی
 جب شارع نے مسمی یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اوس مستقود علیہ ہی کو رد کر دیا اب اصل منافع
 کا اجرت مثل جو مباح ہی اپنی طرف سے تشخیص کر کے دلایا تو ہمیں نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا نہ انکار
 اجرت مثل منافع زانی کی ہوتی تو لایب حرام ہو جاتی باز ملکہ رعایت اجرت میں بہتی تو بھی مشک
 اجرت حرام ہوتی مگر یہاں تو کوئی امر تحریم موجود نہیں نہ زانی کی اجرت دلائی نہ اجارہ فاسد کا
 سے دلایا بلکہ خدمت کا اجرت مثل منی جتنی اجرت فقط اوسکی خدمت میں کی ہوئی ہو وہ دوائی ہو
 اجرت حلال ہے اگرچہ کسب اصل امر سبب اصل کہ تسمیہ مستقود علیہ حرام تھا وروہ سبب کہ اجارہ
 فاسد تھا اب سبب بعید ہو گیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہی ورنہ کیوں
 یہاں پیش آتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہیں جانا بلکہ مین مستقود علیہ یا جزو مستقود علیہ ٹھہرایا
 تو اس صورت میں اجارہ باطل قرار دیا اور یہ حکم لطلان کا فرمایا بسبب احتیاط کے ہی یا بسبب
 غلو زانیہ محرمات اور کثرت اور طلب فیصل کے اہلکے زمانے میں جو اہم بہر حال صاحبین کو اس تقریر
 امام صاحب پر کلام نہیں بلکہ انھوں نے شرط زنا کو جزو مستقود علیہ ٹھہرایا ہی کیونکہ زانی کو مستقود
 زنا ہوتا ہی نہ دیگر منافع کہ وہ یا زائد میں یا جزو مقصود ہیں بہر حال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف
 اختلاف زمانے پر محمول ہو سکتا ہی قائم رہے اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی مترض صاحب
 اس عبارت کے لئے تھے ہیں ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہیں ہو سکتے سیاق اور سباق کے
 بالکل خلاف ہی گفتگو چلی ہے اجارہ فاسدہ میں کی ہی مترض صاحب اوسکو اجارہ باطلہ مانتے
 ہیں جو سبک نزدیک حرام ہی کسی مسلمان کا اوسمیں اختلاف نہیں اور مترض صاحب کے منقولے
 اجارہ باطل ہو گا جس میں مدعا بحث نہیں مگر مترض صاحب اپنے ان معنوں سے اجارہ کا
 ثابت کر دیں تو ہم سوچے ہی یہ روشنی ملے گی نظر کریں پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل مقاصد

اور اگر یہ حدیث نہ ہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثوں کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ دونوں طرف کی حدیثیں صحیح ہو جو دین اور فیصلہ ترین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہو تا ہی آخر اس میں تو سب متفق ہیں کہ ایک وقت میں اپنے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علیؑ ہذا اس میں بھی اتفاق ہے کہ سب قتل کی نجات کر دی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی جیسا کہ مسلم شریف میں لکھا ہے اور اسے
 سَمِعْتُ اَللّٰهَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقْتُلُ الْکَلْبَ ثُمَّ قَالَ مَا بِالْهَجْرَةِ بِالْکَلْبِ
 ثُمَّ یُحْصَى فَرَّی کَلْبَ الصَّنِیدِ وَکَلْبَ اَلْعَمْرِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مار ڈالنے کتوں کا پھر فرمایا ان سے اور کتوں سے کیا واسطہ پھر خصمت دی شکاری کتے اور
 کتے لگہ کر یوں کے اتنے البتہ حدیث نہیں کی نسخ میں اتفاق نہیں بعض کے نزدیک منسوخ ہے جن میں
 شیخ ابن ہمام بھی داخل ہیں اور بعض کے نزدیک منسوخ نہیں سوا اس اختلاف سے جہاں مطلب میں
 جانا ایسے بہت اختلاف ہیں اور ہر ایک کے دلائل موجود اب عقلاً و ظہور کر لیں گے کہ کون عقل اور
 نقل کے زیادہ موافق ہو یا ان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہیں تو جب تک اس بات کو
 ثابت نہ کر دیں گے کہ حدیث نہیں کی پہلے حکم قتل کے اپنے غموائی ہی یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہو
 ہی سرگز مدعا و کجا جو عدم نسخ ثابت ہو گا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہو گا
 کہ سب کی ممانعت مطلق ہو وقت قتل کے نہیں تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہے ورنہ اختلاف درمیان
 ایسے کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپ کا اس باب میں حنفیہ حنفی حدیثیں ملائے ہیں اولن سب حدیثوں کا
 شکاری کتے کی بیچ کا جائز ہونا ثابت ہو تا ہی نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیچ جائز ہو یہ بات محض
 غلط ہے اگر آپ تلاش کرتے اور کتابیں حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور بتا لگتا اس لیے کہ حنفیہ کا فہم
 قرآن اور حدیث ہے جب کہ میں ان دونوں میں نہیں ملتا تو اس وقت قیاس صحیح کہہ لیتے ہیں کہ اتفاق ہے
 اور سب ایسے ایسے کیا ہی بلکہ صحابہؓ اجماع کیا کرتے تھے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اجماع کے اکثر قائل ہیں غرض حنفیہ کے یہاں اس کا بڑا التزام ہے کہ حتی المقدور کتب حدیث
 کے قیاس کو ترجیح نہیں دیتے اسی واسطے کتب حنفیہ حدیث سے لایا ہوا ہے فیض اللہ پر میں ہم

۴
 نسخہ
 درمیان

حصہ بیچ غلط ہے اس لیے کہ اس کتاب کو ابوالمؤید خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ ہندوں کے جسیمن
 امام ابو یوسف، و مسند امام محمد اور مسند امام صاحب کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہے جسے کیا ہی خیال پانچ
 سہ سو تین نام اور محدث نے مقدمہ کتاب میں لکھے ہیں اور یہ بھی مقدمے میں لکھا کہ جب میں نے بعض
 جہاں سے ایک شام میں سنا کہ وہ امام صاحب کو طرف قلت روایت حدیث کے نسبت
 کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہیں اور امام صاحب چند حدیثوں کے
 سوانحین روایت کرتے تھے پس مجھ کو حسرت دینی آئی تیسرا ارادہ کیا میں نے کہ جمع کروں میں یہ
 مسندوں سے جنکو بڑے بڑے علمائے حدیث نے جمع کیا ہے اتنے ایسے کتاب کا کہ قاضی القضاۃ
 اور امام صاحب میں سلسلہ ندارد ہی محض ہے اصل ہی آپسے ان کی کتاب نہیں دیکھی فقط بیچ
 سے جواب دیا اگر ان کی کتاب بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ان کتابوں سے لکھا ہے جن میں واسطے کی
 ضرورت نہیں تو اب اس پر گزرنے پر حدیثین طبقہ راہ کی ابتدا ہے کہ میں اور حقیقت
 پہلی کتابوں سے جمع کی گئی ہیں چنانچہ اس کتاب کے مقدمے میں لکھا ہے ایسی شاہد
 کی تخریج تھیں چاہیے کیوں کہ وہ فقط اتنا کہتے ہیں کہ بفضل جو مسند امام مشہور ہے اس کو قاضی القضاۃ
 ابوالمؤید خوارزمی نے جمع کیا ہے امام صاحب کی لکھی ہوئی نہیں یہ کہ اس کی حدیثین عباداۃ ہند
 موضوع ہیں پھر دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب کو سترہ حدیثوں کے سوانحین اور بیچین اور دلیل اور بیرو
 عبارات لائے یقال بکلفت ہر او ایہ الی سبعة عشر حدیثا یعنی کہا جائے
 کہ بیچین روایت امام صاحب کی طرف سترہ حدیث کے یا قریب اس کے لفظ ہر کہ لفظ یقال کا
 ضعف اور دل میں غیر محبت کے لائے ہیں علاوہ اسکے روایت کیا ستو حدیثوں کا اس کو مقنعی
 نہیں کیا ان کو اور حدیث نہیں ملی جو کہ دعویٰ کیا ہے پس اس عبارت کو اپنے دھوکے کی حجت لانا
 عین مخالفت ہے پھر صاحب حطہ نے جسکی یہ عبارت اپنے نقل کی ہے گو وہ بھی فرقہ ظاہر میں سے
 ہرگز انکس کے بعد قلت روایت کی وجہ بھی بیان کر دی اور کہا ہے کہ احتیاطاً یہ امر عبادت ہو کہ چکا گیا
 حاشا لکلا بعض صحابہ بھی مثل ابوبکر صدیق وغیرہ کے پوچھ احتیاط کے روایت کہہ دیتے تھے چنانچہ

سمجھ کر ان اس لیے ان روایت محمد بن موسیٰ اور اہل روایت محققین محمد بن کے اجتہادات معتبر
 نہیں ہوں۔ روایت انکی مستبر ہی اوسکے پرکھنے والے در لوگ بن یہ لوگ فرقہ ظاہر یہ مطلق نہیں
 سمجھتے کہ وہ مستبر وہ جب کے ہی یا واسطے سجدات کے یا بیان جواز کی واسطے ہی علی نہ القیاس نہی
 تصریح کی ہے نہ یہ اس سے کچھ نہایت نہیں تراس لینے سے کام ہی اور مخالف کعدنیا تو انکا لکھ کلام
 ہی تحریر عبارتیں کتابوں کی جو نقل کرتے ہیں انہیں ایسا خلط ملط کرتے ہیں کہ عامی یا و سکو دکھ کر
 دھوکا کھا جاوے مگر البغی بن تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی حرام بخیر فقہ کی کتاب میں اس
 پر تین اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانوں کا اس میں بیان کیا ہی اور بیع کلب میں انھوں نے
 ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہیں کیا یہ فقط ایک حاشیہ ہی ان بیع غرور و خسر میں اجماع تمام مسلمان
 لکھا ہی اس میں تو انھوں نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتیں لکھی ہیں ایک میں
 بیع جائز نہیں لیکن جو شخص ملک کرے اس پر قیمت واجب ہو اور دوسری میں بیع درست ہی اور تیس
 واجب ہو اور تیسری میں بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہوں جس جگہ اکثر علماء ایک طرف ہوتے ہیں
 وہ اپنی علت کے موافق جمہور علماء تعبیر کرتے ہیں گو علماء شافعی ہوں مگر اجماع مسلمین وہاں کہتے
 ہیں جہاں چاروں مذہب کے علماء متفق ہوں پس نہیں کلب کو تحویلی کہنا کسی دلیل سے ثابت
 نہیں ہوا لکن نہی تنہی کہنا اس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباس سے
 شیعین نے روایت کی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے لگوئے اور حجام کو اجرت اوسکی دی
 اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انہی روایت کیا لگو
 بخاری اور مسلم نے مالک جسطرح آپ نے کلب سے مخالفت فرمائی اور اوسکو حدیث کہا ہی اسطرح اجرت
 حجام کو بھی حدیث کہا ہی حال انکہ صحیح حدیثوں سے اجرت دینا ثابت ہی کہس محمد بن بیان نہی تنہی
 لیتے ہیں کیونکہ دونوں حدیثیں صحیح موجود ہیں ایک بن مخالفت ہی اور دوسری میں جائز ہونا معلوم
 ہوتا ہی کیسے ہو سکتا ہی کہ جس شی کی مخالفت ہو اوسکو خود کر لین پس معلوم ہوا کہ جہاں منع کیا ہی
 اس سے نہی تنہی مراد ہی ضابطہ امام نووی شرح صحیح مسلمین لکھتے ہیں کہ جمہور نے حجت کلمہ ہی

صحیح
 بخاری

حدیث عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا اور انھوں نے احادیث میں کوئی تفسیر پر اور منتفع ہونے پر
 کتب سے اور ربیعہ کرنے پر بعدہ کاموں کے اور شریف میشوں کے اتنے اسی قسم کی توجہ ملی کی
 قیمت میں بھی کی ہے چنانچہ سوال آئندہ کے جواب میں ہم لکھیں گے پس کون سی وجہ حکومت ہے
 کہ کتب کی قیمت میں یہ تفریق کریں کہ یہاں بھی نہیں تفریق ہے اور اس وجہ سے مخالفت فرمائی ہے کہ
 آدمی کو خصوصاً شرفا کو یہ بات سرگزشت یہاں نہیں کہتے اور ملی کو بیچتے پھر اگر مال بہت ہو
 اور ذیل ہشیش اختیار کریں اگر بالفرض مختصر صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچنے لگانے کی ضرورت
 نہ پڑتی تو حضرات ظاہر یہ تو ہرگز یہ توجہ نہ دیتے گو کسی ہی موافق تھا کہ تھی پس مسئلہ میں تو پھر
 مخالف قیاس کے آوے اس کو اس کے مورد پر رکھتے ہیں اور اگر موافق قیاس ہو تو اس میں
 قیاس کر کے علت اس کی نکالتے ہیں اور فرقہ ظاہر یہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہ ہو اس کو اس کے
 مورد پر رکھتے ہیں اس لیے رباعین جو بیعت راہ ہوئی ہی اس میں فقط سوا چاند ہی سمون ہو
 چھوڑ کر نکلتے کا ذکر قیاس نہیں کرتے چنانچہ شریعت مسلمین امام نووی لکھتے ہیں فقہان
 الظاہر کا یہ باقی غیر ہذا فی السنۃ بناء علی اصلہم فی نفی انفاس قال خیر
 العلم سواہم لا یختص بالسنۃ بل یتعد فی الی ما فی معناہا وھو انہا
 فی العلۃ وانما لغو فی العلۃ الی ہی سبب تحریر الزبانی السنۃ یعنی کیا انہا
 نے نہیں منہ ہو یا سوا ان چھ چیزوں کے برابر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس میں ہو کیا تمام
 علمائے جو سوا ان کے ہیں کہ نہیں خاص ہے ساتھ چھ چیزوں کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اس کے جو
 کہ معنوں میں ہی اور وہ وہ ہے جو شریک ہوا کلی علت میں اور اختلاف کیا اور انھوں نے اس
 میں نہ ہو سبب ہی حرام کرنے سود کا ان چھ چیزوں میں ناقتہ اور ابن جریج راوی کو اپنے ضعیف
 کہا ہے اور دلیل اوپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہیں جبکہ بیان مرسل میں دوسری وجہ ہے
 اگر قوت ہو جائے تو اس کو ماننے میں در نہ حجت نہیں گردانتے اور تقریب میں تو ابن جریج کو قوت
 نہیں حاصل تھا اس کو آپ خلاف دیانت تصدق چھوڑ گئے بیشک تالیف میں مذکور ہے

جواب میں مذکور ہے

ایسے تھے اور ضعیفہ فاضل کی بلکہ وہ مقبول میں جنانچہ سند کے اتنی ہی خیر سے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی قوت
 قوت کثرت طرق سے ایسی ہی کہ کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا گو مرسل ہی تو کیا ہو احالہ ضعیفہ
 کے نزدیک مرسل بھی حجت ہے جنانچہ علامہ ترمذی نے شرح شریعہ خبہ الفکر میں لکھا ہے ورنہ قوت قبول
 نہ لے کر مرسل اسکیل گجھے مصنف یعنی اور اس واسطے کہ اجماعیہ علمائے کہ تحقیق مرسل
 ضعیفین حجت ہیں مطلقاً انتہہ اور قہرہ مشکوۃ شریف میں ہے و عندی کہ حنیفۃ و ممالک
 المرسل مقبول کہ مطلقاً یعنی اور نزدیک ابو حنیفہ اور مالک کے مرسل مقبول ہی مطلقاً تھے
 اسکے بعد لکھا ہے و عندی الشافعی ان اعتضدوا بوجہ اخر مرسل او مستند وان کان
 ضعیفاً قلیل یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت یا لے دوسری حدیث سے مرسل ہو یا سند
 اگر وہ ضعیف ہو مقبول ہوا تھے اور مقدمہ ترمذی میں لکھا ہے و الاصحہ التفضیل فماد واء
 بلفظ محتمل لم یبین فیہ السماع کحکم المرسل و انواعہ و ما و اء
 بلفظہ بیان المرسل کسمعت و آخرنا و حدتنا و اشباہا فهو فتحہ یعنی
 نہیں میں تفصیل نہیں ہو کر روایت کیا اسنے اسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اور نہ
 سننا پس حکم اسکا حکم مرسل کا ہی اور اس کے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اسنے اسکو ساتھ ایسے
 نقطہ کے کہ بیان کیا گیا ہے واسطے اتصال کے جیسے سنائیں گے اور ضروری ہوگا اور حدیث بیان کی
 جیسے اور مثل اسکے ہیں یہ حجت ہے تیسرا اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے بیان دونوں مسنین
 مستبرین و رتہ نہ بخا ہی ترمذی میں ہے و اما المرسل فهو عند الفقہاء و اصحابہ اصول
 و الخطیب کا فہم ابی بکر البغدادی و جماعۃ من الحديثین ما انقطع اسنادہ
 علی آئی و جہو کان انقطاعه فهو عند مومنین المنقطع یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک
 فقہاء اور اصولیوں نہ خطیب جانیہ ابو بکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ کہ منقطع ہو اسنادوں کی
 کسی وجہ سے انقطاع اسکا پس مرسل نزدیک اوی کے بمعنی منقطع کے ہوا تھے اسکے بعد لکھا ہے و عند
 مالک و ابی حنیفہ و احمد اکثر الفقہاء انہ یختارون ما یمنعہ و منہب الشافعی انہ

یہ حجت ہے
 ترمذی نے

یہ حجت ہے

یہ حجت ہے

یہ حجت ہے

یہ حجت ہے

یہ حجت ہے

مادت پکڑین اسکے مفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھ
 دینے اور اسے جیسا کہ یہی الشریعہ لے کر ہو اس میں سے کدفع دے اور بیچے اسکو سوچ ہی
 بیچ اور ہوگی قیمت اسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب کل علما کا گروہ کہ روایت کی ابن منذر
 نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہیں جائز ہے بیچ اسکی اور محبت نہ
 وہ ساتھ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اس سے باین طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہو اس پر
 جو اگر کیا ہے پس یہی جواب عمدہ ہے اتنے اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہیں کہ یہاں
 نئی تہذیب ہی اور بیچ علی کی جائز ہے مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اسکو مخالف ہی جانتے
 ہیں اس لیے ہم کہتے ہیں کہ آپ معنی اور مطلب اور غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے
 جسکا کلام موافق ہو ہی اسکی تہ کو یہی بخیر تہی انیاشیوہ یہ نہیں کہ کار بوزنیہ نیست بخاری ہاں
 کے اندر بیچ کے جس پر چاہے لیس طعن کیجیے گالیان دیجیے حکم ابن کار از تو آید و مردان کنین
قال مسلّم اور ایک مسلّم امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہی کہ جو در الخیر میں لکھا ہے۔
 بخلاف الشاة المصراة فلا یکرہ ہا مکر لکھا او صاعہ تمر بل تک جمع بالانقصان
 یعنی بخلاف کبریٰ بندگی لٹنی کے پیش مالیں کہ خریدار اسکو ساتھ دو دھوا سکے کے یا گنا
 ایک صاع کھجوروں کے بلکہ بوا اسکو کم قیمت کر کے انہ **اقول** مترض صاحب نے شاید گمان
 کیا ہے کہ حنفیہ نے حدیث مصرات کو محض بوجہ مخالفت قیاس محمول بہ تفسیر ایا حاشا و کل الامام
 صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہیں حالانکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے
 مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل درآمدی موجود ہے اور قاعدہ ہے کہ جو حکم
 شارع کی طرف سے عام ہو اسکے مقابلے میں حکم خاص کو ترجیح نہوگی بلکہ اسکو مورد خاص یہ
 جسکی وجہ ہمارے عقل میں نہیں آتی محمول کیا جائے گا یا یوں کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم
 خاص کا نسخہ ہے ہر حال امام صاحب نے ایک حدیث کو جہین حکم عام تھا دوسری حدیث مخالف
 ترجیح دی ہے محض قیاس کو دخل نہیں دیا جیسا کہ ظاہر سے قیاس اور گمان و ظاہر سے قیاسی حکم

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہیں چنانچہ علم اصول میں بحث اسکی مفصل مندرج ہو اور حق ہی حکم
 حکم کلی کو جزئی پر ترجیح رکھتا ہے اس لیے کہ جزئی میں احتمالات بہت ہیں لہذا امام صاحب قاضی
 حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہیں خصوصاً اس وقت جبکہ حکم خاص میں چند ۱۰ تین مختلف وارد ہو
 اور بیچ قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت میں بدرجہ اولیٰ حکم عام قابل نفع ہوگا اور خاص
 بوجہ تعارض علم کے صورت خاص پر معمول کیا جائے گا ترمذی شریف میں ہے **وَلَوْ أَنَّ عَائِشَةَ**
الَّتِي صَلَّاتُ اللَّهِ عَلَيْهَا وَكَانَتْ قَضَاءً أَنْتَحَرَ جَرِيلاً ظَمَرًا وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ
عَائِشَةَ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
 ہوتا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اتنے میں حاصل اسکا یہ ہے کہ شلہ کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
 اسکی چوبند خریدنے کے آئی ہو تو وہ در کھلے تو وہ اسکا مستحق ہے کیونکہ وہ وہی جو اسنے خریدی ہے
 اگر ہلاک ہو جاتی تو اسکی مال ہلاک ہوتا جب وہی اسکی ضمانت میں ہے تو جو منافع اسکے ہوئے
 انکا وہی خریدنے والا مالک ہوگا اور باقی کو وہ منافع واپس کیے جائیں گے بلکہ مشتری بوجہ ضمان
 کے انکا مستحق ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبریٰ مہرات جو اسکی ضمانت میں آئی ہے اسکا
 وہ وہ مشتری کو مباح ہے اور وہ اسکا بوجہ ضمانت مستحق ہے پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
 ہو کہ وہ کاعوض دینا چاہیے تو ظاہر ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہوگا حالانکہ دونوں
 حدیثیں صحیح ہیں پس حدیث **أَنْتَحَرَ جَرِيلاً ظَمَرًا** کے مجسمہ پر ہواست کا عمل درآئے چنانچہ قول امام ربیع
 وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے حدیث مہرات پر ترجیح ہی جائے گی اس لیے کہ اس کے الفاظ میں نہایت
 اختلاف ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں **صَدَأَ عَامِرٌ يَتِيمٌ** یعنی ایک صبا کچھ دے اور دوسرے
فَطْعَمَ عَامِرٌ طَعَامَ يَتِيمٍ ستر آئے مرقوم یعنی ایک صبا طعام سوا گندم کے دے اور
 ابو داؤد کی روایت میں **مِثْلُ** اور **مِثْلُ** کے لفظ کا لفظ ہے یعنی برابر دودھ کے یا دے اس کے
 کیسوں دے پس اس مسئلے میں چار امر ارشاد ہیں یا تو اوپر عمل نہ کیا جاوے گا اور رجوع
 دوسری نص کی طرف ہوگا یا دیکھو خاص محل پر عمل کیا جاوے گا لہذا امام صاحب نے تو اسکی

۹۰
 ترمذی شریف

تقصیر شخصہ چل گیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصہ میں جو ہر مای عقل میں نہیں آیا
حکم فرمایا تھا اور جس در آمد دین کا خلاف قیاس پر نہیں ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث الحکمۃ کا لفظ
خود ارشاد ہو چکا ہے جو غرض امام صاحب نے اس باب میں حدیث صحیحہ پر جو معمول بہ تعلم امت کے ہر عمل
کیا اور امام شافعی نے اسکو خاص کر لیا ہے اور امام صاحب نے اس قضیہ شخصہ کو مخصوص کیا ہے
اوپنی نظر میں اسکو ترجیح دی کہی نظر میں اسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہے اور عقوۃ اہل البیت
فی مولدہ سبب الامام ابی حنیفہ میں ہے کہ عیسیٰ بن یابان محدث نے کتاب الحجۃ میں لکھا ہے کہ حکم حدیث
کا اسوقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اسواں تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہے جو زکوٰۃ
میں روایت ہے کہ جو شخص زکوٰۃ کو بخوشی ادا کرے گا اسکا اجر پادے گا ورنہ ہم اس سے زکوٰۃ اور نصف
مال اسکا لیں گے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جو عمر بن شعیبہ سے دربارہ سارق تفرغیہ
کے روایت ہے کہ اس سارق کے چند درے عقوبت مارے جاویں اور دو مثل اس شہر کا اس سے
لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام میں ایسا حکم تھا یہاں تک کہ ربا کو بھی اللہ تعالیٰ نے منسوخ
کر دیا تو اشیاء ماخوذہ جیسے امثال ہیں اپنے امثال کی طرف عود کر آئیں اور جن کے امثال نہیں
وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریب سے منع فرمایا تھا اور فرمایا
تھا کہ بیع مصرات کی فریب اور دغا بازی ہے اور مسلمانوں کو فوہب دینا حلال نہیں پس جس
شخص نے ایسا کیا اور ایسی شے کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہو گیا اس کے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بوجہ ایک صاع کے ہو
اور تیار دودھ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزا سے مال منسوخ ہو گئی اور تیار لے اپنے
امثال یا قیمت کی طرف عود کیا اور کہ امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہے
بعض اسکا ملک بائع میں قبل شرائتہ اور بعض ملک مشتری میں بعد شرائتہ ہوا ہے کیوں کہ اس سے
کئی ملکہ اسکو دہا ہے پس وہ دودھ جو ملک بائع میں تھا بیع ہو گیا جب بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اس
دودھ کی بھی بیع فسخ کی جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصرات کیواسطے

۹۷
عقوۃ اہل البیت
مکتوبہ

بعد رد او سکے کے سب دودھ بوض ایک صاع تمر کے جسکو مع بکری کے رد کرنا واجب گردانا ہی اور دودھ
 اس وقت میں کل صرف ہو گیا ہے بعض پس مشتری ابن دین کا بعض تمر دین کے مالک ہو گا پس
 یہ صورت بتعلم الذین بالذین میں داخل ہو جائے گی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے
 بیچ الدین بالذین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
 الکافی بالکافی سے یعنی بیچ دین سے بعض دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس قول کو جو معصات میں مروی ہے منسوخ کر دیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا الخیر بالضم کان یعنی منافع بیع
 کا بوجہ ضمان کے مشتری ستمی ہی اور علمائے امت نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہے اور
 تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پس اسکو دودھ لے پھر اس کے عیب پر سوا تصریہ کے
 مطلع ہو جاوے تو وہ شخص اس بکری کو پھیر دے اور وہ دودھ اس کا ہی واسطی رہے اگر وہ بکری کو
 بچہ دیوے تو بکری کو بوجہ عیب پھیر دے اور بچہ ملک اس کی ہی اور تمھارے نزدیک یہ اس
 خراج سے ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ضمان واسطی مشتری کے مقرر فرمایا ہے
 پس وہ صاع جسکو تم مشتری معصات پر وقت واپس کرنے بکری کے بوجہ تصریہ واجب کرتے ہو وہ
 حامل سے خالی نہیں یا تو بعض کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا یا بعد خرید یا
 ہوا ہی یا بعض اس دودھ کے کہتے ہو جو اسکے تھن میں وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ
 صاع بعض دونوں کے ہی تو تم نے اس حدیث کو ترک کر دیا جس کی وجہ سے مشتری کو دودھ
 اونچے کا استحقاق بعد رد شاة ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونوں کا حکم خراج کا حکم ہے جسکو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطی مشتری کے بوجہ ضمان بیع کے مباح کیا ہے اور اگر یہ صاع بعض
 اس دودھ کے ہی جو اسکے تھن میں وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک مشتری کا من قبیل خراج
 کہا جاوے تو اس صورت میں ایک صاع دین بعض دین کے ہو جاوے گا حال آنکہ بیع دین
 بعض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔

نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہو اور تم فسخ حکم مصرات کے قائل ہونے میں غیر سے اولے ہو کیونکہ
 تم ابن کو حکم خراج میں کروا دیتے ہو اور غیر ایسا نہیں کرتا آتھے پس معلوم ہو کہ طرفین کا ماخذ حدیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی قیاس نہیں کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہے پس معترض صاحب
 کا طعن بے سود ہے اور کوئی ماخذ تو معلوم ہی نہیں مگر دخل در حقوقات ضرور دیتے ہیں اور
 نہیں جانتے کہ فیما بین حنفیہ و شافعیہ متنازع فیہ کو نسا امیہ جس سے اختلاف مسائل متنازعہ
 واقع ہوا ہے البتہ اوسمین گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یک قدم اور
 کے شافعیہ کا ماخذ لکھ دیا اس سے بڑھ کر اور کیا دعو کا اور فریب ہو گا اللہ تعالیٰ ایسی فریب
 وہی سے عوام کو بچا دے وہ بچا رہے تو شے مسلمان ہوتے ہیں وہ کیا جانیں کہ حنفیہ کس کا ہے
 کا مسلک رکھتے ہیں نظائر و انکس معترض صاحب کے اقوال دیکھا یوں ہی معلوم ہو گا کہ حنفیہ
 محض قیاس کو دخل دیا ہے حاشا و کلا کوئی شخص ایسا دینا ہی میں جو کہ ناپائدار ہیں دیدہ و دانستہ
 نے احتیاطی بن کر تا تو سورہ دینی میں باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا
 اختراع کیونکر کرے گا عامی کی بھی یہ جرات نہیں نہ کہ ائمہ کرام خصوصاً امام غفرلہ عنہما
 ائمہ من الشمس ہیں اور جبکہ مقلدین لاکھوں اولیائے کاملین بدولت اسی تقلید کے ہوئے
 کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کر سکتے ہیں جب کوئی ماخذ اوسکا نہ پایا جو خدا مسترض
 صاحب اور تمام تعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشنے اور انکی غفوت نصیر کرے خدا جانے
 کہ ان لوگوں سے کونسا ایسا شدید گناہ سرزد ہوا ہے جسکی سزا کیواسطے مطاعن ائمہ کرام انکی
 تقدیر میں لکھ دیے ہیں **ہرے چون خدا خواہد کردہ کس در وہ میلش اند طعن پاکان**
فَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِمْ وَ مِنْ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ شَرِّ اَعْمَالِنَا قَال مسلّم دوم اور
 ایک مسلّم امام غفرلہ عنہما الف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہی جو کہ ہم ایہ اور شرح وقایہ اور
 کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا
 ہوا ہے **لَا يَسْرُوْنَا وَلَا يَسْجُدُوْنَ وَلَا يَلُوْا وَلَا يَلُوْا فِي مَخْتَلِ الصَّلَاةِ**

لَا تَعْرِضُوا بَيْنَ الْعُرُوبِ بَيْنَ الْفَلَاحِ طُلُوعِ كَقَوْلِهِمْ كَقَوْلِهِمْ كَقَوْلِهِمْ كَقَوْلِهِمْ
 دوپہر جو نماز اور سجدہ طہوت کا اور نماز جنازہ کی جائز نہیں ہو اگر آفتاب کے غروب کے وقت تھوڑے
 اوسن کی نماز عرصہ کی تو البتہ جائز ہو اگر **اقول** معنی اس حدیث کے امام نووی شریعت مسلمین
 کہتے ہیں اِذَا اَدْرَأَ مِنْ لَاحِظِ عَيْنَيْكَ الصَّلَاةَ كَعَدَّةٍ مِّنْ وَفَيْتَ لَزِمْتَ تِلْكَ اَيَّ الصَّلَاةِ
 وَذَلِكَ فِي الصَّبِيِّ يَتْلُمُ وَالْمُحْتَنُونَ وَالْمُحْتَنُونَ عَلَيْهِمْ نَفَقَانِ وَنَحَارِضِ وَالنَّفَسَاءِ
 تَطْمِئِنُّ اِنَّ رَأْسَهُ رَفَعْنِ اَدْرَأَ لَمْ يَنْهَوْا عَنْ رُكْعَةٍ قَبْلَ حَرِّهِ اَلْوَقْتُ
 لَزِمَتْهُ تِلْكَ الصَّلَاةُ يَنْبَغِي حِسْبُوتِ بِهَا وَهُوَ مُفَضَّلٌ وَاجِبٌ فِيهِ نَمَازٌ اَوْ سَبْعُ مَقَدَّارِ اَلِكَيْلِ كَقَوْلِهِ
 اَوْ سَكَّةٍ وَتِلْكَ اَيَّ الصَّلَاةِ اَوْ سَكَّةٍ وَتِلْكَ اَيَّ الصَّلَاةِ اَوْ سَكَّةٍ وَتِلْكَ اَيَّ الصَّلَاةِ اَوْ سَكَّةٍ
 بہوش میں کہ افاتہ یا جائیں اور حائض اور نفسا میں کہ پاک ہو جائیں اور کافرین کہ مسلمان
 ہو جاوے پس جو شخص انہیں سے ایک کھت پہلے خارج ہوئے وقت کے پہلے تو نماز اوس پر واجب
 ہو جاوے گی اتنے یعنی یہ حکم کافر وغیرہ میں ہو کہ ایسے وقت میں مسلمان ہو یا بالغ ہو کہ ایک کھت
 کے مقدار وقت باقی ہو تو اس صورت میں نماز اوس پر واجب ہو جائے گی اور پوری نماز پڑھنی لازم
 ہوگی یا یہ معنی حدیث کے ہیں جیسا کہ شریعت مسلمین کہتے ہیں اِذَا اَدْرَأَ لَمْ يَنْهَوْا عَنْ رُكْعَةٍ قَبْلَ حَرِّهِ اَلْوَقْتُ
 اَيَّ مَامٍ رُكْعَةٍ كَانَ مَذْكُورًا فَالْفَصِيلَةُ اَلْجَمَاعَةُ بِإِلَاحِ اَلْوَقْتِ اَيَّ وَهُوَ مُفَضَّلٌ اَعْدَا اَكْبَرُ اَيَّ اَوَّلُ
 ایک کھت امام کے ساتھ پائے تو وہ شخص جماعت کی فضیلت بل اختلاف پائے گا اتنے یعنی یا
 حدیث کو باعتبار فضیلت جماعت کے لیا جائے کہ جسکو ایک کھت بھی جماعت کے ساتھ ملے
 گویا نماز پوری تملی اگر اس حدیث کے یہی معنی ہیں جابہن کے کہ وقت طلوع آفتاب کے بھی نماز
 پڑھنی چاہیے تو یہ معنی دوسری حدیث کے جو مسلمین آئی ہیں اَلْفُ اَيَّ اَوَّلُ اَيَّ اَوَّلُ اَيَّ اَوَّلُ اَيَّ اَوَّلُ
 وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مَنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ
 فَامْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ مَعْنَى اَوَّلُ وَقْتُ نَمَازِ صَبْحٍ كَقَوْلِهِ
 فجرت اوس وقت تک ہو کہ جب تک آفتاب نے طلوع نہ کیا ہو پس وقت طلوع کرنے آفتاب کے

جو نماز پڑھنی چاہیے
 وہ نماز پڑھنی چاہیے

جو نماز پڑھنی چاہیے
 وہ نماز پڑھنی چاہیے

جو نماز پڑھنی چاہیے
 وہ نماز پڑھنی چاہیے

محمد بن حاتم نماز سے اس واسطے کہ تحقیق یہ اقبال طلوع کر تا ہو درمیان دو قرون شیطان کے اترنے
 دوسری حدیث مسلم و غیرہ کی جو محمد بن عامر سے فتح القدرین کہی تھیں ثلث سعات کان سر سون
 انھیں صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اِنَّ اَنْ تَصِلَ رَفِیْعًا اَوْ تَقْبَلَهُ مَوْتًا لِحَرْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَرْبَعَةً
 حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ تَقُومُ فَارْتَبِعْ طَهْرَهُ حَتَّى تَمِیلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضِیْفُ لَعْنَةً
 حَتَّى تَغْرِبَ وَهُوَ اَنْ تَمِیْدُ عَدَمَ الْحِلِّ فِی جَنْسٍ لِّلصَّلَاةِ دُونَ عَدَمِ الصَّلَاةِ
 فِی بَعْضِهَا یُخَصِّصُ وَهُوَ مُفِیْدٌ لِّهَا لَمْ يَهَوُ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ
 بَيْنَ قَدِّ الشَّيْطَانِ وَادَا السُّرْتَقَةِ فَاسْرَفَهَا شَوْكَ اِذَا اسْتَوَتْ قَاسَرَ نَهَا اِذَا
 سَمَاَتْ قَاسَرَ فَهَآ وَادَا حَتَّى تَلْعَنَ بِكَلِمَةٍ لِّهَا وَادَا عَرَبَتْ قَاسَرَ فَهَآ وَنَهَى عَنِ الصَّلَاةِ
 فِی ثَلَاثِ السَّاعَاتِ سَرَاةً كَالِثَّ فِی الْمَوْطِ اَوَ النَّسَائِیْ یَعْنِی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم مجبور منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مرد و دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے پہلا تک
 کہ اونچا ہو اور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلے اوپر سے غروب ہوئے
 کو جس وقت مائل ہو یہاں تک کہ غروب ہو جاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہو اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
 کی ہو حلال نہین نہ بہ کہ خاص بعض نماز درست نہ ہو اور اسکا فائدہ دیتا ہو قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کہ تحقیق آفتاب طلوع کر تا ہو درمیان دو قرون شیطان کے پس جس وقت خوب بلند
 ہو جاتا ہو الگ ہو جاتا ہو اس سے شیطان پھر جس وقت برابر سر کے آجاتا ہو تو نزدیک ہو جاتا ہو اور اگر
 پھر جس وقت ڈھلجی آتا ہو الگ ہو جاتا ہو اور جس وقت قریب غروب کے ہوتا ہو پھر شیطان او سکے
 پاس آجاتا ہو اور جب غروب ہو جاتا ہو جدا ہو جاتا ہو اور منع کیا ہو نماز سے ان وقتوں میں نہ تو آ
 کیا اسکو مالک نے مؤطا میں اور روایت کیا نسائی نے ائمہ اور یہ حدیث میں اس حدیث کے بعد
 ہوئی میں چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ دُهْدَا الْحَقُّ
 اَنْی حَدِیْثٌ مِّنْ اَدْرَا لَکَ اَنَّ قَبْلَ نَهْیْهِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِّنَ الصَّلَاةِ قَوْلُهُ اَوْ قَالَتْ
 الْمَلْکُ وَهَذَا یَعْنِی کَمَا اَمَامُ طحاوی نے ولد و ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث میں اذ سرہ کا تھا

۴
 نسخہ

۴
 نسخہ

سے ممانعت فرمائی نہ تھی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اوقات مکرمہ میں اتنے اس لیے امام بخاری
 اس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں چنانچہ رد المحتار میں لکھا ہے عَلَیْکَ الْاَمَّاہُ بِیَعْنِ
 قَالَ لَنْ اُحَدِّثَ بِمَا مَنُوعٌ بِالنَّصِّ مِنَ التَّهْنِیَةِ وَادْعَیْ بِكَ لِعَصْرِ یَبْطُلُ اَلْمَدَّ
 کَالْفَحْرِ یعنی مردود اس کے یہ بات ہے کہ امام طحاوی نے کہا ہے کہ تحقیق یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ ساتھ
 ممانعت کر نیوالی کے اور دھوکا کیا اسکا کہ عصر بھی باطل ہو جاوے گا مثل فجر کے اتنے اور برہان
 شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے وَشَرَّكَ الطَّحَاوِیُّ تَحْوِیْلَ الْاِلَیْهِ لِمَا مَدَّ وَصَدَّ حَبْرٌ عَدَمَ
 حَقِّ اِنْ عَصَرَ یَقِیْہِ مَا کَانَ فُجْرًا وَاَوَّلَ اجَابَاتِ مُدَّ عِبَادَ النَّسَاخِ کَثَرَتْ بِالنَّصِّ
 اَللَّاهِیَّةِ وَکَلَّا لَنْ اَمَّ الْعَمَلُ مِمَّ عَصَرَ الْحَرْبِ وَکَانَ لِعَصْرِ یعنی اور زیادہ کیا امام
 طحاوی نے در انھی الیک وہ خلاف کر نیوالے تھے امام صاحب صاحبین کے نہ جائز ہونا اس
 کی جھکا مثل فجر کے اور باقی واجبات کے اس حال میں کہ دعوا کرتے ہیں وہ منسوخ ہوئے لکن
 احادیث کا بسبب احادیث نہیں کے ورنہ لازم آجائے گا عمل ساتھ بعض حدیث کے اور کہ بعض
 حدیث کا انتہی اگر بالفرض منسوخ ہونے کو تسلیم کیا جاوے تو تعارضت خالی نہیں اس لیے
 کہ بعض حدیث میں نماز پڑھ لینا آیا ہے اور بعض میں ممانعت آئی ہے بوقت تعارض کے دونوں میں
 بر عمل کرنا محال ہے اس لیے کہ قیاس جس حدیث کو ترجیح دے گا اس حدیث پر عمل کیا جاوے گا
 لَمَاتِ التَّنْفِیْجِ مِنْ ہُوَ الْجَوَابُ اَنَّهُ قَدْ وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ هَذَا الْحَدِيثِ وَبَيْنَ
 الْاَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ فِي التَّهْنِیَةِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْاَوْقَاتِ الثَّلَاثَةِ فَاِنَّهَا نَعْمُ
 الْقَرَضُ وَالنَّفْلُ وَکَلِیْسَتْ تَخْصُوصًا بِالنَّفْلِ کَمَا سَرَّحَتْ الشَّافِعِیَّةُ وَحُكْمُ
 التَّعَارُضِ بَيْنَ الْحَدِيثَيْنِ الرَّجُوعُ اِلَى الْقِيَاسِ وَالْقِيَاسُ رَجَعُ حُكْمِ هَذَا الْحَدِيثِ
 فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَحُكْمُ التَّهْنِیَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ کَمَا ذَكَرْنَا وَکَلِیْسَتْ الْاَحَادِيثُ فِي التَّهْنِیَةِ
 عَنِ الثَّلَاثَةِ تَخْصُوصًا بِالنَّفْلِ کَالْتَّهْنِیَةِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ کَمَا سَرَّحَتْ
 الشَّافِعِیَّةُ لِقَوْلِهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ اَوْ نَسِیَہَا فَلْيَصِلْہَا

۴۰
 رد المحتار جلد اول
 منہجہ دوم

۴۰
 شرح مواہب الرحمن
 جلد اول

۴۰
 شرح مواہب الرحمن
 جلد اول

پس جب ان وقت میں شروع کرے گا کامل ہو جائیگا پس جبکہ طلوع سے نقصان مازن
 جیسے نماز واجب ہوئی تھی ویسے ادا نہیں ہوتی بخلاف محض اس لیے کہ آخر وقت اسکا نقصان ہو
 کیونکہ وقت مکروہ ہے پس جبکہ شروع کرے گا اس وقت میں تو نقصان واجب ہوگا پس جبکہ غروب سے
 نقصان مازن ہوگا تو وہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا ہو جائے گی انتہا کے بعد جبکہ لیل اور
 بیان کیے ہیں پھر اخیر بحث میں لکھا ہے کہ ہر نماز کے بعد اعلیٰ علیہ السلام عذرت حنفیہ فرمائیے
 عَلَى التَّحْقِيقِ وَالتَّذَقُّقِ وَأَنْ قِيَاسَاتِهِمْ وَكَأَنَّكَ لَمْ تَعْقِلِيَّةَ لَبَسْتَ فِي
 مُقَابَلَةِ النَّصُوصِ بَلْ لَتَرْجِعْ بَعْضُ الْأَحَادِيثِ عَلَى بَعْضٍ كَمَا أَتَيْنَا الْبَيِّنَاتِ
 مَوَاضِعَ يَعْنِي وَجْهَ كُورِ جَانِبِهَا كَمَا بَيَّنَّا فِي مَقَامِ التَّحْقِيقِ وَتَرْجُوحِهَا كَمَا بَيَّنَّا
 اور یہ قیاسات ان کے اور دلائل عقیدہ کی احادیث کے مقابل نہیں بلکہ واسطے ترجیح دینے بعض
 احادیث کے ہیں اور بعض کے چنانچہ اسکا اشارہ ہم ہوتے ہیں جبکہ کہیں میں انتہا اور شرح و تفسیر
 میں ہی فالقِیاس سارحہً هَذَا أَحَدُ نَبِيِّنَا فِي حَقِّهِ لَعَنَهُ وَحَدَّثَنَا أَنَّهُ كَانَ يَخْتَلِفُ فِي صَلَاةِ
 الْفَجْرِ أَمَّا سَائِرُ الصَّلَاةِ فَلَا يَخْتَلِفُ فِي الْأَوَّلَاتِ الثَّلَاثَةِ بِحَدَّثِ سِرِّ النَّبِيِّ رَضِيَ
 لَا مَعَارِضَ يَحْدِثُ فِيهَا يَخْتَلِفُ قِيَاسُ تَرْجُوحِهَا اس حدیث کو نماز عصر
 میں اور حدیث نہیں کو نماز فجر میں اور لیکن تمام نمازیں میں نہیں جائز ہیں اوقات ملتہ میں ہوجہ
 حدیث نہیں کے اس واسطے کہ حدیث نہیں کرنے کا اور وقتوں میں کوئی معارض نہیں انتہا اور
 مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ہر نماز و مقارن ادا کا سبب ہے وجوب نماز کا اور آخر وقت
 عصر کا نقصان ہے اس لیے کہ وہ وقت ہی ہو جیسے جانے آفتاب کی پس واجب ہوگی نماز ناقص حلال
 کرے گا تو جیسا کہ نماز واجب ہوئی ہے ویسے ہی ادا کرے گا پس جب فساد بسبب غروب کے
 آجائے گا تو فاسد نہ ہوگی اور فجر کا کل وقت کامل ہے اس لیے کہ آفتاب قبل طلوع کے چہرے نہیں
 کیا جاتا پس کامل واجب ہوگی پس جب طلوع سے فساد طاری ہوگا تو فاسد ہو جائے گی اس لیے
 کہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا نہیں ہوئی قبل کرکھا جائے کہ یہ علت مقابل حدیث ہے میں لکھا ہے

بَابُ دَوَائِلِ شَرْحِهَا

أَوَّلَاتِهَا

کہ جب احادیث میں تعارض واقع ہوا ہے قیاس نے اس حدیث کو نماز پھر میں ترجیح دی اور حدیث نہیں کو نماز پھر میں ترجیح دی لیکن اور نماز میں پس نہیں جاکر میں اوقات ثلثہ میں بسبب حدیث منافعت کے اسکا کہ حدیث نہیں کا اور نماز میں کوئی معارض نہیں ہوتی حاصل کلام یہ ہے کہ یا تو ان احادیث سے وہ معنی یہ جائیں جو شرح مسلم سے نقل ہوئے یا انکو منسوخ کہاجا وچنانچہ یہی مذہب امام طحاوی کا ہے یا بوجہ تعارض کے بعض کو بعض ترجیح دیجانے چنانچہ یہی مذہب امام صاحب کا ہے غرض مخالفت حدیث کی کسی حدیث سے لازم نہیں آتی **قال** مسئلہ یازدہم اور ایک مسئلہ امام غزالی الف خیر علی الفیضہ و مسلم کی حدیث کے یہ ہے جو کہ ہایہ او شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المنہار اور فرائد عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے من أفلس یحسدک عندک متاعک من رجل یحبک ابتاعک مینہ فصدک بک المتاع فسقک لئلا یفسدک فافیض فی نفسک منک لئلا یفسدک اور اس کے پاس جو چیز جو اس نے خریدی تو اسکا بائع اور قرض خواہوں کے ساتھ مساوی ہے بیچ اسکے انما **اقول** عمدۃ الفقاری شرح

صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ ابراہیم بن محمد اور حسن بصری اور ابن شبرہ قاضی کو مذکور و کعب بن لہجہ

اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن زفر رضی اللہ عنہم اس طرف گئے ہیں کہ بائع قرض خواہوں کے برابر ہے

اور جواب دیا ہے امام طحاوی نے اس حدیث کا کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بعینہ بیاد اور جو شیئی بیچی گئی ہو وہ بعینہ مال اسکا نہیں بلکہ بعینہ مال اسکا بیع تھا مال اسکا بعینہ غصب کی ہوئی چیز اور مستعار اور امانتیں اور مشابہت کی تو البتہ یہ مال اسکا بعینہ ہے یہ شخص نسبت اور قرض خواہوں کے اسکا مستحق ہے اور اسی بیان میں یہ حدیث آئی ہے اور ان معنوں پر دلالت کرتے ہیں وہ حدیث جو سمرقند سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کوئی مال چوری گیا یا ضائع ہو گیا پس پالاؤ اسکو بعینہ نزدیک کسی کہ سبق شخص مستحق ہے اس مال کا اور خریدنے والا بیچنے والے سے قیمت چاہیے پھر قیمتیں ملتی ہیں اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس حدیث کے معنی یہ نہیں جو ظاہر ہے لیتے ہیں اس لیے کہ جس حدیث سے امام صاحب نے اس مسئلے کو استنباط کیا ہے وہ بھی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے اور مستبرق بن زید کہ معنی اس حدیث کے وہ ہے کہ ہون کے وہ تعارض ہو گا اور ان حدیث سے جب تک

توافق نہ ہو سکے اور کیا جائے ورنہ سنی بھوکے بعض پر ترجیح دیجانی کی جیسے جواب سابق میں آیا
 ہوا اسی لیے اس حدیث کے بعض بیان ہوتے یا یہ معنی ہوں گے جو نہایت بین لکھنے میں کہ ہزار
 تفسیر و تفسیر ان بائع کے کر لیا یا بائع کو شہر بخیا۔ تھا اس معنی میں بائع کو وہ شہر کہ اس کے لئے چاہیے
 اتنے غرض کہ جب اس حدیث کے دو سہ معنی ہو سکتے ہوں اور نہ صرف سیاق اور بقیہ بھی ہوں
 اور موافق تھا بھی ہوں تو پھر کون سی وجہ ہو کہ وہ ہوں نہ تیقن میں غرض یہ کہ یہ اور وہ
 جو امام صاحب سند لائے ہیں یہ ہر معنی شریعت میں لکھا ہی ہو یہ ہر سہ سے روایت ہونے کی غرض سے
 اسد علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص بیع کرے کسی مال کی بی بیعت اس کے لئے نہ دیکھا جیسے شخص کے جو غلے
 ہیں مال اس کا دیر یا قرض خواہ ہوں گے ہر اتنے معنی سب قرض خواہ و زمین برابر ہیں پھر کہا اسد علیہ السلام
 نے میں اگر کرے تو کہ اسناد میں اس کے ابن عباس راوی ضعیف ہیں کہ اس ہوں کہ تحقیق تحقیق کی
 ہی ابن عباس کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خصائص و راز میں ہے کہ اگر کوئی
 لکھا اور قطعی نے حدیث ثابت ہوئی یہ حدیث زہری سے مسند ابی حنیفہ میں کہ امام ابن کثیر
 نزدیک ہمارے حجت ہی اور مرفوع بیان کیا ہے تصانیف اور راز میں اس حدیث اور قرآن شریف
 کی آیت **وَنَزَّلْنَا سُلَيْمَانَ بِرُوحِنَا عَلٰی سِدْرٍ مَّجْدٍ وَتَرَاهُ رَاغِبًا** اس حدیث میں ہر معنی میں غرض
 کہ اس حدیث میں اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس کو بیع کر کے اپنی بیعت و بیعت کرنی نہیں چاہیے یہی مطلب اس حدیث
 کا ہے جسے امام صاحب نے بیان اور معنی اس پہلی حدیث کے یہ ہیں کہ سب بشرط اختیار کسی شے کو بیع
 کرے پھر خریدار مدت اختیار میں غلے جو جائے تو وہ مستحق ہو گا اپنے مال کا یعنی بیع کا اختیار ہو گا اور
 یہی معنی ہے کہ بیع جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور ابراہیم بخاری و ابی حنیفہ نے کہ
 بائع برابر ہی اور قرض خواہ ہوں گے ہر حال میں اور ہی روایت کی گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کہا اس
 روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہے خطاب نے اس قول کہ ابن شہرہ سے بھی نقل ہے کہ اس
 تفسیر سے حدیث میں موافقت ہو گئی ورنہ صحیح حدیث کا انکار جس کو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہے لازم
 آجائے **لَقَالَ** مسئلہ ہوا زہری اور ایک مسئلہ امام غزالی اور ان کے شاگرد ابو یوسف کا اختلاف تھا

بہت سی تفسیریں ہیں

تفسیر

بہت سی تفسیریں ہیں

غالب تھی جیسے شراب لذت میں اپنی اصل سے کہ انکو ہر حال میں ہی اور ہر قسم کی چیز میں یہ جو کہ حمل
 سے بھی کہ بہت العنب اور بہت العنقہ وہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل اسکی انکو جو اور جو بھی دلیل سے کہ لفظ
 خمر کا شراب انکو ہی کے واسطے خاص ہے کیونکہ دوسرے مسکرات کے اور نہ میں مثل باذوق
 اور منصف و مثلث اور قبیح اور بنید وغیرہ کے اور اسکا اختیاف دلالت کرتا ہے کہ مسمیات
 میں بھی اختلاف ہو سب طرح ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہے اور پانچویں دلیل یہ ہے کہ قول جناب باری بھی
 آئی اس آئی انحصار خمر یعنی میں اپنے آپ کو خواب میں انکو نہ چھوڑتے دیکھنا ہوں انتہا ہی
 دلالت کرتا ہے اس لیے کہ خمر سے یہاں باتفاق مفسرین و علماء سے متفق ہیں و متاخرین انکو ہر اد
 ہی میں قبیل اطلاق کرنے سبب کے اور سبب کے اور کلیات ابو البقاء میں ہے کہ اصل اس اطلاق کی باتفاق
 یہ ہے کہ سبب کی واسطے مطلقا استعارہ کیا جاتا ہے خواہ سبب کی واسطے خاص ہو یا نہ
 مگر سبب کی سبب کے واسطے چلتے ہیں کہ اس سبب کی سبب دوسرا ہو جیسے لفظ خمر کا خاص عنب کے
 ساتھ ہوتا تو استعارہ کرتے آتے اور امام شوکانی نے لفظ لا و طار شرح منقہ الاخبار میں لکھتے ہیں
 اَعْلَمُوا أَنَّ الْخَمْرَ تَطْلُقُ عَلَى عَصِيرِ الْعِنَبِ الْمُسْتَدْرَ اَطْلَاقًا حَقِيقًا اَتِمَامًا اَعْنِیْ جَانِ تَوْكِ اَطْلَاقًا
 خَمْرًا نَجْوً طَرِیْ ہوئے انکو ہر پر جو تیز ہو گیا ہو اطلاق حقیقی بلا جماع ہر آتے اور تفسیر کشاف جابر
 زنجبیری میں مرقوم ہے وَ الْخَمْرُ مَا عَلٰی وَ اَشْتَدُّ وَ قَدْ بِالْوَبْدِ مِنْ عَصِيرِ الْعِنَبِ هُوَ
 حَرَامٌ اَمْ بَعْضُ خَمْرٍ هُوَ شِیْءٌ کہ اہل آئے اور تیز ہو جائے اور جھاک لے آئے چھوڑا انکو سے اور وہ حرام ہے
 اتم ہے اور جو احادیث میں بعض شراب پر سو اسے انکو کے خمر کا اطلاق آیا ہے وہ باعتبار حکم کے ہی تو ہیں
 کچھ کہ مسمیٰ نہیں بتائے گئے یا بطریق تشبیہ کے ہے نہ نچہ کہ جب الشرب فیه القدرین شیخ الاسلام ابن تیم
 لکھتے ہیں وَ یَدُلُّ عَلَى اَنَّ اَحْمَلَ الْمَذْكُورِ كَيْفَ يَقُولُ الشَّيْءُ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْهُ
 حُرْمَتُ الْخَمْرِ وَ هَا بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا شِیْءٌ اَشْرَجَهُ الْبَيَارُ فِي الصَّيْحِ وَ مَعْلُومٌ اَنَّهُ اَمَّا اَلَا دَمْعُ
 الْعِنَبِ لَيُثْبِتُ اَنَّهُ كَانَ بِالْمَدِينَةِ وَ غَيْرِهَا یعنی ہر دلالت کرتا ہے کہ اصل ان حدیثوں میں بطریق تشبیہ کے
 ہر قول ان کے حرام کی شے شراب اصل ہے نہ کہ تھی شراب کوئی شے میں نہایت کیا اسکو حرام نہایت چھوڑا

کلیات ابوبرقہ
 علیہ السلام نے فرمایا

لکھنا چاہئے کہ
 داند کہ شراب کی سبب

خلاف جابر
 فرماتا ہے

قطع التعلیل
 حاشیہ

یہ کہ ارادہ کی خبر نہ ہو کہ باوجود ثبوت ہر امر کے کہ تمہیں نے میں اس کے اور شرابین انتہی اور نام نہانی مستحبہ کے
 شراب کے لئے الدقائق میں لکھا ہے کہ اگر اطلاق غیر انکوری پر احادیث میں مجازی ہی یا باعتبار حکم کے
 ہی یعنی حکم اور شرابوں کا حکم شراب کا سا ہو یعنی باوجود کہ یہاں بھی حرام ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تعلیم حکام کے واسطے مبعوث ہوئے تھے حقائق لغت وغیرہ بیان کیو مبعوث نہیں ہوئے انہیں
 لمخصایہ حدیث سے یہ استدلال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اصل میں ہم قرآنی رہا قول صاحب
 قاسم کہ عامیہ عمومی اصطلاح میں سو یہ بنا براون کے مذہب کے ہی چنانچہ جو دلیل عمومی پر شافعیہ احادیث
 سے لائے ہیں وہی اور وہیں نے بھی لکھی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہیں دی یہاں فقط اپنی را
 لکھی ہے جس سے ان کے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوتی ہے ورنہ سنی لغوی تو وہی تھے جو انہوں نے پہلے
 بیان کر دیے اور یہ قول ان کا کہ مدینہ شریف میں اس وقت انکو کی شراب نہ تھی بلکہ کچھ کی تھی مخا
 یون بخاری شریف کے حدیث سے جو حضرت انس سے مروی ہے قال حضرت عکبہ انکھ فخرجت
 حرمی وکنا نلجأ یعنی بالمداینہ خمر الا عذاب الا کلینا یعنی فویا یا حضرت انس
 نے کہ جرم کی گئی جو شراب جس وقت کہ حرام کی گئی اس حال میں کہ نہیں پاتے تھے ہم دینے میں شراب
 انکو دن کی گرمی تھی پس اس حدیث مسلم کی سند اس سے شہدہ پڑا ہو کہ داخل انکو کی شراب تھی حالانکہ وہاں شراب
 اکثر کے گناہ جیسا کہ حدیث بخاری کی اس پر حال ہی حدیث مسلم کی سند لانا محض مخالفت مینا ہی ہوتی ہے اور یہ اصول احسن
 مخالف کے ہیں اس لئے چاہیے کہ عام ہو جو ادب اس کا یہ ہو کہ اس سے یہ نہیں لازم آتا کیونکہ سبب اور سبب انکو کو مائل کہتے ہیں
 اور سفید اور سیاہ پڑتے کو بلو نہیں کہتے اس طرح شریعت اسے کو بوجہ انکو کے کہتے ہیں اور ہر حال کو بوجہ نہیں کہتے
 علیہ القیاس اور ہر حال سے مشتق ہے کہ کوئی کو تادم نہیں کہتے گو اس میں قرار پایا جاوے اس طرح اسکی بہت نظیریں
 ہیں میں نام صاحب کا قول کہ لغت میں خمر شراب انکو کی کہتے ہیں اور حدیث میں بیان احکام ہی
 لغت نہیں بہت درست ہے مخالف کسی حدیث کے نہیں بلکہ مطابق ہر الدبہ اور شراب کو مشل عطا کے
 یعنی بجز انکو کا کہ پایا جاوے حتی کہ دو تہائی سے کم چلجاوے یا مثل سکر کے یعنی خام یا پانی تر کھو
 کا جسے تیز ہو جاوے اور جہاں لے آئے یا مثل نقیض زریب کے یعنی خام یا پانی خشک انکو کو مشل عطا کے

بسیار عجیب
 نسخہ و تفسیر
 سزا بخش

بخاری شریف
 نسخہ و تفسیر

اوس میں تیزی اور جھاک پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہیں یہ جلد چہرین یا لافان
 حرام میں البتہ جابر بن وین میں اختلاف ہے ایک تو چھیارے اور خشک انور کا بنید اگر کھجور کا یا لیمو کا
 اگر چہ اوس میں تیزی آجائے اسقدر بنید اوسکا امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے
 جس سے نشہ نہ ہو نہ حرام ہو گا چنانچہ رد المحتار میں ہے فلو نشرب ما يغلب على ظمئه
 انه مسكر فغيره لان السكر حرام في كل شراب یعنی ہر اگر یہاں اوس کے وہ بنید
 کو ظن غالب ہو کہ اوس میں نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہے اس لیے کہ نشہ ہر شراب میں حرام تو ہے
 اتنے اور دلیل علت بنید کی علامت یعنی نے شرح کنز میں یہ لکھی ہے یا مروی عن ابی قتادہ ان
 النبي صلى الله عليه وسلم قال تبتدوا الزهوا والزطبة جميعا ولا تبتدوا الزطبة
 والزبيب جميعا ولكن لتبتدوا اكل واحد منهما على حدة رواه مسلم والبخاري
 وفي رواية الزطبة بدل التمر وهذا نص على ان كل واحد منهما على حدة لا يفسد
 ويحل وهذا المحمول على المطبوخ منه لان غير المطبوخ منه حرام بارجم
 الصحابة عن ذلك ما مروى عن انس بن مالك ان التمر سدر مت والتمر يوق مسد البسر
 والتمر رواه البخاري ومسلم والتمر اذ به غير المطبوخ منه لان حكمه حكم التمر
 فلهذا اطلق عليه اسم التمر وقد ورد في غير مت المتقين من التمر احاديث كلها
 صحيح فاذا حل التمر حكم على التي والحل على المطبوخ فقد حصل التوفيق بين
 الادلة وانما دفع التعارض عن معنى اس سبب کہ ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنید نہ بناؤ زہوا اور زطبہ کا اٹھا اور زطبہ کا زبیب کا ساتھ لے زہوا گذر نہ کر کھجور
 کو کہتے ہیں اور زطبہ کی تر کو اور زبیب خشک انور کو لیکن بنید ہر ایک کا علیحدہ کہ روایت کیا
 اوسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت میں بدلہ زطبہ کے تر آیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اس میں کہ
 ہر ایک کا بنید بنا کر درست اور حلال ہے اور یہ حدیث حمل ہے کہ چھوٹے بنید پاس لیے کھائے تو
 اجماع صحابہ حرام ہے و سطر ح و حدیث جو انس سے مروی ہے کہ تحقیق شراب حرام کی گئی ہے

روایت صحیح

صورت

روایت صحیح

جی

شراب اوس روز کچھ گد اور خشک کھجور کی تھی روایت کیا اسکو بخاری اوسم نے پیرا اس سے خام ہو سکا
 کہ حکم اوسکا حکم شراب کا ہو اسی وجہ سے خمر اور طلاق کیا گیا ہو اور جو نیک تر سے بنایا جاوے اوسکی
 حرمت میں حدیقین پہنچتا رہے ہونی میں اس جیسا کہ ہم نے پہلے خام ہو اور حلال کو نہتہ پر حمل کیا جائیگا
 تو درمیان حدیقین کے تطبیق اور توفیق ہو جائے گی اور تعارض جاتا ہے گا اتنے دوسری ہینہ
 شہد بخیر کیوں جو کا بھی امام احمد اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو اور دلیل اسکی تمہید استئناف
 میں یہ قولہ علیہ السلام لَمْ يَخْرُجْ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّحْلَةُ وَالْعِنْبَةُ
 سَأَلَهُمْ عَنْهُمَا وَأَخْبَدُوا عَنْهُمَا خُصَّ النَّحْلُ بِهَيَاوَالْمُرَادِ بَيَانُ أَحْكَامِ
 آتِي حُكْمِهِمَا وَاحِدٌ كَأَنَّ كُلَّامِنْهُمَا يُسَمَّى خَمْرًا حَقِيقَةً وَكَأَنَّ شَرْطَ فَيْضِ الْخَمْرِ
 لَا أَنْ قَلْبُهُ لَا يَقْضِي إِلَى كَيْفَ مَا كَانَ يَعْنِي سَبَبُ قَوْلِ أَخْبَدُوا عَلَيْهِ سَلَّمَ
 کہ شراب ان دو درختوں سے ہوتی ہو وہ کھجور اور انگور ہو روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور امام احمد
 وغیرہ نے خام کی گئی تحریر اس حدیث میں ساتھ ان دو چیزوں کے اور مراد بیان حکم کا ہی نہیں
 حکم و دلون کا ایک ہی نہ یہ کہ ہر ایک کو خمر حقیقہ کہتے ہیں اور اس نیک میں پکنے کی شرط نہیں ہر اس لیے
 کہ تصور اسکا بہت کے طرف نہیں پہنچتا ہر کسی طرح کا ہوتا ہے یعنی جیسے شراب میں یہ اثر ہوتا ہے
 کہ قلیل پینے سے نشہ کی طرف طبیعت متقرار رہتی ہو کیوں کہ اسکی جتنی زیادتی کچھ اتنی ہی عذر
 اسی لیے شراب کا تصور ابھی پیا منع ہو برخلاف نیک کے کہ او میں یہ کیفیت نہیں پس اسکا سطر
 نوش کرنا کہ حدسہ کو نہ پہنچ جاوے جائز ہو پس نیک غسل کے واسطے یہ فرما تا آخرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ شراب نشہ لاوے حرام ہو اس سے اوسکا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا چنانچہ عمدہ فقہی شرح بخاری
 میں شیخ الاسلام علامہ عینی فرماتے ہیں کہ البعضون کچھ شراب نشہ لاوے یعنی اوسکی شان سے
 اسکا ہو خواہ اوسکے پینے سے نشہ ہو یا نہ ہو جواب میں کہتا ہوں کہ یہ معنی اس حدیث کے نہیں
 کیوں کہ شارب نے خبر دی کہ حرمت شراب کی جیکہ موصوف ہو ساتھ اسکا کہ اور یہاں پہنچتا ہے
 کہ اگر وہ شارب ہو کہ مستقبل میں نشہ لا کرے اتنے بھر کا قلیل نشہ ہی تو کہہ سکتا ہے کہ اسکا

یہ کچھ ختم
 اور نشہ

بخاری
 جلد ۱ صفحہ ۱۱۰

نہیں بلکہ خاص نحر میں جو اس لیے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت موقوف اور مرفوع علیٰ حدیث
 بعینہا حرام ہے اور مسکر شراب کا حرام یہ حدیث اہانت کرنی تو اس کے حکم کا قلیل اور کثیر حرام ہے
 نقشہ کرے یا نہ کرے اور اس کے کہ اور شراب میں سوا نحر کے بوجہ اس کے حرام میں اور یہ امر ظاہر ہے کہ
 اگر کہے تو کہ وارد ہو انہی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر نحر ہے اور ہر مسکر حرام ہے جواب میں گامین
 کہ طعن کیا ہے اس حدیث میں بھی بن حسین اور اگر تسلیم کیا جاوے تو صحیح ترین یہ ہے کہ یہ موقوف علیٰ
 عمر بن اسد بوجہ سے مسلم نے اس کو بطور ظن کے روایت کیا ہے اور کہا ہے بن نہیں معلوم ہوتا کہ کفر فرج اور
 اس کو بھی تسلیم کریں تو معنی اس کے یہ ہیں کہ جسے کثیر بن نقشہ ہوا اس کثیر کا حکم نحر کا ہوتا ہے اور اگر
 قسم صحیحین کے جیکو وہ پکایا جاوے اس قدر کہ دو تہائی چلچالو اور ایک تہائی باقی ہے اگرچہ تہائی
 امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے اور وجہ اس کی ملائہ یعنی نے شرح کثیر بن قربان
 کی ہے مروی عن ابی موسیٰ ثناء کان یشرّب من الطلاء ما ذھب ثلثا و ذھب
 الثلث مرکاة القسانی و کہ مثله عن ابی ہریرہ و ذھب و ذھب الخارابی رابی عکمر
 و انہ عابد و معاذ بن شرب الطلاء علی الثلث و شرب لب راء و نو حنفیہ
 علی التصفی و قال ابو داؤد سالت ارجل عن شرب الطلاء اذا ذھب ثلثا و
 و بقی ثلثه فقال لا بأس به قلت لا تھو یقولون انہ یسکر فقال لا یسکر
 لو کان یسکر لما اھلکہ عکمر یعنی اس لیے کہ روایت کی گئی ہے ابو موسیٰ سے کہ وہ پکارتے
 وہ طلاء کہ ثلث اس کے چلچالتے تھے اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے
 ابو رسل کے نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور کہا ہے امام بخاری نے کہ جائز کہا ہے اور ابو عبیدہ
 اور معاذ رضی اللہ عنہ نے طلاء اپنے کو جبکہ تہائی باقی رہے اور ہر داؤد ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نصف پر
 پیا ہے اور کہ ابوداؤد نے کہ حال کیا میں نے امام احمد سے طلاء اپنے کا جبکہ دو تہائی اس کے جا رہی
 اور ایک تہائی باقی رہے پس کہا امام احمد نے کوئی قباحت نہیں میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ وہ
 نقشہ پیدا کرے اور اگر نقشہ پیدا کرے تو عمر بن زید اس کو حلال کرتے اور جو تھیں قسم خلیطہ ہے جو کہ مستی

بنی حکم ان کے

بیچ

روایت صحیحہ
مستند

اسی وجہ سے اس میں حد نہیں آتی چنانچہ تین استحقاق میں ہر ایک کا کما مباحا عندہ کما
 فلا یجوز شکرہ وکان سکرہ یعنی پس اگر ہووے مباح نزد یک شخص کے پس حد
 پر اجائے گا پینے والا اس کا اگر چہ نشہ آجائے گوشت حرام ہے جسے جس مثال اس کی مثل غفران
 وغیرہ کے ہوگی کہ اگر زیادہ کھائی جاوے تو نشہ آجائے مگر کسی کے نزدیک نہیں آتی غرض کہ
 حلال شو میں حد نہیں بالاتفاق گو اس کی حلت اور حرمت میں کلام ہو اگر ان چار میں سے کسی کا
 تو امام محمد وغیرہ کے نزدیک حد اس لیے آجائے گی کہ ان کے نزدیک حرام ہی اور امام صاحب کے نزدیک غیر
 پیلا جسمین نشہ آجائے حرام ہو سب کچھ کہ حد نہیں آتی اس لیے کہ حد میں بوجہ حلال شو کے
 شبہ لگیا اور رد المحتار میں ہر قال الا تفکان وقد اظنبت الذکر شی فی روایت الا خلافہ
 عن الصحابۃ والتابعین بالاسانید الصحاح فی تحلیل التبیذ الشدید
 التحاصل ان الکابیر میں استحباب کس قول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر و اهل
 بذکرہم و علی و عبد اللہ بن مسعود و ابن مسعود و ابن مسعود و ابن مسعود
 کانوا یحلقونہ و کذا الشیعہ و ابن اہیمہ النخعی و مروی ان الامام ذوالجہب
 تلامذتہ ان من احدی شرائط السنۃ و الجماعۃ ان لا یحرم نیکہ النکح
 و فی المعراج قال ابو حنیفۃ کو اعطیت الدنیا یحذ ابیرہا فی ائمتی مجرمتھا
 لا فیہ تفسیق بعض الصحابۃ و کو اعطیت الدنیا لشرکھا لا لشرکھا لا لشرکھا لا لشرکھا
 فیہ و ہذا غایۃ تفقہا یعنی کما اتھالی نے کہ تحقیق محول ہوا ہے علامہ کرخی نے روایت
 انہر صحابہ اور تابعین میں ساتھ صحیح سنن ابوداؤد کی بیان میں حلال کرنے بنیہ تیز کے اور حاصل ہی
 کہ اکابر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل بدو مثل عمر اور علی و ابو عبد اللہ بن مسعود و اسرار
 رضی اللہ عنہم کے حلال جانتے تھے بنیہ کو اور ایسی ہی اور ابوبکر بنیہ حلال کہتے تھے اور روایت
 کی گئی ہے کہ امام صاحب نے فرمایا اپنے بعض شاگردوں سے کہ تحقیق بخلاف سنت اور جماعت سے
 ایک یہ بھی ہے کہ حد تک جانتے بنیہ بیچون کی ہذا شرح الکابیر میں کما ہے کہ امام صاحب نے

صحیح

اگر تمام دنیا بھی جھک دیا جائے تو بھی حرمت نبیہ کا فتوانہ دن کیون کہ اس میں بعض صحابہ کو فوج
 باشد فسق کی طرف منسوب کر دیا اور اگر جھکواسکے پیٹے کیواسے دنیا دین نہیں بیون کا اس سے
 کہ اسکے پیٹے کی کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی اور یہ کمال تقویٰ امام صاحب کا ہوتا ہے اور وہ اہل
 میں لکھا ہے کہ ابو جعفر کہہ ان اشتر بہ سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہیں پس کہا گیا اون سے کہ
 تم نے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کھانے کے اور آدمی لکھا
 بی نے ہیں واسطے فسق و فجور اور ابو جعفر کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر اسکے پیٹے
 نشے کا ارادہ کرے گا تو قلیل اور کثیر دونوں حرام ہو جائیں گے اور اسکے واسطے بیٹھنا اور چلنا
 و دونوں حرام ہیں اتنے غرض کہ یہ چار چیزیں اگر کوئی شخص استدر ہے کہ نشہ نہ آئے تو امام صاحب
 کے نزدیک جائز ہے اور جو نشہ آجائے تو حرام ہے اس لیے کہ حرمت نشے کی بالاتفاق ہے کہ حد امام
 صاحب کے نزدیک لازم نہیں آتی کیونکہ حد تو ادا نے شبہ میں ساقط ہو جاتی ہے اسی وجہ سے
 سکر کی تعریف امام صاحب نے وجوب حد میں ایسی بیان کی کہ جہاں کسی قسم کا شبہ باقی نہ ہے
 کیونکہ او اقسام میں انماوت ہوا کرتا ہے العتہ بذیان کے معنی میں شبہ ہوتا ہے کہ قول عمر الخضر
 ما خامر العقل کے منافی ہوں کیونکہ شراب کی حرمت میں یہ قول وارد ہوا ہے اور امام صاحب
 نے بھی حق حرمت شراب میں سکر کی تعریف یہ بیان کی ہے تو جواب اسکا یہ ہے جو قلعہ القدر میں لکھا ہے
 لا تلتعاسر ف اذا كان بهما في شئ سكرانا و تأييد بقول علي اذا سكر
 حدى اس لیے کہ جب آدمی بذیان کہنے لگتا ہے تو عوف میں سکران کہتے ہیں اور قوت پائی ہے
 اس قلعہ کے ساتھ قول علی کے جس وقت نشے میں آئے گا بیہودہ بکے گا اتنے تیزی جس وقت صحابہ نے
 مشورہ کیا تھا کہ شراب پینے والے کی حد کس قدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی رائے میں جو
 آریا بیان کیا اور علی نے فرمایا جب نشے والا ہو گا بیہودہ کہے گا اور بذیان بکاؤا نشتر اور قوت
 کہنے کا اور فقیر ہی کے واسطے کتاب السنن میں در ہے کہ میں نہیں اس سے لگاؤا جاتے ہیں
 ایسی ہی ہے اتفاق کیا اور ظاہر ہے کہ جب تجارت عقل ہو جاتی ہے تو بذیان اسکے واسطے

دانش تجلی
 صحیح

تجلی

لازم ہے اسلہ بیان کی محامرت ہی علامت محامرت کی نہ بیان ہے ورنہ محامرت کیونکر معلوم ہو سکتی اور حد صاحبین کے نزدیک کیونکر آسکتی ہے نشہ باز کے قول کا تو حد میں اعتبار نہیں کیونکہ اوسکے فہم میں فتور آگیا اور اوسکے کلام کا اعتبار نہیں رہا پس کیوں کہ اس پر چند قانن ہو سکتی ہیں یہاں تک کہ کوئی علامت نہ پائی جاوے اور یہ شخص محامرت کی سطح پر جان سکتا ہے کہ کوئی علامت نہ دیکھے ہاں جب اعتقاد کرے گا کہ اگر یہ بیالہ بیون کا تو نہ بیان پیدا ہو جانے کا البتہ اس سے باز رہے گا اور آگے ترقی نہ کرے گا کہ اوس میں امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہے غرض آدمی کو اگر عقل ہی ہو تو یہ سمجھے گا کہ جس نے جو معنی بیان کیے اوسکی کوئی نکوئی وجہ ہو اوس سے مخالفت لازم نہیں آتی اور جو شخص غلطی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیونکہ نہ کہا اور معانی کی طرف مطلق نہ جاوے تو ایسے شخص سے کچھ بحث نہیں وہ تو بحث ہی سے خارج ہے اور وہ جو حدیث میں ممانعت آئی ہے سو وہ ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ اس وجہ سے انتہت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہے سائل نے عرض کیا ہاں اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے حرام ہے اس حدیث سے نہیں نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آئے وہ بھی حرام ہو گا و میں صلاحیت نشہ کی ہو مگر جب تک نشہ نہ آئے گا حرمت اوسکی ثابت نہیں پس امام صاحب تو نشہ بالفعل لیتے ہیں اور دوسروں کے نزدیک بالقوہ معتبر ہے سو اسے امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب کا نشہ ہو اسی پہلے کا اعتبار ہو گا اور مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اوستہ رکھنا کہ جس سے بڑھتی ہوئی حلال ہے اور جس سے نقص ہے بڑھتی ہوئی اوسے حرام ہے پہلے فقیر حرام نہیں ایسی کڑے میں نجاست گئے مثل خون کے اگر تھوڑا ہو مفسد مصلوہ نہیں اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر کا جز مفسد نماز ہو گا اور اخیر کا جز مصلوہ پہلا جز حرام ہو گا ایسی شخص نفقہ اپنے اہل و عیال کو دیتا ہو حلال ہے پس اگر اسراف کرے گا تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی پہلا حرام نہیں اسطرح کشتی میں بوجھ رکھا ہے اور اخیر کے بوجھ پہلے من رکھنے سے مثلاً کشتی غرق ہو گئی تو ضمان اس ایک من رکھنے والے پر آجائے گا پہلے بوجھ من رکھنے والا ہون سے کچھ سروکار نہیں ایسی اخیر کا بیالہ جو سکر ہے حرام ہو گا پہلے پہلے حرام نہیں

ہون گے اور قلیل حرام ہونے کی حدیث خاص حرمین ہی چنانچہ تصریحاً لایم عنی سے معلوم ہوا یا یون
 کہیے کہ کثیر من جو قلیل ہی جس سے نشہ آیا ہو وہ حرام ہو اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہی مطلب
 حدیث کا یہ ہو کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اس کو کثیر کا جو قلیل ہی حرام ہو اور یہ بھی نہیں کہ بغیر کثیر کے
 ابھی قلیل حرام ہی جس سے نشہ نہ آوے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جواب بطور تشبیہ کے لائے ہیں
 اس کا جواب ابو نصر بغدادی نے شرح قدوری میں لکھ دیا مائت بہذا القول لا یصح
 ابی حنیفہ واما السلف الصالحہ اس حدیث بذلتا وکم یکنات النضر فیہ بذلتا
 لا ان اصحاب ابی حنیفہ کم یکنات فی ذلک قول لائل قالوا بما قالہ ائمہ اصحاب
 رسول اللہ علیہم السلام ووسوۃ السالین وکیف یظن بعلی رضی اللہ عنہ و
 ابن مسعود و ابن عباس و عثمان بن باسیر و علقمہ و الاسود و لہم اھلیم
 رضی اللہ عنہم اھلیم شربوا الخمر و غلطوا فی اسمہا یعنی نہیں طعن کیا تو نے اس قول سے
 اصحاب امام صاحب یہ بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہ تھے لیکن تصریح اوکے نام کی نہ
 کر سکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہیں نکالا بلکہ وہ بات
 کہی جس کو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہے اور
 کیونکہ گمان ہو سکتا ہے شریعت علی اور عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عمار بن ابی سہر و طوقہ اور اسود اور
 ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھوں نے شراب پی اور نام میں غلطی کی اتنے حاصل تصریح کیا ہے
 کہ اس میں کسی طرح سے مخالفت نہیں ورنہ نعوذ باللہ صحابہ تک سودا بی لازم آئے گی بان الہبتہ
 فتو اسمین نظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہی اور صحیح ہی ہو کہ انکے پیئے سے بھی حد لازم آتی ہے اور
 قلیل اور کثیر اور حرام ہی واما علم قال مسئلہ نہدیم اور ایک مسئلہ امام عظیم اور امام مالک اور امام شافعی
 اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلمین اور شرح عبد الحق
 نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اور علامہ محمد زرقانی شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ اصحاب ابن مسعود
 داخل ہو چکے جبکہ اصحاب کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے آخر اقوال جو منوطا پر تھیں

حدیث

حدیث

اور تاویل اوس میں نہ تھی اور کو آپ نے غیر ظاہر بتلایا اور جو معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر تھے
خدا جانے ظاہر کی اصطلاح میں کیا شے ہو ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر اپنے اوسکو قرار دیا ہے
جسکو الفاظ اور قرینہ مقصی نہ ہو کہ **مَذَاقُ شَيْءٍ فِي الْأَصْطِلَاحِ** بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہیں کہ مستحکم
میں جو جائے اعتکاف تھی نماز صبح پڑھ کر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہو اگر اعتکاف
بھی اوسید وقت سے شروع ہوتا تھا یہ محض ایک آگاہی ہے کوئی قرینہ اس پر ال نہیں کیا جب آدمی
اعتکاف کی نیت کرے اوسید وقت گوشے میں بھی اوس پر ٹھینا ضرور ہو کیا شب کو اعتکاف کی
نیت سے مسجد میں رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہے فقط مستحکم میں داخل
ہونے سے ابتدا سے اعتکاف اپنی طرف سے کہنا محض اتھام ہو کہ میں ذکر اسکا صراحت یا ضمناً
نہیں جس کے الفاظ مقصی نہ ہوں یا کوئی قرینہ اوس پر ال نہ ہو اوسکو مثل بعض جاننا اور دوسرے
طرح کی غایت درجے کی سفاہت ہے اس سادگی پر کون نہ مر جائے خدا ہلکے ہیں اور
ہاتھ میں تموار بھی نہیں اس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوشہ
نشینی منظور ہوئی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانہ میں نشین لیجاتے تھے شب کو اوس میں
داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جب مستحکم میں جائے کو بعد صبح کے
اگر کیا نیت پہلے تھی اور اعتکاف پیشتر کر چکے تھے مستحکم میں اب داخل ہونے شاید آپ کو
مستحکم کی لفظ سے دھوکا ہو گیا یہاں اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہیں اصطلاحی اعتکاف
حرا و منین اور مستحکم کا لفظ واسطے ان معنوں کے قرینہ ظاہر ہو علاوہ اسکے جب تمام احادیث
میں دس دن کا اعتکاف مذکور ہو تو اس میں شب بالمتبع ضرور آجائے گی چنانچہ محاورات عرب
اور کلام مجید اس پر شاہ عادل کو جب ایام بولتے ہیں راتیں بھی ملا ہوتی ہیں اور جب لیالی
بولتے ہیں دن اوس میں ضرور ارادہ کرتے ہیں چنانچہ علامہ عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ **أَنَّ**
الْقَصْدَ إِلَى قِصَّةِ مَا كُنِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيْثُ قَالَ إِنَّ لَكَ ثَلَاثَ ثَلَاثٍ ثَلَاثَ أَيَّامٍ
أَوْ قَالَ إِنَّ لَكَ ثَلَاثَ ثَلَاثَ لَيْالٍ سَوِيًّا وَالْقَصْدُ كَأَنَّكَ وَاحِدٌ

یعنی کیا نہیں دیکھتا تو طرف قصہ ذکر پر علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیوں
 تین دن مگر اشاروں سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیوں سے تین شب برابر اور قطعاً ایک
 ہی تھا اسی سے یُقَالُ مَا سَرَّكَ اَيْتُكَ مُنْذُ اَيَّامٍ یعنی کہا جاتا ہے نہیں دیکھا میں نے تجھ کو کئی
 دن سے **ع** كَيْسُ الْمَرْءِ مِنْ ذَهَبِ اللَّكْبَانِ یعنی خوش ہوتا ہے آدمی راتوں کے گزرنے
 سے اتنے پس جہاں دنوں کو ذکر کیا ہو وہاں راتیں بھی مراد ہیں اور جس جگہ راتیں ذکر کی ہیں
 وہاں بھی مقصود یہ ہے کہ اول شب ایک دن کی چھوڑ دی جاوے جب دس دن
 ذکر کرے اوس کی راتیں بھی کل مراد ہوں گی پھر اول شب نہ لینا محض دھندلکا دھندلکی ہی حدیث
 سے بہرگز ثابت نہیں اور اوس محزون کی طرف تو سوا سے دو تین شخصوں کو جبراً وامت گئے ہیں
قال مسلہ چہار دہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہادیہ اور شرح وقایہ اور
 کنز الدقائق اور در المنہار اور فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہو **وَلَا يَنْقُضُ بَعْدَ الْغُرُوبِ قَبْلَ الْفَرَضِ وَلَا فَيَهُ مِنْ تَاْخِيْرِ الْمَغْرِبِ**
 یعنی اور نہ نفل طے ہو غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اس لیے کہ اس میں مغرب کی نماز کو دیر
 ہو جاتی ہے **اقول** ہا جو دیکھ حدیث میں لفظ **يَنْقُضُ** آیا ہے جس کے معنی ہیں کہ جس کا جی چاہے
 بڑھے کسی شے کی تاکید نہیں پائی جاتی بلکہ مثل اور نفل کے ہے ہر امام نووی کا یہ قول **وَلَا يَنْقُضُ**
اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَالْاَخْرَءُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَا لَكَ وَكَثَرُ الْفُقَهَاءِ
وَقَالَ النَّحَّاسُ هِيَ بِدَعَا وَحُجَّةٌ هُوَ لَا يَرَى اسْتِحْبَابَهَا يَهْدِي إِلَى تَاْخِيْرِ
الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی اور نہیں مستحب جانا ان دونوں کے متون کو ابو بکر اور عمر اور عثمان
 اور علی اور دوسرے صحابہ نے اور امام مالک و اکثر فقہاء نے اور ابونعیم حنفی نے کہا ہے کہ یہ حدیث
 اور حجت ان سب کی یہ ہے کہ استحباب اوس کا پونچا دیتا ہے طرف تاخیر مغرب کے اول وقت
 اوس کے سے اتنے پھر ابو داؤد کی طاووس سے یہ روایت ہے کہ کہا انھوں نے سوال کیے کہ ان
 دو کے متون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ حدیث صحیح ہے
 اور امام نووی کا یہ قول
 صحیح ہے
 اور امام مالک کا یہ قول
 صحیح ہے
 اور امام شافعی کا یہ قول
 صحیح ہے
 اور امام حنفی کا یہ قول
 صحیح ہے

میں کہ پڑھتا ہوا کو پھر یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر دو اذان میں نماز ہی اگر جائز ہے
 منسوب پھر عمرہ کا یہ کہنا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا تاکہ آدمی وقت منسوب کو یعنی جس میں نماز چھٹی
 منع ہو پھر جان لین ابدال کے جلد منسوب پڑھنے کا حکم کر دے گئے انتہی عبارتہ اخیر میں شرح البدایہ ملخصاً
 پس یہ امام صاحب کے قول کی غایت درجے کی تائید کرتا ہے اس لیے ہم آپ کے کہتے ہیں کہ ہر دو
 پھر صحیحین کے مست الراجحاً اگر وہ جب تک صحابہ اور ائمہ کے اقوال پر مطلع نہ ہو جاؤ اسی وجہ سے امام
 فرمائیے تمہیں احتیاق میں اسی تمام کی تحقیق میں لکھتے ہیں وَإِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلَى نَزْلِ الْعَمَلِ
 بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ لَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهِ لَا تَكُنْ كَالسَّارِثِ الضَّعِيفِ عَلَى مَا عُرِفَ
 فِي مَوَاضِعِهِ فَمَا لِهَذَا يَفْعَلُ بَعْضُ الصَّحَابَةِ يَعْنِي أَوْ جِسْمُ قِطْعَةِ اتِّفَاقِ كَرَلَيْنِ أَوْ دَوَائِبِ
 ترک کر دینے عملی ساتھ حدیث مرفوع کے نہیں جائز ہی عمل اس حدیث پر اس لیے کہ یہ اہل دلیل
 ہی اور پضعیف ہونے حدیث کے جیسا کہ اس کے موقع میں معلوم ہو اہل گمان تیرا ہی ساتھ فعل
 بعض صحابہ کے انتہی یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں
 اور حدیث ابن جہان کا جواب فتح القدیر کی عبارت میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیث معارض ہی اس
 حدیث کے جواب دہ نہیں طاؤس سے مروی ہے کہ انھوں نے سوال کیے گئے ابن عمرؓ دہر کہتوں سے
 قبل منسوب کے فرمایا نہیں دیکھا میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ ان در
 رکعتوں کو پڑھتا ہوا اور رخصت تھی دو رکعتوں کی بعد پھر کے سکوت کیا اس سے ابو داؤد نے اور
 بعد اذان کے منبری نے مختصر انہی میں اور یہ سکوت صحت حدیث کا قائل ہوا ہی اور اس حدیث کا
 معارض بخاری میں ہوا بعد شریک ہونے دونوں حدیثوں کے صحت میں اسکا مستلزم نہیں کہ
 بخاری کی حدیث کو مقدم کیا جائے بلکہ اس صورت میں ترجیح خارج سے تلاش کر بیٹھے اور یہ قول اس
 شخص کا ہے کہ جس نے کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہی بعد اس کے جو بخاری میں
 ہی بعد اس کے جو مسلم میں ہی اس کے بعد جو حدیث ان دونوں کی شرط پر ہو دو سو سے محدث سے اس حدیث
 وہ حدیث جو ایک کی شرط پر ہو یہ کہنا اس کا قائل اعتبار نہیں محض خبر دستی ہے اس تہت کی تفسیر

صحیحین میں اس حدیث کا
 ذکر نہیں ہے

فتح القدیر میں اس حدیث کا
 ذکر نہیں ہے

کرنی جائز نہیں اس لیے کہ اصح ہونے کے سوا اسکی اور کوئی وجہ نہیں کہ راوی ان دونوں کے موافق
 شروط دونوں کے میں پس جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر ان دو کتابوں سے کسی حدیث کے راوی ان
 شرطوں کو شامل میں پھر حکم کرنا کہ ان کتابوں کی حدیث اس حدیث سے اصح ہے کیا عین بے انصافی
 نہو گی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا یا فقط ایک کا کہ فلا نے شخص میں یہ شرطیں پائی جاتی ہیں اس
 قبیل سے نہیں کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہے کہ واقع میں خلاف اس کے ہو
 حالانکہ مسلم اپنی کتاب میں بہت ایسے راوی لائے ہیں جو عجیب جرح سے سلامت نہیں ہیں
 بخاری میں ایک جماعت ہے کہ ان میں طعن کیا گیا ہے پس ہمارے کاردار اولیوں کا علماء کے اجتہاد اور اس
 پر ہی ایسی شرطیں سمجھنا چاہیے حتیٰ کہ جس شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسری نے اسکو
 سمجھا اور دوسرے کی روایت اس کے نزدیک واسطے معارضہ اس حدیث کے جو اس شرط کو شامل کر
 کفایت کرے گی ایسی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اس کی توثیق لیا کی
 قیاس کرنا چاہیے ہاں قلب غیر مجتہد کا اور اس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہیں کیا اس
 چیز سے جبرقی اکثر کا اجتماع ہو سکے یا جانا ہی لیکن مجتہد شرط کے اعتبار کرنے میں اور عدم اعتبار
 میں اور جو شخص کہ حال راوی سے خود آگاہ ہو جو اپنی عقل کی طرف کرنا ہو اور جب کہ ہمارے نزدیک
 حدیث ابن عمر کی صحیح ہو تو یہ حدیث معارض ہوگی اور حدیث کی جو صحیح بخاری میں ہے پھر
 حدیث ابن عمر کی راجح ہو جائے گی اسوجہ سے کہ عمل کا برصاحب کا مثل ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
 موافق ہے جس کے ساتھ اس کے ابراہیم نخعی نے مخالفت کی ہے ان دو کثرتوں سے اس حدیث میں جسکو رد
 کیا ہے ابو حنیفہ نے حماد بن ابی سلیمان سے اور ثنویں نے ابراہیم نخعی سے کہ تحقیق منع کیا اور ثنویں
 ان سے اور فرمایا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں پڑھتے تھے
 اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی جیسا کہ جنوں نے کہا ہے تو بھی البتہ ترجیح دی جاتی اس صحیح ہلوسی بیان
 اس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے طنی ہوتی ہے لیکن واقع میں جائز ہے کہ صحیح
 حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اسی وجہ سے حسن میں جائز ہے کہ صحت کو بوجہ کثرت طرق کے

یہ سوچ جائے اور ضعیف حدیث اس میں جہت ہو جائے اس لیے کہ نقد داو کا قرینہ ثبوت نفس
 الامری کا ہی نہیں کیونکہ نہیں جائز ہے کہ صحیح سند ہو یہ اس میں ہے کہ جو دلالت اور ضعف نفس الامری
 کرتا ہو ضعیف ہو جائے اور حسن حدیث ہو جو دوسرے قرینے کے مترادف ہو جس تک پہنچ جائے جتنا
 ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا اور کا مقتضی اس حدیث کو اور ایسی
 اکثر سلف کا اور امام مالک کا جو ستارہ حدیث ہیں واقع میں اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہے
 وہ لفظ جو ابن حبان نے صحیحین سے علاوہ بیان کیے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں قبل
 مغرب کے پڑھیں یہ معارف اس حریص حدیث ابراہیم خضی کے نہیں جو سن سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم نے ان دو رکعتوں کو نہیں پڑھا اس لیے کہ یہ دو رکعتیں جو اپنے پڑھیں جائز ہے کہ قصداً
 اس کا نہ کی ہوں جو آپ سے فوت ہو گئی ہوں اور یہ امر ثابت ہو روایت کی بظہانی سے مستند شامی میں
 جائز ہے کہ کہا انہوں نے سوال کیا میں نے ازواج مطہرات سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا دیکھا
 تھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو رکعتیں قبل مغرب پڑھتے ہوئے کہا انہوں نے نہیں مگر اس
 نے کہا ان دو رکعتوں کو اکیلا میرے پاس انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا میں نے کہا میں نے یہ نماز
 کیسی ہی فرمایا قبل عصر کے دو رکعتیں پڑھنی بھول گیا تھا اب دونوں کو پڑھ لیا میں ام سلمہ کا
 سوال کرنا اور صحابہ کا ایک ازواج مطہرات سے دریافت کرنا چنانچہ لفظ سألنا جابر رضی اللہ عنہما کا لفظ
 سألنا نہیں کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ خط جابر نے نہیں دریافت کیا بلکہ اس صحابہ بھی اس میں شریک تھے
 اس امر کا فائدہ دیتا ہے کہ یہ دونوں رکعتیں مہم نہ تھیں اس طرح صحابہ کا ابن عمر سے سوال کرنا کیوں
 خود ابن عمر نے حدیث اول نہیں بیان کی تھی بلکہ جب سوال کیے گئے تو بیان کی اور نظامیہ کی کہ
 ان کا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ روایت ان رکعتوں کی ظاہر ہو گئی تھی کہ اس میں مہم نہ تھیں پس
 جواب سکا آپ کے ازواج نے جو کہ آپ کے اعمال سے اس قدر واقف تھیں کہ دوسرا انسان نہیں جانتا تھا یہ
 دیکھ آپ نے نہیں پڑھیں اور ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ صحابہ میں سے کسی نے نہیں پڑھیں تھے حاصل اس تقریر کا
 یہ ہے کہ انہی محدثین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جان پر اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو ان نے روایت کیا

قبول کیا اور عمل اور سہ کر لیا یہ علماء سے محدثین کی تقلید کر کے اپنے اعتراض اور انکار نجاست سے پس منظر ہا ہوا
 نے جو اس تقریر نہ خفا نہ کو مستصباحہ قرار دیا ہوتا۔ شاد ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لائے ہیں
 کہ انھوں نے اس قول کو بدعت نکھا ہی محض ختم ہوا تو وہ صاحب اس تقریر کا مطالبہ خود نہیں سمجھے
 باشاہ صاحب کی عبارت میں تیس مع ان راق کیا اور یہ کہنا ان کا کہہ دیکھنے ایسی جرات نہیں
 کی تھی جمہور کے خلاف ہر مصلحہ صبیان ابجد خوان ہر شاد و امدا ایسا محقق ایک امر مدلل بیان کر دے
 کہ جس کا آج تک کسی سے جواب نہ ہوا تو خلاف جمہور کہلائے اور خود حضرت طاہر یہ جنگی اصول خلاف
 جمہور میں موافق بن جائیں خود قصبہ کے پتلے ہیں دوسروں پر لعن کرتے ہیں ہم دریافت کرتے ہیں
 کہ یہ کون سی بدعت ہے کوئی امر حدیث کے خلاف ہوا یا قرآن کے ہاں یوں کہیے کہ یہ ترتیب صحیحین کے
 تقلید ہے یا ہر نے اس میں ایسا غلو کیا کہ اس کا لوجی من السماء تصور کر لیا اور اس بحث میں اگرچہ
 شفاء العی میں جسکو بعض حضرات ساکنین سہو پال نے تصنیف کیا اور مولانا ابوالحسنات محمد علی بک
 لکھنوی نے اوسکی رو میں برابر لکھی لکھ کے اوسکو مردود کر دیا بہت کچھ زور اراہی لیکن سب نقل عبارات لکھ
 امام ابن ہمام کے اور کچھ اول سے منو سکا یہ تو معلوم ہے کہ چہ بعض علماء اس مقام میں ابن ہمام کے خلاف
 ہیں مگر اولی تقریر مجتہد انا اور دلیل متفقہ آئے گا جواب شافی کسی نے نہیں دیا حضرت طاہر یہ غیر مقلدین کا
 دستور یہ ہے کہ اگر جمہور صحابہ ایک طرف ہوں اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہیں کہ اوس میں منکر
 کریں اور سوچیں اور اقوال سلف دیکھیں اور تطبیق دین بلکہ امام صاحب کے پیروائے میں درپردہ صحابہ
 کو سب کچھ کہہ دیتے ہیں چنانچہ منشی نمونہ از خوار سے اسی سوال نمبر کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ باوجود
 جمہور صحابہ اور خلفاء راشدین ایک طرف ہیں مگر یہ تو بخاری اور مسلم پر ایسا ایمان لائے ہیں اگرچہ اصل
 ایمان سے جو تصدیق بالقلوب اور اقرار باللسان ہی بوقت اکراہ اقرار سا تطبیق ہو جاتا ہے مگر یہ لوگ ان
 کتابوں کے مقابلے میں قرآن کی بھی نہیں سنتے خفیہ کے مذہب کی حقیقت دیکھیے کہ باوجودیکہ صحیحین
 کو اصح الکتاب جانتے ہیں مگر وہ کچھ تحقیقات کی ہے کہ اگر آدمی کو انصاف اور عقل ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ
 دے اور سچے دل سے مان لے ہو کہ فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی بڑی ہے کہ یہ لوگ صحابہ پر کیوں طعن

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے الٹی ہو تو لیٹ جانا بہتر ہو اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت
 کا ہو اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہر وہ فرماتے ہیں کہ فعل الخضر علیہ السلام بھی بقصد آرام کے تھا
 نہ عبادت کے انتہے پس جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کیونکر
 ثابت ہو سکتی ہو بلکہ اس صورت میں حدیث ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ میں بھی مطابقت ہو جائے گی
 کہ قاضی میاض نے ذہب مالک و جہم و العلماء و جماعۃ الثمین الصحابة کے
 انہ بدعة و رواية الاصلیاء بعد رکعتی الفجر من جوحۃ فیقدم فیہ ایۃ الاصلیاء
 قبلہا و لم یقل احد فی الاصلیاء قبلہا انہ سنۃ فلما بعدہما وقد ذکر مسلم
 عن عائشۃ فان کنت مستقیظۃ حدیثی فلا ارضیجہ و هذا يدل علی انہ لیس
 بسنۃ و انہ کما کان یضج قبل و ناکۃ بعد و ناکۃ لا یضج یعنی گئے امام مالک
 اور حرمہ و علما اور ایک جماعت صحابہ کی اس طرف کہ وہ دعوت ہو اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتوں
 فجر کے مرجح ہو پس مقدم ہوگی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہیں کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل
 فجر کے سنت ہو پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رضی
 عنہا سے کہیں اگر یہ جانتی ہوتی تو باتیں کرتے مجھ سے نہیں تو لیت جاتے اور یہ دلالت کرتا ہو اس پر کہ
 وہ سنت نہیں اور کبھی آپ لیت تے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہیں لیت تے انتہے غرض کہ اسکو
 فرض کہنا اور بغیر اسے نماز میں فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہر یہ ہے کیا ہی ہرگز کسی حدیث
 سے ثابت نہیں ہوتا و اللہ بصیرین بھی اختلاف ہو اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست
 ہو جو پہلے جسے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گئی قال مستند
 اور ایک سلسلہ امام غزالی کا مخالف حدیث کے یہ ہو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور
 در المختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ من انہی الی الامام
 فی صلواتی الفجر و هو لم یصل رکعتی الفجر ان خشی ان تفوتہ رکعتہ و
 یندرائے الاخری یصل رکعتی الفجر عند باب المسجد فتعید محل یعنی

نسخہ
 اول منقولہ

فجر کی نماز کے وقت اگر کوئی شخص مسجد میں آوے اور دیکھے کہ فرضوں کی جماعت ہو رہی ہو لیکن اس شخص نے دو رکعت سنت نہیں پڑھی تھی تو اس صورت میں اگر وہ ڈرتا ہو کہ میری سنتیں پڑھنے سے ایک رکعت جماعت کی جاتی رہے گی اور ایک رکعت مل جاوے گی تو چاہیے کہ دو رکعت سنت مسجد کے دروازے پر پہلے پڑھے پھر جماعت میں داخل ہو جاوے آخر **اقول** جاننا چاہیے کہ فجر کی سنتوں میں سب سنتوں سے زیادہ تاکید آئی ہے بخاری اور مسلم میں ہے کہ یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ الشَّيْءِ مِنَ التَّوَاتُلِ اَشَدُّ تَعَاهُدًا اَمِنْتُ عَلَيَّ رَكْعَتِي الْفَجْرِ اَيْنِیْ نَبِیْنِ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حفاظت کر نیوالے سنتوں میں سے اور کسی سنت پر اتنے اور مسلم میں ہے کہ قَالَ سُرَّ سُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ حَبْرٌ وَزَمْزَرٌ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اَيْنِیْ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت سنت فجر کی بہتر ہیں دنیا و ما فیہا سے اتنے اور ابو داؤد میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوا سُرَّ رَكْعَتِي الْفَجْرِ وَكُلُو طَرْدَ ثَلَاثِ الْخَيْلِ اَيْنِیْ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ترک کرو دو رکعتوں فجر کو اگرچہ کالہ سے تھکو لشکر و شمن کا اتنے طبرانی میں ہے روایت ہے کہ سُرَّ رَكْعَتَا الْفَجْرِ كَبْرٌ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ فِي سَفَرٍ وَلَا حَضَرَ وَلَا حُجَّةٍ وَلَا سُقْمٍ اَيْنِیْ نَبِیْنِ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ترک کیا ہو دو رکعتوں قبل نماز فجر کے سفر میں نہ حضر میں نہ صحت میں نہ عرض میں اتنے اور شند ابو یعلیٰ موسیٰ میں ان عمر سے روایت ہے کہ قَالَ سَمِعْتُ سُرَّ سُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزْكُوا اَرْكَعَتِي الْفَجْرِ اِنْ فِيْهَا الرَّعَائِبُ اَيْنِیْ کہا او انھوں سنائیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہ چھوڑو فجر کی دو رکعتوں کو اس لیے کہ انہیں مرغوب چیز میں ہیں اتنے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حتیٰ املت دورا سکونہ چھوڑا جائے واسطے کمال اہتمام ان دو رکعتوں کے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دور روایتیں ہیں ایک میں واجب اور دوسری میں سنت علامہ شینی نے شرح منہاج میں کہا ہے کہ كَرَّ الْمَرْغَبَانِ عَنْ ابْنِ حَنِفٍ

الرَّحْمَانُ يَكْفُرُ نَحْرًا عَاقِلًا بِالْعَاقِلِ أَفَدَّرَ وَجْهَهُ أَفَرَّكَ حَاحًا صَحِيحًا وَ
 دَخَلَ بِهَا وَهَمَّا عَلَى صِفَةِ الْأَحْصَانِ يَعْنِي أَوْ مَحْصَنٍ مَوْاسْتَكْسَارٍ مَوْسِيكِيَاةٍ كَمَا هُوَ زَانِي آزَادًا
 بِالْعَاقِلِ مُسْلِمَانِ أَوْ يَدِيهِ كَمَا هُوَ زَانِي أَوْ زَانِيَةً أَوْ بِصِفَتِ مَحْصَنٍ نَكِيهِ هُوَ **اقول**
 اسکے دو جواب ہیں ایک یہ ہے کہ حکمِ رجم کا توریت سے موافق یہودیوں کے دیا گیا تھا کیونکہ جب تک
 آیت رجم نازل نہیں ہوئی تھی چنانچہ تشریح موطا امام محمد بن ملا علی قاری لکھتے ہیں وَالْحُكُومَاتُ
 عَنْ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِيَبْهَوُ حَرِيَّتَيْنِ أَنَّهُ كَانَ يَحْكُمُ التَّوَكُّلَ اِقْبَلْ
 أَن يُتَوَكَّلَ حُكْمُ الْقُرْآنِ فَلَمَّا نَزَلَ لَسِمَ ذَلِكَ وَالْحُكْمُ بِالْمَنْسُوحِ بِاطْلَاعِ
 جواب رجم یہودی میں کیا ہے کہ یہ رجم حکمِ توریت سے پہلے نازل ہونے حکمِ قرآنی کے محتاج نہیں جبکہ
 حکمِ نازل ہوا یہ حکمِ منسوخ کر دیا گیا اور حکمِ منسوخ کا باطل ہونا ہی تھے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ قوت
 رجم کے احصان میں اسلام شرط نہ تھا گو رجم موافقِ شرع کے تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے قُرْآنِ شَرَفَ بِاللَّهِ فَلَيْسَ يُحْصَنُ فَرَمَا اِسْوَقْتُ سے اسلام شرط احصان کیا
 چنانچہ فتح القدیر میں ہے کہ اس حدیث کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اسطور سے بیان
 کیا ہے کہ حدیث بیان کی ہے عبد العزیز بن محمد نے کہا او نحوں نے حدیث بیان کی ہے
 عبد اللہ نے او نحوں نے روایت کی نافع سے او نحوں نے ابن عمر سے او نحوں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپؐ جو شخص مشرک ہو وہ محصن نہیں روایت کیا ا لہو دا قطنی
 نے اپنی سنن میں اور اس حدیث کی قوت دینے والی وہ حدیث ہے جسکو یحییٰ بن الولید نے
 عقبہ بن تمیم سے روایت کی ہے او نحوں نے علی بن ابی طلحہ سے او نحوں نے کتبہ بن مالک
 سے کہ تحقیق او نحوں نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ست نکاح کرو اس سے اس لیے کہ وہ یہودیہ تھیں جو محصن نہیں کر دے گی اور یہ حدیث منقطع ہے
 اور توجہ اس بات پر کہ انقطاع بعد عدالت و اولیوں کے نزدیک ہمارے ارسال میں داخل ہے
 پہلی حدیث کی یہ حدیث شاہد ہے جس حجت ہوگی اور ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

نکاح

نکاح

نکاح

کہ کیا پاتے ہو تم تو ریت میں شانِ رجم میں نہ معلوم ہوتا ہے کہ رجم شرع میں تھا ایسی ہی صحیح
ظاہر ہے کہ اسلام شرط نہ تھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رجم کرنے کیونکہ نہ ریت یہودیوں کی
منسوخ ہو گئی تھی بلکہ جو خدا حکم نازل کرنا ہی حکم فرمائے اور سوالِ اوں سے اسوجہ سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ انکو الزام دین کہ جو احکام تمہارا نازل ہوئے ہیں انکو ترک کرنے
ہو پھر رجم کا اسی شرع سے جو رجم میں موافق اور نئے شرع کے مخالف تھا صادر ہوا آپس وقت رجم کے
رجم اس شرع میں ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہو گئی اور تاریخ
معلوم نہیں ہوئی کہ جس سے معلوم ہو کہ قولِ سیلے ہی یا فعل پس تعارض واقع ہوا اب مرجح اس کا
جائز ہے اور قولِ مقدم ہوتا ہی فعل پر انتہی قطعاً یعنی یہ حدیث قولِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور رجم فعل ہے پس اس قول کو ترجیح دیجائے گی کیونکہ قولِ فعل پر مقدم ہوتا ہو اس لیے کہ فعل میں تو
استمال خصوصیت وغیرہ موجود ہے **مسئلہ نوزدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث
کے یہ ہے جو کہ مدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور درالحقار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکھا ہو کہ **كَانَتْ الْعَصْرُ أَوْ الْمَغْرِبُ أَوِ الْفَجْرُ خَيْرٌ وَإِنْ أَخَذَ الْمُؤَدِّبُ**
فِيهَا الْكَرْهِيَةَ النَّفْلَ بَعْدَهَا یعنی اور اگر وہ نماز عصر یا مغرب یا فجر پکھے یعنی مسجد سے اگرچہ شروع
ہو مؤذن تکبیر میں واسطے کہ وہ ہونے نقلوں کے پیچھے ان کے یعنی ان نمازوں کے **اقول** حدیث
ابن عمر کی درقطنی میں مرفوع بھی آئی ہے چنانچہ مراتب شرح مشکوٰۃ میں ہے **وَقَدْ حَدَّثَ صَرِيحٌ أَخْبَرَهُ**
الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَلَيْتَ فِي أَهْلِكَ
ثُمَّ أَدْرَسْتَ فَصَلِّ لَكَ الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ تَفَرَّدَ بِرَفْعِهِ سَهْلُ بْنُ
صَالِحٍ إِلَّا لَطَائِكُ وَكَانَ ثِقَةً وَلَا إِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَلَا يَضُرُّ وَقَفٌ مِنْ وَقْفِهِ **وَإِنْ**
يُزَادُ فَالْثِقَةُ مَقْبُولَةٌ یعنی اس میں حدیثِ صریح آئی ہے روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے
ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وقت نماز پڑھے تو اپنے مکان میں پھر بارگاہ
تو اس کو سو پڑھے مگر صبح اور مغرب کہما شیخ عبدالحق نے اس حدیث کو قطعاً منقطع صلیح الظاہ کی ہے

مسئلہ نوزدہم
مسئلہ نوزدہم
مسئلہ نوزدہم

[illegible]

اشرفی
شکوہ

میداد

کرنے سے نماز باطل ہوگی کیونکہ قعدہ اخیر فرض ہے اور ترک فرض سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو اس قعدہ اخیر
 میں نہ بیٹھنا اس صورت میں امام صاحب کے نزدیک شرط تھا اور اس کو آپ چھوڑ گئے تاکہ نماز باطل نہ ہو
 ہو جائے نہ سہما عن الفقد لا اکلیہ کی وجہ سے اس کی بنا پر اس کو بھی اڑا کر رہے تھے وہیث بیان ہے
 کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے قعدہ اخیر پڑھا تو انہوں نے اس وقت مخالفت ہو جاتی ہے سو ایسی حدیث جس میں یہ
 ذکر ہو کہ قعدہ اخیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بیٹھے اگر کیا قیامت تلاش کیجیے تو بھی بیٹھنے کی
 بس اس حدیث کو ایسی صورت پر حمل کرنا جس میں ترک فرض لازم آئے کون سی حجت سے ثابت ہو سکتا ہے
 بلکہ اس حدیث کا محل صحیح غیر لغو مناسب ہو گا آپ کا مطلب جو مخالفت امام صاحب پر البتہ حاصل ہو گا گو
 معنی حدیث کے اس سے یہ ہو جائے کہ پھر لکھو تو اس کی کچھ پروا نہیں فقط امام صاحب کی مخالفت کے
 واسطے اپنے بہت حدیثوں کے عمدہ معنی چھوڑ کر مروج معنوں کی طرف میلان کیا ہے یہ وہ بات ہو کہ گو
 حدیث اور قرآن چھوڑے گا یہ دن کا رشتہ مخالفت ہو گا شام کہ از قیامان دامن کشان گشتی
 گوشت خاک نام بر باد رفتہ باشد یہ اور دوسری صورت جس میں نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ پوری ہو جاتی ہے
 وہ یہ ہے کہ ہر ایہ وغیرہ میں ایکی عبارت منقولہ کے بعد لکھی ہے کہ قعدہ فی اللہ اربعۃ قعدۃ کثر
 یسئلو عاذا لی الفقد فیما لکونہ لکونہ و سئلوا ان فبذل الخاصۃ بالبیہد
 تہ فترجہ لینی اور اگر بیٹھا ہو تھی رکعت میں پھر کھڑا ہوا اور سلام نہیں پڑھا تو ٹے طرف قعدہ کے
 بشرطیکہ نہیں سجدہ کیا ہے یا پھر رکعت کا اور سلام پھر دے اور اگر یا پھر رکعت کا سجدہ کر لیا فرض
 ہو سکا پھر اس کو کیا اسے نہیں اس صورت میں اور پہلی صورت میں جس کو آپ نے نقل کیا ہے فقط قعدہ اخیر کا
 فرق ہے یعنی اس میں بیٹھ ہی صورت میں بیٹھا تھا اس لیے نماز باطل ہو گئی تھی پہل اس صورت
 بہتر کو چھوڑ کر فقط مخالفت کے واسطے دوسری صورت کثرت کو اختیار کرنا اور حدیث کے معنوں کو بدست
 مخالفت کے عوام کے اپنی طرف سے متعین کر دینا اچھی کام ہے آفرین بادین بہت ثناء تو
 بسبب سے لغات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے ان لفظ الحدیث یضد فی مع قرآنہ الفاعل
 ومن فعلہا والثانی ان تحرق واقراب لا یضد فی حدیثہ و سئلوا ان فبذل الخاصۃ بالبیہد

لغات باب سبب

الْآخِرَةَ لَكُمْ نَهَارُ كُنَّا فَعَوَّادُ الصَّلَاةِ عَلَى تَقْدِيرِ تَرْكِهِ بَعْدُكَ فَهَذَا الْحَدِيثُ
 مَخْصُوصٌ عَلَى بَعْضِ قَوْلِ الْقَعْدَةِ الْآخِرَةِ تَوْعِيدِي تَحْقِيقِ الْفِطْرِ اسْ حَدِيثِ كِ صَادِقِ آتِ
 ہن ساتھ ترک کرنے قعدے کے اور ساتھ کرنے اوسے قعدے کے اور دوسری صورت راجح زیادہ
 اور قریب تر ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ اخیرہ کو بوجہ رکن ہونے کے ترک نہیں کرتے تھے
 پس جائز ہونا ہر قعدہ ترک قعدہ اخیرہ کے بعد ہی پس یہ حدیث خاص ہے ساتھ واقع ہونے قعدہ اخیرہ
 کے اتنے اور ارکان اربعہ میں لکھا ہو گا اَلْحُجَّةُ فِيهِ لِلْمَا مِ الشَّافِعِيِّ لَا يَكُنْهُ جَعْلُهُ حَالِ
 وَلَا كُفْرُهُمْ لَمْ يَكُنْ فَيَقُولُ اَنْ كَانَ قَعْدَةً فِي الرَّابِعَةِ يَعْنِي بِهٖ حَدِيثِ اِمَامِ شَافِعِيِّ عَنْهُ لِيَعْلَمَ
 نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ حدیث حکایت ایک حال کر ہے اور عام نہیں پس جائز ہے یہ کہ ملحق کئے ہوں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تھے کہ تین تہی پس باوجود دونوں صورتوں کے اور ترجیح صورت ثانی کے
 بہر بھی پہلی صورت مرجوح یعنی تاکہ کسی طرح مخالفت ثابت ہو جائے غایت درست کی ہے انصاف
 ہے انصاف کماں سے آوے کہ انھوں پر تھپک پر دہڑا ہوا ہے خداوند تعالیٰ توفیق حق میں کی عطا
 فرماوے اور راہ راست پر لاوے **قَالَ** مسئلہ سبب کیم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے
 جو کہ مراد ہے اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور المختار وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو گا اَلْيَشْعَرُ
 عِنْدَنَا فِي حَيْضَةٍ يَعْنِي تَرْكُهَا جَوَازٌ اَوْ نَهْيٌ كَوْنُهَا زَكَاةً اَوْ نَهْيٌ كَوْنُهَا زَكَاةً اَوْ نَهْيٌ
 اشعار مثله یعنی تخلف دینا ہے **اقول** اشعار کی دو قسمیں ہیں ایک اشعار مسنونہ جہین
 کمال کاٹ دیجاتی ہے اور گوشت محفوظ رہتا ہے اس کو امام صاحب نے ہرگز مثله نہیں فرمایا اور نہ امام
 صاحب کے نزدیک ختنہ اور پچنے اور داغ بھی ناجائز ہوتا لکن یہ جو حد مسنون سے تجاوز کرنا دستور
 ہو جائے گا تو اس کو کون مسنون بتلائے گا مثلاً ختنے میں بالفرن اگر کمال کے سوا ایک ذرہ سا
 گوشت کاٹنے کا دستور ہو جائے گا تو ہرگز سنت ادا ہوگی بلکہ یہ فعل بدعت قرار دیا جائے گا
 سنت تو وہی ہے کہ فقط کمال کاٹی جائے ورنہ خلاف مسنون کو مسنون کہنا لازم آئے گا پس امام
 صاحب ایسا اشعار کو جہین گوشت نہ کٹے فقط کمال کاٹ دیجاوے جائز اور مستحب کہتے ہیں

ارکان اربعہ میں
 جواز و وجوب

مسئلہ سبب کیم

چنانچہ درختا میں لکھا ہوا تھا مَن اَدَسَدَہ یَا نَفَطَحَ الْجَدَّ فَقَطَّ فَلَا بَاسَ بِہِ یعنی جس
 اشعار عمدہ طور پر اس طرح کرے کہ فقط کھال کاٹ دے سو کچھ ضایعہ اسکا نہیں ہوگا اور
 طحطا ہی شرح درختا میں ہر قولہ فلکا کاس بہ اسکا آئے شستحک لیا فذلکنا ایسی قول
 شائع کا فلکا کاس بہ اراد کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار سے تحب ہر اوس وجہ سے جو پہلے ہنہ
 بیان کی انتہی علیٰ ہذا القیاس مبسوط وغیرہ سب فقہ کی کتابوں میں اس اشعار کو کہ بطریق مسنون ہر
 ہرگز مشد نہیں لکھا اللہ الامام صاحب کے زمانے میں جو اشار شائع ہو گیا تھا کہ گوشت بھی کات
 ڈالتے تھے اور جانور جو گوشت کھنے کے قریب بہلاکت ہو چکا تھا یہ اشعار بیکے عرف
 مسنون ہر اسی اشعار کو امام صاحب نے مشد کیا ہر اور مشد کی جانعت احادیث صحاح مثل
 بخاری ابوداؤد مسند امام احمد مستدرک حاکم وغیرہ میں موجود ہی تان اشعار مسنون مشد نہیں
 تھتہ وغیرہ سب مشد ہو جائیں گے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہیں چنانچہ شیخ الاسلام علامہ ابن
 نے شرح ہدایہ میں لکھا ہر کات ہر اذ ان حنیفہ کینس مطلق المتلک فی انما کات
 المثله التی لا یباح فعلها و ابو حنیفہ راضی اللہ عنہ ما کات اصل کو شائع
 و کیف لکرہ ذلک مع ما اشتهر فیہ من الاثار وقال الطحاوی ہم و لکنما کات
 ابو حنیفہ رحمہ اشعار اہل شرانہ لکنہ سرائہ کیستقصیٰ فی ذلک
 علی وجہ یجاف منہ ہلالہ المدنۃ لیسر انہم خصوصا فی حر الحجاز
 یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مشد سے مطلق مشد نہیں بلکہ مراد او کی وہ مشد ہے جسکا گناہ جائز
 نہیں اور ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ تعین جانا اور کیوں کر مکروہ جائیں باوجودیکہ آثار مشد
 اسمیں وارد ہیں اور کہ امام طحاوی نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگوں کا اشعار
 مکروہ جانا اس لیے کہ او کو اسطور سے زیادہ اشعار کرتے ہوئے دیکھا جس سے خوف ہلاکت
 جانور کا تھا خصوصاً گرمی میں ملک حجاز کے بسبب سرایت کر جانے اور سکے کے انتہی اس تقریب سے
 معلوم ہوا کہ مشد غیر سبیل امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہر اور امام طحاوی کے قول سے معلوم

صلیا و
 نہ لکھا

نہ لکھا

ہوتا ہے کہ امام صاحب کے زمانے میں لوگ اشعار میں زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام
 صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہو امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہیں ہیں
 فقط نزاع لفظی ہو جو اشعار کو مسنون کہتے ہیں ان کے نزدیک وہی اشعار ہی جہیں گوشت کا
 مک فہیت نہ آئے اور جو مکروہ کہتے ہیں وہ باعتبار اسے زمانے کے خلاف مسنون حد اعتدال سے
 تجاوز کر گیا تھا اصل اشعار مسنون کو مکروہ نہیں کہتے پس مخالفت مسئلہ نہوئی اور اشعار
 ایسا مسنون نہیں کہ اس کی ناکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط ایسا ہی اس لیے
 ابن عباسؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے اس کے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ یہ زید علیہ
 میں بعد عبارت مذکور کے لکھی ہو بہر حال فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت نہیں ہو سکتا ہاں فراط
 تفریط بدعت ہو جاتی ہے **قال** راقم کہتا ہے کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابوں میں درج
 ہیں صحیح صحیح حدیثوں کے مستدرک مخالف ہیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا انتہی **اقول** کیوں اقرار
 پر کمر باندھی ہو خدا کا بھی خوف جاتا رہا اگر مخالفت واقعی مراد ہو جیسا کہ انکی موافقت ہو تو اس کا ثبوت
 آج تک کسی مصنف سے نہیں ہو سکا بعض بعض حاسدین نے بہت زور لگائے مگر اپنا سامونھ لیکر
 رہ گئے مخالفت جس کا نام ہو اس سے تو بغایت الہی چارون مسلک محفوظ ہیں ورنہ ان
 چارون مذہب کی حقیقت پر اجماع نہوتا ہاں جس حدیث سے استنباط کیا ہوا ہو جو چھوڑ دیجئے
 بہر تو ہر جگہ مخالفت پیدا ہو اس کو مخالفت نہیں کہتے اور اگر مخالفت سے یہ مراد ہو کہ جہاں تک
 ذہن رساک مخالفت ہو سمجھو تو اس میں امام صاحب نے کسی کا کیا چھین لیا ہو جو ایسی بنیاد
 سے پیش آئے ہیں ایسے ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھے گا مکروہ مخالفت فی الحقیقت اس کے ذہن
 کی مخالفت ہو حدیث اور قرآن میں مطلق مخالفت نہیں حالانکہ ایسی مولیٰ عقل والے تو اس کو
 مخالف ہی سمجھیں گے جیسے ان لوگوں نے مخالفین شمار کی ہیں فقط بیچارے عوام کے
 واسطے دام تر و درجہ و لوگ ناقص ہیں وہ تو کاہے کو مخالفت چاہیں گے بلکہ اگر کہیں ایسی عقل
 میں ظاہر مخالفت بھی پائیں گے تو اس کو مخالفت نہ کہیں گے بلکہ کسی عالم سے اس شہد کو

میں کیا جائے گا اور کچھ نہ جانخت ابتدا سے اسلام میں بھی قسوت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بابت خبر کے سبب انھیں
فریاد تھے واسطے زجر اور انکے کے اور واسطے چھوڑا دیئے عادت مالوفہ کے کیا نہیں جانتا تھا کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا شکے توڑ نیگا اگرچہ اب جائز نہیں اسبطر حسرت کہ بنائے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور نہایت
سبب میں تھا کہ یہ مذہب اور اعلیٰ اور لیت کا پورا نام ملک سے بھی ایک نہایت میں یہ آیا ہوگا **قال**

مسلم بہت دوسروں پر اور غیر وقت کی کتابوں لکھا ہے کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں بعد دن
سجدہ کے جلسہ ستراحت کا کرنا یعنی ٹیچکر اور ٹیچنا درست نہیں **انما اقول** کہ امام نووی نے کہا

اگر نووی نے کہ یہ جلسہ ستراحت نہیں حکایت کیا اس علم استجاب کو ابن منذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن
عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور ثوری اور شعبی اور مالک اور احمد اور اسحق سے انتہی اور علامہ امام ابن ماجہ فتح

میں لکھتے ہیں کہ حدیث ترمذی کی ابو ہریرہ عروسی ہو کہ کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا کرتے نماز میں اپنے
ہاتھوں کی اوگلیوں پر بار یہ کہنا ترمذی کا کہ علی اس حدیث پر نہ ایک اہل علم کے ہر اصل اس حدیث کی قوت کو

مستحق ہی اگرچہ خاص اس طریق ترمذی میں ضعف واقع ہو گیا ہو اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت
کی ہو کہ وہ اٹھا کرتے تھے نماز میں اپنے سر پر ترمذیوں پر اور نہیں لکھتے تھے اور علی کی علی سے اور ابن عمر اور ابن عباس

روایت کی ہو اور ابن عباس سے روایت کی ہو اور شعبی سے روایت کی ہو کہ انھوں نے تھے عمر اور علی اور اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے نماز میں اوگلیوں پر یہ قدموں کی اور نعمان ابن عمار

سے روایت کی ہو کہ ابیہ میں نے اکثر صحابہ کو کہ جب اٹھاتے سر کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور
تیسرے رکعت میں کھڑے ہوتے اور نہیں بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الزراق نے ابن مسعود اور

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہو اور یہی نے عبد الرحمن بن زید سے روایت کی ہو کہ انھوں نے
نے ابن مسعود کو ایسی ہی کیا جو جس اتفاق بڑے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے تھے اور آپ کے افعال کا زیادہ اتباع کرتے تھے اور مالک بن حویرث سے کہ جن سے
بخاری نے روایت کی ہو زیادہ لازم کرنے والے صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اسکے
جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہو ثابت ہو گیا پس تقدیم اسکی واجب ہو گئی اور اسی وجہ سے اس پر

کشف الیقین

بہار

عقود

اور چھ اہلسنت کہی جاتی تھیں اور کہا ابن حزم نے مجلسی بن کہ عمر نے چار تکبیریں کہیں اور علی نے
چار تکبیریں کہیں اور زید بن ثابت نے اپنی والدہ پر چار تکبیریں کہیں اور عبداللہ بن ابی اوفی نے
اپنے بیٹے پر چار تکبیریں کہیں اور زید بن ارقم نے چار تکبیریں کہیں اور السیسی براد بن عازب اور
ابن عمر اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور صحیح ہے کہ ابو بکر صدیق
نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیریں کہیں پس اگر زیادہ کیجائیں واسطے کسی کے
بسیب اس کی شرافت کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ والے تھے اور نماز پڑھی عمر رضی اللہ عنہ
ابو بکر رضی اللہ عنہ چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی حبیبؓ نے عمر پر تیس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی
امام حسنؑ نے علی رضی اللہ عنہ تیس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی عثمانؓ نے خبابؓ پر تیس چار تکبیریں
کہیں انتہی اور فتح القدیر میں ہے کہ روایت کی امام محمدؒ نے بواسطہ امام صاحب کے حاوی سے کہ
کہ ابراہیم غنی نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پہنچے اور چھ اور چار تکبیریں کہہ کر تھے یہ ان تک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اس طرح ابو بکر صدیق کی خلافت میں کیا
عمر رضی اللہ عنہ ہوئے پس لوگوں نے ابسا ہی کیا پس فرمایا اون سے عمر رضی اللہ عنہ کہ تم لوگ گروہ اچھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجب تم مختلف ہو جاؤ گے تو تمہارے بعد آدمی بھی اختلاف
کریں گے اور لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہیں پس اجماع کرو تم ایسی شے نہ کرو کہ تمہارے بعد آویں
وہ بھی اوس پر اجماع کر لیں پس اجماع کیا اسے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر معلوم کر دیا
آخر جنازہ کے لو کہ جسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو پس اوس کو اخذ
کر لیں اور اوس کے پاس کو ترک کو دین سو غور کیا اوسھون نے پس پایا آخر جنازہ کے کو کلا دین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہی تھیں اور اس حدیث میں انقطاع ہے درمیان
ابراہیم اور عمرؓ کے اور انقطاع ہو گا کچھ مضر نہیں علاوہ اسکے امام احمد نے اس حدیث کو دوسری
سند سے موصول بھی روایت کیا ہے اس طرح چار تکبیریں مستدرک حاکم میں اور سنن بیہقی میں
اور طبرانی اور مستدرک داروغہ میں آئی ہیں اور بعضوں نے حدیث نجاستی کو جو بخاری اور مسلم

میں آئی ہر نسخہ کہا ہوا ہے کہ راوی اس کے ابو ہریرہ ہیں اور اسلام ان کا اخیرین ہی اور حق نسخہ ہو
 کیونکہ اسناد کا ضعف منہ نہیں کرنا ہی جبکہ تائید اس کی ہو جائے تو وہ صحیح ہو جائے گی اور بیان
 تائید ہو گئی ہو اور کثرت سے روایتوں کا وار د ہونا اور تمام جہان میں منتشر ہو جانا ہی خصوصاً
 کثرت روایت صحابہ سے نہیں تحقیق وہ دلالت کرتا ہے کہ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر
 تقریباً گویا تھا علاوہ اس کے حدیث ابو حنیفہ کے صحیح ہو اگرچہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے
 بعد ثقہ ہونے راویوں کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والوں مرسل کے جس وقت وہ
 قوت پا جائے تو صحیح ہی اور یہ الیہی ہی کیونکہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویوں کے صل
 ہو گئی ہو اور اس سے غالب ظن حقیقت کا ہوا ہے لہذا قطعاً گو اس میں عبارت امام نووی کی کافی تھی
 مگر سند عبارت خفیہ کی بھی ملے گی ہی تاکہ معلوم ہو جائے کہ خفیہ کے بیان میں خوب تحقیق
 کی گئی ہو **قال** مسئلہ بت و پیغمبر شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنازے کی نماز
 میں سورہ فاتحہ اور سورت بڑھنی درست نہیں **انقر** **اقول** ارکان اربعہ میں لکھا ہے و کا
 یَقْرَأُ فِي صَلَوةِ الْجَنَائِزَةِ الْقُرْآنَ لِمَا رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاخْلُصُوا
 لَهُ الدُّعَاءَ وَأَلْفَاؤَهُ وَأَوْدُوعَهُ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ
 فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزَةِ سُرَّةَ الْإِسْمَاءِ وَلَا الْفَاتِحَةَ يَعْنِي أَوْ نَهَى بِهَا جَاوِزَ جَنَازَةٍ كِي
 نماز میں قرآن بسبب اس حدیث کے جو ابو ہریرہ سے روایت ہو کہا انھوں نے سنائے ہیں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب نماز پڑھو تم جنازے پر پس خالص کرو واسطے
 اس کے دعا کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بسبب اس حدیث کے جو نافع سے مروی ہو کہا
 انھوں نے تحقیق عبد اللہ بن عمر قرآن نہیں پڑھتے تھے جاری کی نماز میں روایت کیا
 اسکو امام مالک نے اس سے اور فتح القدیر میں ہے کہ لا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَلَا آتَ يَقْرَأُهَا لِيَقْبَلَ اللَّهُ
 یعنی نہ پڑھے سورہ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اسکو نیت ثنا سے اتنے اور یعنی مخرج ہر اثنین

نصف کنہی شمر

ارکان اربعہ میں

فتح القدیر

ہو کہ ان قرآن الفاتحہ علیٰ سبیل اللہ علو جاز و لیس فی صلوة الجنازۃ قراءۃ
 القرآن عندنا قال ابن بطال و یمن کان لا یقرأ فی الصلوة علی الجنازۃ
 و ینکر عمر بن الخطاب علی بن ابی طالب ابن عمرو انواہر برة و صیت
 النبیین عطاء و طاووس و سعید بن المسیب و ابن سیرین و ابن جبر و الشعمہ
 و الحکمہ و قال مالک قراءۃ الفاتحہ لیست معموکاً بہا فی بکنا فی صلوة
 الجنازۃ یعنی اگر پڑھی احمد بن حنبل دعا سے جائز ہے اور نہیں ہے نماز جس نہ میں پڑھنا قرآن
 کا نزدیکی ہمارے کہا ابن بطال نے اور ان مفسرین میں سے جو جواز کے کی نماز میں نہیں
 پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن عمر اور ابو ہریرہ
 اور تابعین میں سے عطاء و طاووس و سعید بن المسیب و ابن سیرین اور ابن جبر و الشعمہ
 او حکم بن اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جواز کے کی نماز میں ہمارے شہر
 میں (یعنی مدینہ شریف میں) عمل نہیں ہوتا ہے اور کہا امام طحاوی نے و لعل قراءۃ لبعض
 الصلحاء کتبہ فی صلوة الجنازۃ کان بطریق الشذاع و اللہ اعلم علی وجہ
 الفراءۃ یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جس نہ میں بطریق ثانی
 اور دعا کے تھانہ بطریق قراوت کے اتنے حاصل ہے کہ خفیہ سورت فاتحہ کو مطلق نہیں
 منع کرتے ہیں بلکہ بہت معاونت کی درست رکھتے ہیں اور جن روایات میں پڑھنا انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اصحاب کا ثابت ہوا او سکوا اسی پر جمبول کرتے ہیں پس مخالفت حدیث کی ان پر نہیں
 لازم ہوئی یہی صورت تطبیق کی ہو قال سلفیست و ششم ہادیہ وغیرہ فقہ کہ کتابوں میں
 لکھا ہو کہ نماز جنازہ کے کی مسجد میں پڑھنی درست نہیں انہ قول اگر اسی ریت مسلم
 کو معترض صاحب غور فرماتے تو اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا قول غلط
 نہیں بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہو کہ صحابہ نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت
 میں یہ الفاظ ہیں قبلہم ان الناس عابوا الذلک و قالوا اما کانت الجنازۃ

جہاں جہاں
 علی بن ابی طالب

جہاں جہاں
 علی بن ابی طالب

جہاں جہاں
 علی بن ابی طالب

جہاں جہاں
 علی بن ابی طالب

مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ يَعْنِي بِسَ خَيْرِ بَعْضِ رُفُوحِ سَطْرَاتِ كُوكُوعِهَا فِي عَجَبِ جَانَا اسْكُو اور کہا
 نہیں مجھ جنازے کے داخل کیے جاتے ہوں مسجد میں آتے آتے سیر بخو مسلوم ہو تا ہی کہ زمانہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دستور نہ تھا اور فقط دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ پیش
 یوں ہی ہوتا تھا اگر یہ امر مستفون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانوں کی جو مدینہ شریف میں وفات
 پائی سب کے جنازے نماز کے لیے مسجد میں ضرور داخل کیے جاتے اور ہمیشہ ایوں فرما
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز پڑھتے تھے تمام عمر میں کل دو شخصوں کی نظیر تھائی
 بھر صحابہ کا انکار کرنا اور عیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہے کہ مسجد سے باہر بیٹھنے پر امر قرار
 پایا تھا فتح القدیر میں ہے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث آئی ہے
 قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا
 أَجْرَ لَهُ يَعْنِي فَرَا يارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے جنازے کی مسجد میں پس
 واسطے اس کے کوئی اجر نہیں آتی اور یہ حدیث مستند ہے بحجت لائے اس کی صحت پر علامہ عینی
 اور شیخ الاسلام ابن ہمام شرح ہدایہ میں اور برہان شرح صواعب الرحمن میں سے
 وَصَلَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّهْلِ وَانْفَعَهُ حَالًا لَا عُسْفَامَ لَهُ
 فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ بَصْرًا وَنَزْرًا كَوْنَهُ مُعْتَكِفًا وَكُونُهُ عَدْمًا فَإِنَّكَ الْقَتْلَانِ
 عَلَيْهَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّكَ اسْتَقَرَّ الْحُكْمُ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى التَّزْوِيلِ وَلَكِنْ لَا ذَلِكَ
 أَنْكَرُ وَهُوَ عَلَيْهَا وَصَلَوُا الصَّحَابَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ لِعَاضِرِ
 دَفْنِهِمَا عِنْدَ سَمْعَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي اور نماز رسول اللہ صلی اللہ
 وسلم کی سبیل پر واقعہ حال کا ہر عام نہیں پس جائز ہے کہ جو دس ہستیہات اعتکاف کے
 اور اگر تسلیم کیا جائے عدم ضرورت کو سوا انکار کرنا صحابہ کا ہمیشہ ظہر دلیل اس کی ہے کہ بعد اسکے
 ترک پر حکم قرار پایا تھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو انکار صحابہ نہ کرتے اور زیادہ صحابہ کی ابو ہریرہ اور عمرؓ مسجد
 میں بہ سبب عارضہ دفن ہونے اور ان کے کہ نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آتے تھے

شرح القدیر
 مسند علی بن ابی طالب

شرح
 مسند علی بن ابی طالب

اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے اسی مقام پر لکھتے ہیں وَعَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ صَلَوةٌ عَلَى الْجَنَاحِ
 تَحَارِجِ الْمَسْجِدِ أَوَّلَى وَأَفْضَلُ مِنْ لَاحُظِ الْجُؤُوبِ لِلْخُرُوجِ عَنْ الْخِلَافِ لَا يَسْتَأْنِفِي
 بَابُ الْعِبَادَاتِ يَعْنِي أَوْ بِرِيقْدِيرِ كَمَا جَزَأَتْهُ كِي غَارِجِ مَسْجِدِ كَيْ بَتَرِ أَوْ أَفْضَلُ مِنْ بِنْفِيرِ
 وَجُوبِ كَيْ بُوْجِهْ غَارِجِ هُونِ كَيْ مَخْلَافِ سَهْ خُصُوصًا بِأَبْجِبَادَاتِ مِنْ أُنْتَهَى أَوْ إِمَامِ الْكَلَامِ
 كَالْبَحْثِ فِي مَذْهَبِ هُوَ كَمَا مَسْجِدِ مِنْ نَمَازِ جَزَاءِ نَحَايَةِ قَالِ سُنْدُ بُسْتِ وَفَتْهُمُ هِدَايَةِ وَغَيْرِ فَتْحِ كِي
 كِتَابُونَ مِنْ لُكْهَائِي كَيْ نَمَارِ سَهْ حُدُودِ غَلَامِ أَيْ كُوْكَرِ سَاتِحِ اذِنْ إِمَامِ كَيْ اَنْحِ اَقُولِ شَرْحِ
 كُنْزِ الدَّقَائِقِ مِنْ عَيْنِي نِي لُكْهَائِي وَكُنْزِ مَا شَرَوْي عَنْ الْعَادِلَةِ الثَّلَاثَةِ مَوْفُوفًا
 وَهَرَفُوعًا اَنْجَبَهُ إِلَى الْوَلَاةِ الْحُدُودِ وَالصَّدَقَاتِ وَالْجُمُعَاتِ وَالْمُعَمَّاتِ
 عَلَى مِثْلِهِ وَالْمَرَادُ بِمَا شَرَوْي التَّسْبِيْبِ بِالْمُرَافَعَةِ إِلَى الْحُكَامِ لَا الْمُبَاشَرَةِ الْغَيْرِ
 اذِنْ اَلْإِمَامِ أَوْ يَكُونُ ذَلِكَ اِذَا تَأَمَّنَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْوَلَايَةِ بِأَنْ يُقِيمُوا الْحُدُودَ
 عَلَيْهِمْ وَعِنْدَ تَأْتِيهِمْ اِقَامَتُهُ لِلْوَلَايَةِ بِاِذْنِ الْإِمَامِ يَعْنِي أَوْ بِمَارِسِ دَلِيلِ وَهُوَ هُوَ
 عِبَادَةُ ثَلَاثَةِ يَعْنِي اَبْنِ مَسْعُودٍ أَوْ اَبْنِ جُبَّاسٍ أَوْ اَبْنِ زُبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ سَهْ رَوَايَتِ مَوْقُوفِ أَوْ
 مَرْفُوعِ آتِي هُوَ كَيْ جَارِ جِزِينَ حُكَامِ كَيْ اخْتِيَارِ مِنْ هُنِ حُدُودِ أَوْ صَدَقَاتِ أَوْ جُمُعَاتِ أَوْ غَنِيمَاتِ
 عَلَى سَهْ سَهْ اَلْيَاسِي مَرْوِي هُوَ أَوْ مَرَادُ اَوْ سَهْ سَهْ مَرْوِي هُوَ سَبَبِ كَيْ نَامُولَا كَاهِرِ وَسَطِ مَرَاغِكِي
 طَرَفِ حُكَامِ كَيْ نَحْوِ بِنْفِيرِ اذِنْ اِمَامِ كَيْ حُدُودِ كَيْ نَامُولَا يَهْ كَيْ نَحْضَرِ صَدَقَاتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَهْ اذِنْ اذِنْ دِيَا
 كَيْ حُدُودِ غَلَامُونَ بِرِ قَائِمِ كَرِينِ أَوْ زُرْدِكِي هَارِ سَهْ جَائِزِ هُوَ حُدُودِ قَائِمِ كَيْ نَامُولَا اذِنْ اِمَامِ سَهْ اذِنْ
 خَلَا صَدَقَاتِ يَهْ كَيْ اَتَا اَنْكُو بَاغْتِبَارِ سَبَبِ كَيْ فَرَا يَا كَيْ حُكَامِ كُوْ اَطْلَعِ كَرِيَا كَرِينِ أَوْ كَيْ شَفَقَتِ بُوْجِهْ لُكْهَائِي
 حُدُودِ مِينِ نَلِكِيَا كَرِينِ يَا خُوْ اَنْكُو فَرَا يَا كَيْ تَمَّ حُدُودِ قَائِمِ كَيْ كُوْ كَرِ اسْمِ اذِنْ اذِنْ اذِنْ اذِنْ اذِنْ اذِنْ اذِنْ
 حُدُودِ نُونِ سَهْ جُوْ عِبَادَةُ ثَلَاثَةِ سَهْ مَرْوِي هُنِ مَعْلُومِ هُوَ اَكْ حُدُودِ مَوْلَى قَائِمِ كَرِ كَيْ اِمَامِ كَيْ اذِنْ سَهْ
 هُوَ اَكْ رِبْعِ اذِنْ اِمَامِ كَيْ حُدُودِ قَائِمِ كَرِينِ كَيْ تَوَسُّعِي يَهْ حُدُودِ حُدُودِ قَائِمِ كَرِينِ كِي اَوْنِ بِرِ صَدَقَاتِ اَنْكِي
 فَيَسْ تَطْبِيقِ سَبَابِ حَادِثِ مِنْ هُوَ جَائِزِ كِي اَخْرَاسِ مِينِ تَوَسُّعِي كَا اَجْمَاعِ هُوَ اَكْ اَمُولَا يَهْ اَتَحْ سَهْ

نہیں ہے

نہیں ہے

نہیں ہے

حدیث مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہ ہوگا حال آنکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
 اسی طرح یہ مان سچھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہ ہوگا البتہ اگر حدیث میں قصور
 ہو تو کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری حدیث سے
 اذن امام صاحب ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ
 میں حسن بصری سے اور دوسری عطای خراسانی سے اور تیسری عبد الصمد بن جریر سے اسی ضمن
 کی آئی ہے گو مرفوع نہ ہو مگر ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں اگر حدیث میں
 جو صحیحین میں وارد ہے مولیٰ کی ہی جانب اقامت حد درجہ کی جائے مگر اذن امام ان حدیثوں
 سے اس میں کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انہیں نہیں کرتے گو مترض صاحب کو انکار
 ہی پس اس صورت میں تو بلا تکلف درست ہی اور اگر معنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہیں
 قسم کے محاورات بہت آئے ہیں قرآن شریف میں ہی یا ہامان ابنت لیٰ جہنم کاعینی اسے
 ہامان بنا تو واسطے میرے ایک محل انتہی اور ظاہر ہے کہ بنانے والے معمار اور موزون کے
 اور مثلاً قتل الکامیئر فلا تادعی الکامیئر فی الناس یعنی قتل کیا بادشاہ نے فلان
 شخص کو اور مناد کی بادشاہ نے آدمیوں میں انتہی ظاہر ہے کہ قتل کا سبب بادشاہ ہی باعتبار سبب کے
 اس کی طرف نسبت کو ہی ہے اس طرح نہ اگر نیوالا اور شخص موتا ہی فقط بوجہ سبب کے بادشاہ کی طرف
 نسبت کر دیتی ہو غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام و نشان بھی نہیں ورنہ نہ انصاف
 سے گھر میں بیٹھے جہاں چاہو مخالفت کہہ دو ہاں منصف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہے
قال مسئلہ بیست و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شوہر اپنی عورت کو حمل
 تیرا مجھ سے نہیں ہے تو نہیں ہے لیکن یہ مذہب ہی امام اعظم اور ان کے شاگرد زفر کا سوا امام اعظم
 اور ان کے شاگرد زفر نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں
 روایت ہے سہل بن سعدی سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور حمل ہوا
 اس کو تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وہی اوہامی گئی ہے تیج قصہ ہے

۹
 یہ نسخہ
 سید احمد

اقول

نہو گا ہاں اگر
نا کو کر دیا

کے اور عورت تیرھی کے پس لہان کی دونوں نے بغی سپان پیوی ۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر نقطہ حمل کا انکار کرے گا تو بوجہ عدم متیقن حمل
زنا کا نہ ہو گا کیا یوں کہنا کہ جو من ناکا ہی سے عورت میں لہان آجائے گا کیو

تیسرے امام صاحب کے نزدیک حدیث میں لہان بوجہ قذف کے ہوا کار حمل سے میں اب اول حدیث

کو ہم کہتے ہیں کہ جس میں مترض صاحب نے تحریف کی ہو اور الفاظ سابق جھوٹ گئے ہیں ناظرین با

انصاف خود ملاحظہ کر لیں گے کہ اس حدیث میں انکار حمل کیا ہی نہیں ان سرجلا میں ان انصاف

جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اراءيت سرجلا من الانصار

مع امر له سرجلا ايفتله او كيف يفعل فاكذول الله في شأنه ما ذكرك في

القرآن من امر التلاع فقال النبي صلى الله عليه وسلم فقد قضى الله عليك

وفي امر آتيت قال فتلا عننا في المسجد يعني تحقيق اليك شخص انصارى خدمت میں رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا پس عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجیے اس شخص کی کہ اپنی عورت کے

ساتھ کسی شخص کو پاوے کیا اس کو قتل کرے یا کیا کرے پس نبی کریم کی استدعائی نے اس کی شان میں

آیت لہان کی جو قرآن میں مذکور ہے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہو استدعائی

میرے اور تیری جہ کے قصے میں کہا اوسی نے پس لہان کیا دونوں نے مسجد میں اپنی اس عبارت کے

بعد اوس کا یہ قول ہو گا کانت حاملہ و کان ابنہا یدعی کا ترجمہ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ

اور لڑکا اوس کا اپنی نان کے نام سے پکارا جاتا تھا اتنے پس خطاب ہو کر اوس شخص قذوف کا ہر گز

و عجز نہ تھا کہ یہ حمل جسے نہیں ہو بلکہ الفاظ انا سے اوسے تعبیر کیا تھا البتہ زنا کے وجہ سے لازم

آجائے کہ حمل کا بھی منکر ہو گا و اس شخص کے کلام میں کہیں کسی حدیث سے انکار حمل نہیں ہوا لہذا

بالقرآن وجود میں چنانچہ اسی حدیث بخاری میں و جک مع امر آتیت ہم کے لفظ سے عرف نہ ہوتا

ہوتا ہو پس اسے ثابت کرنے کی مخالفت امام صاحب کے یوں کہنا کہ لہان نقطہ انکار حمل سے حدیث

میں اردو ہوا ہے ہر گز نہ گز کسی حدیث سے ثابت نہیں پس اسے کو مخالفت حدیث کے کہنا

نہو گا ہاں اگر
نا کو کر دیا

اور باقی کو گھر پر چھوڑ کر بھی جائز ہے اس لیے جو سے راوی نے ذکر کیا فقط گھر پر ہی کو بیان جواز کے لیے
 کچھ حصہ کو اسطے نہیں بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت میں ضروری ہے یا یوں کہین کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کر کے گھر پر ہی کو سر مبارک پر جھاپا ہو گا راوی نے دیکھا کہ یوں جانا کہ مسح
 کرتے ہیں عرض کہ بوجہ مخالفت ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث اور جمہور
 محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اسکو اسی معنوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرف سے شبہ یا مجاز قرار دیا گیا آپ اس قدر عقل سے کام لینا
 حنفیہ کے بیان نہایت ضروری اگر عقل کے کام نہ آئے تو یہ کس کام آئے گی اسی کو توسط بین الا فرط
 والتقریط کہتے ہیں **قال** مسئلہ شئی ام کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ ایک وقت میں دو نمازون کا آج
 کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض میں جائز نہیں **انما اقول** المس بین طعن
 مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے دست نہیں پڑے ہو جو سے کہ انھوں نے بے دلیل حکم مخالفت کا نہیں دیا
 بلکہ اوں کے پاس اس کے دلائل موجود ہیں اور جو اہل شافعیہ کے ہیں ان کے جوابات بھی کتب حنفیہ
 میں مرقوم ہیں ذرا انکھیں کھول کے دیکھیں اور انھوں کی طرح بد زبان نہ کیجئے چنانچہ ائمہ اربعہ علیہم السلام
 تبیین الحقائق میں لکھتے ہیں کہ ہماری حجت وہ مخصوص ہیں جو اوقات کی تعیین کرتے ہیں، مثل قول
 اللہ تعالیٰ کے **افجوا الصلوات** کا رد کو **لینا الشتم** اور **سوا** اسکے آیتیں اور حدیثیں میں تکرار کرنا
 اسکا جائز نہیں جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطعاً اللہ تعالیٰ پناہی جائے اور اہل عبد اللہ
 ابن مسعود وغیرہ قسم ہر اوقات کی کوئی معیاری نہیں ہے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہیں
 پڑھے مگر اپنے وقت پر ایک دو نمازین کہ جمع کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان نماز اور عصر کے
 عرفے میں اور درمیان مغرب اور عشا کی موقوفہ میں روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے
 اور ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے نہیں جمع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں
 مغرب اور عشا کے سفر میں کبھی مگر ایک بار اور اس قدر تاخیر کرنے میں کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے
 اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاوے بیشک تفریط ہے اور تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہی ہے کہ

یہی ہے کہ

رسول نے کہ سونے میں تفریط نہیں ہو بلکہ تفریط (یعنی بقصور کرنا) جاگنے میں ہی یا میں طور کہ تاخیر کرنا
 نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کہا ابو جعفر نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا اس حدیث کو اس حال میں کہ آپ سفر میں تھے دلالت کرتا ہے کہ ارادہ کیا آپ نے اس سے
 مسافر اور عقیقہ کا پس جانا گیا اس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے احترام تفریط کے جمیع
 کیا اور مطلب اس روایت کا جس میں جمیع آئی ہو اگر صحیح ہو جائے تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ظہر کے آخر وقت میں تازہ پڑھی اور عصر کے اول وقت میں اکیسویں مرتبہ عشاء میں کیا اپنی جمع کرنا فعل میں ہوا
 ایک وقت میں ہوا اور اسی نے جو قصر صبح کی ہو کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہو گیا تھا اسکو جہاد کہنا تھا
 کیا جائے گا مگر باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہے جیسے قول اللہ تعالیٰ کا فَاِذَا بَلَغَ الْاَحْلٰہُ
 فَاَسْبِغْ وَاَحْلٰہُ یعنی جب قریب اختتام عدت کے پونچھیں تو روکو اور انکو اس لیے کہ بعد عدت کے
 روکنے پر قاذر نہیں ہوتا یا اس قول راوی کو اس پر حمل کریں گے کہ انکو اس کا گمان ہو گیا اور اسکی
 نظیر وہ حدیث ہے جو جبریل علیہ السلام کی امرت میں مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو ظہر کی نماز دوسرے دن او سو وقت پڑھائی کہ جسوقت پہلے دن عصر کے نماز پڑھائی تھی یعنی
 قریب عصر کے وقت آگیا تھا یا یوں کہیں کہ راوی نے یہ گمان کر لیا کہ دونوں نمازیں ایک ہی
 وقت میں واقع ہوئیں اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہے جو نافع سے مروی
 ہے کہ انھوں نے نکلا میں ساتھ ابن عمر کے سفر میں اور آفتاب غروب ہو گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہوئی تو میں نے کہا نماز جمعہ کرے اللہ تمہیں کس دیکھا میری طرف رہے یہاں تک کہ جب آخر شفق
 کا وقت آیا تو ترے پاس نماز مغرب کی پڑھی پھر کبیر عشاء کی کسی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر
 نماز پڑھائی ہو کبیر متوجہ ہوے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 جب سفر میں غلط ہوتی یوں ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہے کہ ابلہ تھوئے اور سید
 اس شخص ہے کہ ہر ایک کو دونوں نمازوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اس کے
 چھوڑ دی وہ گمان نافع اور عبد اللہ بن واقد نے کہ سنو ابن عمر نے نماز کو کما فرمایا چل یہاں تک

کہ جب قریب غائب ہونے متفق کے وقت پوچھا، ترے پس منہ کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا تاکہ
 کہ متفق غائب ہو گئی پھر عشا کی نماز پڑھ لی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جدی سفر کی
 ہوئی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ میں نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی ضربت زیادہ ہو اور
 ابن عمر سے وقت میں الفاظ مختلفہ روایت کیے گئے ہیں اور عبد اللہ بن عمر نے احکام میں ذکر کیا ہے کہ جو حدیث
 ابن عمر سے ان دونوں نمازوں کے جمع کرنے میں مروی ہو اسناد اوسکی صحیح ہو اور اوس کی
 کل ثقہ ہیں لیکن بعض میں وہم ہو اور صحیح ان سے روایت جابر بن عبد اللہ جو اوس کے معنون میں ہوا
 تحقیق کیا اونھوں نے کہ ہر نماز دو نمازوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وقت پر
 پڑھی ہو اور وہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابوالطیلس سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
 غریب ہو اور کہا ابو داؤد نے نہیں قائم ہو کوئی حدیث تقدیم وقت میں اور کہا حاکم نے حدیث ابوالطیلس
 کے موضوع پر و لیکن حدیث انس کی پس احتمال ہے کہ جمع کلام نہ ہو سے ہو کیونکہ نہ ہی حدیث کو
 اکثر اب کلام کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی میں ہو یا تحقیق انکار کیا
 عائشہ صدیقہ نے اوس شخص سے جو ایک وقت میں جمع کرنے کو کہتا ہے اور حدیث او کی پہلی ہمارے وسط
 بھی جیت ہو اس لیے کہ اوس میں سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہیں اور یہ مسانی اوس کے نہیں جو
 ہننے کہا ہوا ہے کلام انبیاء اور تخریج سند السعائین کہ کہ امام محمد نے اپنی مؤطا میں لکھا ہے کہ مکہ و مدینہ
 روایت پوچھی ہو کہ اونھوں نے اپنے عاملوں کو اطراف میں کچھ بھیجا اور عافیت کی، او کو اس بات سے
 کہ جمع کریں وہ دو نمازوں کو ایک وقت میں اور خبر کرو گی اون کو کہ ایک وقت میں وہ نماز میں جمع کرنی
 گناہ کبیرہ ہے اور بیان کیا ہے اس خبر کو جسے ثقات نے علاء بن الحارث سے اونھوں نے مکہ سے
 روایت کی ہو اور چونکہ تبیین اوقات قطع ہو اور متواتر ہو پس خبر ایجاد اوس کے سوا نہیں ہو سکتی بلکہ
 افطار اور قصر صلوة کے سفر میں کہ دونوں فرض قرآنی سے ثابت ہیں اور روایت کی جو بخاری، ابن عمر نے
 عبداللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھوں نے نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہر
 نماز کو اوس کے غرض وقت میں پڑھا ہو مگر وہ نماز میں تہرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہو کو مگر نہ لکھا

نسخہ
 سفر السعائین
 صفحہ ۱۴۸

اور احادیث میں حج کرنا طہ اور عصر کو عرفات میں بھی آیا ہے اور یہ حج کرنا بھگت ارکان حج کے تھانہ بوجہ
 سفر کے ترمذی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ آیا عبداللہ
 نے کسی شب حج کیا ہے سفر میں گمان نہیں مگر فرماتے ہیں اور احادیث حج تقدیم کی صلاح میں بہت
 کم ہیں اور روایت میں بخاری کے اختلاف پر اس واسطے بہت اہمہ اس کے قائل نہایت ہیں پس
 نہ کسی مجمع تاخیر بعض وقت میں اور تاویل و سکی یہ ہے کہ مراد جمع بین الصلوٰتین سے تاخیر کرنا اول نماز کا
 اور گذارنا آخر وقت اس کے میں اور جلدی کرنا دوسری نماز کا اور ادا کرنا اول وقت اس کے میں اور حضور
 نے اسکا جمع ہوئی نام رکھا ہے اس لیے کہ سورۃ جمع پر حقیقتہً نہیں اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر
 جو کہ حنفیہ نے حج کرنا سفر میں ذکر کیا ہے اب استحاضہ میں حرم بنت جہش کی حدیث میں بھی ایسی
 آیا ہے اگرچہ لفظ حدیث بعض روایات میں یہ ہے کہ وقت عصر میں پڑھتے تھے مگر یہ محمول اسی صورت پر
 ہے جو جو اول دلائل کے جو مذکور ہوئے اور بعض روایات میں تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہے کہ جمع
 کرتے تھے تاکہ اتنی امت کو حرج میں نہ ڈالیں اسوجہ سے ہے کہ اس میں وسعت ہے کہ اگر کسی کو
 فراغت اور نماز ہیث اول وقت میں ہو تو اول وقت پڑھے ورنہ تاخیر کرے اور اخیر وقت میں ادا
 کرے تاکہ اول وقت دوسری نماز کو متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جا کر
 کرنے میں ظاہر ہو اور امام محمد اپنی موطا میں کہتے ہیں کہ بکوا بن عمر سے پوچھا کہ اگر وہ شخص نے منہ
 کی نماز قبل غروب شفق ادا کی برخلاف روایت امام مالک کے کہ کہا او نحو ان نے یہاں تک
 کہ غائب ہو گئی شفق اور جامع الاصول میں ابو داؤد کی روایت نافع اور عبداللہ بن واقد سے
 آئی ہے کہ کہا مؤذن ابن عمر رضی نے نماز کو فرمایا چل اقبل غروب شفق تک تیس او ترے اور نماز منہ
 بڑھ ہی پھر انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشاء پڑھی پھر کہا کہ جب سوال اللہ علیہ
 علیہ وسلم کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ میں نے کیا ہے جو مذکور ہو جامع بین الصلوٰتین
 مسافر کے واسطے تھا لیکن معتمد کے واسطے پس ترمذی کہتے ہیں کہ بعض اہلین مع بین الصلوٰتین
 مریض کے واسطے بھی کہتے ہیں اور بعض بارس میں حج کرنے کی طرف گئے ہیں اور ترمذی نے

ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے مَن يَجْعَلُ بَيْنَ الصَّلَاةَيْنِ مِنْ عَيْنٍ عَذْرٌ
فَقَدْ آتَىٰ بَابًا مِنْ أَعْوَابِ الْكِبَارِ یعنی جس شخص نے جمع کیا درمیان دو نمازوں کے غیر عذر سے
پس تحقیق آیا وہ دروازے پر گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے اور عمل اسی پر ہی نزدیک جمہور
امت کے کہ جمع کیا جائے درمیان دو نمازوں کے مگر سفر میں یا عذر سے یا اتنے کلام اگر تریجا
اور مسلم طرق متعددہ سے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع کیا درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کے مدینے شریف میں بلا خوف کے اور بغیر بارش کے
اور ایک روایت میں ہے بخوف کے سفر میں دریافت کیا ابن عباسؓ سے کہ کیوں ایسا کیا کیا
تاکہ مشقت اور تنگی میں امت آپکی نہ ہو اور ترمذی بھی ابن عباس سے جامع ترمذی میں اس حدیث
کو لائے ہیں اور امام نووی نے ترمذی سے نقل کی ہے کہ کہا اوٹھوں نے کہ میری کتاب میں کوئی
ایسی حدیث نہیں کہ تمام امت نے اس کے ترک پر اجماع کر لیا ہو مگر حدیث جمع کے بلا خوف اور بارش
کے اور حدیث قتل کرنے شرب پینے والے کی جو تھیں مرتبہ اور نووی کہتے ہیں کہ یہ بات ترمذی کی حدیث
قتل بن مسلم میں ہے اس واسطے کہ وہ منسوخ بالاجماع ہے اور عمل اسیر گل امت کا متروک ہے لیکن
حدیث جمع بخوف و مطر کے اس واسطے بوجہ عذر و عین کے قابل ہیں اور بعض مثل ابن سیرین اور
اشہب کے بھرت ضرورت کے بھی جمع کرنے کے قابل ہیں اس شخص کے واسطے کہ عادت نہ کر لے
اسی واسطے عدم حرج کی علت مرض و خیر بیان کر لے تب امتی کلام النودوی اور یہ حدیث
بھی نزدیک خفیہ کے اسی پر محمول ہے جو باب سفر میں بیان ہوئی باوجودیکہ اوٹھوں نے کہا ہے
کہ بعض نے کھنے والے حدیث کو بعض حدیثوں اسلام میں کلام ہے اور شاید یہ حدیث اسی قبیلہ سے ہے
واللہ تعالیٰ اعلم اتنے عبارت شرح سفر السعادت میں اس سے واضح ہو کہ خفیہ کا مسلک نہ تھا اعتبار
ہی حدیث بخاری اور مسلم ہی کی کافی تھی مگر نظر احتیاط اور حدیثیں بھی مکہ میں جن سے معلوم ہوتا ہے
کہ امام صاحب کی رائے موافق قرآن اور حدیث کے ہے اگر اسی کا نام مخالفت ہے تو بھروسہ امت
مثل غنا ہو جائے گی اور کہیں احادیث متعارض ہیں وجہ توفیق کی آپ سے بن نہ آئے گی

جس طرح تطبیق احادیث میں خفنیہ دیتے ہیں دوسرے مذہب میں یہ بات نہیں بلکہ بعض احادیث کا ترک ضرور لازم آتا ہے اس تطبیق میں آدمی کی تسکین ہو جاتی ہو کہ عجب بن جبر راوی سے تمسک یا مجازاً یہ صادر ہوا ہو ایسا اکثر جگہ ثابت ہے **قال** مسئلہ سی و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ امام اگر نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھے تو نماز فاسد ہو جاتی ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے جو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری میں ہے کہ امامت کروانا تھا حضرت عائشہ کو کہ انہیں غلام اور ان کا قرآن سے یعنی نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا تھا **اقول** چونکہ قرآن سے دیکھ کے پڑھنے میں بعض صورتوں میں عمل کثیر لازم آتا ہے اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہو جاتی ہے گو اسکی تفسیر میں اختلاف ہو اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی امام ہو یا اکیلہ پڑھے تنہا امام اتفاق ہی اور جس صورت میں عمل کثیر نہ ہو تو خفنیہ کے نزدیک بوجہ تعلم من الخارج یعنی نمازی کا بیرون نماز سے دیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہو اور ابن حزم نے محل میں لکھا ہے **وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَالشَّعْبِيِّ قُلْتُ وَهُوَ مَذْهَبُ الظَّاهِرِيِّ تَبَيَّنَا** یعنی یہی قول ہے ابن مسیب حسن بصری اور شعبی کا امین کہتا ہوں کہ یہی مذہب ظاہر ہے یا بھی قرآنی اور عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر گھر تو کہہ دو ان سولے عائشہ کا امامت اولیٰ رمضان میں کیا کرتا تھا اور قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد المومنین کہوں گا میں فعل کو ان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہے کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھ کر یاد کر لیتا تھا پھر کھڑے ہو کر نماز میں پڑھ دیتا تھا اور بعضوں نے کہا کہ یہ دو شفیعوں کے وہ ہیں دو کشتوں کے مقدار حفظ کر لیا کرتا تھا کہیں دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھ کر پڑھتا ہے یا پس اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس نے کور کی تائید یہ امر کرتا ہے کہ آخر قرأت قرآن شریف سے دیکھ کر نماز میں مکروہ تو ضرور ہو اور مکروہ عائشہ سے یہ گمان نہیں کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہوں اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھتی ہوں جو کہ وہ نماز پڑھائے اور ابن عباس روایت کی گئی ہے کہ فرمایا انھوں نے منع کیا اہل کوا میر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کریں لوگ قرآن شریف دیکھ کے پڑھنے سے

شرح کتب جہاد دوم

بجانب تفسیر

بجانب تفسیر

نے مشک آئے حدیث اتباع سواد اعظم کے خلاف کیا ہے زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے
کہ **بقول** مسلکی و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محرم نہ پہننے کرتا اور پاجامہ
 اور نہ عمامہ فائدہ ملا علی قاری حنفی نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جس محرم کے پاس بند
 نہ ہو پاجامہ ہی ہو تو وہ پاجامہ کو بچا کر اسکا تہ بند بنا لیوے اور اگر پاجامہ ہی پہنے گا تو
 اوپر دم آوے گا یعنی جانور ذبح کر کے **اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھنے سے بڑے کو
 سلی ہوئی شرمیل پاجامہ وغیرہ کے پہنا جائز نہیں اور یہی مذہب امام مالک اور صاحبین کا ہے اور
 ماتخذوا کما وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ اور طیحا میں مذکور ہے **سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْحَرَمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَامَةَ وَلَا
الْأَشْرَاطَ بِلَا تِلْكَ الْحَدِيثِ یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے
 محرم پہننے پس فرمایا آپ نے نہ پہننے کرتا اور نہ بگڑی اور نہ پاجامہ انتہی پس امام مالک
 تو اس حدیث کا جہمیں پاجامہ پہننے کو بوقت ضرورت اجازت ہو بالکل انکار کرتے ہیں اور کہتے
 ہیں کہ عبد اللہ بن عمر کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں اور امام صاحب اور صاحبین نے ہاتھ نہیں
 اگر ضرورت پڑے پاجامہ پہننے مگر کفارہ اور اسکا آجائے گا گو یہ حدیث کفارے سے ساکت ہو مگر
 اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جو چیزیں قبل از احرام حلال تھیں اور محرم کو انکی نعمت
 کر دی گئی اگر ضرورت اور کمی پڑے تو بیاہ میں مگر کفارہ ضرورت کے گناہنا بچہ شرح آثار میں آیا ہے
فَقَالَ نَقُولُ بِذَلِكَ وَنَلْبِسُ لُبَّاسَ اللَّطِيسِ وَسَرَاوِيلَ لَكِنَّا نَتَوَجَّبُ عَلَيْهِ مَعْرَاضَ
الْكَفَّارَةِ وَكَيْسَ فِيمَا سَرَاوِيلُ نَقُولُ يُوجِبُ الْكَفَّارَةَ وَذَلِكَ نَقُولُ
يَلْبَسُ الْمُخَفِّينَ إِذَا كَرِهُوا تَعْلِينَ وَلَا الشَّرَاطِيلَ إِذَا كَرِهُوا تَعْلِينَ وَأَمَّا كَوْنُ
قُلْتُمْ ذَلِكَ كَمَا أَخْبَرْتُمُنَا لِمَا نَحْنُ فِيهِ نَحْمَدُ اللَّهَ وَأَوْجِبْنَا عَلَيْهِ مَعْرَاضَ
الْكَفَّارَةِ بِالذَّلَائِلِ الْقَائِمَةِ الْمَوْجِبَةِ لِذَلِكَ وَلَمْ نَأْخِذْ بِخِلَافِ بَيْنِنَا
وَبَيْنَكُمْ فِي الشَّرَاطِيلِ لَا فِي نَفْسِ الْحَدِيثِ لَا نَأْخِذُ بِحَصْرِ قَوْلِ الْحَدِيثِ عَلَى

کشف المحجوب
 وافی بہ صحت حدیث
 رحمہ

شرح الآثار
 وافی بہ صحت حدیث

وَحَسْبِ خَلِيلٍ وَلَا يُوجِبُوا عَلَى مَنْ خَالَفَ تَأْوِيلَكُمْ خِلَافَ ذَلِكَ الْحَدِيثِ بَيْنِي بَيْنَكُمْ
 میں ہی اور مباح جانتے ہیں واسطے اس کے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہیں ہم اس پر بوجہ
 اسکے کفارے کو اور نہیں ہوا اس حدیث میں جو بیان کی ہو تینے نفی بوجہ کفارے کی اور ہم نہیں کہتے
 کہ نہ پہنے موزوں کو جب جو تیان نہ ملین اور نہ پایجہ جبکہ تہ بند نہ ہو اور اگر ہم یہ کہیں تو اس حدیث
 کے مخالف جو جائیں گے ہم کہان واجب کرتے ہیں ہم اس پر بوجہ اسکے کفارے کو بوجہ دلائل سوچو
 کے جو واجب کر نیو اسکے کفارے کے پہلے جزا میں نیست کہ خلاف در میان ہمارے اور تمہارے
 تاویل میں ہر نفس حدیث میں خلاف نہیں کیونکہ تینے حدیث کو ان معنوں میں بیان کیا ہو جسکی حدیث
 محتمل ہو اور جو شخص تمہاری تاویل کے خلاف کہے اسکو خلاف حدیث مت کہو تاہم مختصر اور امام صاحب
 سے بھی یہ دونوں حدیثیں عقوداً بجا ہر المذنبہ نے اولہ الامام ابی حنیفہ میں مروی ہیں اور دونوں
 حدیثوں میں یہی تطبیق دی گئی ہے ورنہ ہر شخص کے ارتکاب میں بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے
 آپس ضرورت کا ہونا اس امر کو مقتضی نہیں کہ کفارہ بھی ساقط ہو جائے چنانچہ امام طحاوی نے اسکو خوب
 وعلوم و احام سے شرح معانی الآثار میں ثابت کیا ہے اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہے منہ استقلع
 عَکْبَتِہٖ لَا یَحْجِبُہُ الْیَقُولُ **مسئلہ سی و چہارم** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورت کو اہت
 عورتوں کی کرنی مکروہ ہے **اقول** برہان شرح مؤاہب الرحمن میں ہے **لَقَوْلِیْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ**
وَسَلَّمَ یُؤْتِیْہُمْ خَبْرَہُمْ کَمَنْ کُوْنُ یَعْلَمُ وَلَا یُخْتَلَعُ عَنْہُمْ قَلْبُہُمْ یَحْجُو عَنْ قَلْبِہِ
 یعنی بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کمر اون عورتوں کے بہتر ہیں اسطے اونکے اگر جائیں
 وہ او اس لیے کہ حج ہونا اونکا کم خالی ہوتا ہے ہر قفسے سے اتنے اسی قسم کی اور بہت حدیثیں بوداؤد وغیرہ
 میں آئی ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ عورت جس قدر گوشہ نشین اور چھپکرا ناز پر سے بہتر ہے مگر کسی حدیث سے
 کراہت معلوم نہیں ہوتی گو جنہوں نے ان احادیث کے نسخہ کا دھوا کیا ہے اور کہا ہے کہ جس طرح
 عورتوں کا سجادہ میں اگر جماعت میں شریک ہونا موقوف ہو گیا اس طرح جماعت بھی اہل کی موقوف
 ہو گئی بلکہ احادیث میں کچھ کلام نہیں کہ یہ طریقہ مسنون نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے کہ کراہت نہ ہو مگر اس پر

علامہ ابن امام بھی گئے ہیں اور راقم حروف کا بھی یہی مسلک ہے فتح القدر میں یہ ذکر لکھنا کہ **لَا نَذْهَبُ إِلَى ذَلِكَ فَإِنَّ الْمُقْصِدَ شِبَاعُ الْحَقِّ حَيْثُ كَانَ** یعنی اور نہیں دے جب ہم کہ جاویں طرف کثرت جماعت کے اس لیے کہ مقصود اتباع حق ہے کہ میں ہوا تھے اور اگر زیادہ تفصیل و تحقیق منظور ہو تو تحقیقہ الجلساء فیہا تعلق بجماعۃ النساء تصنیف جناب مولوی ابو احتساج محمد علی صاحب لکھنوی کی معاونہ کجاوہ تارفع اشتباہ ہو جاوے **قَالَ** سلسلہ شیخیم علیہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نکاح کرنا حرہ بالغہ کا بدو ن اجازت ولی کے بھی جائز ہے **اقول** فتح القدر میں اس مسئلہ کے دلائل بہت ہیں مگر مختصر کے بیان کیے جاتے ہیں لیکن یہ حدیث اور جو اسکے معنوں میں احادیث واروہین مسافرت میں اس محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **أَلَا يُحَرِّمُ الْحَقُّ بِنَفْسِهِ كَأَنَّهُ وَلِيُّهَا** یعنی اپنی نفس کی رائے مختار ہو ولی اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور مالک نے مؤطا میں اور ایثم و عورت ہے جس کا زوج نہ ہو خواہ شہید یعنی رائیظ ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے دونوں (یعنی ولی اور عورت) میں سے ضمن میں لفظ **الْحَقُّ** کے حق ثابت کیا ہے اور معلوم ہے ہر امر کہ ولی کو بعد رضا اس کی کسی سوا کبائر شریعت کے دوسرا فعل نہیں ہو چکا ہے اور تحقیق اس کو اس میں ولی سے زیادہ مستحق کہا ہی نہیں اس کے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ جمع کا ہو اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نہ نوئے اختلاف کے اس کی صحت میں ترجیح ہو گی چنانچہ دونوں حدیثوں ترمذی کے کہ وہ ضعیف ہیں اور طریقہ جمع کا یہ ہے کہ حدیث ابو موسیٰ کی خاص بھیجا کہ باین طو کہ مراد ولی سے وہ ہو جس کے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور لونڈی کا اور حدیث عائشہ کی خاص بھیجا کہ ساتھ اس عورت کے جو نکاح اپنا غیر کفو میں کرے اور مرد باطل سے اس کے نزدیک غیر کفو میں نکاح بالکل صحیح نہیں کہتا باطل حقیقہ ہو گا اور اس کے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہو لیکن اوں کے نزدیک ولی کو حق خصوصیت اور اختیار فسخ نکاح کا ہی باطل کہا ہو گا اور یہ بہت شائع ہے خصوصیت اطلاق میں اور اس صحت کا اختیار کرنا واسطے دفع معاہدہ کے واجب ہے علاوہ اس کے مذہب محمدی کا اس حدیث کے مخالف ہے اس واسطے کہ مذہب محمدی اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نکاح اذن سے عورت کرے گی

فتح القدر میں

فتح القدر میں

تو صحیح یہ حال کہ یہ مذہب ان کا نہیں ہے بلکہ ان سے منع ہے اور لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ حجت ہمارے ہند
ابن عباس کے اکابر کے اکتفاء سے ان سے منع ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ جسکے معنی میں ہیں
اگر طلاق ہی اسکو نہیں نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے اور شخص سے پس معلوم
ہو کہ عورت کے الفاظ سے نکاح جائز ہے اور رسول اللہ تعالیٰ کا جسکا ترجمہ یہ ہے اور منع کو اولیٰ کو
اس سے کہ نکاح کریں وہ ازواج اپنی سے پس نسبت کیا نکاح کو طرف عورتوں کے اور منع کیا منع کرنے
اون کے سے اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ عورت خود اپنا نکاح کرے تو درست ہے ایسا ہی ہے قول اللہ تعالیٰ
کا یعنی پس جب پہنچے بجاوین وہ اختتام عدت پر پس نہیں گناہ تہ اس چیز میں کہ خود کریں وہ عورت
کے ساتھ پس سماج کیا اللہ تعالیٰ نے فعل انکا اون کے نفسوں میں غیر شرط ولی سے اور تائید
کر لی ہے وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے جو وقت ام سلمہ سے نکاح کو فرمایا جواب کیا یہ کہ اولیٰ
میں سے اس وقت کوئی موجود نہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیٰ تیرے سے کوئی ایسا
نہیں جو مجھے ماضی نہ ہو اور کہا واسطے لڑکے عمر بن ابی سلمہ کے اور تھی وہ صغیر کہ اوٹھو تم میں نکاح کر دو
نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اون کے لڑکے کو بطریق فراح کے تھا کیوں کہ
تاریخ جلنسے والوں نے لکھا ہے کہ وہ صغیر تھے معنوں نے کہا ہے چھ برس کے تھے اور بالجامع ولایت ایسے
لڑکے کی صحیح نہیں ہے اسدی واسطے اونھوں نے کہا کہ اولیٰ میں کوئی حاضر نہیں اور حدیث ابو موسیٰ میں
کلام کیا گیا ہے بنی طور کہ محمد بن الحسن نے روایت کی ہے امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی
سے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شہادت ہے یا نہیں کہا میرے نزدیک کوئی شہر
اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور عایشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بھی کلام ہے کہ وہ
وہ روایت میلان بن موسیٰ کی ہے اور بخاری نے انکو ضعیف کہا ہے اور انسائی نے کہا ہے اور ابی حدیث
میں ضعیف ہے اور امام احمد نے ابوطالب کی روایت میں کہا ہے کہ حدیث کا نکاح کا لا یولیٰ قومی
نہیں اور روایت حمز بن ابی ہریرہ میں اسکو صحیح نہیں گمان کرتا ہوں کیونکہ عایشہ رضی اللہ عنہا نے بخلاف
اس کے عمل کیا ہے کہ امام احمد سے کہ پھر آپ اسکے بیٹوں قائل ہیں فرمایا اکثر آدمی اسی پر ہیں پھر

ابن جریج نے زہری سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کا انکار کیا اتنے اور علامہ زلیعی نے
 ہمیں اختلاف میں کہا ہے وقد وثق فی کتبہم احادیث کثیرۃ وکیس لھا صحیح بخاری
 اهل الثقل حتی قال البخاری وابن مہی عن کثیر فی هذا الباب حدیث
 یحییٰ علی اشترط الوری یعنی اور تحقیق محدثین کے کتابوں میں احادیث بہت وارد ہیں اور
 ان کے نزدیک صحیح نہیں یہاں تک کہ بخاری اور یحییٰ بن یحییٰ نے کہہ دیا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث
 صحیح نہیں یعنی شرط ولی میں اتنے غرض یہ ہے کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرنا نہیں چاہیے
 بلکہ نفی کمال کی ان احادیث میں مراد لی جائے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہیں کہ کان کل
 ولی سے ہوتا ہے اور بالکل عدم جواز خلاف عقل و نقل کے ہے اور حدیث میں اسکی تائید کی وجہ بطول کے چھوڑ دین
 عاقل کو اسقدر کافی ہے کہ ایک حرف بس ستر گز شور است ورنہ چوپراں غم پیش کو رست
قال مسئلہ سی و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کافر قسم کھا کر خواہ حالت کفر میں
 توڑ دے خواہ اسلام لاکر توڑ دے وفاق کرنا اسکا اور سپہ لازم نہیں **فأما** کہہ لایس فی نہیں ہے صحیح بخاری
 اسکی اور یہ مذہب امام عظیم کا ہے سو امام عظیم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان تین حدیثوں کا
 پہلی حدیث بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انڈر کی تھی میں جاہلیت میں کہا عکاف کرو لگائیں ایک رات مسجد
 حرام میں فرمایا پوری کر نڈر اپنی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے بوجہ واجب ہونے ادا نہ کرنے کے عذر کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہے کہ بوجہ
 طاعت ہونے کے آپ نے فرمایا کہ اپنی نڈر پوری کر لو اور تائید اسکی وہ حدیث کرتی ہے جو امام طحاوی نے
 عمر بن شعیب سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے انما الذنن ما اتبغی بہ وجہ اللہ یعنی نڈر وہی ہے جو وجہ اللہ ہو جس طرح ظاہر ہے کہ حالت
 شرک میں جبہ نڈر نہیں ہو سکتی بلکہ مصیبت ہوتی ہے اور نڈر مصیبت کی مخالفت میں بخاری
 وغیرہ میں احادیث موجود ہیں اور مصیبت اس لیے ہے کہ شرک کی نیت سے اون اشیا کا

بیہیج

بیہیج

کشف المہجۃ

کشف المہجۃ

تقرب ہوتا ہو جنکی وہ پرستش کرتا ہو اس لیے کوئی فعل مشرک کا اندکیو اسطے نہیں ہوتا اسبوجہ سے
 ابراہیم نخعی اور ثوری اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اسطے نہیں گئے ہیں
 گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہو مگر مشہور قول اوکا یہی ہو چنانچہ فتح القدیر میں لکھا ہے
 اَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَوْفِ بِئِنَّ رَأْسَهُ فَالْمَشْهُورُ وَمِنْ مَذْهَبِ
 الشَّافِعِيِّ اَنْ نَذَرَ الْكَافِرَ لَا بَصِيحًا وَهُوَ يُقَالُ لَهُ اَنَّهُ اَمَرَ اَنْ يُفْعَلَ قَوْلُهُ
 مُسْتَدَانِفَهُ فِي حَالِ الْاِسْلَامِ لَا عَلٰى اَنَّهُ الْوَاجِبُ بِالْاِثْنِ دَعْنِي لِيَكُنْ قَوْلُ اَنْخَرْتُمْ صَلَ
 الصَّلَاةِ وَسَلَمَ كَالْبَالِغِ اَوْ اَبْنِي نَذَرَ كَالْبِشْرِ شَافِعِي سَيَبْرُكُ نَذَرَ كَافِرٍ لَا رِسْتِ نَهْنِي اَوْ
 شَافِعِي اِسْ حَدِيثُ كَيْ يُوْنُ مَعْنٰى بَيَانِ كَرْتِي هُنْ كَمَا اَنْخَرْتُمْ صَلَ الصَّلَاةِ وَسَلَمَ نَعْنِي كَرْتِي كَمَا اِنْخَرْتُمْ
 مِيْنْ عِبَادَتِ مُسْتَقْلِلَ طَوْرٍ بِرَكْعَتِيْنِ نَذَرَ سَطَوْرَ سَيَبْرُكُ نَذَرَ سَيَبْرُكُ وَاجِبُ هُوَ كَرْتِي هُوَ اَنْتِي عَرَضَ سَيَبْرُكُ اِسْ
 حَدِيثُ سَيَبْرُكُ نَهْنِي مُسْلِمٌ هُوَ اَنْ نَذَرَ وَاجِبُ هُوَ كَرْتِي وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ
 قُرْآنِ شَرِيفِ مِيْنْ لَا اَيْمَانُ كَمَا اَيْمَانُ كَرْتِي وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ
 نَذَرَ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ
 جَاتِي بَلْكَ سَيَاقُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ
 حَبَابُ كَرْتِي بَاتِ اِسْنِي طَرَفُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ
 مَعْضُ كَرْتِي مَعْضُ مِيْنْ اَوْ نَسِي اَلْاَكْبَرُ غُلَطِي هُوَ كَرْتِي تُوْدُ وِسْرُوْنِ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ
 اِسْ كِتَابُ كَرْتِي كَمِيْلُ كَرْتِي سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ
 سَالُ كَرْتِي مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ
 اَوْ رَاوْكَ اَوْ هُنْ كَمَا اِنْخَرْتُمْ صَلَ الصَّلَاةِ وَسَلَمَ نَعْنِي كَرْتِي هُوَ اَنْ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ
 اَبْ كَرْتِي اَوْ نَسِي مَعْضُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ مَعْلُ
 قَصُوْرُ هُوَ اَنْخَرْتُمْ صَلَ الصَّلَاةِ وَسَلَمَ نَعْنِي كَرْتِي هُوَ اَنْ نَذَرَ وَاجِبُ سَيَبْرُكُ نَذَرَ وَاجِبُ
 حَنْفِيَّةُ كَرْتِي سَبَبُ اِسْ كَرْتِي اَوْ اَصْحَابُ اِسْ كَرْتِي اَوْ اَصْحَابُ اِسْ كَرْتِي اَوْ اَصْحَابُ اِسْ كَرْتِي

فتح القدیر
 فی الخلافات

اختلاف است مشیت از دی ہر ہمیشہ سے یوں ہیں پہلا آیا ہر **قال** مسئلہ سی و نفعم مہایہ وغیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ میت کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
 مالک کا ہے سو اس مسئلے میں امام اعظم اور امام مالک نے خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور
 مسلم میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو شخص کمرے اور اوپر ہو روزہ رکھے اور کسی طرف سے وارث اور **قال** لمعات شریع
 مشکوٰۃ میں ہر روز **قَالَ ابْنُ مَرْثُومٍ لَمْ يَأْتِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يُصَامُ عَنْهُ وَيَبِيهُ قَالَ أَبُو حَنِيْفَةَ وَمَالِكٌ**
وَالشَّافِعِيُّ فِي أَهْلِ قَوْلِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یعنی اور جو ہر اس طرف گئے ہیں کہ میت کی طرف سے روزہ
 نہ رکھا جاوے اور اسی کے قائل ہیں امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح ترمذی و نوون
 تو لون میں جو نزدیک اونکے اصحاب کے ہر اتنے البتہ مسکین کو کھانا بدلے ہر روز کے دینا چاہیے
 چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں **يَحْنُ بْنُ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ**
وَعَلَيْهِ حَبِيبًا شَهْرًا مَضَانًا فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانُ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ مَقْفُوفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ یعنی ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرنے والا ہو اور اوپر ہر روز سے ماہ رمضان کے میں تیس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے
 اور کسی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے کہ یہ
 حدیث ابن عمر پر موقوف ہوا تھا اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہیں پائی جاتی ہے مشکوٰۃ شریف
 میں اسطور سے آئی ہو **لَا يَنْتَعِمُ عَنْ أَحَدٍ لَيْسَ لَهُ هَلٌ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ آفَا**
يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ
 سوا اکی فی الموطا یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
 یا نماز پڑھے پس فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام
 مالک نے موطا میں انتہے تیس اس حدیث سے روزے کی مماثلت پائی جاتی ہے اور یہی حدیث
 اس حدیث صحیحین کی تفسیر ہے جس میں لفظ صوم آیا ہے یعنی اس کی طرف سے روزہ رکھنا کھاتے

عمر بن الخطاب

عمر بن الخطاب

عمر بن الخطاب

عمر بن الخطاب

اوسکا تذکرہ کر دینا ہر تین چار سال میں کو کھانا دینے سے وہ میت روزے سے بری ہو گیا تو گویا
 اوس شخص نے اوسکی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبد اللہ بن عباس سے بھی صحیحین میں
 روزے کی قضاء میں وارد ہو کر وہاں لفظ صوم نہیں بلکہ قضا ہی سودہ کھانا دینے سے بھی حاصل
 ہو جاتا ہے علاوہ اسکے عبد اللہ بن عباس سے روای میں اس حدیث کے میں مثل ابن عمر کے فرماتے ہیں
 چنانچہ فتح القدر میں ہے وَقَدْ أَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ سَأَلَ عَنِ الْحَدِيثِ فِي
 سُنَنِهِ الْكَذِبُ أَنَّهُ قَالَ لَا يَصِلُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَكَفَى
 الزَّاهِي عَلَى خِلَافِ هَذِهِ وَتَبَيَّنَ لَنَا بِإِتْمَانٍ لِّلنَّاسِ بِمَعْنَى تَحْقِيقِ رَوَايَتِ كَيْفَ نَسَانِي
 نے ابن عباس سے اور وہی راوی اس حدیث کے میں اپنی سنن کبریٰ میں کہ کما اونھوں نے نماز
 نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور فتویٰ دینا راوی کا خلاف
 مروی اپنے کے بننے پر روایت کرنے اوسکی کہ ہر نسخ کے لیے اتنے پھر اسکے نسخ کی گید میں علامہ ابن ہمام
 نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہے قَالَ مَالِكٌ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنْ
 التَّابِعِينَ بِالْمَدِينَةِ أَنَّ أَحَدًا قَنَمَهُمْ أَوْ أَحَدًا يَفُوتُهُمْ أَحَدٌ وَلَا يَصِلُ عَنْ أَحَدٍ انْتَهَى وَهَذَا هَذَا
 يَوْزِلُ الشَّيْخُ وَأَنَّهُ الْأَخَرُ الَّذِي اسْتَنْقَضَ الشَّيْخُ عَلَيْهِ الْآخِرَ يَعْنِي كَمَا أَنَّ مَالِكًا لَمْ يَسْمَعْ
 سناین نے کسی صحابی اور تابعین میں سے میں نے شریفین کہ کسی نے اونہیں سے حکم کیا ہو کسی کو کہ
 کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اوس قسم سے ہے کہ نسخ کی تائید
 کرتا ہے وہ ایسا امر ہے کہ آخر میں شرح اسی پر قرار پائی ہے انتہی پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
 دلائل حنفیہ کے بہت قوی ہیں چہ جائیکہ مخالفت ہو استغفر اللہ میرے محترم صاحب جانین اور
 اونکا کام جانے سے ہر رسولان بلاغ باشد و بیش **قال** مسئلہ می ہشتہم درایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہے کہ جس عورت کی شادی نہ ہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکال دینا اور وترے مارنے
 وہ نون کام جائز نہیں **انہ اقول** امام حبشہ سے ملکہ کا انانہ کی تے بلکہ اسکی صہ ہو گیا تھا کہ بتلین
 اور اگر یہ سہ کیا جاتا تو اوسکا امام صاحب کو اقرار ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ

فتح القدر

کتاب التہذیب

تنہا کی ہر ایک سیاست تھی اور تغریباً حدیث کا کوئی نام عالم بھی جمع ہو جائے گا ہرگز حدیث اور قرآن
 سے ثابت نہ ہو سکے گا ہاں ستر فن صاحب اسکا حدیث کا اکثر ثابت کر دے تو بیشک امام صاحب کا مدبر
 مخالف ہو جائے بلکہ امام صاحب کے قول کی تائید علی بن ابی طالب کے ارشاد سے نہایت عریضہ ہوتا ہے **مَنْ مَاتَ وَهُوَ يُقَاتِلُ**
أَنْ يَنْفِكَا یعنی اوں دونوں کو قتل نہ کرے اسے جلا وطن نہ کرے نہ تائید تیسرا ہی ابراہیم خلیفہ سے
 مروی ہے اور عمر بن الخطاب کے قول سے بھی اسکے سیاست ہونے کی تائید نکلتی ہے جبکہ بر سعید بن اسلم نے فرمایا
 کہ وہ انھوں نے خیمہ کی طرف جلا وطن کیا تو وہ ہر قل سے جا ملا اور انھوں نے ہولیا پس فرمایا کہ انھوں نے
 بعد ازاں مسلمان یعنی اب کسی مسلمان کو مدین جلا وطن نہیں کرنا تھا اسے اگر تغریب بعد از تو مان
 نہ تھا کہ حضرت عمر اسکو موقوف کر دیتے پس معلوم ہوا کہ سیاست تھی اسکا امام کو اختیار ہے اگر مصلحت
 جاری کرے اور اگر مصلحت نہیں موقوف کر دے فقط حدیث سے اسکے قائم کرنے کی اجازت ہوئی ہے
 اگر مصلحت مقتضی ہو کرے ورنہ ترک کر دے بلکہ جہاں اسکا ثبوت ہو وہاں مصلحت مقتضی تھی اگرچہ
 جلا وطنی کی گئی بلکہ تغریب حد کے ساتھ موقوف نہیں اگر امام کی رائے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف
 فتنے اس کے قتل یا بانی کہ اس شخص کا جلا وطن ہونا مناسب ہے تو بیشک امام کو اختیار ہے چنانچہ رسول
 ﷺ نے نضر بن حجاج کو کہ جہاں اور نہایت حسین تھا جس سے عورتوں کا فتنہ بین پر جانیکا خوف تھا
 جلا وطن کر دیا تھا حالانکہ حسن ایسی ہی نہیں جس سے آدمی جلا وطن کیا جاوے گا لیکن انھوں نے انھوں کو
 مصلحت سمجھی اور اس شخص نے عرض بھی کیا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے یا تیرا گناہ کچھ نہیں ہے اگر گناہ
 اگر دار العجوة کو تجھ سے نہ پاک کروں تو میں نکال دیا اور وہ شخص ہرجا گیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ کیا کہ
 کسی کو جلا وطن نہیں کرنا بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 شخص کی نسبت جسنے زنا کیا تھا اور مشر تھا ایک برس کی جلا وطنی اور قائم کرنے کا حکم فرمایا صاف
 حالات کرتا ہے کہ جلا وطنی حد میں نہیں کیونکہ عین حد کا جلا وطنی پر ہے پس انھوں نے انھوں کے
 اور یوں کہنا کہ حد کا استعمال اپنی سسی کے جواز کیا گیا ہے اور دوسرے جواز پر عطف ہے تو یہ امر جدید ہے اور
 کوئی دلیل نہیں جس سے یہ حجاز واجب ہو جائے اور لفظ حدیث جو ذکر کیے گئے ہیں وہ اس کے معنی

۱۰۰
 نسخہ تصدیق شدہ

۱۰۰
 نسخہ تصدیق شدہ

۱۰۰
 نسخہ تصدیق شدہ

۱۰۰
 نسخہ تصدیق شدہ

یہی جہلے کہ سبب نکاح پہلے کے رد کر دیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کر کے نہ یہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لکن
 یُحْدِثُ شَيْئًا كَيْفَ مَعْنَى هُوْنَ كَهْرَجِيْسَا تَهَا وَيَسَا هِي رَكْعَا اَوْ مَعْنَى كَيْ مَشِي هِي وَرَنَهْ اَكْرَعَ اَمِنْ
 سَوَا كَا تَوْجِهْ حَدِيثِيْنَ اَنْبَاثِ كِي تَرْجِيْعِ دِي جَائِيْنِ كِي جِنَا بَحْهْ مَحْقَقِيْنِ كِي كَلَامِ سِي مَعْلُوْمِ هُوْ اَمْلَكْ مَحْدِيْنِ كَا
 مَذْهَبِ اِسْ حَدِيْثِ كِي مَخَالِفِ هِي كِي وَنِيْكَ اَسْمِيْنِ اَبْدِ جِهْرِ بَرْسِ كِي كُوْثَا دِيْنَا اِيَا هِي اَوْ رَاوْنِيْكَ نَزْدِيْكَ مَوْتِ
 كِي عَدْتِ مِيْنِ اَكْرَهْ مَوْسَلَانِ هُوْ جَاوِيْ سِي كُوْثَا دِيْنَا پَهْلِيْ نِكَاحِ سِي جَائِزِ هُوْ وَرَنَهْ اَكْرَعَ دِي پُوْرِيْ هُوْ جَاوِيْ
 اَوْسِ كِي بَدْرُ زَوْجِ اِسْلَامِ لَانِيْ تَوْجِهْ كُوْثَا دِيْنَا پَهْلِيْ نِكَاحِ سِي جَائِزِ نَهِيْنِ رَكْعَتِيْ اَوْ رِيْجَانِ تَوْجِهْ
 بَرْسِ كِي اَبْدِ پَهْلِيْ نِكَاحِ سِي كُوْثَا دِيْنِيْ كِي حَدِيْثِ نَقْلِ كَرِيْ تِيْنِ اِسْ ظَاهِرِ هُوْ كِي عَدْتِ كِي اَبْدِ كُوْثَا اِيَا كِي
 اَوْ طَرَفِيْ هِي كِي نِكَاحِ اَوَّلِ كِي حَدِيْثِ كُوْ اَبْنِ جَهْرِ اَبْلُوْخِ اَلْمَرَامِ مِيْنِ اَبُوْ اَسْنَادِ لَكْهَتِيْ هِيْنِ اَوْ رُوْمِيْنِ شَعِيْبِ
 كِي حَدِيْثِ بَرْ جَسِيْمِيْنِ نِكَاحِ جَدِيْدِ هِي مَحْدِيْنِ عَمَلِ كَرِيْ تِيْنِ هِيْنِ حَالِ اَكْلَا اَوْ مَعْنَى اَوْ رَنَهْ كِي حَدِيْثِ مِيْنِ كَهْنِيْ اَبْ
 نَهِيْنِ هُوْ تَا كِي عَدْتِ مِيْنِ اَنْخَفَرْتِ مَعْلَى اَنْدِ عَلِيْهِ سَلَامُ لِيْ زِدْ كِيَا هُوْ يَاوَهْ اِسْلَامِ اِيَامِ عَدْتِ مِيْنِ لَانِيْ هُوْ
 اِسْ اَقْرَبِيْ سِي غَوْضِ هَامِيْ يِيْ هِيْ كِي يِيْ كِي مَحْضُوْرِ نَهِيْنِ كِي هُوْ حَدِيْثِ اَسْنَادِ مِيْنِ كِي كِي نَزْدِيْكَ بِنَسْبِ
 اَوْ حَدِيْثِ كِي عَمْدِ هُوْ عَمَلِ مَحْضُوْرِ هِيْ اَوْ سِيْ بَرْ كِيَا كَرِيْ عَمَلِ اَوْ شِيْ هِيْ اَوْ اَسْنَادِ دُوْ سَرِيْ جِيْرِيْ نَفْسِ اَسْنَادِ
 كَرِ اَوْ اَعْمَلِ كِي لِيْ عَجْتِ نَهِيْنِ هُوْ سَكْتَا يِيْ اَمْرَا سِيْ مَجْتَهِدِ بَرْ مَوْتُوْفِ هِيْ جِيْسِ حَدِيْثِ كُوْ اَوْ سَا قِيَا
 سِيْجِ تَرْجِيْعِ دِيْ اَوْ سِيْ عَمَلِ كَرِيْ **قَالَ** مَسْلِيْ هِيْلِ دُوْمِ يِيْ اَوْ يِيْ وَغِيْرَهْ كِي كِتَابُوْنِ مِيْنِ لَكْهَا هِيْ كِي
 تَبْلِ زَوْجِ سَرْمُوْثَا نِيْ سِيْ دَمِ نَهِيْ جَانُوْرُ زَوْجِ كَرِ اَتَا هِيْ اَوْ رِيْ مَذْهَبِ اِمَامِ اَشْطَرِ اَوْ اِمَامِ مَالِكِ هِيْ اَخْرَجَ
اقول اِمَامِ طَحَاوِيْ نِيْ شَرْحِ مَعَالِيْ اَلْاَثَارِ مِيْنِ لَكْهَا هِيْ حَدِيْثُ اَبْنِ حَزْرُوْرٍ قِيْثَا اَلْحَوِيْثِ
 تَاوَحْثِيْ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ هَذَا
 مِنْ حِجَّةٍ اَوْ اَخْرَجَهُ فَلْيَهْرِقْ دَمًا فَهَذَا اَبْنُ عَبَّاسٍ يُوْجِبُ عَلَيَّ مَنْ قَدَّمَ هَذَا
 مِنْ نُسْكِهْ اَوْ اَخْرَجَهُ دَمًا وَهُوَ اَحَدٌ مَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَنَّهُ مَا سَأَلَ يُوْسُفَ بْنَ زَيْدٍ عَنْ شَيْءٍ قَدَّمَ وَلَا اَخْرَجَ مِنْ اَمْرِ الْحَجِّ اِلَّا قَالَ لَا حَاجَ
 فَلَنْ يَكُنْ مَعْنَى ذَلِكَ عِنْدَهُ عَلَى اِلَّا بِاَحَدٍ فِيْ تَقْدِيْرِ مَا قَدَّمَ هُوَ اَوْ تَا حِيْثُ

کشف الیقین

کشف الیقین

اور یہی قول ابو حنیفہ اور عام تھا ہمارے کا ہوا تھے اور تفرق بالابدان جو بعد از حجاب قبل قبول ہو
 اس میں بھی اختیار سا تھا ہو جاتا ہوا اس مسئلے کا ماخذ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہیں
 پنا نجد عیسیٰ بن ابان نے کتاب الحجۃ میں اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں اور امام ابو یوسف
 نے بھی یہی معنی مروی ہیں اَلْفَرْقَةُ الَّتِي نَقَطَةُ الْخِيَارِ الْمَذْكُورَةِ فِي هَذِهِ الْاَنْثَرَةِ هِيَ
 الْفَرْقَةُ بِالْاَبْدَانِ وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَدْ جُعِلْتَ عَبْدِي
 هَذَا بِأَلْفٍ دِرْهَمٍ فَلَمَّا خَاطَبَ بِذَلِكَ الْقَوْلِ أَنْ يَقْبَلَ كَالْوَيْفَارِفِ صَالِحَةٌ
 فَإِذَا افْتَرَقَا لَمْ يَكُنْ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يَقْبَلَ وَهَذَا الْأَوَّلُ مَا حُجِّلَ عَلَيْهِ هَذَا
 الْحَدِيثُ يَعْنِي فِيهِ فَرْقٌ بَسَاطَةً كَرَوِيٍّ هُوَ اس اختیار کو جو احادیث میں مذکور ہو وہ فرق بالابدان
 ہے اور یہ اسطرح ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا میں نے اپنے اس غلام کو جو بعض اکیزہ درہم کے
 فروخت کیا پس اس قول کے مخاطب کو اختیار قبول کر لے گا جب تک کہ اپنے ساتھی
 سے جدا نہیں ہوا پس جب دونوں جدا ہو جائیں گے تو پھر اسکو قبول کرنا نہیں ہو سکتا اور یہ
 معنی اولیٰ میں اوزن محنون سے جب یہ حدیث حمل کیا وے آتے غرض کہ خفیہ کے نزدیک تفرق
 بالابدان اور تفرق بالا قول دونوں میں اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہو گیا ہے
 دہوا جاکے تھا وہ بالکسر ہو گیا اب پھر نہ اسطرح سے کوئی بات کیجیے **قال** سہل
 وجمہ ایہ یہ بخیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اوشی یا گائے کو ذبح کرے اور اس نے بیٹ
 میں سے مراد چاہیہ کلمے تو نہ کھاوے خواہ اس کے بال ہوں یا نہ ہوں **انہ اقول** عینی
 شرح ہدایہ میں ہے وَلِخَوَافِ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ لَا يَصِحُّ الْأَسْتِدْكَالُ بِهِ
 فَإِنَّهُ مَرْوِيٌّ ذِكَاةً أُمِّيَةً بِالنَّصْبِ الرَّفْعِ فَإِنْ كَانَ مَنْصُوبًا فَلَا اشْكَالَ فَإِنَّهُ
 لِلتَّشْبِيهِ وَإِنْ كَانَ هَرَفًا فَلَا لِسَانًا لَا تَقِي مِمَّنْ التَّشْبِيهِ مِمَّا أَقُولُ
 عرفت ذلک فی علم البیان یعنی اور جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال
 کرنا درست نہیں کیونکہ حدیث کی لفظ ذکات میں زبر اور پیش دونوں روایت کیے گئے ہیں پس اگر

کہتے ہیں جو بغیر فرج کے مر جائے اور پھر فرج کرنا خدا سے تعالیٰ نے شرط بھی کر دیا ہے چنانچہ
 مَا ذَكَبْتُكَ سِوَا مَعْلُومٍ ہوتا ہے کہ فقط فرج کی ہوئی شے کھائی درست ہو ورنہ حرام ہے یہ خلاصہ تقریر علامہ
 زبیدی کا ہے اور موطا امام محمد میں ہے عَنْ اَبِي اَهِيمَةَ قَالَ لَا تَكُلُوْنَ ذَكَاءَ نَفْسٍ كَاَنَّ
 نَفْسَيْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں نے ایک جان کا بچہ
 کو دو جانوں کے قائم مقام نہیں ہوتا آتے ہیں یہاں موافق مذہب امام صاحب کے ایک نازک
 بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہے نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ بجز ذکر کرنے کسی جانور کے اسمین سے مراد ہوا
 ہے بچہ سکے تو احتمال ہے کہ یہ بچہ قبل ذکاۃ ام کے پیٹ کے اندر مر گیا ہو یا بعد ذکاۃ کے سو صورت ثانی میں
 موافق مدعا آپ کے معنی حدیث کے یہ ہو سکتے ہیں کہ ذکاۃ ام کی کافی ہے ذکاۃ جنین کو لیکن صورت
 اول میں یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہوں گے اس واسطے کہ اول تو وقت ذکاۃ ام کے وہ جنین نہیں ہو سکتا کہ
 جنین کہتے ہیں زندہ بچے کو جو ان کے پیٹ میں ہو حالانکہ وہ یہاں مردہ تھا پس ذکاۃ ام کی بچہ
 مردہ کو نکال کر کافی ہوگی وہ بچہ جیسا مان کے پیٹ میں قبل فرج کے مڑا تھا اب بھی بعد پیدا ہونے
 کے ویسا ہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہاں واسطے پہنچنے اس شبہہ حسرت کے معنی
 حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق مجاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط
 بھی کی گئی پس یہاں نظر انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونوں حدیثوں کے
 کسا مذہب ہے مِنَ النَّفْسِ الشَّهَادَاتِ فَقَدْ اسْتَبْرَأَ الدِّينَ یعنی جو شخص شبہہ کی باتوں سے
 بچا سو بیشک اس نے اپنے دین کو پاک و صاف کیا دَعَا بِاَبْرِئِيكَ اِلَى مَا لَا يَرْيُكَ یعنی
 جس چیز میں شک ہو اسکو چھوڑ دے غرض ایسے دقائق حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و وقت
 سلیم چاہیے ایسی باتیں فرقہ نگاہ ہر یہ کی کب سمجھ میں آتی ہیں ۵ ہزار روئے کہتے یہاں
 ہاں کے بھی ہیں باریک + کہ جسکی عقل موموئی وہ اسکو کیا جانے + **قال** مسلہ چل و شمر
 ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مرد مقرر کرے
 وہ جسکی برسن کی خدمت کرنی یا پڑھنا قرآن کا تو یہ مرد مرنے کا حکم ہو گا اور جس

غل و بناؤ گا انہم **اقول** علامہ ابن ہمام نے فتح القدر میں لکھا ہے لَنَا قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ وَلَا مَهْرَ أَقْلٍ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ سَرَاةً
 الذَّارِقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَكَهْ شَاهِدٌ يَحْضُدُهُ وَهُوَ مَا سَرَوِي عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ لَا تَقْطَعُ الْيَدُ فِي أَقْلٍ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ وَلَا بَكْلُكَ الْمَهْرَ أَقْلٍ مِنْ عَشْرَةِ
 دَرَاهِمٍ سَرَاةً الذَّارِقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ أَيْضًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ بَلَّغْنَا ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ
 وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَسْرٍ وَعَامِرٍ وَابْنِ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَيُجْعَلُ كُلُّ مَا أَفَادَ
 ظَاهِرُهُ كَوْنُهُ أَقْلٍ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ عَلَى أَنَّهُ الْمُجْعَلُ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْعَادَةَ
 عِنْدَهُمْ كَانَتْ تَجْعَلُ بَعْضَ الْمَهْرِ قَبْلَ الدُّخُولِ وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ مَعَهُ وَاجِبٌ
 حَمَلُ مَا يَخْلُفُ مَا رَوَى بَنَاءُ عَلَيْهِ جَمَاعَتَيْنِ الْأَحَادِيثُ وَكَذَا يُجْعَلُ أَفْرَدُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْتِمَاسِهِ خَاتَمًا مِنْ حَدِيثٍ عَلَى أَنَّهُ تَقْدِيرُ شَيْءٍ
 تَأَلَّفَا وَلَمَّا عَزَّ قَالَ قَوْلُهُمَا عَشْرِينَ آيَةً وَهِيَ إِمْرَأَتُكَ سَرَاةً
 أَبَوَادًا وَهُوَ مُجْعَلٌ سَرَاةً آيَةُ الصَّحِيحِ مَرَّةً وَجَعَلَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ
 فَإِنَّهُ لَا يُنَافِيهِ وَبِهِ يَجْمَعُ الرِّوَايَاتُ بِعَيْنِ هَامِزٍ دَلِيلُ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يَرَوِي رَوَيْتُ جَابِرُ بْنُ مَرْثَدٍ مَرَّةً مِنْ رِجَالِهِ رَوَيْتُ كَمَا اسْتَدْرَجَ
 أَوْ بَعِثَ فِي سَبْعِينَ أَوْ دَافَعَنِي فِي سَبْعِينَ أَوْ دَافَعَنِي فِي سَبْعِينَ أَوْ دَافَعَنِي فِي سَبْعِينَ
 مَرَّةً يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي
 رَوَيْتُ كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي
 عَلِيٍّ وَابْنِ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَيُجْعَلُ كُلُّ مَا أَفَادَ ظَاهِرُهُ كَوْنُهُ أَقْلٍ مِنْ
 عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ عَلَى أَنَّهُ الْمُجْعَلُ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْعَادَةَ عِنْدَهُمْ كَانَتْ تَجْعَلُ
 بَعْضَ الْمَهْرِ قَبْلَ الدُّخُولِ وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ مَعَهُ وَاجِبٌ حَمَلُ مَا يَخْلُفُ مَا
 رَوَى بَنَاءُ عَلَيْهِ جَمَاعَتَيْنِ الْأَحَادِيثُ وَكَذَا يُجْعَلُ أَفْرَدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِالْتِمَاسِهِ خَاتَمًا مِنْ حَدِيثٍ عَلَى أَنَّهُ تَقْدِيرُ شَيْءٍ تَأَلَّفَا وَلَمَّا
 عَزَّ قَالَ قَوْلُهُمَا عَشْرِينَ آيَةً وَهِيَ إِمْرَأَتُكَ سَرَاةً أَبَوَادًا وَهُوَ مُجْعَلٌ
 سَرَاةً آيَةُ الصَّحِيحِ مَرَّةً وَجَعَلَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا يُنَافِيهِ
 وَبِهِ يَجْمَعُ الرِّوَايَاتُ بِعَيْنِ هَامِزٍ دَلِيلُ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَمَا يَرَوِي رَوَيْتُ جَابِرُ بْنُ مَرْثَدٍ مَرَّةً مِنْ رِجَالِهِ رَوَيْتُ كَمَا
 اسْتَدْرَجَ أَوْ بَعِثَ فِي سَبْعِينَ أَوْ دَافَعَنِي فِي سَبْعِينَ أَوْ دَافَعَنِي فِي سَبْعِينَ
 مَرَّةً يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي
 رَوَيْتُ كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي كَمَا يَرَوِي

نسخ کن سیدنا جابر بن عبد الله

تخصیص ہو جاوے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا
 اس پر معمول ہے کہ کوئی شخص واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی چاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا
 تو فرمایا اپنے اوٹھ اور اس عورت کو سیر آیتین تعلیم کر دی یہ تیری زوجہ ہو گئی روایت کیا اسکو
 ابو داؤد نے اور یہی حمل روایت صحیح کا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے
 کر دیا کیونکہ یہ اوسکی سنانی نہیں اور اس گفتگو سے سب آیتیں متفق ہو جائیں گی انتہی قطعاً
 اور میں نے اسحاق بن یوسف و ما فؤلہ علیہ السلام ملکنا کہا بما معک من القرآن
 فما فیہ حکم لک علی ان القرآن جعلہ مہراً اولہذا لک لئلا تریط ان تعلمہا
 واما قال بما معک من القرآن ائی بسبب ما معک من القرآن یحدث
 ام سلیہ و فیہ فکان صدق ما بئینہما الا سلام و هو لا یصح صدقاً الا لاجل
 یعنی لیکن ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مالک کر دیا ہے بجائے اسکا بسبب کے جو تیرے
 پاس قرآن ہی میں نہیں دلالت اس قول میں ہر ان کو مہر کیا ہے اور اسیدو جسے یہ شرط تھی کہ اسکو
 تعلیم کر دے بلکہ بما معک من القرآن فرمایا یعنی بسبب اس کے جو بجائے قرآن آتا ہے کیونکہ
 حدیث ام سلیم میں آیا ہے کہ مہر در بیان دونوں کے اسلام تھا حال انکا اسلام بالاتفاق نہیں
 ہو سکتا انتہی خلاصہ مقررہ دونوں محققوں کا یہ ہے کہ قرآن شریف کو حسب تصور مہر محفل سمجھا جا
 چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ارشاد تعلیم ہی تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم میں ادا ہو جاوے گا چنانچہ
 علی رضی اللہ عنہ سے آپ نے پہلے کچھ مہر دلوا دیا تھا حال انکہ مہر اڑکا چار سو درہم مذہبات تھا اس طرح
 بھان بھی آپ نے جب اور کچھ نہ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہ معنی نہیں کہ اب مہر اور
 دینا نہیں آتا اسقدر کافی ہے اس پر کوئی لفظ حدیث کا نہیں دلالت کرتا ابو داؤد کی روایت سے قطع نظر
 یہ حجاب صحیحین کی روایت میں قویہ لفظ نہیں پس معنی یہ ہوے کہ قرآن شریف کی وجہ سے
 کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کر دیا جیسے ابو طلحہ کا نکاح ہو جا اسلام کے کر دیا تھا پس مہر کیونکہ
 ساقط ہو سکتا ہے ان اوس عورت نے جیسا کہ بعضوں نے کہا ہے جسے کر دیا ہو تو بیشک ساقط

نتیجہ

ہو جاوے گا ورنہ حدیث سے کہیں مستنبط نہیں ہوتا کہ ہر اوسپر نہیں رہا اور ہماری روایتیں
 بسبب کثرت طرق کے مرتبہ احتجاج اور استنادات پہنچ گئی ہیں اور امام نووی نے شرح
 معذبین کہا ہے کہ بوجہ کثرت طرق کے حدیث قابل احتجاج ہو جاتی ہے ذکر کیا اسکو علامہ رحمہ
 نے شرح کنز میں اور احادیث میں تطبیق عمدہ ہو تا ترک بان اگر تطبیق منہ سے اوسوقت مجبوری
 ہی علامہ اسکے قرآن شریف میں بھی اسکی تائید موجود ہے **وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَسَّاءَ ذَلِكُمْ**
أَنْ تَكْتَبُوا بِالْكَفِّ یعنی حلال کی گئیں تمہرے عورتیں ماسوا ان عورتوں کے بانیطو رکہ
 طلب کرو تم بدلے مالوں اپنے کے اتنے جس مقتد کیا حلت کو طلب مال سے تو معلوم ہوا کہ نجراں
 کے حلال نہیں اور بعض ظاہر یہ کہ نزدیک تو ایک جو بھی اگر عورت بھی نکاح درست ہو اور
 وہ عورت حلال ہو جاتی ہے حالانکہ ایک جو مال نہیں ہے چنانچہ تبیین اختلاف میں لکھا ہے کہ کما
 بعض ظاہر ہے جس قسم کا یہ یا میراث سے مالک ہو جائے وہی مرد ہو سکتی ہے اگرچہ بیچ
 میں شرم ہونے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو جیسے گھوٹ کا دانہ یا جو کا اور قول ظاہر یہ کہ مرد کے بارے
 میں زیادہ فاسد ہی اس لیے کہ ایک دانہ گھوٹ کا یا جو کا اسکو کوئی مال شمار نہیں کرتا اسبوجہ
 سے اگر گر جائے تو اسکو اوٹھائے نہیں اور اسد قوالے نے نکاح بعض مال کے مشروع کیا ہے
 اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئیں تمہرے ماسوا انکے بان بطور کہ طلب کرو بدلے مال کے اور نہیں
 مشروع کیا بدون مال کے انتہی **قَالَ** مسئلہ چل رہا ہے وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے اسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
 اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ سند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
 اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے مرفوعہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو شخص قتل کرے گا اپنے غلام کو قتل کریں گے ہم اسکو اور جو شخص کہ کاٹے گا اعضاء اپنے غلام
 کے کاٹیں گے ہم اعضاء اس کے اور کما ترمذی نے یہ حدیث حسن (غریب) ہے اور وہ روایت
 ہے حسن بصری کی ہے مرفوعہ سے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ میں اس کے اوس سے ابو داؤد

نتیجہ

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جو خوجہ کرے گا اپنے غلام کو خوجہ کر دینے کے ہمراہ اس کو اور صحیح کہا جائے گا
 نے اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جرمہ کے نزدیک الامام شافعی اور متروک النظار میں
 مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ خطابی نے یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہے تاکہ لوگ قتل
 غلام سے بچیں پس اس فعل پر اقدام کرین جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب
 پینے والے کے حق میں جس وقت شراب پیے درے لگاؤ پھر اگر پیے پھر لگاؤ پھر فرمایا جو تھی یا
 پانچویں مرتبہ میں اگر پھر پیے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسے چوتھی یا پانچویں مرتبہ شراب تھی
 اگر خدمت میں لایا گیا اس کو قتل نہ کیا اور بعضوں نے اس حدیث کو محمول کیا ہے اس صورت
 پر کہ پہلے غلام کو پھر اس کی ملک سے خارج ہو گیا ہو تو وہ حریت میں اس کے برابر ہے اور بعضے اس
 کئے کہ یہ حدیث منسوخ ہے قول اللہ تعالیٰ سے **الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ** یعنی حر بدلے
 حر کے اور غلام بدلے غلام کے اتنے کلام ان خطابی اور ضعیفہ اس طرف گئے کہ حر دوسرے شخص کے غلام
 کے قصاص میں قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور امام شافعی اور امام مالک
 کہتے ہیں کہ آزاد غلام کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام محمد
 بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے کہ غلام کا قصاص مولیٰ سے نہ لیا جاوے گا چنانچہ ترمذی شریف
 میں **يَكْفَى بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِتْمَانٌ فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَكُفُو**
قَوْلِ أَحْمَدَ وَلَا شَيْءَ بَيْنَهُمَا یعنی درمیان غلام اور مولیٰ کے قصاص نہیں قتل کرنے میں اور نہ
 ماسوائے قتل میں انتہی آن عبارتوں سے معلوم ہوا کہ چاروں اماموں کے نزدیک مولیٰ
 اور غلام میں قصاص جاری نہیں ہوتا اور حدیث یا تو منسوخ ہے یا زجر اور تنبیہ کے طور پر ارشاد
 ہوئی ہے جیسا کہ شارح نحر میں زجر اسے فرمایا ہے **قَالَ** مسئلہ چہل و ہشتیم باب و غیر فرقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ
 کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اس کو نکاح میں دے اور بعد کے زمانہ میں تو اس صورت میں نکاح
 دونوں کا صحیح ہے لیکن دونوں کو مہر مثل دینا تو اسے گناہ **اقول** حدیث میں شغل کا

۹۰
 فاحشہ
 کتب
 کتب
 کتب

نہی

کتاب

محافت ہی اسکا حنفیہ کا زمین کرتے بیشک شفا کی جو حقیقت اور ماہیت ہو وہ جائز نہیں بخار
 میں تو یہ شرط ہے کہ بالکل مہر نہ ہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق جہنم میں دیتے تھے فقط
 بدلہ نکاح کا کالج سے ہو جاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہیں جائز ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو ہر
 مثل واجب ہوگا اگر فقہ میں یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آئے گا تو بیشک مخالفت
 حدیث ہو جاتا اگر کہیں حدیث یا لغت میں شفا کی تریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے
 داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شفا کی تریف میں حدیث اور لغت سے مہر کا ہونا ثابت ہو جب
 بھی مخالفت ہو جائے گی اس میں کوئی عاقل کیا جگہ البتہ بھی فرق کر سکتا ہے کہ ایک صورت میں مہر
 ہی اور دوسری میں مہر کی نفی ہو و نون میں فرق ہیں جو ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت
 کا الزام دینا کمال سفاہت ہے یہ اب تک ہوئے منزعہن سے آگاہ و لاجل دلائل و الا باہر
 یان اس نکاح کی کراہیت میں شکو بھی کلام نہیں مگر اس کے فساد پر بھی کوئی دلیل نہیں اور
 فتح القدیر میں ہر ان متعلق النہی و النفی مستفی الشفا و مالم یؤذ فی مقصودہ
 خلق و عن الصدق و کون البصر صدقاً و تحق قائلو ان یغنی ہذا عن
 و مالم یؤذ فی علیہا کثر عافلاً ثبوت النکاح کذلک بل یبطل یعنی متعلق منہی اور نفی
 کا مصداق شفا ہی اور شفا کے معنی میں مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہے اور ہم تو
 قائل ہیں اس ماہیت کی نفی کے اور جو ہی اسے مصداق آوے پس نہیں جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
 کو بلکہ ہم اس کو باطل جانتے ہیں انتہی **قال** مسئلہ چل و نہم مایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے (وہ اگر قیمت میں کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
 لوگوں میں چند روز اور اگر قیمت میں دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگوں میں
 پس ان تک اور بعد ان کے کہ اس کے صحیح یہ کہ ان مقداروں میں سے لازم ایک بھی نہیں نام
اقول اگر کسی جوئی شے جو شخص اوٹھا ہو اس کے مشہور کرنے میں احادیث مختلف ہیں
 کسی حدیث میں دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنا حکم دیا جو چاہے چاہے

فتح القدیر

مشہور کرنا

کی روایت میں ہے کہ سُوید بن غفلہ لَفْتَا ابْنِ كَعْبٍ فَقَالَ اَخَذْتُ صُكْرَةً فِيهَا مَائَةٌ دِينَارٍ
فَالْتَبَسْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَمْرٍو فَهَاجُوا لَا تَعْرِضُوا حَقًّا وَلَا فَسَادًا
أَجِدَ مَعِيَ بَعْدَ فَوَاحِشِكُمْ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَمْرٍو فَهَاجُوا لَا تَعْرِضُوا فَتُحْمًا فَلَمَّا أَجِدَ يَعْنِي
سُوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی میں نے ابی بن کعب سے پس کہا اوں خون نے پانی
میں نے ایک تحصیل حسین سو دینار تھے پس آیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں
پس فرمایا اپنے ایک سال تک اسکو مشہور کرو مشہور کیا میں نے پس نہ پایا میں نے اس
شخص کو جو اسکو پہچانے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپس فرمایا
ایک سال اور مشہور کرو مشہور دی میں نے پیش پایا میں نے انتہی اور سلام اور بخاری
اور ابو داؤد کی روایت میں تیسری مرتبہ بھی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال
بھر اور مشہور دو انتہی اور بعضی روایتوں میں اسی حدیث اٹلے بن کعب میں ایک
سال ہی فقط آیا بعضی حدیث میں مطلق تریف آئی ہو کوئی مدت معین نہیں بعضی
میں تریف بھی نہیں چنانچہ ابو داؤد میں ہے عَنْ حَاوِلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصَاوِ الْحَبْلِ وَالسَّوَادِ وَأَشْبَاهِهِمْ يَلْقَظُهُ الرَّجُلُ وَيُكْتَفِعُ
بِهِ يَعْنِي جَلْبَرُغْم سے روایت ہے کہ کہا اوں خون نے رخصت دی مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اسکو اوٹھالے اور
اوسے کٹے ہو انتہی اور بخاری میں ہے عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتِمَّرُ قَرْنِي الطَّرِيقِ فَقَالَ كَوْ لَا آتِي أَخَافُ أَنْ تَكُونُ مِنَ الصَّدَقَاتِ فَتَكُونُ
لَا كَلَمَتُهَا يَعْنِي أَنَسٍ رَضِيَ عَنْهُ رُوِيَ عَنْ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ لِي كَهْجٍ رَاسْتِي فِي بَيْتِي فَرَأَيْتُ أَلَا أَرَى خِيَالًا نَهَوْتُكَ مَدَقَ مَوَاقِئِي أَسْكَو كَمَا لَبِئْتُ
أَنْتَ خَيْرُ الْخَيْرِ فِي بَيْتِي بَوَاحِشِكُمْ قِيمَتِ هَوْنِ كَيْ تَرْتَفِعُ كَيْ جِذَانِ ضَرُورَتِ نَهْنِ وَأَنْ
أَبِي حَدِيثِ فِي بَيْتِي فَوَاحِشِكُمْ قِيمَتِ هَوْنِ كَيْ تَرْتَفِعُ كَيْ جِذَانِ ضَرُورَتِ نَهْنِ وَأَنْ

بخاری

بخاری
مسلم
ابو داؤدابو داؤد
مسلم

بخاری

الحمد للہ
ابو داؤد حلیہ
صفحہ ۱۷۹

علوم ہوتا ہے کہ اوسین مطلق تعریف نہیں کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہیں ہوتا
چنانچہ ابو داؤد میں ہے کہ علیؓ نے آئے اور دونوں صاحبزادے حضرت حسرت بن حسین
رضی اللہ عنہما رو رہے تھے فرمایا کیوں رو رہے ہیں حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ بھوک سے رو رہے ہیں
پس حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما نے تو ایک دینار بازار میں پڑا یا گھر آئے اور فاطمہؓ کو
خبر دی اونھوں نے کہا کہ فلاں یہودی کے پاس جاؤ اسکا اٹا اوس سے لیا لو پس حضرت
علیؓ کریم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خرید کر یہودی نے کہا
تم اونکے داماد ہو جو اپنے تئیں اللہ کا رسول بتلاتے ہیں فرمایا ہاں کہا اوس نے کو اپنا دینا
اور آٹا لیا جو ایں حضرت علیؓ کریم اللہ وجہہ اوس آئے گو مکان میں لے آئے اور حضرت
فاطمہؓ سے اس امر کی اطلاع کی اونھوں نے کہا تم فلاں قصاب کے پاس جا کے ایک ہم
کا گوشت لیا لو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض میں گرو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہؓ نے اٹا کو بڑھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی شخص کو بھیجا آپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میں آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہوں پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھیں تو ہم بھی کھا لیں اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھوں نے پس وہ ہنوز اپنی جگہ پر
بیٹھے تھے کہ ایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرنا نکلا آپس آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلا لیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار میں مجھے گریڑا تھا فرمایا اپنے
اسی علیؓ تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیج دے اور درہم تمہارا ہمارے ذمے ہو
قصاب نے وہ دینار بھیج دیا آپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیر یا انتی بٹھا کر
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعریف نہیں کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر
کسی صورت سے ثابت نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ

لڑیا ہی جس جب ماننے کا انقلاب ہو جائے اور وہ شہرت یافتہ ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت بیشک
 خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لٹانے کے واسطے علاوہ اوسکے حدیث
 سے چھوڑ دینے کا قضا جواز نکلتا ہی جو بھین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہیں
 ہو سکتی یہ آپکے فہم کا قصور ہے جبکہ مخالف حدیث کد بنیا آپکا پرانا دستور ہی اس عینے کی
 عادت بد کو چھوڑ دیجئے بے سمجھ بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے **سیدہ** روضہ انیس
 کہ عیب میں گر دو جو غلطہ سخن پہنچ کس مداغشت **قال** مسئلہ پنجاہ و یکم ہا یہ وغیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھا لیا تو اوسکو اپنے کام میں لانا اوسکا
 درست نہیں **الحاقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص
 مالک ہو جاتا ہے خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو ہماری کی حدیثوں میں تناقض واقع ہوگا کیوں کہ بخاری
 میں روایت ہے کہ ایک شخص نے نقطہ کا مسئلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
 سال ترفیق کر پھر اوسکو خرچ کر لے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شہادت ادا کر دے اتنے
 اور مسلم کی روایت میں ہے پس خرچ کر لے اور چاہے کہ وہ شہادت رہے نزدیک تیرے
 پس اگر مالک اوسکا کسی دن آوے تو ادا کر دے اوسکو انتہائی دنوں میں کی حدیثوں سے معلوم
 ہوا کہ وہ شہادت کے پاس امانت جوتی ہے حیثیت طالع اوسکا آوے فوراً دیدے اگر خرچ ہو گیا
 کر لے تو بھی واپس لے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مستند بازار اور دارقطنی میں یہ کہان
 جاء صاحبہ فلیؤدہ الیہ وان لم یأت فلیتصدق بہ فان جاء فلیخیر بین
 الآخرین الذین لہ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہے کہ دیدے اوسکو اور اگر
 آوے پس مناسب ہے کہ صدقہ کر دے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہے خواہ ثواب لے
 خواہ شہادت ہی اسی وجہ سے حنفیہ کہتے ہیں کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کر لینا نہیں چاہیے
 البتہ اگر محتاج ہو خرچ کر لے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کرے اور صدقہ
 بالاجل فقیر کے واسطے ہوتا ہے اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنگو آنحضرت صلی اللہ

جاری منقول
 نہایت درست و دوام
 کتب خانہ منقول

فتح القدر علیہ السلام

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اس لیے جو سے ملائم زمینی نے لکھا ہے کہ ابی بن کعب کی
 حدیث بحت میں جو سکتی اس لیے کہ حکایت حال تو بابر نے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے
 فقر کو معلوم کر لیا ہو یا تو قرض کی وجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا اپنے منفعہ ہونیکا اذن فرمایا ہو یا ہمارے
 نزدیک بھی جائز ہو یا نام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم
 کر لیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حرنی کا ہی ملک نظام یہی اس لیے کہ دار الاسلام میں اس وقت وسعت نہ
 تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا تو نہ پوشیدہ نہ رہتا اتنے پھر قرآن شریف میں بھی آیا ہو کہ اَلْاَمْوَالُ
 اَمْوَالُکُمْ بِالْبَاطِلِ یعنی نہ کھاجاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے اتنے پس حدیث اور قرآن سے
 ثابت ہو گیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تلگا کسی کا مال کھانا نہیں چاہیے بلکہ امام اگر اجابت بھی دے
 تو اس کو صرف کرے مگر اس کے ذمے وہ شور ہے گی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے
 صحتہ بالاجماع ثابت ہے یہ حدیث میں بھی اس کی تائیدی پس خفنیہ کے طور پر قطبیین میں الاحادیث
 خوب ہو جائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی یہاں سوچے تو پھر ہرگز
 یہ کیجیے مرنے میں نامل بگفتار دوم **قال** مسئلہ پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اس کا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
 سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے بھی عمرو بن شیبہ کے اس حدیث کا جو کہ مسئلہ جہل
 و نعم میں ابو داؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گزرے **اقول** مسئلہ ہدایہ کا تو یہ ہے جو
 شبنم درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ کاٹنا اس کا نہ کاٹنا جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو
 ہاتھ کاٹنا جاوے متعرض صاحب ہدایہ کی اول صورت لکھی اور اس کو حدیث جرین کے
 مخالف تھے امام حیران ہیں کہ متعرض صاحب کے کچھ دماغ میں بوجہ پہاڑ سار کے خلل آگیا
 بار و زلزل سے یہ زلزلے اور کجی نہیں کی ان کے حصے میں آئی ہو غیر کا مقام ہو کہ عدم قطع متروک
 میں ہو مضافاً کہ یعنی جرین میں جو قطع یہ حدیث میں واروم ہوا ہی اس میں تو ہدایہ میں بھی قطع یہ لکھا ہے
 اس میں تو ظاہر ہی مخالفت بھی نہ تھی جو متروک صاحب طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہیں اور دلیل کچھ لائے

ہیں ان کے دعوے اور دلیل میں باطل مطلق نہیں مگر ان جاہل ان پڑھ لوگوں کے بہکانے والے ایک مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلہ اسکے کافی و غالباً معترض صاحب سو مسائل کی منت مانی ہے اس پر انھوں نے واسطے ایفاسی ہذا کے ہدایے کا مسئلہ تو درخت سے سترقہ کا لکھا اور اسکو مخالف اس حدیث کے بتلایا جس میں لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب تعلیل کے نام سے میوہ چرایا جائے تو ہاتھ لٹکیگا ہم پوچھتے ہیں کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا ۱۰۰ کہنیاں ایک شری جو مخالفت حدیث لازم آوے ۲ برین عقل و دانش بایر گریست ۳ آخر سومسوں کا التزام بھی تو ضروری ہے وہ کیونکر ہو سکتا ہے اور انکو کسی کسی طرح پورا کرنا چاہیے خفیہ کے نزدیک جرین سے اگر چر دے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پر سے چرانے میں قطع نہیں چنانچہ ابو داؤد میں رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہے اِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي نَخْلٍ یعنی تحقیق انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ نہایت سے نخل قطع نہ کیجئے یہ چل میں انتہی اور نخل کے معنی قانٹوس میں نخل الشجر کے لکھے ہیں یعنی وہ چل جو درخت میں لٹکا ہو پھر خفیہ نے کیا تصور کیا جو حدیث کے موافق کہ آیا وہ جرین تو وہ جگہ ہی جہاں کھجوریں وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہیں اور میں قطع بدیہ چنانچہ بدیہ میں لکھا ہے وَالَّذِي يُؤْوِيهِ الْجَبْرَيْنِ فِي عَاكِثٍ هُوَ الْيَابِسُ مِنَ الشَّجَرِ وَقَبْلَ الْقَطْعِ یعنی وہ شجر جسکو جرین ٹھکانا دے اور انکی عادت میں وہ خشک چل ہوتا ہے اور اس پر قطع بدیہ انتہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے میں ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے میں قطع نہیں اور سکی سنت میں ابو داؤد کی حدیث بھی منے لکھ دی ہیں موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہی دوسری جو صورت یعنی مخالف پڑے گی اور وہ اسکی یہ کہ جرین محفوظ ہوتا ہے اور درخت محفوظ نہیں ہوتا اس لیے سترقہ اور میں صادق آتا ہے اور اس میں نہیں لگتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا بھیجہ تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایے میں تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغوا سے علوم کے یہ بھی لکھ دیا مارے گھٹنا

2000

مجلس

3/19/2019

پھوٹے انکھ کون بوجھتا ہے چہ خوش گفت مست سعدی در زینجا اکایا ایٹھا الشافعی
 آخر کا ساؤ ناؤ لکھا **قال** مسئلہ پنجاہ و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حکم تیری
 ہوئی چیز کے اوٹھانیکا اصل اور حرم کا برابر ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں
 خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسلم میں روایت ہے عبد الرحمن بن عثمان تیری سے کہ کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیوں کی گری ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح
 مسلم میں لکھا ہے قولہ نھی عن لفطۃ الحاجر یعنی عن التی قاطعہا للثلاث واما
 التی قاطعہا للحنظۃ فقط فلا منع منه وقد اوضحہا صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث الاخری کا کجیل لفظ تھا تاکہ لا یستندی یعنی قول اسی کا
 کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کے نقطہ سے مراد اس سے اوٹھالینا اس کا
 واسطے مالک ہونے کے ہی لیکن اوٹھانا اس کا نقطہ واسطے حفاظت کے سو نہیں ممانعت اس میں
 اور تحقیق واضح کردیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قول میں جو دوسری حدیث میں
 وارد ہے کہ نہیں حلال ہے نقطہ کے کلمہ واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین میں موجود
 ہے اور علامہ ابن عمام نے اس حدیث صحیحین میں اول استدلال کر کے دلیل عقلی یہ لکھی ہے کہ اس زمانے
 میں حاجیوں کی گری ہوئی چیز واسطے تحریت لکھا اوٹھالینی جاہیہ کیونکہ چوری کے مرتکب بہت بچل
 گئی ہو اور جب احکام کے مشرور حجت باعتبار کسی شرط کے پائی جائے پھر بر تقدیر شریعت اس کے
 لئے ضد اس کی کسی مسئلہ کو متضمن پائی جائے تو اس حکم کا اطلاق معلوم ہو گا برخلاف ان چیزوں کے جو
 کسی سبب سے جاری ہوئیں اور اس کے باقی رہنے میں منفسد نہ ہو جیسے طواف میں رمل اور
 احتطباع واسطے اطہار شجاعت کے انتہی اس قدر معلوم ہو گا کہ دوسری حدیث صحیحین میں اس
 حدیث کی منفسد واقع ہوئی ہے پس حاجیوں کا نقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جب الزم ہو احتیاط
 اچکل تو مکہ معظمہ میں چوری کا ایسا شیوع ہے کہ اگر من الشمس ہے کہ یہ کام وہاں کے اہل احتیاط
 اور غریبا و ارادہ قریب قوم کا ہے شرف اس فعل سے محفوظ ہیں مگر حجاج تو بیچارے بیکلی چوری ہو جاتی ہیں

گفت کہ یہ نصرت صحابہ امام

ابن عمام

حدیث

حوالہ القاب

سچیتے رہ جاتے ہیں اور ادا علی کا لہجہ بوجہ عقلی کے اوپر دشوار ہو جاتا ہے اگر کوئی اس وقت
اوقتی ہمسایاں اٹھا کر مشہور کروا دے اور انکو بجا دے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحہ کے ہوگی
یا یہ امر اچھا ہے کہ اسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اسکو اٹھالے ہو تو نقل اور
عقل سے نکالا اٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہے چنانچہ صحیحین کی حدیث میں خود اسکی تصریح ہے کہ صرف کو اٹھا
لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کہ کتب حدیث کے اعتراض کر دینا اپنے اوپر
الزام لینا ہے چہرہ کار سے کہ عاقل کہ باز ناید پشیمانی **فقال** مسئلہ بجاہ و چہارم ہدایہ و
فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا
ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے و امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے
ان تین حدیثوں کا اثر **اقول** جاننا چاہیے کہ دھال کی قیمت میں اختلاف ہی بعض قتال
ہیں کہ قیمت اسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلائے ہیں چنانچہ دو قسم کی حدیثیں وارد
ہوئی ہیں مگر دس درہم میں کسی کا بھی خلاف نہیں اس لیے حدود میں اگر دس درہم لیے تاکہ شبہ
جس سے حدود ساقط ہو جاتے ہیں نہ ہی ابو داؤد و ابن عساکر **قال** قطعہ شجر
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکسر جلی فی ریحی قیمۃ دینار و عشرۃ کراہی
یعنی ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سیر کے
جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتمی اور سانی میں **ابن عساکر** **قال** لم یکت
تقطع الید علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی ثمن الجحش و
قیمۃ یومئذ دینار یعنی ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ اسکا اونھون نے نہیں ہاتھ کاٹا جاتا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مگر ایک دھال کی قیمت میں اس قیمت اسکی قیمت
ایک دینار تھی اور تیرہ تھی مگر یہ کہ **ابن عساکر** **قال** لقطع
الا فی دینار و عشرۃ کراہی یعنی تحقیق روایت کی گئی ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا
اونھون نے نہیں قطع کر لیا دس درہمون میں انتمی اور دوسری روایت

کتابخانه شخصی حضرت مولانا

مسلم بن عبد الله بن قيس

پیشی باب باجانی

مجلس شورای اسلامی

100

نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے
 میں دس درہم تھے انتہی اور بیسویں روایت نسائی کی عطا سے ہر قال کذنی ما یقطع
 فیہ ثمن الجبن و ثمن الجبن عشرۃ کہراہو یعنی کہا انھوں نے ادنیٰ اسکا جس میں
 ہاتھ کاٹا جاتا ہر قیمت سہری ہو اور قیمت مصالح کی دس درہم ہیں انتہی اسی قسم کی روایت ابن ابی شیبہ
 اور سند ابی حنیفہ و طبرانی اور سند امام احمد و عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں کی
 ہیں اور بطحا ہی امام محمد میں ہے قال اهل البصرة لا تقطع البدن فی اقل من عشرۃ
 کہراہو کہروا ذلک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن عمر وعن عثمان و
 عن علی وعن عبد اللہ بن مسعود وعن غیر واحد فاذا اختلفوا فی
 الحد و حد فیہا بالثقة یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاسے ہاتھ کہ دس درہم ہو
 اور روایت کیا انھوں نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر سے اور عثمان اور علی
 سے اور عبد اللہ بن مسعود سے اور بہتوں سے پس جبکہ حدود میں اختلاف ہو تو جو امر حد و دین
 احوط ہو اسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی و فتح القدیر میں ہے کہ ابن خضر نے امام محمد کے واسطے سے جو
 حدیث روایت امام صاحب سے کی ہو کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جاسے یہ حدیث متصل
 اور مرفوع ہو اور اگر موقوف ہو تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہو کہ ہر کہ حد شرعی میں
 عقل کو کچھ دخل نہیں پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہو انتہی اور ربیعہ کی جو متعین صاحب
 نے حدیث نقل کی ہو شاید بیضے کے معنی ادا سے کے سمجھے ہیں یہ تو سوا بعض ظاہر کے کسی
 بھی مذہب نہیں ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین میں حکم دائر ہو یہ بیضے کے معنی خود
 کے لیتے ہیں ایسے ہی بعضی روایتوں میں جل کا لفظ بھی آیا ہو اسکی تفسیر خود اعمش نے
 جو راوی اس حدیث کے ہیں کہ وہی ہے و قال من ايجال ما یساوی عشرين عشرين
 یعنی تحقیق بعضے ربیعان دس درہم کی قیمت رکھتے ہیں انتہی خلاصہ تمام تقریر و گائی ہو
 کہ دس درہم کی حد میں کسی کا اختلاف نہیں اور کم میں صحابہ کا اختلاف ہو چنانچہ مذکور ہو اہل بیت

۱۰
 سنن ابی حنیفہ
 ۱۰
 سنن ابی حنیفہ
 ۱۰
 سنن ابی حنیفہ

۱۰
 سنن ابی حنیفہ
 ۱۰
 سنن ابی حنیفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا اپنے پانی
 منگو ایسے بہایا اوسکو کپڑے پر منتھی اور شرح معانی الآثار میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِي بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوهُمَا فَاتِي
 بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَقَالَ صَبُّوا عَلَيَّ الْمَاءَ صَبًّا بَعْنِي عَائِشَةُ مِنْهُ مَرَّةً مَرَّةً
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکے واسطے دعا
 فرماتے تھے تیس تیس بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا اپنے اسے خوب پانی
 ڈال دو اتمے اور دوسری روایت میں ہے وَاتَّبَعَهُ الْمَاءُ يَعْنِي أَسْبَرُ بَانِي بِمَا دِيَا اَتَمَّ بِسِ
 ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہیں چنانچہ شرح معانی الآثار میں
 لِكَمَا مَرَّ بِنَتَائِجِ الْمَاءِ حِكْمُهُ حُكْمُ الْغُسْلِ الْأَنْزَلِيَّ كَانَ جَلَّالًا وَاصَابَ تَوْبَهُ عَذَابُهُ
 فَاتَّبَعَهُ الْمَاءُ حَتَّى خَفَّ بِهَا فَإِنْ تَوْبَهُ قَدْ طَهَّرَ وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ فَقُلْتُ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ اعْطِنِي إِسْرَافًا غَسَلَهُ قَالَ إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ
 مِنْ بَوْلِ الْبَحَارِ يَهْذُوهُ أُمُّ الْفَضْلِ فِي حَدِيثِهَا هَذَا إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ
 الْغُلَامِ فِي حَدِيثِهَا الَّذِي ذَكَرْنَا فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ إِنَّمَا يُصَبُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ
 فَتَبَّتْ أَنَّ النَّصِيحَ الَّذِي أَسْرَافِيَهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ هُوَ الصَّبُّ الْمَذْكُورُ هُنَا
 لَا يَصْنَعُ الْأَكْثَرُ إِنِ تَبَّتْ بِهَذِهِ الْأَتَارِ أَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَ الْغُسْلُ لَا
 أَنَّ ذَلِكَ الْغُسْلَ يُجْزِي مِنْهُ الصَّبُّ فَذَلِكَ ذَلِكَ أَنَّ النَّصِيحَ عِنْدَهُ هُوَ
 الصَّبُّ وَهَذَا اقْوَالُ أَبِي حَنِيفَةَ وَآلِي يُوسُفَ وَحُجَّانٍ يَعْنِي بِمَا بَانِي كَالْحَكَمِ
 حَكَمَ وَمَنْ يَكَا هِيَ كَيْدَانِيْنِ مَعْلُومٌ كَأَنَّ كَيْسِي شَخْصَ كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي
 اوسیر الدے یہاں تک کہ وہ نجاست زائل ہو جائے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک
 ہے گا اور ام فضل سے روایت ہے پس کہ امین نے یا رسول اللہ اپنا مقبذہ محکمہ
 اور سے دھو دھو و فرمایا پانی ڈالاجاتا ہر لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہی پیشاب لڑکے کا

میری ام الفضل میں جنسہ یہ روایت ہی اور انہیں کی حدیث میں جو پہلی فصل میں مذکور ہوئی نفع
 کا لفظ ہی سنا بہت ہوا کہ اول حدیث میں نفع سے مراد پانی ڈالنا ہی تھا کہ دونوں حدیثیں متضاد
 نہ ہو جائیں پس ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس
 دھونے کو فقط پانی ڈالنا کافی ہو جاتا ہے پس لالت کی اسے کہ نفع نزدیک اونکے یعنی صحنہ
 پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہی انتہی بالمختص
 پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہاں ہوا نے مجھے بوجھا اعتراض کر دیا مگر حق کو
 بدینچینا کام ہی عاقلوں کا نہ ناقلوں کا **مسئلہ** خاصہ ہر چند دو ولیک یعنی نرسد و سسی سودی نہ پہنچ
 نہواستعداد **قال** مسئلہ پنجاہ و شتم ہادیہ وغیرہ فقہ کی کت ابون میں لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب
 پینا دوا کے لیے بھی حلال نہیں اور یہ مذہب امام غزالی کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف
 کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور ترمذی میں روایت ہی اس سے کہ اے لوگ عونیہ میں سے
 مینے میں نزدیک پیچیدہ اصلی الصلی علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا بدیت کی دلیل ہے
 عیجا اونکو پیچیدہ اصلی الصلی علیہ وسلم نے پیچ اونٹوں صدقات کے اور فرمایا اونکو پیو و دھوا و کا
 اور پیشاب او کا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورت اول کو اجازت ہی
 اسکا امام صاحب بھی انکار نہیں کرتے بلکہ ضرورت میں تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام
 بھی مساجد ہو جاتا ہی مثلاً کوئی شخص حالت اضطرار میں ہر دار کا گھومتا کہ یا نہایت تشنگی میں
 یا حلق میں لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شے میسر نہ ہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرے
 یا لقمہ او مارے مساجد ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہیں جیسا کہ رسول اللہ
 صلی علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہو گئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے تو کیا مضائقہ ہی البتہ اگر
 کسی حدیث سے یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
 پیا یا ہی تو اسوقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف ہو جائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہوتا
 محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار میں **وقالوا انما**

حدیث میں
 مساجد
 پینا
 حرام
 ہے

نَحْسَهُ وَحُكْمَهَا حُكْمُ مَا نَهَاكَ حُكْمُ الْبَانِيهَا وَحُكْمُهَا قَوْلُ مَا كَرِهْتُمْ
 فِي حِكَايَةِ النَّبِيِّينَ فَذَلِكَ لِمَا كَانَ لِلضَّرِّ وَرَوَيْتُمْ فِي ذَلِكَ كَيْلُ
 آتِيهِ مَبَاحٌ فِي غَيْرِ الضَّرِّ وَكَذَلِكَ نَأْتِيكُمْ بِأَيِّ شَيْءٍ أُنْجِزَتْ فِي الضَّرِّ وَكَرِهْتُمْ
 وَكَمْ يُنْفِ فِي غَيْرِ الضَّرِّ وَكَرِهْتُمْ فِيهَا إِلَّا نَأْتِي عَنْ النَّبِيِّينَ
 وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُفْلُ
 فَرَفَّضَ لَهَا فِي قَبِيضِ الْحَرْبِ فِي عَيْنِ آتِي لَهَا قَالَ نَسِ فَرَأَيْتَ عَلَى كُلِّ
 وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَبِيضًا فَقَدْ أَسْأَلُوا اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَابَحَ الْحَبِيرَ
 لِنَسِ بَاحَهُ لَلنَّاسِ مِنَ الرِّجَالِ لِلْحَلَّةِ الَّتِي كَانَتْ لِنَ أَبَاكَ ذَلِكَ فَكَانَ ذَلِكَ مِنْ
 عِلَاجِهِمَا وَكَمْ يَكُنْ فِي إِبَاحَتِهِ ذَلِكَ لَهُمَا لِلْحَلَّةِ الَّتِي كَانَتْ بِهِمَا مَأْيِدُكَ
 أَنَّ تِلْكَ كَانَتْ مَبَاحًا فِي غَيْرِ تِلْكَ الْعِلَّةِ فَكَذَلِكَ أَيْضًا مَا أَلَحَّ سُرُّوهُ اللَّهُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَرَبِيِّينَ لِلْعِلَّةِ الَّتِي كَانَتْ بِهِمَا فَلَنَسِ فِي إِبَاحَتِهِ
 ذَلِكَ لَهُمَا كَرِهْتُ أَنَّ تِلْكَ كَانَتْ مَبَاحًا فِي غَيْرِ تِلْكَ الْعِلَّةِ يَنْبَغِي كَمَا أَوْصَحْتُ
 نِي كَيْهَابِ أَوْثَ كَمَا نَافَاكُ عِيَاؤُهُمْ أَوْ سَاكُ حُكْمُ نُونِ أَوْ سَاكُ كَيْهَابِ نُونِ حُكْمُ دَوْدُ زَكَا أَوْ كَوْشُ كَا أَوْ
 كَمَا أَوْصَحْتُ نِي لِيَكُنْ وَهَ حَدِيثُ غَرَنِينَ كِي جَوْتُمْ نِي بِيَانِ كِي بِسِ يَوْ بُو جِهَ ضَرُورَاتِ كِي تَحَا
 اس مِيْن اس احر كِي دلييل نيين كِه وه بلا ضرورت بهي مباح يكو نيكه بهت اشيا ديكتي هين كِه بوجه
 ضرورت مباح كردي گئي هين اور بلا ضرورت مباح نيين هين اور اوسمين احاديث مروى هين چنجه
 انفس سے روایت ہے كِي زبير اور عبد الرحمن بهي عوف بن عمر نے آنحضرت صلي الله عليه وسلم سے
 جون كِي شكاييت كِي آپ سے زيتم كَا كر تپهننے كِي انك غره مين اجانت فرمائي اور انفس كيتي هيز
 كِه مين نے دونون كو كرا حربه كا چهننے ديكيها هِي تپس رسول الله صلي الله عليه وسلم نے تپهننو كو حربه پهننا
 مباح كيا تھا سو بسبب اونكي خارش كے تھا تپس يه علاج اوسكا هو اور اس كِي اوسي
 علت سے جو اونكو لاحق تهي مباح كرنے مين دلييل نيين هو سكتي كِه سو اوس بيماري كے

بھی مسلح ہو گیا ہی اس خبر کو کہ عزمین کے واسطے اپنے مسلح کی تھی بوجہ بیمار یوں اون کی کتنی
 پس اون کے واسطے مسلح ہونے میں یہ دلیل نہیں ہو سکتی کہ سوا اون بیمار یوں کے اور میں بھی
 جائز تھا انتہی اور پیشاب کی حرمت میں حدیث وار وہی استکنزہو عن البول فان
 صامۃ عن ابی القبر مینہ یعنی بجا کر پیشاب سے اس سے کہ تحقیق امام عذاب
 قبر کا اوس سے ہوتا ہی انتہی اور علامہ ابن جام نے فتح القدیر میں لکھا ہی کہ اس حدیث کو
 حاکم نے ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہی اور
 علامہ عینی نے لکھا ہی کہ لا بولاً یحل بالاکلیف والکلام فبعضہم جمیعہم بول
 یعنی اس کے کہ لفظ بول پر الف لام داخل ہی پس تمام پیشابوں کو مشتمل ہو گا انتہی حاصل کا نام ہی
 کہ حدیث عزمین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال
 کو شامل ہی حرمت اوسکی ثابت ہی پس دونوں حدیثوں میں تعارض بھی نہو کیونکہ بوجہ ضرورت
 اباحت اوسکی مقتضی نہیں کہ بلا ضرورت بھی جائز نہو جاوے ورنہ دونوں حدیثوں میں تعارض صریح
 ہو جاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہی کہ بعضوں نے کہا ہی یہ حدیث مانع مسئلہ کے منسوخ
 ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلا نہ ورت
 بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہو معترض صاحب صرف اعتراض کر دینا جانتے ہیں اور
 کچھ فی سے سید کا مطلب بھی اونکی سمجھ میں نہیں آتا کہ کچھ رابطہ نہو انتہی راستہ نہو
 کی نہو توان ساختن از چوب کمانما **قال** مسئلہ پنجاہ و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام
 اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہی نہو
 ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرما یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیہ کہا
 بیچ باسن ایک تھارے کے پر چاہیے کہ دھو وے اوسکو سات بار اور مسک کی ایک روایت میں
 یوں ہی کہ کہا پاکی باسن ایک تھارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس میں کشا یہ ہی کہ دھو وے

فتح القدیر
 ج ۱ ص ۱۹۱

حاکم نے ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہی اور

او سکونات بار پہلا او کا ساتھ مٹی کے **افعال** بتایہ شرح ہایہ میں ہے کہ دارقطنی نے
 ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے
 کے مونہ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار او ابن عدی نے کامل میں ابو ہریرہ سے
 مرفوع روایت کی ہے کہ جسوقت کتا کسی کے برتن میں مونہ ڈال دے پس چاہیے کہ او سکونالی
 کرے اور تین بار دھو ڈالے اور دارقطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابو ہریرہ سے روایت کی
 ہے کہ جب کتا برتن میں مونہ ڈال دے پس خالی کر دو او سکوا اور برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی نے
 بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہے اور عبد الرزاق نے ابنی مصنف میں معمر سے روایت
 کی ہے کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن میں مونہ ڈال دے یا نہیں بار دھو ڈالاجائے
 پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا تو وہ فتواندے تھے جو ابو ہریرہ سے
 دیا ہے اسوجہ سے امام صاحب کہتے ہیں کہ تین بار دھویا جائے پس ابن حزم کس طرح کہتے ہیں کہ
 تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہیں انتہی اور فتح القدیر میں ہی مذہب ابو ہریرہ سے تین بار
 ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہے کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے تحفیک
 بیان کی ہے اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہو جائے گی اور اس پر ترجیح
 دیجائے گی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ جسوقت کتوں کے احکا
 میں شدت کیجاتی ہے بیان تک کہ حکم او مکے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دھونے کی تشدید
 اسوقت کے مناسب ہے اور اسکا منسوخ ہونا ثابت ہے پس یہ احادیث مرفوع جو ابو ہریرہ
 کی حدیث سے تائید یافتہ ہیں سات بار کی حدیث پر عمل میں مقدم ہوں گے پس سات بار کی
 حدیث ابتدا پر حمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کر دیا جاوے تو بھی
 ابو ہریرہ کا مخالفت سات بار کی حدیث (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی نہیں عمل کرنا کہایت
 کرتا ہے کیونکہ محال ہے کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی رائے سے چھوڑ دین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ خبر
 کی ظہنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہے لیکن باعتبار او سکے کہ جس نے او سکور رسول خدا

کتا
 برتن
 میں
 مونہ
 ڈالنے
 سے
 تین
 بار
 یا
 پانچ
 بار
 یا
 سات
 بار
 دھو
 ڈالنے
 کی
 روایت

بتایہ شرح

ابو ہریرہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک سے منساہ قطعی ہی یہاں تک کہ اس سے اگر قطعی الدلالت ہونا اور اسکا
اپنے معنی میں پایا جائیگا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہو جائے گی پس اس سے لازم آیا کہ اوٹھو
نئے نہیں ترک کیا اور اسکا مگر وجہ یقین کرنے اور نکلنے کی نسخ کا کیوں کہ عین متروک ہوتی قطع
مگر قطعی سے پس قول اوکا باطل ہو جو کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ اسکا اجتہاد میں جو محتاج خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہو گیا ہو پس جب پہچانا تو نے اسکو تو ہو گیا ترک کرنا اور کیا بمنزلہ روایت کرنے اور نکلنے
کے نسخ کو بلا شہد تیس دوسری حدیث بالفور ورت منسوخ ہو گی انتہی **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ درخت پر میوہ پینا خواہ کپ گیا ہو خواہ خام ہو جائز ہے اور
یہ سب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان تین محدثوں کا نام **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع
تخللاً قد ابرکت فتمر مہا للبايع الا ان يشترط المبتاع عین تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد چوڑھ اگانے کے جیسا کہ کھجور میں نہ ماہی کا
و مستور ہو و درخت کے قس پہلے اس کے واسطے بائع کے ہین مگر اس وقت کہ بشرط کہ خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے شرکی بیع مطلقاً جائز معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں قید کینے شرکی نہیں ہے
اور حدیث نہیں کا مطلب کہ آتا و القبتہ یشیمہ ہوتا ہے لکن بشرط التبع درخت میں داخل ہو جائیں گے جیسے فکا
دار مکان کے خریدنے میں داخل ہو جائے اور شرکی بیع کا جائز ہونا کہا نہیں معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہے کہ فنامی دار تو بشرط بھی داخل ہو جائے اور شر نہیں بشرط کہ بیع درخت میں داخل نہیں ہوتا
پس جو بشرط بشرط بالتبع داخل ہو جائے ہی اسکی تعللہ بیع درست ہے اور جو بشرط نہیں داخل
ہو گی اسکو تو بہ نسبت پہلی شے کے زیادہ استقلال ہو گا پس دوسری شے کے ساتھ جمع جائز ہو گی
کہ علیحدہ بھی بیع اسکی درست ہو مثلاً اگر گھر بیچ کیا جائے تو اسکا مال او میں داخل ہو گا جب
شرط نہ تو بیع مال کی علیحدہ بھی جائز ہے اس لیے شرط میں داخل ہو جائے گا ورنہ اگر شراب اور سو
وغیرہ حرام چیزوں کی اگر بشرط کرنے کا تو بیع فاسد ہو جائے گی بوجہ اسکے کہ علیحدہ بیع اس کی

نہیں
بیع
شرکی

بیع
شرکی
نہیں

حرام ہے پس بیچ دارین اوسمی شے کی شرط کیا جائے گی جو علیحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت میں
 شکر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہے کہ علیحدہ بھی بیچ اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی
 وغیرہ میں حدیث آئی ہے وَمِنْ اُتْبَاعِ عَبْدِ اَقْبَالِہٖ الَّذِیْ بَاْعَہٗ اِلَّا اَنْ تَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ
 یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اور شخص کا ہر جس نے غلام کو بیع کیا ہر انتہی اور
 الفاظ مسلم کہ میں اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مال کی علیحدہ بیع بھی درست ہے کیوں کہ
 اگر مال شرب یا سور ہو گا تو بیع شرط سے فاسد ہو جائے گی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی
 بیع علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علیحدہ درست نہ ہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہ ہوگی پس معلوم
 ہوا کہ شکر کا بیع میں شرط کرنا اوسوقت ہے جب اوسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث
 امام مالک کی موطا میں عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ کہا اوانھوں نے ایک شخص نے ایک باغ
 کے پھل سہل الصلی علیہ وسلم کے زمانے میں خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی پھر وہیں
 نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کر دو یا دام بھیر دو اوس نے قسم کھالی کہ اب اسکو دگا
 پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے
 فرمایا عمرہ بات سے انکار کرنا ہی پس باغ والے نے سنائیں آنحضرت صلی علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
 اور کہا دام دون گائیں اگر بیع درست نہ ہوئی تھی تو پھر فاکہ کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے
 معلوم ہوا کہ بیچ اوسکی بکنے سے پہلے تھی جواب اوسکا یہ ہے کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہے
 کہ بیشتر فروخت کیا ہے کیونکہ حدیث میں ممانعت قبل آفت کے ہی قرار آفت اور نقصان کا اعتبار
 اوسی وقت ہے جب تک پکانہیں کچا ہے اور جب بگ گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ توفانی
 رہا یہ امر کہ جب حدیث میں ممانعت آئی ہے تو پھر خفیہ اوسکو کیوں جائز رکھتے ہیں اوسکا جواب
 یہ ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
 بیع ناجائز ہو اور اسکی سوا سب صورتیں اس حدیث میں داخل نہیں البتہ یہ موت خفیہ
 کے نزدیک بھی ناجائز ہے پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہ ہو بلکہ صحیح حدیث کی حدیث کے مشرق

یہ حدیث صحیح ہے
 مسلم اور ترمذی
 وغیرہ میں
 حدیث آئی ہے

جواب میں مذکور ہو موافق ہو گیا اول ہم چند مسئلے بیان کر دیں جس میں سب کا اتفاق ہوا اور جمیع امت
 ان کے قائل ہیں پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کر دیں گے کہ حدیث کا یہ مطلب نہیں جو بعض
 صاحب نے ظاہر الفاظ و کچھ کجیافت کا حکم لگا دیا ہو وہ مسائل متفق علیہ یہ ہیں اس میں کسی خلاف
 نہیں کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیج ناجائز ہو اور اس میں بھی کسی کا خلاف نہیں کہ بعد نمودار ہونے
 پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پر چھوڑ دیں گے بیج ناجائز ہو اور پہلے شروع پکنے
 کے اس شرط پر کہ پھل توڑا لیں گے اور پھل بھی ایسے ہو گئے ہوں کہ اون سے آدمی یا چوپایہ منتفع
 ہو سکتے ہوں اُس کے جواز میں کسی کو کلام نہیں ایسی اس میں بھی کسی کو کلام نہیں کہ جب بدو صلاح
 ہو جائے اُس کے بعد بیج جائز ہو گو اس کی تفسیر میں خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت اور فساد
 سے محفوظ ہو جاتا ہو تو بیج جائز ہوتی ہو اور امام شافعی کے نزدیک جب اوہ میں حلاوت شروع ہو جا
 تو بیج جائز ہو مگر بدو صلاح میں سب کا اتفاق ہے کہ اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہے کہ قبل پکنے کے حدیث
 کے اُس کو بلا شرط قطع بیج کیا جائے یہ بیعت حنفیہ کے نزدیک جائز ہو اور حدیث کے مخالفین
 فتح القدیر میں ہے کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہے جو شخص درخت خریدے پس خر اس کا بیج کا
 مگر جب شتر ہی شرط کرے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کر دیا
 پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقاً بیج مخر کی جائز ہو کیونکہ داخل بیج کے کو وقت شرط سے بدو
 صلاح سے متفق نہیں کیا لیکر حدیث میں کی کہ اوہ میں یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم
 جواز کے علت واقع ہوا ہے بھلا اگر خدا بچل آئے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جائیگا
 اس امر کو مسلمہ ہے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پوکے دام دیے
 اور ان کے بیج کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ عادت لوگوں کی یہ ہے کہ بھلون کو پہلے کٹنے کے بیج کر دیتے ہیں
 پس اس بیج سے منع کیا جب تک کہ اوہ میں مخری اور زردی نمودار آفت سے امن ہو جائے اور
 وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہیں بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کو
 کی بیج سے منع فرمایا جب سب سے حال انکہ وہ قبل سیاہی کے حنہ نہیں کھاتا بلکہ حصرم

اوسکو بولنے میں سوا اس حدیث سے قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ نبی اس سے بڑے بیچ عیب کی واقعہ قبول
 عیب ہونے کے اور یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اس شرط پر کہ ہونے انگوٹھ اب اسکو چھوڑ دیا جاوے پر
 نبی کا مصداق یہ ہوا کہ نختہ کی بیچ قبل بختگی ہو جاوے اور اس پر لالت کرنا ہی انحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اس میں بچل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا
 نہیں مگر اس حدیث کے یہ ہونے کہ جب تم عیب کو قبل عیب ہونے کے اس شرط پر فروخت
 کرتے ہو کہ اوسکو عیب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا اچلو کو منع کر دے اور وہ عیب نہ ہو
 تو کسی عوض میں بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہے اور اگر بیچ میں کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے
 تو اوہ میں یہ بات مستصحبہ نہیں ہے اوسکو شامل نہوگی اور جب نبی کا محل وہ بیچ ہوگی کہ جس میں شرط
 ہو کہ تا مشروط بختگی غرضت پر چھوڑ دے جاوے پس اسے موافق ہاس نہیں کے اس بیچ کو فاسد
 کر دیا اور مطلق بیچ جو اس میں بوجہ میں الوجہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث
 تاہیر کی جس سے ہم استدلال لائے ہیں عام نہیں کہ اوسکو خاص ماضی ہو جو کہ حدیث بدر و صلاح کی ہے تاکہ نتیجہ
 خاص کو بوجہ بائع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیچ ہی دیکھائے بلکہ ایک یہ دوسری کو شامل نہیں
 حاصل ہے کہ جس میں نہ ہو صلاحیت بختگی نہیں آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیچ کیا جاوے تو بالاتفاق
 جائز ہے کیونکہ نبی اوسکو شامل نہیں چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقاً فروخت کیا جاوے
 اگر حکم اوسکا لزوم قطع ہی تو مشل بیچ بشرط قطع کے ہو جائے گی پس محل نبی کا سوا بیچ بشرط ترک
 کے کوئی صورت باقی نہ رہی اور ہم قائل ہیں کہ اسی صورت سے بیشک بیچ فاسد ہوگی انتہی انحصاراً
قال مسلہ بنجاہ و نم ہادیہ و غیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جائز ہے بیچنا ترکہ مجبورون کا
 عوض سو کھی مجبورون کے برابر انہ **اقول** ابو داؤد میں ہے کئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم عن تبع الشکب بالتمر فسدت یعنی ممانعت فرائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بیچ ترکہ مجبور کی بدلے خشک کے بطور اودھار کے انتہی اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
 لمحاوی نے شرح صفاتی لایا اور دارقطنی نے روایت کی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہے نہایت

بہان باب

کشف کینہات و کیم

بجائے

شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے کہ اذّا حَتَّيْتُ الزَّيَادَةَ يُجِبُّ قَبُولُهَا عَلَى
 الْخُتَارِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ وَلَا كَانَ الْأَكْثَرُ لَمْ يَزِدْ وَهَذَا يَنْبَغِي جَسَاقَتِ مَعْرِفَةِ
 زِيَادَتِ كِسْفِ لَفْظِ كِي تَوَاجِبُ هُوَ قَوْلُ كَرَاهَا سَوَاقِفُ مَذْهَبِ مُخْتَارِ كِي زَوَاجِبُ مُخْتَارِينَ كِي اَكْثَرُ
 نِي اَوْ سَكُورَايْتِ نِي كِيَا هُوَا نَتِي اَوْ نَسِيْتِي بِي كِيَا خَفِيَهِي سَمِي بَا جَانِزِي كِي مَتِي نِي بِي سِي بِهِي حَدِيثِ شَاوِي
 سَوَاقِفُ هِي مُخَالَفَتِ نَسِينِ مُخَالَفَتِ تَوَاسُفِ مَصَاحِبِ كِي هُو كِي هَر كِي بِطَوْرِ تَكْيِيهِ كَلَامِ اس كِي اِيكِي
 جَلِي جَاتِي هِي اس سِي كِيَا حَاصِلِ هِي جَزَايَكِي طَعْنِ زِيَادَتِ خَلْقِ وَخُذَا اَطْفَالِ **فَالِ** مَسْلُ
 شَصْتَمِ بِهِي اِيهِ وَغِيهِ وَفَقِي كِي كِتَابُونِ مِيْنِ لَكِيَا هِي كِي اَكْثَرُ شَرِّ دَانُونِ كُو تَكْيِيهِ نِي بِهِي سِي تَوَاسُفِ
 بَا هِي جَا كِي عِلْمِ لَا بِنَوَالِي قَافِلِي كُو اَكْثَرُ مَلَكِرَاوَنِ سِي عِلْمِ خَرِيْدِي كَرْتِي نِي تَبَا حَتِ نَسِينِ اَنَّمَا **اقُولُ**
 اَمَامِ صَاحِبِ كِي زَوَاجِبِ مَعْرِفَتِي بِهِي اَوْ سَوَاقِفِ مَعْرِفَتِي نَسِينِ جَسَاقَتِ دَانُونِ كُو نَفْسَتَانِ اَنُوَاوِ بَحَاوِ سِي
 زِيَادَتِ نِي سِي بَا وَنَا دَلَالِ نِي سِي اَكْثَرِ مِيْنِ سِي كُو نِي صَوْرَتِ هُو كِي تَوَاسُفِ اَرشَادِ اَنَخْزَرَتِ
 صَدِّقِ اَمَامِ عَلِيهِ سَلَامِ كِي اَمَامِ صَاحِبِ مَعْرِفَتِي نَسِينِ سَكْتِي اَوْ مَكْرُوهِ تَحْرِيْمِي كِي تِي جَانِجِي اَحَادِيثِ
 كِي مَضَامِينِ سِي هِي مَعْلُومِ هُوَا هُو كِي بُوْجُهِ عَزِيزِ كِي مَعْلُومَتِ فَرَا نِي هِي مَلِكِ اِبْنِ عِبَاسِ هِي كِي
 تَوَاسُفِ هُو كِي فَرَا تِي هِي كِي اَوْ سَا مَلَالِ اَنُو هِي مَعْلُومِ هُوَا هُو كِي جَسَمِينِ مَعْرِفَتِ اَوْ سَكِي بِوِ فَضْلِ
 جَانِزِي نَسِينِ اَوْ اَبْطَوْرِ اَللَّيْنِ النَّصِيحِي كِي اَكْثَرُ اَضْرَارِ وَهِي شَرِّ بَوَاوِ سِي تَوَاسُفِ كِي مَضَامِينِ
 نَسِينِ بِهِي صَوْرَتِ نَسِي مِيْنِ دَاخِلِ هُو كِي جَانِجِي بِهِي نَسِي نِي اَسْكَابَابِ بَا نَدَا هِي اِيكِي هِي
 يَبِيْعُ حَاوِزِ لِيَا كِي لِيَا اَجْرِي وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ
 وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ وَهَلِ لِيَا اَوْ يَبِيْعُ
 سِي كِي شَرِّ اَلَاوِ اَسْلَمِي كَا تَوَنِ دَالِي كِي بِيْعِي اَحِي كِي اَوْ كِيَا اَعَانَتِ كِي اَوْ سَكِي بِهِي جَلَالِي جَلَالِي
 اَوْ سَكِي اَوْ فَرَا يَبِي صَالِي اَمَامِ عَلِيهِ سَلَامِ نِي جَسَمِينِ نَسِينِ بِهِي تَوَاسُفِ كِي اَوْ سَكُو اَوْ رَحْمَتِ
 اس سِي مِيْنِ عَطَا نِي اَسْتِي اَسْكِي مَسْلُوقِ بِهِي مِيْنِ اَسْكِي مَسْلُوقِ بِهِي مِيْنِ اَسْكِي مَسْلُوقِ بِهِي مِيْنِ اَسْكِي
 اَسْكِي مَسْلُوقِ بِهِي مِيْنِ اَسْكِي مَسْلُوقِ بِهِي مِيْنِ اَسْكِي مَسْلُوقِ بِهِي مِيْنِ اَسْكِي مَسْلُوقِ بِهِي مِيْنِ اَسْكِي

معلوم ہوا کہ بغیر حجت کے اگر کواد گیا تو مضائقہ نہیں البتہ دوسرے باب میں بخاری نے کہا ہے
 بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَكُنِيَ حَاضِرًا لِبَاكِدٍ بِأَجْرٍ مَعْنَى مَنْ تَخَفَّضَ لِمَكْرُوهِ جَانَاكَ شَرَفِي قُصْبَانِي
 کی چیز کے بعض اہل جبر کے بیچ کر لئے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اس بیچ کو منع فرمایا لکھی ہو اور یہ بھی لکھا ہے وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْنِي
 اِسْمِي كَقَائِلِ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَسْمَعْ هُوَ اَوْ كَقَائِلِ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَسْمَعْ هُوَ اَوْ كَقَائِلِ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَسْمَعْ هُوَ
 بائع کا ہونا جائز ہی اور بدون اجرت بیچ جائز ہوگی علیٰ ہذا القیاس تلفی جلب میں بھی بخاری نے
 یہی علت بیان کی ہے کہ یہ بیچ فریب اور دھوکا ہو اور فریب دینا جائز نہیں پس معلوم ہوا
 کہ وہی بیچ منع ہی جیسا دستور ہے کہ بھروسے زیادہ لے لیتے ہیں یا دلالی کر کے اسکا نقصان
 کراتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں بائع کو حیار دینا کہ جب وہ شہر میں آوے گا تو اختیار
 اسکا ہی خواہ بیچ جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر ڈال ہے کہ اسکا نقصان نہ ہو اور اگر مطلق بیچ
 نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہ ہوتا تو پھر بازار میں آکر اسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہو گئے
 پس جو بصورت حنفیہ نے بیان کی ہے اسکی حدیث سے ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ ہیئت التخصیص
 لِكُلِّ مُسْلِمٍ كَمَا مَوْافَقِي هُوَ اَوْ مُتَعَرِّضٍ صَاحِبِ زَعْمٍ بَاطِلٍ مِّنْ مَّخَالِفِ سَمْعِيْنِ اَوْ مَنِّ سَمْعِيْنِ
 سے کیا ہوتا ہے بلکہ اہل علم کے نزدیک اس مہٹ دھرمی سے بے اعتبار ہی ہے اور نقصان عقل
 قائل سمجھا جاتا ہے زبان لاف رسوا می کند ناقص کمالان را کہ وہ برخاک اور پریشانی
 بستہ بالان را **قال** مسئلہ شصت و یکم شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے
 کہ نہ بینہ حرم نہیں ہے اور یہ مذہب امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف
 کیا ہے ان چار حدیثوں کا **اقول** علامہ تورشینی نے کہا ہے کہ انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کا
 یہ فرمانا کہ بینہ کو میں نے حرام کیا اس سے مراد آپ کی حرمت تعلیمی ہے جو احکام کہ متعلق حرم کے
 ہوتے ہیں وہ مراد نہیں اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہے کہ فرمایا آپ نے درخت بینہ کے پتے
 نہ جھاڑے جائیں مگر واسطے کھلانے جو پایوں کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کے جائز ہے

بخاری

کشف

فِي الصَّلَاةِ وَتَقْرِئُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْأَكْدِ لَوِ الشَّعْبَةِ وَاعْنِ
 السَّهْوِ حَسْبِي مَنْ تَرَلَّكَ اَعْتَدَالُ تَلَزُمُهُ اِعَادَةٌ وَلَا اَشْكَالُ فِي وَجْهِ اَعَادَةٍ
 اِذَا هُوَ اَحْكَمُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ اَدْبَيْتَ مَعَكَ رَاهِةَ التَّخَرُّجِ وَانْتَ عِلَّتْ
 حَالُ الطَّلَا اَنْبَنَةٌ وَكَيْفَ عِيَّ اَنْ تَكُونُ الْقَوْمَةُ وَالْجُلُوسَةُ وَاجْتَنِبُوا اَظْلَمَ
 وَلَمَّا رَوَى اصْحَابُ السَّنَنِ اِلَّا رُبْعَهُ وَالْاَرْقَطْنِي وَالْبَيْهَقِي مِنْ حَدِيثِ
 اَبْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْزِي صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ
 فِيهَا ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَلَعَلَّهُ
 كَذَلِكَ عِنْدَ هَذَا كَيْدُ اَلْعَلِيَّ اِيْحَابُ سُبُوحِ السَّهْوِ فِيهِمَا كَرَفِي
 قَتَاوِي قَاضِي خَانٍ فِي فَصْلِ مَا يُوجِبُ السَّهْوُ قَالَ الْمُصَلِّي اِذَا رَكَعَ وَلَمْ يَرَفْعْ
 رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى يَخْرُجَ سَاجِدًا اَسَاسًا يَجُوزُ صَلَاتُهُ فِي قَوْلِ اَبِي
 حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَفِيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَعَلَيْهِ السَّهْوُ وَيُجَسِّلُ قَوْلُ
 اَبِي بُوَيْسٍ حَاشَا لَهَا فَرَأَى عَلَى الْفَرَا اِيضًا اَعْلِيَّةً وَهِيَ اَلْوَاجِبَةُ
 فَيَرْفَعُ اِلْخِلَافُ وَانْتَ عِلَّتْ اَنْ مُقْتَضَى الدَّلِيلِ فِي كُلِّ مِنَ الطَّلَا اَنْبَنَةٍ
 وَالْقَوْمَةُ وَالْجُلُوسَةُ اَلْوَجُوبُ لِعَيْنِ تَحْقِيقِ حَدِيثِ فَاَلَمْ يَرَى هُوَ مَوْقُوفٌ نَوَافِ
 نَازِكَ اَوِ اِدْرَاطِ اَنْبَنِيَّتِ كَيْ اَوْرَدَهُ قَوْلُ اَلْمُحَضَّرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا هُوَ كَرَجُ اَسْمِينِ سَمَاعِ
 كَرَجِ كَاسِ نَازِ تِيرِي نَاقِصٌ هُوَ جَائِزٌ كِي اِنْ اَلْفَاظُ كَوِ اَبُو دَاوُدَ اَوِ تِرْمِذِي اَوِ نَسَائِي نَسِيَانِ
 كِي اَبُو دَاوُدَ دَنِي تَوَابُ اَبُو هَرِيرَةَ رَضِيَ رَوَايَتِ سِي اَوِ تِرْمِذِي نِي رَفَاعِ بْنِ رَافِعِ كِي رَوَايَتِ
 سِي اَبُو هَرِيرَةَ اَلْمُحَضَّرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي حَكْمُ لُومَانِي نَازِ كَاسِ اَسَاسِ كِي اَتَهَا اَكْرَمَانِ
 مَكْرُوهِ تَحْرِيمِي نَوَافِ كِي اَبُو جَهْدِ اَسَاسِ اَلْوَالَتِ كَرْتِي هِي اَكْرَمَانِ اَنْ اَلْفَاظُ
 حَدِيثِ كِي نَبِي هُوَتِي تَوَدَهُ اَبُو هَرِيرَةَ اَلْمُحَضَّرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا اَوْشِ شَخْصِ كَوَا اَحْتِنَامِ
 نَازِ هِي اَوِ اَكْرَمَانِيَّتِ نَوَا مَفْسِدِ صَلَاةٍ هُوَا تَوِي اَبُو هَرِيرَةَ نِي رَكَعَتِي نَازِ فَاَسَدِ هُوَ كِي تَحِي

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اولہ شرعیہ میں سے ہے کہ نماز باطل نہیں ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہے کہ اعتدال کے ترک کرنے سے لوٹنا نماز کا لازم ہے اور اسکے وجوب اعادہ میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی اور ہوگی اور میں یہی حکم لوٹا نیکی کا ہے حال طمانینت کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومہ اور جلسہ کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونوں بھی واجب ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہے کہ نہیں گئی ہوتی نماز اس شخص کی جو رکوع اور سجدہ میں بیٹھ اپنی سیدھی نہ کھے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی واجب ہے اور اسکے وجوب پر سجدہ سو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہے چنانچہ فتاویٰ قاضی خان تین مذکور ہے کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر نہ اٹھاوے اور سجدے میں بھول کر چلا جاوے تو نماز اس کی ہو جائے گی لیکن اوپر سجدہ سو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہے اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہے اس پر محمول ہوگا کہ فرائض علیہ سے ہے اور فرائض علیہ واجب ہوتے ہیں پس تینوں کا اتفاق ہو جائے گا اس حدیث اور تفسیر سے معلوم کر لیا تو نے کہ ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہے اس لئے مختصر آپس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نقصان فساد کو نہیں کہتے بلکہ فساد کی صورت میں تو صلوة صادق نہیں آتی بیان حدیث میں اس کو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ رکوع میں استقدار ٹھیکہ فرض ہے کہ جسمیں نظر رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھیکہ ناجسکنا نام طہنان ہر وہ فقط واجب ہے فرض نہیں اگر کوئی شخص زیادہ ٹھیکہ سے گلابا دو نو سجدوں کے درمیان میں خوب نہ بیٹھے گلابا رکوع سے کھڑا ہوگا تو نماز اس کی باطل نہ ہوگی بلکہ لوٹنا نماز کا اوپر واجب کا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اس کی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہو جاتی تو پھر باقی رکعتوں کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرماتے بلکہ باوجود اعتدال ہونے کے اس کو باقی نماز ختم کرنے دی اور یہ طریقہ اس کا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزوں کے نقصان سے نماز میں نقصان

آتا پروردگار بون فرماتے کہ نماز باطل ہو جاتی ہو علاوہ اسکے جیسے ان چیزوں کا حکم فرمایا ہے اس پر
 گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا اور سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ اور سَمِیعُ اللَّهِ کہنے کا بھی تو حکم و حال آگے
 اسمین اگر کوئی شخص نکو ہے تو نماز بالاجماع فاسد نہیں ہوتی حکم دونوں کے برابر ہیں پھر اس کے
 کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت کہو اذ حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث
 کے ہو گیا اور ان چیزوں کی فرضیت پر کوئی دلیل نہیں دہن اذ علی فقہاء الکتاب
 آپس میں متعارض صاحب کو سوائے اعتراض لا یعنی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہیں آتا کتاب
 تو بالکل لگاؤ نہیں مطلب کی سمجھنا کی اس استعدادی پر دعوائے اجتہادی استنفاذ کبھی
 کتاب کا مطلب اوکی سمجھ میں نہ آوے گا بے فہم اگر چشم بد و زبکتاب نہ توندید روی مہی
 و خواب کی غور کنندہ در سخن بے سوزان و خواہی نہرست مقدور حجاب **قال** مشہور
 و بنجم ہایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ شہر دے اگر گاؤں میں اپنی قربانی بیع دین تو انکو
 بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہے **اقول** حدیث سے فقط اثبات ہو تا ہے کہ نماز
 پڑھنے والوں کو شہر میں قبل نماز قربانی نہیں چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوئے تو بیشک
 خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہیں کہ شہر میں قربانی درست نہیں چنانچہ بخاری
 اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہوز نماز تمام نہیں کی تھی
 کہ اتنے میں دیکھا کہ قربانی ہو گئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ
 نہوز نماز ہوئی نہیں یہاں قربانی پہلے سے کر لی اس سے فقط اثبات ہو تا ہے کہ حدیث
 میں جو ممانعت آئی ہے وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہو اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر نہیں جاتا
 بھیج کر قربانی کر اوسے تو اسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہو گی حدیث کا مورد خاص شہر
 اسکو عام کر لینا فقط اپنی طرف سے معذور خانہ زاد ہی حدیث سے بالکل یہ بات نہیں
 جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہاں دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاطاً حکم شہر کا ہے
 حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہاں اگر اتنی دور ہو اوسے جس میں قصر صلوٰۃ ہو تو

فقہ حنفیہ میں
 نماز عید قربانی
 کا حکم

[illegible]

عطاء بن یسار قال ابن عباس الوتر كصلوة المغرب یعنی عطاء بن یسار سے روایت ہو کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہے اتنے اور پانچویں حدیث طابین یہ ہے عن ابن مسعود قال ما أجزأت ركعة واحدة قط یعنی ابن مسعود سے روایت ہو کہ فرمایا انھوں نے نہیں کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز اتنی اور مصنف ابن ابی شیبہ بن یحییٰ ثنا حفص بن خالد ثنا عمرو بن الحسن قال أجمع المسلمون على أن الوتر ثلاث ركعات لا يسلم ركعة إلا في آخره یعنی حسن بصری سے روایت ہو کہ فرمایا انھوں نے اجماع کیا ہے تمام مسلمانوں نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہیں اور سلام پہ پھیر جاوے مگر آخر اٹکے میں اور طحاوی میں ہے کہ ساتون فقہی یعنی سعید بن السائب عروہ بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور حارث بن زید اور عبد اللہ بن عبد اللہ و سلیمان بن یسار اور سوانکے بڑے بڑے فقیہ اور صالح صحابہ ہی مذہب ہے کہ وتر کی تین رکعت ہیں اور سلام فقط اوّل اخیر رکعت میں ہی اتنی لخصاً اور فتح القدیر میں ہے کہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو رکعت میں نہیں اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت نماز پر ہے وہ رکعت وتر کر دے گی اوس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہو اس قول میں یہ دلالت نہیں کہ وتر ایک رکعت علیحدہ و کبیر سے چاہیے تاکہ اسکے جواب دینے کی ضرورت ہو کیوں کہ اسمین ان اتورہ ہر احوال کا احتمال ہو اور یہ بھی احتمال ہو کہ وقت خوف بھیج کے ایک رکعت متصل پڑھ لیکن یہ حدیثیں اولیٰ صریح حدیثوں کے کماں مقابل ہیں جو ہم بیان کر چکے اور سوا اسکے کہ روایت حدیثیں ہیں کہ بوجہ طول کے منے ترک کر دیں حالانکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے قائل ہیں امام طحاوی نے کہا ہے کہ ابو خالد سے یہ روایت ہو چکی کہ کہا انھوں نے تین ابوالہلیہ سے وتر کو دریافت کیا انھوں نے کہا ہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی ہے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہے یہ وتر شب کے اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت سے ہکو بوجہ ہی کہ انس نے ہکو نماز پڑھائی تین رکعت کہیں تین جانب تھا اور ام ولد ابی جحیفہ سے بھی

عطاء بن یسار

ابن شیبہ بن یحییٰ

ابن مسعود

ابن ابی شیبہ

کہ نہ سلام بھیرا کر آخر رکعت میں اتنی مختصر آن احادیث سے معلوم ہو گیا کہ وتر کے
 تین رکعت ہیں زیادہ اور کم نہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دو رکعتوں میں وتر کے سلام بھیرا نہیں
 چاہیے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دو رکعتوں میں فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے بغیر کہ
 تین رکعت وتر کی اس قدر کثرت سے روایات ہیں کہ اگر اختصار منطوق ہوتا تو اسکی تفصیل میں
 ایک فقر ہوتا۔ درہندان مباحث کہ مضمون نامزدہ است ۱۰۰۰ سال می توان سخن گفت
 یا گفت قال سلسلہ فقہاء و حکیم ہادیہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص مالک نصابت ہو
 یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپیہ ہر شاہی یا اس قدر چاندی ہو تو اسکو زکوٰۃ دینی
 درست ہے اگرچہ نذرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو اور **اقول** جا
 غور اور مقام افسوس ہے کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسوجہ سے کہ امام صاحب کے
 مخالفت ہو جائے بدل دئے وہ اسی جہاں ہم مارا ہیں گیاہ ضعیف ابن گمان بنو ہرچہ کہ
 اون دو شخصوں نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوکو دیکھا تو نذرست
 پایا پس سوال کرنا اونکا ناگوار گذار قوی آدمی کو سوال درست نہیں اور یہی معنی اس ارشاد کے ہیں کہ
 غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہیں یعنی سوال کر کے صدقہ لینا تو درست ہی نہیں وہ نہ اگر قوی
 کو زکوٰۃ دینا حرام اور نا جائز ہوتا اور زکوٰۃ اوس سے ادا ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں
 فرماتے کہ اگرچہ ہو تو زکوٰۃ دے دن میں کی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تصب کوریون کی
 کہ اگر حرام کہا ناچاہو تو دے دن کیا خوب امام صاحب کے انہماک مخالفت میں ایسے محو
 ہوئے کہ یہ بھی خیال نہ کیا کہ انبیاء کی طرف فعل حرام کی نسبت ہو جائے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت
 یونہی ہوتی ہے نہ جملے سے شام کہ ازرقیبان دامن خیشان گذشتی حکومت خاک ہو یا
 رفتہ باشد حدیث میں زکوٰۃ دینے کا جواز برابر معلوم ہوتا ہے حرام فقط اپنے کلامی حدیث
 کے بالکل مخالفت ہے بلکہ ایسے معنی کہنے کمال سوءادبی ہے اور اسکے کسی لفظ سے ان کو
 استنباط نہیں ہو سکتا بلکہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہے اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

مشن سید محمد عطاء اللہ

تندرست محتاج کو زکوٰۃ درست ہر **قال** مسئلہ ہفتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہی
 کتابوں میں لکھا ہے کہ تمیم بن اویس نے ایک ضرب تو مونہ کے لیے اور ایک ضرب کمینوں
 تک ہاتھوں کے لیے **انہ اقول** حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہے انہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام قال التیمم ضربہ للوجہ وضربہ للذکر اصابین الی اللہ فقہین
 یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمیم ایک ضرب واسطے مونہ کے ہے اور
 ایک ضرب واسطے ہاتھوں کے کمینوں تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے
 اور کما دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہیں اور طبرانی میں روایت ہے انہ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربتان ضربہ للوجہ وضربہ
 للیدین الی المرفقین یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمیم دو ضرب ہیں
 ایک بار مونہ کے لیے اور ایک بار ہاتھوں کے لیے کمینوں تک ہر انتہی اور مسند بنار میں
 روایت ہے انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فی التیمم ضربتان ضربہ
 للوجہ وضربہ للیدین الی المرفقین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ تمیم دو ضرب ہیں ایک بار مونہ کو واسطے اور ایک بار ہاتھوں کے واسطے کمینوں تک ہر انتہی
 اور ابو داؤد میں ہے عن عمار بن یاسر انہ کان یحید ثلثاً یشکوا اوھم معہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصعبید لصلوۃ الفجر فصر یو اباً کھم
 الصعیب ثم مسکوا وجوھہم مسحۃ واحداً ثم عادوا فصر یو اباً کھم
 الصعیب حرۃ اخری فمسکوا ابائی یسجد یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ صحابہ
 نے مسح کیا در حالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مٹی سے نماز صبح کی واسطے
 ہیں ہاتھوں کو مٹی پر مارا پھر مسح کیا مونہ کا ایک بار پھر دوبارہ ہاتھوں کو مٹی پر مارا ہیں ہاتھوں
 مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تمیم کا کہ دو ضرب ہیں میں معلوم
 تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت میں بھی ضربیں ہوتی ہیں بلکہ ہاں پر مٹی تھیں

کشف کتبہ فیہا و تمیم
 ضربہ

صحیح

ابو داؤد حاکم

صحیح

کہ کیا روپیہ حرام نہیں کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا یا ابوہریرہؓ
 نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کر دیا ہو اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ
 قلیل رضاع حرام کر دیتا ہی ہستی اور عقود اجماع المینفہ میں لکھا ہی کہ ابو حنیفہؒ عن النعمان بن عبد اللہ
 عن القاسم بن محمد عن شریح بن ہاشم عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرجکم من الرضا کہ ما یخرجکم من النسب قلیلاً
 وکثیراً کذا رواہ الامام ابو یوسف عنہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر
 کہ رضاع سے وہ شجر حرام ہو جاتی ہی جو نسب سے حرام ہوتی ہی قلیل رضاع ہو یا کثیر جو ایسی روایت کیا
 اس حدیث کو امام ابو یوسف نے ہستی اور اسناد کار میں لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور
 ابن عمر اور ابن عباس اور ابن السیب حسن بصری اور مجاہد اور عروہ اور عطاء اور طاؤس اور محمد بن
 اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور اویسی اور ثوری اور یحییٰ اور
 اور زاعمی اور طبری کا ہی ہستی اور ترمذی نے کہا ہی کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہی کہ تھوڑا اور
 پینا اور بہت پینا حرام کر دیتا ہی ہستی پس معلوم ہوا کہ مَصْدَقٌ وَمَصْتَنَانِ کی حدیث منسوخ ہی
قال مسئلہ ہذا جو چارم ام ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی
 کے حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ پنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اسکا ہاتھ کاٹنا جائز
 نہیں **اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اس چادر کو بیٹ
 تھا اور سارق کو سو پ بھی دیا تھا تا کہ مسئلہ خفیہ کا اس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ام ایہ میں یہ
 شرط لکھی ہی کہ جب اسکو تسلیم کر دے گا اسوقت ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر یہ صورت معمر بن
 صاحب ثابت کر دین کہ او کو تسلیم کر دیا ہو تو ہم بھی تسلیم کریں گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب
 اور اضطراب باعث ضعف ہو تا ہی کہنا فتح القدیر میں لکھا ہی کہ وَكَمْ يَثْبُتُ أَنَّهُ سَلَّمَ الْإِمَامُ
 فِي الْهَيْئَةِ ثُمَّ الْوَاقِعَةُ وَاحِدَةٌ فَكَانَ فِي هَذِهِ الزِّيَادَةِ خِطْرًا وَالْإِضْطِرَّ
 مُوجِبٌ لِلضَّعْفِ وَيَحْتَمِلُ كَوْنُ قَوْلِهِمْ هُوَ صَدَقَ عَلَيْهِ وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ

عن النعمان بن عبد الله

عن

عن

عن

عن

ابن ہمام نے ہذا الحدیث کا عبارت علیہ معنی اس حدیث میں کچھ غبار نہیں یعنی صحیح الاسناد
 پہنچا انتہی ابو مسلم بن ہر عن عاصم عن انس قال سألتہ عن القنوت قبل
 الركوع أو بعد الركوع فقال قبل الركوع قال قلت فإن ناساً بعد ركعات
 أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت بعد الركوع فقال إنما كنت
 رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرًا أيدعو على أناس قتلوا أناساً من
 أصحابه يقال لهم القتراة یعنی انس سے میں نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہو یا
 بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے میں نے کہا آدمی گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہے فرمایا نہیں قنوت پڑھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مگر ایک مہینہ یعنی رکوع کے بعد دعا کرتے ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کے صحابہ میں سے
 ان لوگوں کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل
 رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ چھ اشرف سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں
 قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ دعا کرتے تھے تمہیں یوں پرست کر رہا
 کے انتہی اور کتاب القنوت میں ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے تھے مگر حسب وقت کسی کے واسطے دعا کرتے باک پر دعا دیتے
 انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی بھیجی میسیو جب سے اشرف صلی اللہ علیہ وسلم
 قنوت نہیں پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہے کہ بن انس کے ہمراہ
 دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز میں انھوں نے قنوت نہ پڑھا اور ابن ہمام نے ابو ہریرہ سے
 سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے تھے فجر میں مگر جب دعا
 کریں یا دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن
 ماجہ اور طحاوی نے ابوالکاسم سعد بن طارق سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت

کرتے ہیں کہ فرمایا انھوں نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
 پڑھا اور ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھا اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھا
 اور عثمان کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علی کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
 پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہے انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ
 نے سند اس حدیث کی اور بشرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ ابن مسعود ابن عمر ابن عباس اور
 ابن الزبیر سے روایت کی ہو کہ وہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اور ابو بکر اور عمر
 اور عثمان نے بھی ایسی روایت کی ہے انتہی اور امام محمد نے کتاب الآثار میں اسود بن یزید
 سے روایت کی ہو کہ میں عمر کے ہمراہ سفر اور حضرت ابن عمر سے روایت کیا میں نے ان کو قنوت
 پڑھتے فخر میں انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علی سے روایت کی ہو کہ جب انھوں نے فجر میں قنوت
 پڑھا تو لوگوں نے اوپر اٹھا کر کیا پس فرمایا کہ مٹا دینا چاہیے انتہی اور اس میں یہ بھی ہے
 کہ یہ امر آدمیوں کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابو داؤد اور
 ترمذی اور مسلم بن حور روایت ہو وہ اس وقت کی ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
 دعا یا بدعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صورت حدیث میں ثابت صحیح اس کی تفسیر واقع ہوئی ہیں علی
 القیاس ابو داؤد میں انس سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
 اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر جموں ہو کہ ایک حدیث میں بوقت ضرورت ایسا واقع ہوا ہے انتہی
 سے خود مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت فقط
 ایک حمدینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اونسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت میں
 پڑھتے تھے اور خود انس نے بھی نہیں پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہ گئے
 معترض صاحب مخالف ہو گئے ۷ تم لکھو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر **وقال** مسئلہ
 وستم یعنی شرح ہدایہ میں محیط سے نقل کر کے لکھا ہو کہ در بیچ کر پڑھنے بھی اور سوائے پڑھنے
 بھی جائز نہیں ہیں **انما قول** طحاوی میں اسناد صحیح سے روایت ہو عن لکھنوی

ترجمہ

فتح المصنف

کتاب فی فضائل رسول اللہ

ابن عمرؓ کہ کان یصل علی الساجدۃ ویوتر بالاکض ویزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل کذلک یعنی نافع بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر میں ہے ابو حنیفہ عن حماد عن مجاہد انہ صحب عبد اللہ بن عمر من مکة الی المدینۃ یصل علی الساجدۃ یعنی مجاہد سے روایت ہے کہ وہ ابوبکر بن عمر کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہے نہاد پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشار سے مگر فرض اور وتر پس تحقیق ان دونوں کے واسطے نیچے اترتے تھے انتہی پس تطبیق دونوں حدیثوں میں کیجائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی وجہ سے مثل کیچڑ بانی وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال یہ عام نہیں بانی کیچڑ کے عذر میں تو فرض نماز بھی سواری پر جائز ہو یا قبل درود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز بیجا گناہ کے واجب ہو کی ہر قسم و لون حدیثوں میں ناقض نہ ہو گا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی الآثار میں لکھا ہے قدین ہذا وجہہ عندی ثبتت نسختہ الوتر علی الساجدۃ یعنی اس وجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہو گیا انتہی **قال** مسلّم بن قتادہ و ہنتم یہاں وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی سے فجر کی سنتیں پڑھی گئی ہوں تو پڑھنا اور کھا اور سکونہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہے اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہے ہر امر **اقول** مسلّم بن عمر بن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بین القصرین لائے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے کہ وقت جائز نماز کا آپ بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھ کر پھر جاننا نماز سے یہاں تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور فتح القدیر میں ہے کیونکہ سنتیں بعد نماز فجر محض نفل ہو گئی ہیں بنا براسکے کہ حدیث اوس کے واسطے وارد نہیں ہوئی ہو یا وہ وارد ہو تو وہ معارض ہی بخاری اور مسلم کی حدیث کے کہ آنحضرت

۴۰
مسجد و جامعہ
میں صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰
مسجد و جامعہ
میں صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰
مسجد و جامعہ
میں صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰
مسجد و جامعہ
میں صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰
مسجد و جامعہ
میں صلی اللہ علیہ وسلم

بید ہو اور باوجود جانتی کے نزدیک نہ دینا اور بھی یہی ہو اور کچھ صحابہ کا تہنیک کرنا نہایت مستبعد ہو اور
 امام صاحب کی ہر اس قول سے کہ مستقامین جماعت نہیں یہی کہ جماعت مع خصوصیات
 دوسری کے مسنون نہیں ورنہ اگر شخص نماز پڑھ گیا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کر لیا تو جائز
 ہو بلکہ تسخیر اور احادیث جو استقامین مروی ہیں اضطراب سے خالی نہیں اور اکثر طرق
 جنہیں خصوصیات اور کیفیات مذکور ہیں خالی از ضعف نہیں پس امام صاحب نے اسکا خلاصہ
 مقصود اصلی جو دعا اور استغفار پر اخذ کر لیا ہو اور نماز کو سوائے جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہو وہ بخاند
 اونکے کے متیقن کو آہ فتویٰ نزدیک حنفیہ کے رہا جنہیں کے قول پر جو کہ یونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے فعل سے خطبہ جماعت ثابت ہو اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں باقی جاتی انتہی اور علیہ السلام
 میں یہ کہ چار پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیکالی کے تھا چنانچہ سکی تھ صحیح سند رکھ
 جابر رضی کی روایت سے آئی ہو اور وہ صحیح حدیث ہو فرمایا اونھوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 چار اسلیے قلب کیا تاکہ قحط سالی منقلب ہو جائے اور کئی حالات طبرانی میں ان شرح سے روایت ہو کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے چار کو پلٹا تا قحط سالی بد لکر رزائی ہو جائے اور سند اسحق میں یہ کہ چار کا
 اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کی طرف منقلب ہو جائے اور کتاب اربعہ سے حدیث بن عباس کی روایت
 سے آئی ہو اگر وہ خطبہ پر لالت کرے تو کوئی اشکال نہیں ورنہ ترمذی نے کو صحیح کہا ہو مگر حاکم نے اسکو
 کیا ہو اور سکوت اور کما ضعف پر اس حدیث کے لالت کرتا ہو اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
 ہو اور سند امام احمدین جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کیو اسے طے نہیں
 لائے پس غافل قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمد نے خطبہ کو استقامین مسنون نہیں کہا ہو تو معلوم ہوا
 کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہو اور تو نے معلوم کر لیا ہو کہ حدیث کا ضعیف ہونا اس پر موقوف
 نہیں کہ بعض راوی اس کے ضعیف ہو اگرین بلکہ علین ضعیف حدیث کی ہر بہت ہیں انتہی مختصراً
 خلاصہ تحریرات یہ ہو کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہیں اور فی الواقع جب
 مسنون کے یہی ہونے کے اکثری ہو تو بیشک مستقامین اکثر تو دعا اور استغفار فقط احادیث

صحیح سند رکھ
 صحیح حدیث
 صحیح روایت
 صحیح سند رکھ
 صحیح حدیث
 صحیح روایت

میں وار ہو ورنہ عمر اگر یہ طریقہ اکثر ہی ہوتا تو ہرگز ترک نہ کرتے اور صحابہؓ ضرور متنبہ کر دیتے پس ترجیح
 دینا دعا اور استغفار کا اور غار نہ پڑھنا عمر رض کا اور صحابہؓ کا سکوت کرنا اس پر ان کی کھڑا واقعہ پیشگو
 یہی ہو وہ نہیں گو فقط جو از او سکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہو وضو میں
 بھی تو آخر ایک ایک اور وہ دوبار دھونا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گیا ہو مسنون
 وہی ہو اگر تین تین بار عرضا کو ہو یا ہی آپس معلوم ہو کہ امام صاحب کی جو عرض ہو وہ حدیث
 کے مطلق مخالف نہیں عا شا و کلا جہرا یا نیم جو نہ کسی کو ثابت ہو گیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خطبہ و رجاعت کے ساتھ پڑھی کو ایک بار سہی اس لیے صاحبین کہ مذہب پر فتویٰ ہی اور حنفیہ
 نماز مستحب پڑھتے ہیں رجاعت اور خطبہ و رطل کر کے ہیں مگر یوں کہنا کہ غلام نے مجتہدین کے خلاف
 کیا محض خطا ہی اگر اختلاف مانا نہ ہوتا تو بیشک اختلاف ایہ نہ ہوتا اور اختلاف مانا نہ ہو جو بصحت
 کے رکھا گیا ہو ورنہ شائع سے رفع اختلاف کی تہذیب مکن تھی اور اس اختلاف میں بندہ شک واسطے بڑی بڑی
 معلوم نہیں ہیں **۵** دم و احکام شریعت میں ازراہ خطا بہرچہ رواد از شارع ہمہ خیرست و صواب
قال مسئلہ ہستاد و کیم را یہ غیر فقہی کہنا بنویس لکھا ہے کہ عورت کو تہذیب ہو خواہ او ثنی ہو خواہ پرانی باری
 میں برابرین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
 کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابی قلابہ سے اس **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر ان
 و حدیث سے مانع ہو اعتراض مخالفت کتاب و سنت کا اوپر نہیں ہو سکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
 نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جس شخص کی دو عورتیں ہوں پس میں ان کی طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آگے گا
 اس حال میں کہ وہ نہ خواہو سکا ٹھیرے گا ہوگا انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ میں
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرنے کو برابر کرتے اور فرماتے خدا یا یہ تقسیم ہو جو
 میرا اختیار میں ہے پس غیر اختیاری میں مجھ کو ملاست مگر نابعدی بعض سے قلب بی اختیار مائل
 ہو انتہی اور خدا تعالیٰ فرماتا **وَقَانَ خَفَافًا لَا تَعْلَمُ لَأَفْخَا حِدًا** یعنی پس اگر خوف کہ وہ کہہ

کہنا بنویس
 لکھا ہے کہ عورت کو تہذیب ہو خواہ او ثنی ہو خواہ پرانی باری

۴
 نسخہ

نہیں ہو سکتے گا تو ایک ہی عورت کو ہمتی پس معلوم ہوا کہ ازواج میں خواہ بکرہ ہوں خواہ نمیبہ بربری ہوں
 اگرچہ نہایت میں شروع تخریح میں باکرہ کو پہلے سات روز اور نمیبہ کو پہلے تین روز میں خفیہ کا انکار
 نہیں ہوتا ہے کہ کہتے ہیں کہ جتنے دن اسکے پاس ہو گیا وہ تھے ہی روز پہلی کے پاس ہوا پھر گارہ روز خلاف
 اور قرآن نزل گیا اور مسلم نے روایت جو وارد ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح کیا اور تین
 روز کے بعد ورفرا اگرچہ ہوتا ہے سات دن ہوں مگر سات سات دن اور وراج کے پاس بھی رہا نکاح انہی کے
 نہیں معلوم ہوتا اگرچہ تین دن رہے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین دن رہے ورفیام نوگاہ کیا یہ غرانا آپ کا
 پھر وہ کہیں بھی اس قدر رہا تو صحیح دلائل کے بنا کر بربری چاہیے البتہ جو بہ ابتدائی نکاح کے باکرہ کے ہاں
 سات روز کی اجازت اور نمیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی جو اس حدیث سے خواہ خواہ نہ دوسری یہ افہام کہ
 دوسری کو اس قدر مستحق ہو گا غالی تفسیر رسول فہمی سے نہیں بجائی انصاف ہو کہ جو عقل سے غالی ہوں
 اور اہل الرای یعنی عقلا پر اعتراض کریں اور مخالفت حدیث کا الزام میں حال آنکہ جب خواہ بربری کو سمجھتی تھی
 تو پھر مطلب حدیث کو موافق مقصد قائل کے کیونکر سمجھیں گے جہاں اور ضرور ابتر ہے اور بشری ان کو نہیں
 ایستہ **قال** سلسلہ ہر تہ دو مہر ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مدعی کو قسم نہ دیجائے اور یہ
 امام عظیم کا ہر سوا امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف کیا ہوا ان وصیروں کا پہلی حدیث مسلم اور ابوداؤد اور
 نسائی میں روایت ہوا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تحقیق بغیر خبر اصل اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
 قسم و گواہ برآور کہا اس کی جید و دوسری حدیث ترمذی میں روایت ہے جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما
 عنہ سے کہ نقل کیا ہے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ لکھا کہ
 کہا اور حکم کیا ساتھ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح و اقویٰ
 مسلم بن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث کی ہوا **قال** اللہ علیہ وسلم **قال** کو یسئل الناس
یدعونہم لادعیائہم ماکرم جلالہ واکرم احوالہم واکرم الیکین علی اللہ علی علیہ منی تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آدمی موافق دعویٰ اپنے کہے دے جائیگا تو آدمیوں کی جانیں
دعویٰ کر تحقیق کو یسئل الناس ماکرم جلالہ واکرم احوالہم واکرم الیکین علی اللہ علی علیہ منی تحقیق نبی

۴

حدیث
 صحیح
 مسلم
 ابوداؤد
 نسائی
 ترمذی
 جعفر بن محمد
 رضی اللہ عنہما

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن گواہ لائے درجہ پر ہیں اور قسم کھانی مینا علیہ السلام انتہی اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہو اسے شہید دینے میں نہ جاکر کہہ دے گا کہ جو کچھ کہتا ہے وہ سچ ہے اور اس کے ہاتھ میں وہ
گواہ طلب کر لیں اگر دو مرد دونوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جو انتہی اور شاہد اور یہ عین کی حدیث کو
خلا سے ملے لکھا ہو کہ کبھی بن عیین نے اسکو زکیہ ہوا اور یہی نے اسکا انکار کیا ہو پس بعد انکار کیا ہو
حجت نہیں ہو سکتی خلا وہ اسکی یہ بھی احتمال ہو کہ معنی اس حدیث کے یہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسا بلکہ جنس شاپرے سے حکم کر دیا اور کبھی میں سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونوں کا جمع کرنا ایک
شخص میں نہیں پایا گیا اور مثال کسی ایسی ہو جسے کہا جاتا ہو کہ زید گھوڑ اور خچر سوار ہوا اور مراد
علی التعاقب ہوتی ہو اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہو مگر دعویٰ کی یہی پر کیا ہے
دلائل کرتی ہو بلکہ جائز ہو کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہوا اور ہم اسکے قائل ہیں کیونکہ ایک گواہ کا اعتبار نہیں
عالم و وجود اسکا برابر ہو پس مدعا علیہ کی قسم پر جوع کیا جائیگا واسطے عمل کر کے کے شہور حدیث کہ
انتہی حاصل کلام یہ ہو کہ اول تو شاہد و عیین کی حدیث میں بعضوں نے کلام کیا ہو اور قطع نظر اسکے اس
میں بہت احتمال ہیں پس خواہ ایک احتمال کو خاص کر کے مخالف حدیث مشہور اور قرآن کر دینا اچھا
نہیں بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ دو گواہ ضرور ہیں مگر گواہ دونوں مدعی پر ہیں اور قسم مدعا
پر اس قسم سے معلوم ہوا کہ دونوں چیزیں ایک میں جمع نہ ہوں گی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسوع نہ ہوں گے ایسی
مدعی کی قسم کا اعتبار نہ ہو گا پس اگر شرکت لیجا نیکی تو سنا فی تقسیم کے ہو جائیگی پس باوجود احادیث مشہورہ
اور دلائل قطعی افکی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنی کو حجت گردانا پھر مزیدی بران امام صاحب
مہرب کو جو موافق حدیث اور قرآن کے ہو مخالف جانتا ہر تفسیر کو فہمی کے کوئی بات نہیں ہے
تحدید کو یہ نذر انگشت کو کیا ہو قال مسئلہ ہشتاد و سوم ہذا فی غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ مسوع گن کی نماز
بہت میں ایک ہی کو جو ہر نماز مسئلہ ہشتاد و چارم ہذا فی غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ نماز گن میں خطبہ نہیں پڑھا
مسئلہ ہشتاد و چہم شرب و قافیہ غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ گن کی نماز میں قنارت بہت پڑھنی چاہیے اور
یہ مذہب امام عظیم کا ہو و امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہو بخاری اور مسلم کا انہم اقول

۲
بہت

مفسرین
بہت

کتاب

میں کھایا اور الشیخ ابن اہم رحمۃ اللہ علیہ اور احادیث بروایات متعدّدہ صحیحہ
 و حسنہ و مستندہ لہذا مذہب الحنفیہ و کلام علی احادیث متعدّدہ رکوع یا نماز اخطأ
 فیہما الرواۃ و ان مہم من روى رکوعین و منہم من روى ثلث رکوعات فوجب ان
 یصلی علی المہم و هو الموافق لروایات اطارق خوقی علیہ السلام فاذا کان
 كذلك فصلکوا یعنی شیخ بن ہمام احادیث و آیات متعدّدہ سے لائے ہیں جو صحیح اور سن اور
 ثابت کہ نبوی مذہب حنفیہ کی ہیں اور کلام کیا ہو انھوں نے ثلث رکوع کی حدیثوں میں باریطو
 او نہیں راوی مضطرب ہیں کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہیں اور بعضے تین رکوع کی پس جب
 ہو کہ نماز بطور معمول پڑھی جائے اور وہ روایات سطلقہ کو موافق ہر مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو انتقی اور تمیز بین اصحاب بین میں ہو کہ ہماری حجت وہ حدیث ہے جو ابو داؤد
 میں قدیمہ سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتیں
 سوچ گمن کی سنت اور روایت کیا ہو دو رکعتوں کو ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور نہیں سجد اللہ بن
 عمر اور عمر بن عبد الوہاب اور ابو کبیر اور عثمان بن زبیر میں اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولیٰ ہو کہ چونکہ اسکا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہو اور ارفل ہر مقدم ہوتا ہو اور بوجہ کثرت راویوں کے اس حدیث
 احادیث کے اور موافق ہونے اس کے طریقہ کسودہ کو اور حدیث عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے اول
 لوگوں کی حجت قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہو کہ مذہب ہون دو نو نماز خلافت اسکے ہو اور جب
 مذہب راوی کا خلافت اسکے ہو جب کہ روایت کرتا ہو تو وہ روایت حجت نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے یہ
 روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت میں اور چار رکوع کیے ایک
 میں اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت میں اور چھ رکوع کیے ایک رکعت میں اور آٹھ رکوع کیے ایک
 رکعت میں اور اس روایت کو اخذ نہیں کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہو گا وہی جواب
 ایک رکوع کی زیادتی پر ہو گا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور ناریش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

۴
 شیخ بن ہمام

ملول ہوئے اور انھوں نے اپنے سر کو اوٹھایا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب رک
اوٹھایا ہے تو میں انھوں نے بھی سر اوٹھایا اپنے سر کو موافق عادت روزمرہ رکوع کے اوٹھایا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع میں پایا پس رکوع کیا پس اس سے دوسری بار زور تیسری بار کیا پس
جو لوگ انکے پیچھے تھے انھوں نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا ہے پھر لڑکی نے موافق اپنے گمان کے روایت کر دی اور ایسا اثباتاً جو لوگ آخر صف میں
ہوتے ہیں کبھی ہو جاتا ہے کیونکہ عائشہؓ تو عورتوں کی صف میں تھیں اور ابن عباسؓ شاذ ائمہ کی
صف میں تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف میں سورج مگن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی جس کا کل اور کا ایک مرتبہ بین ثابت ہوا حالانکہ
پس معلوم ہوا کہ راویوں سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھیں کہ منجلی ہوا ہے یا نہیں آپ بعضوں نے ہکو
رکوع گمان کر لیا پس وسیع نظر رکوع اطلاق کر دیا پس ان احادیث کی جو معنی وراثت کا ہیں یہ حدیث
باوجود ان احتمالات کے محض سنوئی انتہائی آجہ حدیث سننے جب میں صریح نقطہ ایک رکوع کا ایک
رکعت میں کرنا ثابت ہو اور داؤد اور نسائی اور شاملی نزدیکی میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ
کہا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج مگن ہوا پس قیام کیا آپ بہت دیر تک
رکوع کیا بہت دیر تک چکر لٹھایا پس کھڑے رہے بہت دیر تک چکر لٹھا کہ بہت دیر تک چکر لٹھا اور ٹیٹھے بہت
دیر تک چکر لٹھا کہ بہت دیر تک چکر لٹھے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم رکعت میں فقط ایک رکوع کیا اور یوداؤد اور نسائی میں عمرو بن عبد ربیعؓ روایت ہے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے بٹھے اور نماز پڑھانی پس قیام کیا اور نمازون سے بہت زیادہ کہ ہم آپ کی آواز نہ
سننے تھے پھر رکوع کیا اطول رکوع کہ ہم کو کچھ آوازیں نہیں آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدوں میں زیادہ کہ
ہم آواز آپ کی نہ سنے تھے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصر اور بخاری میں بھی

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گھٹن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 چادر کھینچتے ہوئے نکلے میاں تک کہ مسجد میں شریف لائے اور آدمی بھی مسجد میں جمع ہوئے پھر بعض
 اونکا ٹپڑائیں پس آفتاب نے شمس ہو گیا تیس فرمایا آفتاب اور چاند دونوں شانی ہیں اللہ کی نشانیوں کے
 ڈرنا تا ہی اللہ سے پہنچے بڑا مکوسن جب یہاں ہو پس نماز پڑھو تم یہاں تک کہ آفتاب شمس ہو جائے انتہی
 پس احادیث بعضی امین سے صحیح ہیں اور بعضی حسن ہیں بعضی دین اور کثرتوں کی تصریح ہے اور بعضی دین
 یہ حکم ہے کہ اس نماز کو مثل نماز صبح کے جواب تم پڑھ چکے ہو پھر وہ اس حدیث سے بھی دو کہ تین معلوم
 ہوئیں اور بعضی حدیث میں تفصیل ایک کوع کی ہے نیا حدیث سے تا اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی مذکور
 ہوئی اور دو کہ حدیث کو ایک کوع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہے اگر کہ یہ کوع سے زیادہ ہوتا
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فرمایا تھا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑھو اور سوقت اسکی ضرور
 تصریح کرتے کہ اس میں کوع دو ہیں یا زیادہ ہیں بلکہ جہاں احادیث صحاح میں آنحضرت صلی اللہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا ہوا ان مطلق نماز کو فرمایا ہو ورنہ اگر خلاف دستور ہوتا تو اسکے بیان کی ضرورت نہ
 تھی پس معلوم ہوا کہ شام کو فقط ایک کوع مقصود ہے پھر آپ کے فعل کی وجہ اختلاف بھی معلوم ہوئی
 اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایک کوع آپ نے کیا اور خود عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ثابت ہو گیا
 کہ خلاف روایت ہے پس اتنی موجود معلوم ہوا کہ سورج گھٹن میں ایک ہی رکوع کرنا چاہیے لہذا اگر
 امام صاحب نے ایک کوع گن دیا تو کوئی اختلاف ہوا باقی رہا خطبہ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادا نماز اور ان لوگوں کا رکوع کیا تھا جو کہتے تھے کہ بوجہ وفات ابراہیم کے سو گھنٹہ
 واقع ہوا ہوا اسکا نام خطبہ بنین چنانچہ علامہ زبیدی میں علی اختلاف میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے نماز کا حکم کیا ہی اور خطبہ کا حکم نہیں فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرما دیتے
 اور حدیث میں جو آیا ہو اسکی وجہ یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت بیان کیا تھا تاکہ انکو
 قول کو رد کریں کہ وہ کہتے تھے کہ سو گھنٹہ میں بوجہ موت ابراہیم کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹ
 ہے ہوا ہی پس فرمایا آپ نے کہ تم اس قدر مرد و شانی ہیں اللہ کی نشانیوں کے کسی کی موت اور جانتے سے

یہ حدیث صحیح ہے

شکست نہیں ہے اور جو امر کہ اسکی عدم شروعات پر دلالت کرتا ہو وہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بعد روشن ہونے آفتاب کے پڑھا تھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل غار اور عمار کے خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدر میں ہے کہ خطبہ بوجہ قصد شروع ہونے کے نہ تھا بلکہ واسطے رفع ہوا اور لوگوں کے حضور لگنا کیا تھا کہ سو فوجیہ جوت ابراہیم کے ہوا جو پس یہ خطبہ عارضی تھا انتہی اور سند امام احمد اور سند ابو یعلیٰ بن یمن ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی ابن سنی نے آپ کے ایک حرف انتہی اور طیبہ میں ابن عباس رحمہ روایت ہے کہ نبی آپ کے قریب نماز پڑھی اور قرأت نہ سنی انتہی اور شرح معانی الآثار میں سمر بن جبہ روایت ہے کہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی اور ہم نے اکی آواز نہیں سنی انتہی اور شرح مسلم میں امام نووی نے لکھا ہے کہ مذہب ہمارا (یعنی امام شافعی کا) اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور لیث بن سعد اور جریر بن عقیل کا یہ ہے کہ کسوف شمس میں آہستہ قرأت کی جائے اور حجت ان کی یہ ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت تھمنا بقدر سورتہ فیرہ کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تو ان کی مقدار بالتحین معلوم ہو جاتی انتہی **قال** سلسلہ ششاد و ششم ہادیہ فی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کانونین جمعہ پڑھنا جائز نہیں اور یہ مذہب امام عظیم کا ہے سو امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابوداؤد میں روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے **اقول** ابن ابی شیبہ نے علی رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا او نحوں نہیں جمعہ ہو اور نہ تکبیر شریق اور نہ نماز عید کی اور نہ نماز عید اضحیٰ کی مگر شہر جامع میں یا بڑے شہر میں انتہی اور ابن خرم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دوسری حدیث عبدالرزاق نے علی رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا او نحوں نہیں شریق ہو اور نہ جمعہ مگر شہر جامع میں اور امام ابو یوسف نے اس حدیث کو اٹلا میں سند اور مرفوع ذکر کیا ہے اگرچہ ایک نزدیک مرفوع ثابت نہ ہو تو اسکو سند اور مرفوع نہ کہتے تو سبھی اسکو علامہ عینی نے شرح ہادیہ کی کتاب جمعہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ امام ابو یوسف امام حدیث ہیں مجتہد ہیں اگر ثبوت اسکے رفیع کی نہ ہوتا تو مرفوع ذکر نہ کرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدر میں کہا ہے کہ اقدار علی رض کی کفایت کرتا ہے

فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ کسوف شمس صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل غار اور عمار کے خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدر میں ہے کہ خطبہ بوجہ قصد شروع ہونے کے نہ تھا بلکہ واسطے رفع ہوا اور لوگوں کے حضور لگنا کیا تھا کہ سو فوجیہ جوت ابراہیم کے ہوا جو پس یہ خطبہ عارضی تھا انتہی اور سند امام احمد اور سند ابو یعلیٰ بن یمن ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی ابن سنی نے آپ کے ایک حرف انتہی اور طیبہ میں ابن عباس رحمہ روایت ہے کہ نبی آپ کے قریب نماز پڑھی اور قرأت نہ سنی انتہی اور شرح معانی الآثار میں سمر بن جبہ روایت ہے کہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی اور ہم نے اکی آواز نہیں سنی انتہی اور شرح مسلم میں امام نووی نے لکھا ہے کہ مذہب ہمارا (یعنی امام شافعی کا) اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور لیث بن سعد اور جریر بن عقیل کا یہ ہے کہ کسوف شمس میں آہستہ قرأت کی جائے اور حجت ان کی یہ ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت تھمنا بقدر سورتہ فیرہ کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تو ان کی مقدار بالتحین معلوم ہو جاتی انتہی **قال** سلسلہ ششاد و ششم ہادیہ فی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کانونین جمعہ پڑھنا جائز نہیں اور یہ مذہب امام عظیم کا ہے سو امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابوداؤد میں روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے **اقول** ابن ابی شیبہ نے علی رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا او نحوں نہیں جمعہ ہو اور نہ تکبیر شریق اور نہ نماز عید کی اور نہ نماز عید اضحیٰ کی مگر شہر جامع میں یا بڑے شہر میں انتہی اور ابن خرم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دوسری حدیث عبدالرزاق نے علی رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا او نحوں نہیں شریق ہو اور نہ جمعہ مگر شہر جامع میں اور امام ابو یوسف نے اس حدیث کو اٹلا میں سند اور مرفوع ذکر کیا ہے اگرچہ ایک نزدیک مرفوع ثابت نہ ہو تو اسکو سند اور مرفوع نہ کہتے تو سبھی اسکو علامہ عینی نے شرح ہادیہ کی کتاب جمعہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ امام ابو یوسف امام حدیث ہیں مجتہد ہیں اگر ثبوت اسکے رفیع کی نہ ہوتا تو مرفوع ذکر نہ کرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدر میں کہا ہے کہ اقدار علی رض کی کفایت کرتا ہے

اور علامہ نے یہی نے تبیین الحقائق میں ذکر کیا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے کہ کانون والون جرہ بنہ
 بلکہ شہر والون پر ہر مثل ملائین کے اور سو جہ سے کہ مدینہ شریف کے بہت کانون تھے اور کوئی روایت
 نہیں آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو جمعہ کا حکم دیا ہو اگر واجب ہوتا تو انکو حکم فرماتے
 اور ہکو شہرت اسکی معلوم ہو جاتی اور حارث بن عباس رضی اللہ عنہ کی حجت نہیں ہو سکتی اسلیے کہ جو انی بحرین
 قلعہ کا نام ہے چنانچہ اسکو جوہری اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہے اور صاحب بیٹو نے کہا ہے کہ جو انی شہر ہے اور
 شہر کو قریہ کہتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَوْ كُنَّا نُرِيكَ هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَوْمِ تَيَّعَ عَلَيْهِ
 (یعنی کیوں نہیں اوتار گیا یہ قرآن اور پر ایک بڑے شخص کے دونوں قریوین سے) اور وہ کہہ اور
 طائف ہوا انتہی پس معلوم ہوا کہ جو انی شہر کا نام ہے لفظ قریہ کا اور پہ لطلاق کیا ہے چنانچہ قرآن شریف میں
 اسکو قریہ فرمایا ہے ایسا اطلاق پیشتر بہت تھا اور ابو عبیدہ مکی نے بھی کہا ہے کہ جو انی بحرین کے شہر کا
 نام ہے اور زمرہ شہری نے نام قلعہ کا کہا ہے اور ظاہر ہے کہ قلعہ کا حکم اور عالم سے خالی نہیں ہوتا ہے مگر اسکو
 ن عباس رضی اللہ عنہ فقط یہی فرماتے ہیں کہ جو انی میں جمعہ ہوا اس میں یہ مذکور نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو بھی اس پر اطلاع ہو گئی تھی اور انکو جمعہ پر قائم رکھا تھا علاوہ اسکے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے
 علی بن ابی طالب کے قول کو ترجیح دے کر حدیث مرفوعہ بھی آئی ہے اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہے کیونکہ قیاسی
 میں معلوم ہوتا ہے وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ سے اس امر کی کوئی روایت نہیں کہ انھوں نے وقت فتح کرنے
 ہر دن کے کانون بنہ رکھو لے ہوں اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعہ کا فقط انتظام کرتے تھے
 معلوم ہوا کہ امام صاحب کو ارشاد بہت ٹھیک اور موافق حدیث کے ہے کہ سید طرح خلاف نہیں اگر
 مقرر صاحب کی طبیعت میں ان کی طرف سے خلاف ہے ہو اگر سے ہما اس سے کیا مطلب ہمارا
 ملک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ جمیع ائمہ مجتہدین و محدثین جن تحقیق کے ساتھ حسن ظن
 یہ بیشک کسی نے مخالفت حکم شرعی کے نہیں کی اور یہ جو اختلاف فروع احکام شرعی میں ہو گیا اس
 بہت مرحومہ کی واسطے وسعت رحمت ہے اور شارع کی طرف سے اس میں بہت بڑی مصلحت ہے سب کا حسن
 ظن و حدیث سے نکلتا ہے وَلِكُلِّ حُجَّةٍ لِّكُلِّ ظَاهِرٍ لِّسَّ بے بہرہ ہیں بے سمجھے ہر کسی کو

۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کہ اس بیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً نابینا کی ماست مکر وہ نہیں بلکہ
 بوجہ عدم احتیاط کے مکر وہ ہے پس اس مسئلہ کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کہنا کمال درجہ
 کی نادانی ہے قیاس الفارق اسی کو کہتے ہیں بان خوب یاد آیا اگر ربط پابن بھرتے تو سوسلوگنا
 التزام کیونکر ہو سکتا تھا کچھ متضاد صاحب خیال نہیں کیا لکھتا ہوں بے نیکیے انھل سے کام لیتے ہیں
 سمجھتی میں نہیں آتی ہو کوئی بات ذوق و سلی ہو کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے **قال**
 مسلمہ ہشتاد و شتم بار غیر فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ جو مچھلی کہ خود بخود مر جاوے اور اولی ہو جاوے ٹھانا او سکا
 مکر وہ ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ میں روایت ہے **اقول** ابو داؤد اور ابن ماجہ
 جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ألقى البحر أو جرح عنه**
فكُلُّهُ وَمَا كَمَاتَ فِيهِ فَطَفِيَ قُلُوبُ نَاكُلُوهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیراں
 دریا یا علی ہو جائے اوس کے پس کھاؤ تم اوسکو اور جو شیر دریا میں مر جاوے اور اولی ہو کر اوپر آجاسے
 پس نہ کھاؤ تم اوسکو انتہی اور علی رض سے مروی ہے کہ فرمایا اونھوں ہماری بازو غنیمت ملانی مچھلی است
 بیع کرو انتہی اسی طرح ابن عباس رض اور ابوہریرہ رض اور ابن عمر رض سے طافی کی ممانعت میں احادیث
 مری ہیں اور ترمذی علیہ السلام نے لکھا ہے **وعن جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم مثلاً وہو**
علی مالک والشافعی فی إباحتهما الطافی ولا دلیل لهما فيما رواه لا أن المذنبینۃ البحر
ما لفظہ البحر مکتوب کیونکہ مؤلفہ مضافا الی البحر ولا یتناول ما کما ت فیہ مکر وہ
 یعنی اور ایک جماعت صحابہ رض اسی سے روایت ہے اور یہ حدیث امام مالک رض اور امام شافعی رض پر حجت ہے کیونکہ
 وہ دونوں طافی مچھلی کو مباح سمجھتے ہیں اور حجت انکی وہ حدیث جو اونھوں نے روایت کی ہے نہیں
 ہو سکتی اس لیے کہ مراد دریا کے مینہ سے وہ ہے کہ اوسکو دریا پھینک دے تاکہ موت اوسکی طرف دریا کے
 منسوب ہو جاوے زمین شامل ہے یہ حدیث اوسکو جو مرض و غیرہ مر جاوے انتہی پس معلوم ہوا کہ جو
 مچھلی دریا میں اولی ہو کر اوپر پانی کے آجاتی ہے وجہ اوسکا مرض ہوتا ہے دریا کی مری گری سے

کشف المحجوب

ابو داؤد

ابن ماجہ

ترمذی

نسائی

ابن ابی شیبہ

ابن عمر

ابن عباس

ابن علی

طافی نہیں جوتی او سپہیتہ دریا کا صادق نہیں اسکا کیونکہ دریا کے مدیتہ سے یہ تو مراد نہیں ہے کہ
 دریا ہی میں کر اگر باہر اگر مریگی تو بھی طلال ہے بلکہ دریا کی طرف جو نسبت کی ہو اوس سے مراد فعل یا ہو
 لہذا طافی پر ملتے ہو یا صادق نہیں ہوگا پھر جب حدیث صحیح ہو جو ہو اور صحابہ کا بھی مذہب بھی
 منقول ہے کہ کھانا نہیں چاہیے اب کوئی اس میں حالت ملتطرہ باقی نہیں رہی معترض صاحب نے
 تو خود ان صریح حدیثوں کی مخالفت کی ہو اور دوسروں پر مخالفت کا اعتراض اسے جان اللہ بخیر
 فی کما یخیر الخیر **نکات** مچولی عیون کران چون ہی عربیہ کو ہی زبان **قال** سلسلہ ہشتاد و نم
 ہزار غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو بیوکہ کہ وہ اوس میں کھیتی
 کرے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کر لے تو جائز نہیں ہے اور یہ مذہب عالم اعظم کا ہے سو عالم اعظم نے اس سلسلہ
 میں خلاف کیا ہوا ان دو حدیثوں کا ان **اقول** جانتا ہے کہ زمین کو کھیتی کے واسطے اجار پر
 میں اختلاف ہے حسن بصری اور طاؤس کے نزدیک کسی حال میں درست نہیں خواہ بعوض ہو
 چاندی کے دے خواہ اوس کھیتی کی تھائی چوتھائی کے عوض ہے کیونکہ حدیث میں زمین کے کرایہ کی مطلق
 مخالفت آئی ہے اسلئے کسی صورت کے نزدیک کرایہ زمین کا جائز نہیں اور ربیعہ کہتے ہیں کہ فقط بعوض صحیح
 چاندی درست ہے اور کسی شے کی عوض درست نہیں اور امام مالک کہتے ہیں کہ بدھ کو چاندی وغیرہ
 سوا ہی عام کے جائز ہے اور امام احمد اور صاحبین اور بعض مالکی اور شافعی کے نزدیک میں بعوض ہونے
 چاندی کے اجار پر دنیا جائز ہے اور مزارعۃ الثلث والرابع وغیرہ بھی جسکو غنابت کہتے ہیں درست ہے اور
 امام ابو حنیفہ اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک سونے چاندی کپڑے کھانا اناج ہتھو کی عوض میں
 کرایہ پر دنیا درست ہے اگر اوس چیز کے حصہ کی عوض جو زمین کے کرایہ سے نکلے اور سکا تھائی یا
 چوتھائی حصہ مقرر کر کے کرایہ پر دنیا درست نہیں ہے پہلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثیں بیان
 کریں پھر حدیث خیبر کا بھی شبہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہو رفع کر دین کے بخاری میں ہی
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى شَنَا أَلَوْ تَرَاعِي شَعْنَ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانُوا يَرْعُونَهَا
 بِالْثَلَاثِ وَالرَّابِعِ وَالصَّعْفِ فَقَالَ لَنْ يَصْلَى اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَرْضٌ فَلْيَرْعَهَا

میں اختلاف ہے حسن بصری اور طاؤس کے نزدیک کسی حال میں درست نہیں خواہ بعوض ہو

بخاری صفحہ ۲۱۸

صلح کے اور خراج مقاسمت جائز اس لیے کہ خراج کی دو قسمیں ہیں ایک تو خراج وظیفہ ہے اور وہ یہ ہے
 کہ امام اور نبی وظیفہ ہر سال کا مقرر کرے اور اس قدر مقرر کرے کہ زمینیں ان کی اوس مقدار کو اوشا سکین
 آوردہ سری قسم خراج مقاسمہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اونے بعض خراج زمین مثل نصف اور ثلث وغیرہ کے
 شرط کے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اون کے واسطے بیان نہیں فرمائی اگر
 مزارعت ہوتی تو ضرور بیان فرمائیے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز رکھتے ہیں اوس میں بیان مدت بھی
 شرط کرتے ہیں چنانچہ ہم بیان کرینگے اور دلیل اس پر بھی وہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہودیوں کو سوال کیا کہ اؤ کو اسی زمین میں
 اس طور سے بھنے دین کہ وہ اس کی زراعت کریں اور نصف اوس کا لے لیا کریں پس فرمایا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تم کو اس زمین میں جتنا چاہینگے تیرے دینگے روایت کیا اس حدیث کو
 بخاری اور مسلم اور امام احمد نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے کہ خراج مقاسمت تھا آوردہ
 لوگ مسلمانوں کے ذمی تھے اور ذمی کو جب اوس کی زمین پر برقرار رکھتے ہیں تو وہ زمین اوس کی ملک ہے
 اور جو شہر اوس کی اراضی لیجاتی ہے وہ خراج ہوتا ہے انتہی بل وجودیکہ صریح احادیث میں ممانعت اچکی ہے غیر
 معترض صاحب کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھ کر امام صاحب کے پردہ میں صریح احادیث کا
 طعن کیا یہ کام کہ مسلمان کا تو معلوم نہیں ہوتا جو حدیث پر طعن کرتا ہو اب معترض صاحب کا
 استنباط کمان گیا اور تقویٰ اور طہارت اور پاکدامنی کون اوشا کر لیا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ
 سے بھی پہلا اور مقدم سمجھتے ہیں اور کبھی محض اس وجہ سے کہ امام صاحب نے اوس کے موافق کہہ دیا ہے ترک کر دیا
 ہیں دوسروں پر الزام دیتے ہیں حال آنکہ قصور اپنا ہی خلاصہ تقریر یہ ہے کہ امام صاحب موافق
 ان صریح احادیث کے منجابت اور مزارعت کو جائز نہیں رکھتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے
 ہیں کہ وہ بطریق احسان مصالحت تھا معاملہ مزارعت تھا کیونکہ کہیں حدیث ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تا دم حیات اپنے جزیہ اونے لیا ہوا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کبھی جزیہ لیا ہو
 اگر زمین کا نصف جو اونے مقرر کیا تھا جزیہ نہ ہوتا تو جو وقت آیت جزیہ کی نازل ہوئی تھی اوشی وقت

اونسے جزئیہ لیا جاتا حال انکے نہیں کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ سوگ اس نصف کے اور کچھ لایا
پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول موافق حدیث کے ہے اور معترض صاحب مخالفت حدیث کے کہنے پر
کیا عملی بالحدیث اسی مخالفت کا نام ہے سوچو تو ہوا کیسی باتوں سے خود تھا اس کے اسلام میں کلام جو
مرزا اور غنی ایک زروی عقائد ایچین ہرگز دین میں بداشتہ **قال** مسلمہ نودم ہرانیہ غیر فقہ کی
کتا بونین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص فی محرم کو کوئی چیز بخش دے تو اس کو واپس لینی نہیں آتی اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہے ہوا امام اعظم نے اس مسلمہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے **اقول** بہقی اور دارقطنی اور سند رکابین روایت ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اکانت الہبۃ الذی سحیح حشر لہ لہ جمع فیہ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخش دے یا
تو واپس لیا اتنی پس حدیث میری حال ہے کہ ذی رحم محرم سے نہ لو لیا جاوے اور جس بیت میں لیا
رجوع آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ باپ کو لے لینا اور خرچ کر لینا جائز ہے اور اولاد میں بٹو تو صرف جائز
ہے معنی نہیں کہ ہر یکہ رجوع اور خرچ جائز ہے ورنہ معنی جس بیت کے خلاف ہوا لینگے پس حتی الامکان تطبیق
اولی ہے **قال** مسلمہ نودم یکم ہرانیہ غیر فقہ کی کتابونین لکھا ہے کہ جو شخص رات کو فطر
روز کی نیت کرے تو دن کو زوال کے وقت تک اس کو نیت کرنی جائز ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے ہوا
امام اعظم نے اس مسلمہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ سند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے **اقول** اس حدیث سے یہ منید ثابت ہوا کہ رمضان
روز کی نسبت یہ شاذ ہوا ہے بلکہ جائز ہے کہ روزہ قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین مراد ہوا نہیں جتنبہ کے
تزدیک بھی رات سے نیت روز کی ضروری ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رات پہلے قبل غروب کے نیت کرے
منع فرمایا ہو پس یہ تخصیص کہ ان سنگلی کلمات کے بعد نیت درست نہیں یہ صورت کیوں نہیں لیتے ہو
کہ رات پہلے دن میں نیت نہیں چاہیے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ جو شخص رات سے روز کی نیت کرے
یعنی دن میں اگر نیت ہو تو رات کے روز کی ہوا سو وقت اگر روزہ رکھ لیا اور یہ نیت نہ کر لیا کہ یہ روزہ

توضیح کی ضرورت

توضیح کی ضرورت

توضیح کی ضرورت

شب ہو تو روزہ اوسکا نہیں ہوگا اسصورت میں لفظ صائم کے متعلق ہوگا لفظ یقیناً
کے متعلق ہوگا اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہے اور کوئی دلیل اس پر نہیں کہ
مِنَ اللَّيْلِ كَمَا يَتَّقِيْكَ سَمِعْتُكَ يَا جَابِلُ صِيَامٌ قَرِيبٌ اَوْ هُوَ زَادَهُ اسحقاق بوجہ قرعہ کرتا ہوا یا
اس حدیث میں کمال روزہ نفعی مرد ہو یعنی کامل روزہ اوسکا نہیں ہوگا اور فضیلت روزہ کی اصل
ہوگی جب تک کہ رات شربت نہ کر لیا جائے ضومیں وارد ہوا کہ جو شخص ہم اللہ نہیں کریگا اوسکا وضو نہیں
ہوگا اس نفعی کمال کی ہی اور جیسے جارحہ کی نسبت ارہو کہ جو شخص مسجد کے متصل رہتا ہو کسی
غار سو او اس مسجد کے نوگی پس یہاں بھی نفی فضیلت کی ہو اس قسم کی بہت احادیث وارد ہیں
بسطرطمان احتمال نہایت قوی ہیں علاوہ اسکے اس حدیث کے مرفوع ہوئے ہیں کلام یہ ترمذی
ترکیہ موقوف ہو اور اگر اکثر اسکے موقوف ہونے کے قائل ہیں بعض نے مرفوع کہا ہے پس جس حدیث
اسفندہ ضبط اب ہو اور دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہوں اور اسکو صحیحین کی حدیث وقرآن پر ترجیح دی
نہیں چاہیے امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں لکھا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَهُ تَعَالَى كَلَامًا وَاشْرَبَ الْخَمْرَ
لَكَ الْخَمْرُ مِنَ الْخَمْرِ حِينَ الْحَيْضَةِ الْأَسْنَدُ مِنْ النَّجْدِيِّ ثُمَّ لَقِيَ الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ أَبَا أَرْكَانٍ
وَاشْرَبَ إِلَى طُلُوعِ النَّجْمِ ثُمَّ أَهْرَأَ الصِّيَامَ بَعْدَ ذَلِكَ ثُمَّ وَهِيَ لِأَخِي فَقَسِرَ الْعَزِيمَةَ بَعْدَ
الْفَجْرِ وَرَوَى اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ رَجَلَ أَنْ أَذِنَ فِي الْكَاكِسِ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُمْسِكْ
إِنَّهُ يَكُونُ مِنْ لَوْ كَانَ أَكَلَ فَلْيُمْسِكْ عَنِ الْجَاهِلِ بِدَلِيلِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا يَكُونُ وَمِنْ يَوْمِهِمْ
کہ صبح صادق کا وہ پہلا روزہ تھا کہ روڑ گورات تک خدا تعالیٰ نے کھانے اور پینے کو
طلوع صبح صادق تا سبیل کیا ہے پھر حکم کیا ہے روز یکا بعد اوسکے ساتھ لفظ نہ کے اور لفظ تم و
ترجمی اور مہلت کے انما ہے پس عمر روزہ کا استعمال بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں پکار دو کہ جس شخص نے کچھ کھایا ہو جان سے کچھ
باقی دن نکارتے اور جس نے کچھ کھایا ہو لیجان سے کہ روز رکھے انتقی اور شیخ الاسلام علامہ ابن
نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم بن سلیمان بن الاکوع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

سید محمد

۴۲

علیہ وسلم نے ایک شخص انسلی کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں کہہ دو کہ جس نے کھالیا ہو یا پس چاہیے کہ باقی دن نہیں رکھتا
 اور جسے نہیں کھالیا ہو یا پس چاہیے کہ روزہ رکھ لے اس لیے کہ آج کا دن عاشور کا ہے اس حدیث میں
 اس امر پر دلیل ہے کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہوا اسکے کے روزہ رمضان کا واجب تھا اس واسطے
 کہ باقی دن نہ کھائے گا اسی روز میں حکم ہوتا ہے جو مفروض متین ہو بر خلاف قضا فی رمضان
 اگر اوس میں افطار کرے تو یہ حکم نہیں پس معلوم ہوا کہ جسے روزہ کسی دن کا متین ہوا اور اس سے
 اوسے نیت اوسکی نکی ہو تو دن کو نیت اوسکی کافی ہو جائیگی اور یہ بار بار اسکے ہے کہ روزہ عاشور کا
 واجب تھا اور ابن جوزی نے اسکو نسخ کیا ہے اور اس حدیث سے جو بخاری اور مسلم میں معاویہ رضی
 روایت ہے کہ سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشور کا ہے نہیں فرض کیا گیا
 ہے یہ روزہ اوسکا پس جو چاہے تم میں سے روزہ رکھ لے رکھ لین تو روزہ دار ہوں پس روزہ رکھا تو میں
 نے اور اس دلیل سے بھی منع کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کو نہ جھوٹا نہ خیالی تھا حکم
 قضا کا نہیں دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا باینطو مردود ہے کہ معاویہ بن فرج مکہ کے مسلمانوں میں
 ہیں پس اگر انھوں نے اس حدیث کو بجا سلام اپنے کے سنایا تو ظاہر ہے کہ سن تو یاد میں ہے چہ یں
 سنا ہو گا پس سننا بحدیث ہے کہ روزہ عاشور کے روزہ رمضان سمجھا تو معنی اس حدیث کے ہوگا
 کہ بعد واجب ہو رمضان کے روزہ عاشور فرض نہیں تاکہ اس حدیث میں اور ان حدیثوں میں
 جو صریح روزہ عاشور کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں تطبیق ہو جاوے اور اگر قبل اسلام اپنے کے سنایا
 تو جائز ہے کہ پہلے فرض ہو روزہ عاشور کے سنایا ہو اور عاشور کا روزہ رمضان کے روزہ سے منسوخ
 ہو گیا ہے چنانچہ بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی روایت ہے کہ کما و انھوں نے عاشور کا روزہ قریب زمانہ
 ایستین رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے تھے پس جب آپ مدینہ تشریف لائے
 لے عاشور کا روزہ رکھا اور حکم کیا اس روز کا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا ہر چاہا
 اور جو چاہا ترک کرے اور ہونا لفظ کا مشترک در میان استحباب و مردہ جو یہ منع ہے اور اگر اسلام
 کا یہ قول عائشہ رضی کہ جب رمضان فرض ہوا فرمایا ہر چاہا ہے رکھے اور جو چاہا ہے نہ رکھے

لکی ہو کہ فرمایا او بخون نے اس چیز میں جو زمین کا جو ہے تھوڑی ہو یا بہت دسواں حصہ ہو انتہی سیدھا
 ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ عن عبد العزیز بن ابی جہاد اور ابی ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت کی جو پس ان احادیث
 سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر میں عشر دینا آتا ہو کہ وہ ان احادیث میں مطلق مقدار کا بیان
 نہیں بلکہ عام ہے قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے پس جن حدیثوں میں پانچ و سوا کا بیان ہے وہ رکوع تجارت
 میں اور زمین کو نہ قیمت و سوا و سوقت چالیس درہم تھے چنانچہ علامہ زبیدی نے تفسیر نے اسکی تفسیر
 کردی ہے بلکہ لفظ صدقہ کا اس میں مع وجود ہو اور صدقہ رکوع میں لکھتے ہیں اسے ریاض زمین پر نہ لکھا
 اہم ہو علاوہ اسکے عام کو خاص ترجیح ہو اور سنائیہ میں لکھا ہو کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے کہا ہے کہ قوی
 مذہبوں کا اس مسئلہ میں مذہب ابو حنیفہ کا ہے باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر بائینہ احتیاط
 اور دعویٰ بالدلیل کے جیسا کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے فرمایا سالہ محقق کو غمانا حق کو نہ پہنچانا
 ہو جب امر حق کو غمانا تو اسکی بات کا کون ٹھکانا حسد کی بی آنکھوں پر بندھی ہو اور مخالفت صاحب
 دل میں ٹھنی ہو ہر بات میں بوی نفسانیت آتی ہو سرخن میں انکار دین کے ساتھ بدعتی بولی جاتی ہو
 گیر کہ تمام صحیحین از برداری با آن کہ چہ کنی کہ نفس کا فراری ہو سر را بر زمین سجہ نمی بہر نماز نماز تہ
 بہ کہ در برداری **قال** مسئلہ نمود سوم بدیع غیر فقہ کی آن بخون لکھا ہو اگر صاحب اختیار ہو کہ کھند اور
 مال بوسی جنس کا لکھا ہو تو اس مال کو پہلے مال میں شامل کر دے ورنہ وہ کل مال اور سب کا لکھا ہو تو اس مال
 جو کہ پیچھے حاصل ہوا ہے برین گذر ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے جو علما اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف
 کیا ہو اور حدیث کا جو کہ ابو داؤد میں روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **اقول** تنہا
 شرح موابہ الرحمن میں لکھا ہو **وَلَمَّا فَانَ الْمُسْتَفَادُ مِنَ الْحَنْسِ قَوْلُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اَنَّ
 مِنَ الشَّہْرِ شَهْرًا ثَلَاثُونَ فِیْہِ زَكَاةٌ اَمْوَالُہُمْ اَحَدَاتٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَلَمْ یَرَ فِیْہِ حَتّٰی
 یُجِیءَ رَاسُ الشَّہْرِ دَاۤءُ الزَّمِیذِ فَعَبَا یَقْضِیْہُ اَنْ یَّجِبَ الزَّكَاةُ فِی الْحَادِثِ عِنْدَ حُجَّةٍ
 رَاسِ الشَّہْرِ وَمَا کَانَ لَیْسَ بِبَیِّنَاتٍ وَلَکِنْ ثَبَتَ فَاَیْسُ فِیْہِ مِلَّتَانِ فِی مَدَنِیْنَا لَا تَدْعُو
 لَا یَجِبُ الزَّكَاةُ فِی مَالِ حَتّٰی یَحُولَ عَلَیْہِ الْحَوْلُ اِمَّا اَصَالُہُ اَوْ تَبَاعًا مَّا فِیْہِ لَا وَکَلَاۤءَ**

۴۰
 منہ القدر
 منہ الزمان
 وانما

۴۱
 باب فی
 فی حقیقتہ

۴۲
 فی حقیقتہ
 فی حقیقتہ
 فی حقیقتہ

یعنی ہماری دلیل ایک جنس کے مستفاد میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تحقیق سال میں ایک مہینا ہو کہ ادا کیا کر تم زکوٰۃ مالوں اپنے کی اوسمیں پس جو چیز بعد اسکے حادث ہو جائے پس زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ آج اوہی مہینا روایت کیا اسکو ترمذی نے پرچ حدیث اس امر کو نقصانی کہ حادث میں زکوٰۃ وقت شرع اوس سال کے ہو جاتی ہے اور وہ حدیث جو او نحوں روایت کی جو ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو اوسمیں وہ امر نہیں جسکے ہمارا مذہب مخالف ہو کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ نہیں واجب ہے زکوٰۃ مال میں جب تک کہ سپر ایک سال نہ گزرے یا تو اصالۃ یا بالشیعہ جیسے درمیان سال کے بچے جانوروں کے پیدا ہونے سے اور زیادتی منافع سے زکوٰۃ پور سال کی تاجاتی ہوتی

قال سلمۃ بن وہب ہمارے ہادیہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز میں امام سمیع اللہ من حجۃ کے ساتھ دیکھا کہ حجۃ کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف کیا جو ان دو حدیثوں کا انحراف **قول** تبیین الحقائق میں لکھا ہے روایت کاوی ابو ہریرہؓ و انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہما کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام سمیع اللہ من حجۃ فقولوا ربنا اللہ الحمد وراۃ البخاری ومسلم قسم بنہما والقسمۃ ثنائی فی الشریکۃ وما رواہ ابو حنیفہ علی حالۃ الانفرد وکان الطحاوی رحمہ اللہ یجتاز قولہما وهو رواية عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہے جسکو ابو ہریرہؓ و انس بن مالکؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ امام سمیع اللہ من حجۃ کہے پس تم کہو ربنا اللہ الحمد کہ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان امام اور مقتدی کے تقسیم کر دی ہے اور قسمت کرنا منافی اشرک ہے یعنی اگر امام دونوں کہے گا تو تقسیم نہ ہوگی اور وہ حدیث جو صاحبین نے روایت کی ہے حالت انفرد بمحمول ہے اور امام طحاوی اختیار کرتے تھے مذہب صاحبین کا اور اسی کی امام صاحبؒ بھی ایک روایت پر ہوتی ہے جس روایت میں امام صاحبؒ امام کو تہمید کرنا نہیں آیا لہٰذا اسکی بنا اصل حدیث مذکور پر ہے کہ اوسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے واسطے تسبیح رقتدی کے لیے تہمید مقرر کر دی ہے اور قول فضل پر

بہار شریعت
ج ۲
صفحہ ۲۷۷

مقدم ہوتا ہے پھر نعلین پہن کر حالت انفراد میں ہوا اور جس روایت میں امام کو دونوں چپاڑ
 او کی بنا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کہ ظاہر عام نہیں معلوم ہوتا ہے غرض امام صاحب کے دونوں
 روایتیں موجود ہیں اور دونوں کے ماخذ صحیح احادیث ہیں پھر مخالفت کا الزام لگانا گویا جان بوجہ کے
 اندھا بنانا اور اپنا جھگڑ کر چبنا ہوا ہے۔ **ابن ماجہ** نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ **ابن عمر** رضی اللہ عنہما
 نود و خم ہوا یہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ تہجد کے وقت مرد کا نون تک ہاتھ اوٹھا و عورت
 سوٹھون تک ہاتھ اوٹھا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس طریقے میں حدیثوں کا انحراف
اقول مسلم بن یحییٰ عن قائل بن حجر انکذا رأی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیکما حیث
 دخل فی الصلوة کبر وضعہما حیال اذنیہ الحدیث یعنی وال بن حجر سے روایت ہے کہ
 انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھ کو جنب ترین داخل ہوئے تکبیر کی و
 کیا دونوں ہاتھ کو مقابل کرنے کے انتہی سطح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے روایت ہے
 اور سند امام احمد اور سند اسحق بن راہویہ و سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب کے
 روایت ہے **وقال** کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رفع یدیکما حتی تکون
 ابھما حداء اذنیہ یعنی کہا انھوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوفت نماز پڑھتے
 اوٹھاتے دونوں ہاتھ کو ہاتھ کے مقابل کرنے کے ہوجاتے انتہی اور دارقطنی کی
 روایت میں **ثم یعد بھی** پر جس کے معنی ہیں کہ پھر ہاتھ نہیں اوٹھاتے تھے اور سند رک رسنیقی
 اور سنن دارقطنی میں ان سے روایت ہے **وقال** رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر
 فاذی بالکامیہ اذنیہ الحدیث یعنی کہا انھوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 تکبیر کی پہلے مقابل کیا انگوٹھوں کو دونوں کے انتہی اور حاکم نے کہا اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط
 بخاری و مسلم کے ہے اور ابو داؤد اور صنف ابن ابی شیبہ و شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب کے
 روایت ہے **وقال** کان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لا یتکبر الصلوة رفع یدیکما حتی
 تکون ابھما حداء فیما من مشعری اذنیہ لولا یعق یعنی کہا انھوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ

ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما

نود و خم ہوا یہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ تہجد کے وقت مرد کا نون تک ہاتھ اوٹھا و عورت

وسلم سوقت یکجہ کہتے شروع نماز کے اٹھاتے ہاتھ کو یہاں تک کہ دونوں انگلیوں کے قریب کان کے
 ہو جائے پھر ہاتھ نہیں اٹھاتے انتہی پس جب اس قدر صبح امانت سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا ہونے کا تھا تو اٹھاتے تھے اور بعض حدیثوں میں ہونڈھوں تک لے کر اپنا التطبيق ان احادیث میں بھی
 جائز ہے پس ایک جگہ ہی جو شرح عثمانی الاثر میں مذکور ہے کہ وائل بن حجر سے روایت ہو کہ میں نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابل کانوں کے وقت تکبیر اٹھاتے دیکھا جب اگلے سال میں آیا تو وہ لوگ لیا
 سرائی پہنچے ہوئے تھے اور ہاتھوں میں ہونڈھوں تک اٹھاتے تھے پس معلوم ہوا کہ بوجہ سردی کے اگر ہونڈھوں
 ہاتھ اٹھاتا ایسا تو کہ بوضاعت نہیں اور اگر ہاتھ کھینچے ہوں اور بوجہ جاکے کہ میں نے ہونڈھوں تو
 کانوں تک نہ اٹھا تاہم یہاں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائے پس ہونڈھوں حدیثوں میں
 قطعی ہے کہ یہ بوجہ جاکے جانتا کہ بوجہ ہاتھ اٹھائے اور زیادہ تکلیف نہ کرے اور اگر کوئی عذر
 نہ ہو تو ہونڈھوں تک اٹھاتا چاہیے اور علامہ ابن شام نے دوسری وجہ تطبیق کی یہ بیان کی ہو کہ
 جب انگلیوں کے ہاتھ کانوں کے متصل ہونگے تو ہتھیلی ہونڈھوں کے مقابل ہو جائیگی پس روایتوں میں تطبیق
 ہو جائیگی نیز جب ہتھیلی مقابل ہونڈھوں کے ہوں تو یوں کہنا صادق ہو کہ ہاتھ ہونڈھوں کے برابر
 اور کانوں کے قریب کے بھی مقابل ہو گیا اور ہتھیلی پہونچ جائیگی تو دوسری روایت فروع کی صحیحی
 آجائگی اور انگلیوں کے بھی لو کے برابر ہونگے پس ہونڈھوں وایتیں مطابق ہو جائیگی چنانچہ ابوداؤد و ابن
 وائل بن حجر سے روایت ہوا کہ ابصر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حين قام الى الصلوة
 فرفع يده حتى كانتا بحبال مسكديه وحاذى يده امية اذ نكس يده حتى اوصى
 نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوقت نماز کے لیے کھڑے ہوئے پس اٹھائے دونوں
 ہاتھ اپنے مقابل ہونڈھوں اپنے کے اور مقابل کیا انگلیوں اپنے کو کانوں اپنے انتہی اس قدر
 سے حد معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں بلکہ روایت میں بعضوں نے ہاتھ کا مقابل
 ہونڈھوں سے اور کسی کانوں سے بیان کر دیا فقط لفظ شافری ہوا ایک یہ چاہئے پس روایت پر
 دونوں روایتوں کو جمع کر کے بیان کر دیا ہے پس یہاں تک کہ حدیث سے زیادہ مطابق ہو

۴
 شرح عثمانی
 فیہ بیان
 ۵
 فیہ بیان
 ۶
 فیہ بیان

در بیان میں کوئی رجل مجہول ہو اور عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہو چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار کے باب صغۃ الجلووس فی الصلوۃ کیف ہو میں اسکو مفصل لکھا ہے غرض یہ حدیث خالی از اختلاف نہیں علاوہ اسکے اس طرف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہیں لہذا اول احادیث کو ترجیح دے اور تیسری صحیحی کی کیف الجلووس فی التشہد میں کہا ہے کہ اگر اکثر اہل علم کا عمل ہو اور تو رک کو کہا ہے کہ بعض اہل علم کا عمل ہے **قال** مسلمہ نو دو ہفتہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہے لیکن اگر اگر رکعت زیادہ پڑھے جائز نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسلمہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو مسلم میں روایت ہے حدیث ہشام سے **الخ قول** امام صاحب کے نزدیک یہ حدیث بھی مکر وہ نہیں مگر امام شافعی کے نزدیک اسقدر بھی مکر وہ ہیں اور حدیث میں مسلم کے جو آیا ہو وہ ان اور صورت ہے یہ صورت نہیں کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت میں واسطے تشہد کے بیٹھنا جائز ہے اور حدیث میں وہ صورت کہ وہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نہیں بیٹھے اٹھوین رکعت میں بیٹھے تھے پس اس مسلمہ کو مخالف کہنا حال آنکہ میں دوسری صورت ہو محض بجا ہے علاوہ اسکے بڑا مان شرح سوانہب الرحمن میں لکھا ہے **ان ایتھایا اذ یتمۃ علی القعود علی کل شفعہ لکافرین کذلک علی انفساخذہ او انہ من حصۃ الخصۃ** یعنی تحقیق ایٹھا کرنا سب اماموں کا اور بیٹھنے کے ہر دو رکعتوں میں بسبب اسوجہ جو ہم بیان کر چکے دلیل علی ہر دو رکعتوں کے یہ کہ وہ خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی تھی چونکہ اہل اد رکعت نیز اختلاف کا تیسرا اور ہر ایک نے جو اس کے نزدیک ہے اور ہر ایک نے اس لیے امام صاحب کے نزدیک افضل چار رکعت موافق حدیث صحیحین کے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک ہر رکعت ہیں اور صاحبین کے نزدیک میں دو اور دن میں چار ہیں اور سب کی اسرالات احادیث سے موجود ہیں خود احادیث اس میں مختلف آئی ہیں اور جو اختلاف امام نووی نے شرح مسلم میں یہ لکھی ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلاف خود عائشہ رضی اللہ عنہا ہی اور بعضوں نے کہا ہے یہ یونان کے اختلاف ہو گیا ہے پس احتمال ہے کہ یہ رکعت تو اس

جلد اول صفحہ ۲۵۳
مکتبہ اسلامیہ
الذوق النواظر
لے برائے باب

مسئلہ ہدایہ میں لکھا ہے **اِنْ كَانَ الْاَفْضَلُ اَنْ يَقْرَأَ** یعنی اگر بہتر یہ ہو کہ قرات کرے اتنی گو حدیث مذکور
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت اونسے غیر متین بنا یہ میں لکھا ہے **رَوَى اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ**
عَائِشَةَ عَنْ قُرْآنِهِ فِي الْاَخْرَبَيْنِ قَالَتْ اَوْكَمَا عَلَى جِهَةِ الشَّامِ یعنی روایت ہو کہ ایک
 شخص نے عائشہ سے سوال کیا دو کھیتوں اخیر میں قرات کا فرمایا پڑھ بطریق دعا کے اتنی پس اس سے
 معلوم ہوا کہ بطور قرات کچھ کا پڑھنا نہیں چاہیے بلکہ بطریق دعا کے پڑھے پس اس سے بھی استنباط کیا
 جس امام صاحب کی مخالفت کیونکر ہو سکتی ہو یا ان اگر کوئی وجوہ ثابت کرے تو ہو جائیگی مگر امام صاحب
 کی پھر کیا تخصیص ہو خود صحابہ رضہ کا مذہب ہو جو وہی ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہیں کہہ سکتے
 بلکہ انہی صحابی کا قول بھی محبت ہوتا ہے اس وجہ سے کسی حدیث سے اخیر میں وجوہ ثابت نہیں ہوتا
 بلکہ ان حدیثوں سے خود واضح ہو گیا کہ استنباط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے اور بعضی مروج
 روایتوں میں جس نے امام صاحب سے نقل کی ہو کہ قرات فاتحہ افضل تسبیح کہنے سے ہو اور اگر تسبیح نہ کہی
 اور قرات نہ کی تو گنہگار ہو گا اگر بھول کر ترک کریگا تو سجدہ سہو لازم آجائیگا اور شیخ الاسلام علامہ
 ابن ہمام نے اس روایت کو احوط کہا ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعَلَيْهِ اَتَمُّ قَال** مسئلہ عدم فتاویٰ عالمگیری
 میں لکھا ہے کہ بسم اللہ اور آمین غازی میں بکار کر کہنی مکروہ ہے اور جامع الرموز میں محیط سے نقل کر کے
 لکھا ہے کہ غازی میں آمین آہستہ کہنی سنت ہے اور بکار کر کہنی مکروہ ہے اور ہف راثیہ غیرہ فقہی کتابوں
 میں لکھا ہے کہ امام اور مقتدی غازی میں آمین آہستہ کہیں اور یہ مذہب امام عظیم اور امام مالک
 اور اہل کوفہ کا ہے سو امام عظیم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان پر
 حدیثوں کا **اِقْوَل** قول پہلی حدیث البوداؤد **اِقْوَل** پہلی حدیث مشند
 امام احمد کی **عَنْ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّكَ صَلَّيْتَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرَ الْمُعْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَخَفِيَ بَعْضُ
صَوْتِهِ یعنی واثل بن حجر سے روایت ہے کہ اونھوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پونچھے والا الضالین پر آمین کہی اور پوشیدہ کیا

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

علیہ وسلم ولا الضالین پر پونچھے تو آمین کی اور آہستہ کی انتہی تھنے دونوں حدیثوں موقوف کے
 جواب میں مرفوع حدیثیں لکھی ہیں علاوہ اسکے پانچویں حدیث بخاری جلد ۱۸۱ بیان کی ہے اور حضرت
 صاحب نے کہا روایت کیا بخاری اسکو حال آنکہ بخاری کتب میں روایت اسکی نہیں لکھی نعمۃ اللہ علیہ
 النکاحین ۵ چلا درست دزدی کہ بکثرت چراغ دارند چہرہ دوسری غلطی متعرض صاحب کے یہ کہ نہ
 مرجع جہر میں ٹھیکہ حال آنکہ طلاق آمین کی طرف ضمیر میری ہے اور سنہ ۱۰۰۰ میں کہان عمر آمین کو ترک نہیں
 کرتے تھے اور گو گو کو آمین کہنے پر برائگی کرتے تھے اور زانیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے آمین کی حدیث
 مرفوعہ سنی ہے اس قول سے آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی اسکے ہم بھی قابل ہیں مگر جہر سے
 ثابت نہیں ہوتا یا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے فعل سے ثابت ہوتا ہے سیلیہ ہنے اخفا کی مرفوع حدیث لکھ
 ہر قول چھٹی حدیث آہ اقول پانچویں حدیث صحیح میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الغصوب
 علیہم ولا الضالین پر پونچھے تو آمین آہستہ کی انتہی قولہ ساتویں حدیث آہ اقول چھٹی حدیث نزدیکی
 میں ہے عن علقمہ بن وائل عن ابیہ اَنَّ الدَّيْلِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ آخِرَ الْمَغْصُوبِ
 عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ وَخَفَضَ يَدَا صَوْتَهُ يَمِينِي عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللَّهِ رَوَيْتُ
 کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا آخر المغصوب علیہم ولا الضالین پس آمین کی اور پت
 کیا آواز کو انتہی قولہ اٹھویں حدیث آہ اقول ساتویں حدیث تہذیب التاثر میں ہے حدیثنا ابوبکر
 ابْنِ عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ وَائِلٍ قَالَ لَمَّا يَكُونُ عَمْرُو عَلَى شَرِّهِ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ عَنْهُمَا
 يَجْعَلُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا الْكَلِمَةَ الْكَلِمَةُ وَلَا يَمِينِي أَبُو وَايِلَ سے روایت ہے کہ عمرؓ اور علیؓ
 بسم اللہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے اور آمین میں جہر کہتے تھے انتہی قولہ نوین حدیث آہ اقول
 ضعیف ہے کیونکہ حجۃ بن عدی کہتی ہے جو اسکے راوی ہیں او کو تقریب میں لکھا ہے کہ خطا کرتے تھے
 جس حدیث خطا واقع ہوا اسکی حدیث قابل محنت نہیں ہے اور جہر کہ علی رضہ کا فعل عدم جہر ہے
 چنانچہ ابھی ہم نے حدیث صحیح تہذیب التاثر سے نقل کی ہے اگر نہ حدیث صحیح ہوتی تو علی رضہ ترک جہر
 نہ کرتے اور ابن ابی حاتم نے بھی کتاب الاصل میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ کیا کہ حدیث

علیہ وسلم
 باب جہر
 التاثر میں
 حدیث نزدیکی
 میں الصلوۃ
 میں حدیث
 انکار عباد
 میں حدیث
 صحیح تہذیب
 صحیح تہذیب
 صحیح تہذیب

بھی نماز ہزارہ میں ہو فاقہ پکار کر ٹپھنی تاکہ مقتدیوں کو تعلیم ہو کہ اس محل پر پڑھنا اسکا سنت ہو
 اسی قبیل سے ہو پکار کر کہن امام کا امین کو اور یہ اختلاف سبب ہو کہ اسکے عامل اور تارک کو ہزارہ کہا جاوے
 اور یہ مثل رفع یدین کے ہیں نماز میں کہ کرنا اور نہ کرنا اسکا جائز ہو نہ ہی نہیں اس ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے بعد قرات فاتحہ کے امین نظر تعلیم پکار کر فرمائی تھی کہ تاسمجھ جاوین کہ اس محل پر امین کی جاتی ہو
 ورنہ جتنی احادیث عا اور قرات اور تسبیح کی سماعت میں آئی ہیں سب جہر ثابت ہو جائیگا حالانکہ
 کوئی بھی جہر کا قائل نہیں ہو لہذا یہاں حدیث آہ قول ابن حدیث سند رک میں حاکم نے
 اضافی امین کی روایت کی ہے اور اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور جہر کی روایت میں حاکم اور بیہقی
 بشر بن رافع ہی اور وہ راوی ضعیف ہیں حدیث جہر کو علی شرط الشیخین کہنا حاکم کا اور حسن کہنا
 مخالف شرط بخاری وغیرہ کے ہو گا قولنا یہاں حدیث سے اکیسویں حدیث تک قول
 و ثوبین حدیث روای ابوہ و عینہ انکسلی اللہ علیہ وسلم قال امین و خضر لہا
 صوۃ کا یعنی روایت کیا ابو داؤد و طحاہی وغیرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امین کی
 اور بہت کی ساتھ امین کے آواز اپنی انتہی آسماں رہوین حدیث سے اکیس تک کسی جہر ثابت نہیں ہو کہ
 بلال کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی اور امام کی آمین ایک وقت میں ہوا امین
 جہر کا نشان بھی نہیں آسبیطح اور حدیث بنین فقط آمین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جہر کی اونسے
 بوجہ نہیں آتی اسلئے تمام فقہاء اور محدثین ان احادیث کو فضائل آمین میں بیان کرتے ہیں اور
 اگر کسی جہر کا بیان کیا تو فقط اسکا اتنا ہی ہے جہر نہیں کہ چونکہ لفظ قول سے جیساکہ بخاری میں ہے یہ
 استنباط کرنا کہ جہر راوی فقط اپنے مذہب کی تائید ہے حدیث الفاظ ان معنی سے ہزاروں کو سن و سون
 ورنہ قل ہو اللہ اور قل محمد و رب العلقی اقول الحمد للہ ربنا سے جہر ثابت ہو جائیگا اسلئے احادیث
 میں راوی کہ جب صبح کو اوٹھو تو چون کہو اور جب سے کو لیٹو تو کہو اور جب کھانا کھاؤ تو کہو کہو
 جب قرآن غم کرو تو کہو اور جب باتانہ سے کھاؤ تو کہو اور جب اونچا کھائے تو کہو اور جب لیٹا
 ہو گا اسلئے جب امام سے اللہ و اللہ کہے تو حدیث میں آیا ہے کہ اللہ اللہ اللہ اللہ

۹۰
 یہاں جہر کا بیان ہے
 جہر کا بیان ہے

ایسے ہی التحیات پر ہے کیوں اسے بھی لفظ قولا ایا ہی ہے قعدہ میں التحیات پڑھا کروان تمام کو ہر سے پڑھنا
 کیون نہیں سنوں گے اور ان کے آہستہ کہنے کو کیوں سنوں گے ہو حال انکا قولا اور فعل انہیں بھی موجود ہو کر
 معلوم ہوا کہ ان الفاظ معترض صاحب کا استدلال کرنا محض منالطہ اور فریب ہی عوامی کی سی ہی ہو گا کہ
 اس پر قوف نہیں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہے ہوں بلکہ بعض اوقات اسے تعلیم کچھ فرماتے کیا یہ
 بیوقوف ہر ظاہر نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ سے اونکا حسد کرنا تصور ہی ہو تو جتنے اقوال و افعال جو غامضین
 صادر ہوتے تھے کیا اونکا علم تھا اور آئین کو تو ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ بعض اوقات جو کہتے تھے کیا
 اوقات کا ہر ایک علم کیسے کافی ہو گا اسید وجہ اونکو حسد تھا کہ یہ لوگ نازین آئین ضرور کہتے ہیں او
 ہم لوگ آئین کی فضیلت سے خود بہتے ہیں جہر کچھ موقوف نہیں اور احادیث انفا کی اسکی توثیق
 اور خود معترض صاحب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا ہو کہ لوگوں آئین چھوڑ دیں صحابہ اور تابعین کا
 چھوڑنا بھی لفظی ذیل ہی کیونکہ طلاق چھوڑ دینا خواہ شہر آشوب خواہ ہر اگر لیا جائیگا تو یہ صحابہ نہایت بعید ہی
 کہ طلاق آئین میں ہو سکا اتفاق ہی اور احادیث میں بھی فضائل اوسکے موجود ہیں مگر اور جو میں اختلاف
 پس معلوم ہوا کہ صحابہ آئین میں جہر نہیں کرتے تھے اور جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نہ کرنا تو مسمیوب سمجھا تو اسکا
 تعجب نہیں صحابہ میں اس قسم کا انسلان رہا ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئین کا آہستہ کرنا
 اور اس طرح صحابہ ثابت ہوا اس پر غرض متصل آہستہ کہنے کو برا سمجھنا اوس پر منحہ یہود میں کچھ قوف نہ ہو
 گیا ہون حدیث طحاوی کی عن ابی وائل قال کان عمر و بن الخطاب یحکم ان یؤذی الناس
 ولا یأخذون ولا یأمنون یعنی ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کما انہ یؤذون عمر رضی اللہ عنہ
 اور ابو ذاب اللہ اور آئین میں جہر نہیں کرتے تھے انتہی بآرہون حدیث بخاری اور مسلم کی عن
 انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحلف ابی بکر و عمر و
 عثمان فلو اسمع احدکم منهم یقرأ بسم اللہ الا ان یحکم یعنی انہی سے روایت
 کہ کما انہ یؤذون نماز ہی میں نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نیچے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما
 کے پس نہیں سناتے کیا وہ نہیں کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی اور تیرہ ہون حدیث مسلم میں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
 اس پر غرض متصل آہستہ کہنے کو
 برا سمجھنا اوس پر منحہ یہود میں
 کچھ قوف نہ ہو گیا ہون حدیث طحاوی کی
 عن ابی وائل قال کان عمر و بن الخطاب یحکم ان یؤذی الناس
 ولا یأخذون ولا یأمنون یعنی ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کما انہ یؤذون عمر رضی اللہ عنہ
 اور ابو ذاب اللہ اور آئین میں جہر نہیں کرتے تھے انتہی بآرہون حدیث بخاری اور مسلم کی عن
 انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحلف ابی بکر و عمر و عثمان فلو اسمع احدکم منهم یقرأ بسم اللہ الا ان یحکم یعنی انہی سے روایت
 کہ کما انہ یؤذون نماز ہی میں نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نیچے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما
 کے پس نہیں سناتے کیا وہ نہیں کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی اور تیرہ ہون حدیث مسلم میں

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٌ وَمَعَهُمَا فَتَنَّا
 يَسْتَفْهِمُنَّ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُنَّ لِسُوءِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ
 نَزَائِهِ وَكَانَ فِي هَذَا مَعْنَى فَرِيَا النَّسْرُ فِي أَنْ كُنَّا نَزَارُ بِرُحَى مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
 أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْسَ تَقَعُ وَهُوَ شُرُوعُ كَيْسَ كَرْتِ سَاخِرِ الْمَجْدِ كَيْسَ أَوْ زَيْنِ دَكْرُوتِ
 بِسْمِ اللَّهِ كَوَّلِ قَرَارَتِ مِينَ أَوْ لَوْ كَسَا آخِرِ مِينَ أَنْتِي حَوِيْنِ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 رَوَايَتِ بَرَكَةَ مِينَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 بِسْمِ اللَّهِ كَانَتْ أَنْتِي بِرَحْمَةِ مِينَ حَدِيثِ نَسَائِي كَيْسَ كَرْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 مَنِ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مِينَ أَنْتِي سَوَاطِينِ حَدِيثِ دَارِ قُطْنِي كَيْسَ كَرْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
 أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْسَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مِينَ أَنْتِي سَوَاطِينِ حَدِيثِ مَسْلُومِ مَعَ كَرْتِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْسَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مِينَ أَنْتِي سَوَاطِينِ حَدِيثِ
 صَحِيحِ ابْنِ جَبَانَ كَيْسَ كَرْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مِينَ أَنْتِي سَوَاطِينِ حَدِيثِ مَسْلُومِ مَعَ كَرْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْسَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مِينَ أَنْتِي سَوَاطِينِ حَدِيثِ مَسْلُومِ مَعَ
 أَوْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْسَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مِينَ أَنْتِي سَوَاطِينِ حَدِيثِ مَسْلُومِ مَعَ
 بِسْمِ اللَّهِ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مِينَ أَنْتِي سَوَاطِينِ حَدِيثِ مَسْلُومِ مَعَ كَرْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 مِينَ أَوْ نَسَائِي رَوَايَاتِ مَوْجُودِ مِينَ أَوْ فَرَحِ اللَّهِ مِينَ يَوْمَ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَرَوَيْتُ عَنْ الدَّارِ قُطْنِي
 أَنَّهُ قَالَ كَيْسَ كَرْتِ بِسْمِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَهَنَّمَ حَدِيثِ يَوْمَ كَمَا شَرَحَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ
 بِهَذَا دَارِ قُطْنِي سَهْ رَوَايَتِ بِرَحْمَةِ مِينَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مِينَ أَنْتِي سَوَاطِينِ حَدِيثِ مَسْلُومِ مَعَ كَرْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مِينَ صَحِيحِ مِينَ أَنْتِي أَوْ بَرَكَةَ مِينَ شَرَحَ مَوْاهِبِ الرَّحْمَنِ مِينَ يَوْمَ كَرْتِ دَارِ قُطْنِي مَعَ مِينَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ
 بَعْضُ مِينَ سَوَالِ كَيْسَ كَرْتِ بِسْمِ اللَّهِ مَعَ مِينَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مَعَ مِينَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مَعَ مِينَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ
 تَصْنِيفِ كَيْسَ كَرْتِ بِسْمِ اللَّهِ مَعَ مِينَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مَعَ مِينَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ مَعَ مِينَ كَرْتِ تَحْتِ بِسْمِ اللَّهِ

لَمْ يَخْلُصْ
 بَابُ صِفَةِ
 الصَّلَاةِ
 مَعَ بَابِ
 بَابُ صِفَةِ

سن لی ہو تو نہ کہہ سکتے تھے میں بھی بعض اوقات قریب لوگوں کو سموع ہو جاتا ہوں کہین حدیث
 امام ابو جعفر محمد اولیٰ اور ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی میں عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ ماونحون نے
 باپ کے لئے مجاہد غازی بن بسم اللہ کہنے سے پہلے سنا کہ کہاجسے ایسی بدعت ہو چنا بدعت اور کہا صحابہ
 زیادہ برا جاننے والا بدعت کا کہنے کو نہیں دیکھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
 پڑھی اور ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے اور ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ایسے بیٹے بسم اللہ پڑھتے
 نہیں سنا پہنچ کہنا جہر بسم اللہ کو جو وقت تو نماز پڑھے پس کہ الحمد للہ رب العالمین انتی عافہم بہرہم
 بسم اللہ کی ہم کہنا تک صلی اللہ علیہ وسلم کہتے جائیں اب کچھ بحث اخفای آمین کی لکھا درج اب کو ختم کر دینے
 بہت طول ہو جائیگا متصفح صاحب نے علقمہ کی حدیث میں حجر کی کنیت ابو العنبر سے جو نے کاشا لکھا ہے
 مال کہ ابن حبان عن الثقات میں لکھا ہے حجر بن عنبس بن السکن الکوفی وہو الذی یقال
 کہ حجر ابو العنبر یروی عن علی ووائل بن حجر یروی عنہ مسلم بن الحکم عن حجر
 ابن عنبس بن السکن کوفی ہو اور وہ وہ شخص جس کو حجر ابو العنبر کہا جاتا ہے وہ روایت کرتے ہیں علی
 اور وائل بن حجر سے اور ان سے سلمہ بن اکسل روایت کرتے ہیں انتی پس اگر شعبۂ ابو العنبر کو
 کہا گیا تو کیونکر انکی خطا ہوئی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے کہ حجر کی کنیت ابو العنبر
 ہو پھر ابن حبان عن الثقات میں جزم کیا ہے اور کہا ہے کہ کنیت اوکی مثل نام باپ سے ہے اور
 قول بخاری کا کہ کنیت اوکی ابو السکن ہے اس کے منافی نہیں کہ کنیت اوکی ابو العنبر بھی ہو کیونکہ اب
 شخص کی دو کنیتیں ہونے کو کوئی چیز مانع نہیں انتی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ میں تخریج
 صاحب نے یہ بھی ہے کہ شعبۂ علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہے اور حدیث میں نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ
 زیادتی ثقہ کی مقبول ہے چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے قولہ ومارفیعہ علقمہ
 لا یمنع ان الزیادۃ من الثقۃ مقبولة ولا یمنع من مثل شعبۂ یعنی یہ کہنا بخاری کا
 کہ شعبۂ علقمہ کو زیادہ کیا ہے کچھ مضرب نہیں بلکہ یہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے خصوصاً شعبۂ جیسے روای
 انتی پس جہاد بن یونس حدیث میں شہور ہے کہ انکو ان کی زیادتی علقمہ کی تو کیا خطا ہوئی

از انقطاع یعنی سماع قطع کا باب اپنے سے ثابت ہو لیس حدیث اخفا فی آئین کی انقطاع سے سلامت
 ہی انتہی باقی رہا کہ شیعہ سے بھر کی بھی ثابت ہو اس کا حکم کیا کرتے ہیں ہم تو خود کہتے ہیں کہ یہ سون
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جہر بھی کیا ہی اس لیے جو صحابہ نہیں اختلاف ہو بعضوں نے اس کو بھروسہ
 سمجھا اور اکثر نے اس کو بوجہ تعلیم جانا پسنا کثر آؤ یونہی قول میں ترک کر دینا خود اس پر ان کے
 اوں خصوصاً انخفا کو ترجیح دی ہو پس دارقطنی کی جہر کو ترجیح دینی بہت کچھ مضبوطی کے ساتھ ہے
 مگر اہل ہاء اور بعض صحابہ کے اہتمام خود ہو یا ہو کہ ان کی رائے میں جہر کو ترجیح تھی اور اکثر نے ترک بھی کر دیا
 اور جہر نہیں کرتے تھے بلکہ آئین میں انخفا کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ اس قدر اہتمام فرماتے تھے
 یہ خود ہی بسبب نہیں غالب ہے کچھ تو یہی جسکی پروردگار نے اس کو اس لیے علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر
 لکھا ہے کہ حدیث انخفا کو ترجیح دی اور دارقطنی نے حدیث بھر گوارہ کر دی کہ قوت ہوں تو خضض
 میں یوں تاویل کر دیتا کہ مراد اس سے عدم قرع عقیف ہو پس علامہ ابن ہمام کے قول سے معلوم ہوا
 کہ وہ خود اس میں تردد میں چونکہ اوں خصوصاً اس تاویل کو سحاق بالشرط کی وجہ سے طحا و جود نہ پایا کیا
 بھی عدم ہو گیا اور اگر قرع اس سے یہ مراد لیا گیا کہ اگر میرا پس لیاں انخفا ہوتی تو دونوں میں یہ توفیق دیتا
 تو خلاف مقصود ہو جائیگا کیونکہ کہیں ان کے کلام سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی جہر کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ
 ترجیح انخفا کو ہی حاوم ہوتی ہے کیونکہ اوں خصوصاً کہا ہے کہ اگر یہ تمام ہو جائے تو حدیث میں انقطاع ہو گا
 علاوہ اسکے انقطاع کو اوں خصوصاً اپنی کتاب میں حجت گردانا ہے بلکہ حنفیہ کے نزدیک منقطع حدیث حجت نہ
 پھر اس کو ملحوظ کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوں کے نزدیک انقطاع اس کا ثابت نہیں پھر اوں کی طبیعت
 معلوم ہوتا ہے کہ فقط انخفا کے لفظ میں اوں خصوصاً تاویل کر کے کو سحاق کیا ہے اور جہر میں جو معنی ہوا
 کیے ہیں وہ خلاف جہر نہیں برخلاف معنی انخفا اور خضض کے کہ اوں میں محض تاویل ہے کیونکہ عدم
 قرع عقیف جہر کو جو ضد انخفا کی ہے شامل ہو پس معنی انخفا اور خضض کے عدم قرع کیونکہ ہو سکتے ہیں
 جب تک جہر کو خوب قوت نہوا لبتہا و سوفت الی تاویلات بیدہ کے مرکز سے جہر میں نہ آئی تاویل
 بعید اور غلاف متبادر اور غلاف لغت کے ہونے میں کیا کلام ہی پس اشارہ ہذا کا طریق لیاں

۲۵۳
 فتح
 ۲۵۳

ہوگا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہوگا تو پھر اوس میں تاویل کے کیا معنی ہونگے پھر تو جہر میں یوں تاویل کی جائیگی
 کہ مراد اوس سے اوس اخفا کا عدم ہے جسکو خود بھی آنے پر یہ معنی اخفا کو شامل ہو جائیگا ورنہ ترجیح بلا مرجح
 لازم آئیگی بلکہ ترجیح مرجوح ہو جائیگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب اخفا میں تاویل کرنے میں جہر میں جو
 نہیں ہے کہ مراد اوس سے عدم اخفا کی شدید ہے اور تاویل بعض شافعیہ سے منقول ہے علامہ ابن ہمام نے
 ہرگز قائل نہیں کیا اوس سے اوچھونچے معلق کر دیا ہے پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام کی یہی ہے کہ
 جہر کو ترجیح نہیں پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ ہے ہم یوں تاویل کرتے ہیں معترض صاحب کو یہ بحث
 سفید نہ پڑی اور انکا حدیث میں تاویل کرنا محض لغو ہوا کہ گفت میں اخفا اور معترض معنی جہر کو شامل
 نہیں قیاموس میں کیجیے کہ اخفا کے معنی میں کیا لکھا ہے اخفا سترہ و کتہہ و کتہہ بلب لغت سے
 اخفا معنی ستر اور کتم کے ہوا اوسکو اپنے قول کی پاسداری بیان بنا اور خلاف متبادر لینا آپ ہی کا
 کام ہے کیا فقط راوی کی خبر دینے کے جراثیم سکتا ہے حال آنکہ وہ خود کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اخفا کیا خواہ تھو اور میں تاویلات رکھ کر کہنے کی کونسی ضرورت ہو انکو اس امر کا علم تھا کہ آپ
 امین کہتے ہیں ورنہ اخفا کہنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ظہر میں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے المحریر پڑھی کیا اوسکو پھر نرم ہوگا اور خصوصاً اوسوقت جب تصریح بھی کر دی کہ اخفا کیا ہے
 اوسکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہے جو اپنی فقط راوی حدیث کو خراب کرتا ہے اور دوسرے کو
 راوی کا الزام دیتا ہے ایسے بین الفاؤد کو کوئی بوقوف بھی بدل کر دینے کے برعکس معنی نہ لیکھا جائے
 جسکو جل مرکب ہوا اوسکا کیا علاج کہ وہ معذور ہے یا گنہگار کسی کہ بافتند سیاہ و باب کوثر
 نرم سفید تھو ان کو نہ اس کے بعد معترض صاحب نے اپنے آثار میں کلام کیا ہے کہ اثر صحابہ رض کا حجت بن
 یہ عجیبات ہے خود تو اثر صحابہ رض استدلال کرتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رض رضی اللہ عنہ سے سنی ہو
 کہ میں ابن زبیر رض اور پھر دوسرے کو اوسکی استدلال منع کرتے ہیں حال آنکہ حنفیہ کے یہاں جو
 حدیث حجت ہے چنانچہ چوتھے سلسلہ کے جواب میں تحقیق اسکی بیان ہو چکی ہے علاوہ اسکے قرآن
 حدیثین اس جواب کے شروع میں لکھی ہیں موقوف کی ہوید ہیں اور موقوف مرفوع کی ہوید

پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تائید کرتی ہر کچھ بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے
 بھی انکار کرنا ہی تجر دوں جواب لکھتے ہیں کہ یہ روایتیں طبقہ رابعہ کی ہیں یہ قول و نہ کامنا قاضی
 قول ہے جو مسئلہ ہفتم میں انھوں نے لکھا ہے کہ طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے اور شاہ ولی اللہ
 بھی طبقہ ثالثہ میں طحاوی کو داخل کیا ہے پس بیان اس کو طبقہ رابعہ میں حال آنکہ قیال و کامنا
 حجۃ اللہ البائنہ اور خود انکی تصریح کہ یہ کچھ کہا ہے وہ غلو کا اضافہ نباشد اور تیسرے جو بت
 لکھتے ہیں کہ روایت ابن سعد کی بلا اسناد ہی ہے مانا کہ یہ روایت غریب ہو مگر اور روایتیں
 موجود ہیں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں اسیدو اسطے بریان شرح مواہب الرحمن میں شہا ہو کر لکھا
 نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں علی رضا اور عمر بن آمین میں جبرئیل کے تھے اور انھوں
 کتاب الثارین ابراہیم بنی سے روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں ان کے کچھ اخفا کرنا چاہیے یہ طرہ علی بن
 نے مصنف اپنی روایت کی ہے یہ سب حدیثیں اہلالت کرتی ہیں کہ ہر بعض اوقات میں اسے تعدیل
 جیسا کہ وارد ہوا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے ساتھ جہاں آؤں گا وہاں
 بہرہ تھا کہ سنت عامی ہو جاوے ورنہ عمر بن اور علی ان کے کہتے اور ابراہیم بنی ایسے شخص اپنی طرف سے
 برخلاف اس کے حکم دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم بنی کا قول بے اصل نہیں عمر بن اور علی
 بھی یہی روایت ہے اور یہ روایت صحیح ہے اسکے رجال ثقہ ہیں بخلاف ابن ماجہ کی حدیث جو علی روایت
 مروی ہے وہ ضعیف ہے چنانچہ تحقیق اسکی شروع میں بیان ہو چکی ہے معلوم ہوا کہ علی نے جبرئیل سے
 منہجے سند ہے ہرگز لائق ماننے کے نہیں بلکہ صحیح اسے عدم ہے اور صحیح مسلم کی روایت جس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن سیدنا اکمل اللہم تو میرے پرستے تھے مرسلی میں چنانچہ امام نووی نے شرح مسلمین
 لکھا ہے وہو من سئل یعنی ان عبداً وھو ابن ابی کبابة کہ یتیم کھن عمر کہنے یعنی یہ یثیم ہے
 اسلئے کہ جب عمر بن نہیں بنی ہی انتہی پس علم ہے کہ روایت جس طرف جمہور میں بہت صحیح ہے اور اس
 عمل کے متعلق صاحب کما حجت کہنا انہو مگر متصرف صاحب کیا کہ ابن العزقی بشتبہت کما حجت
 آدمی کیا نہیں کہ تاج فی حدیث و ماتھ نہیں بنی تو قوی کا ضعیف ہے متا با کہ یہ کہتے ہیں اور تقلید

حجۃ اللہ البائنہ
 علی رضا
 علی رضا
 علی رضا

نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہیں آئے وہی نقلہ کہو ایسا واجب جانتے ہیں کہ صریح معجزہ ہو گیا اور اس کے
مقابل میں باطل کرنے پر آمادہ ہو جائیں خود ضعیف اور قطع اور مرسل حدیث کو حجت نہیں جانتے مگر قبول
نواب صاحب کے کوئی حدیث مخالف دیکھتے ہیں تو بوجہ ضعیف ہی کہ طرف دوسری میں ہار دیتے ہوتے ہیں کہ
قابل حجت اور کالوئی میں احوال سمجھ کر پیش کرتے ہیں پھر اپنے قواعد عمدہ سے بھی قطع نظر کرتے ہیں غرض
کسی حکم کو نہ بخلاف نہیں کہتے حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل کو نہ نزدیک نہایت اہل بات ہی زبان سے
کہنے کی دیر ہو مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حق میں ہم قائل تصور کرتے ہیں بسا اوقات وہی مخالفت
دال میں کالو تو سلسلہ آمدنی بلا و قور کھاتا وہی لاہور سے نقلہ ہو تو ایسا ہو تو ایسا ہو
ہو نقلہ دوسری فرض العین جسکے پاس یہ ہو اسکے بعد مترض صاحب آیت قرآنی میں کلام شروع کیا کہ
کہ اھو امر لکھو سے استدلال درست نہیں کیونکہ عابو امین کا تابعی کے قول ثابت ہوتا ہے حدیث اور قرآن
سے ثابت نہیں جو اس کا یہ کہ الفاظ دعا توقیفی نہیں ہیں اگر کوئی شخص دعا مانگے اور دعا قرآن
اور حدیث میں نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہ ہوگی علاوہ اسکے حدیث میں آئیں کہنا آیا ہو اگر اسکے معنی دعا نہیں
یا لفظ اسماء الہی سے نہیں تھی یا نہ بانہ ہر لفظ کا شارح مسلم دیا ہے بلکہ میں کہ معنی ناموں وغیرہ
استیجاء اور کذا لکھ لکھ اور کذا لکھ کا فعل کہہ ہیں اور امین کو اسماء الہی ہیں بھی کہا ہے اور حال
خالی نہیں دعا ہوگی یا اسماء الہی سے ہر صورت کا اخفا چاہیے چنانچہ تفسیر میں لکھا ہے کہ نام نوب حنیفہ
اخفا ہی میں ہیں جو جو ہیں بیان کی ہیں ایک کہ امین ہی اور دوسری کہ امین اسماء الہی سے ہر ایک دعا
تو اخفا ہو سکا واجب ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعا کرو پروردگار اپنے سے ڈارے ہو سکی سے اور اگر
اسما الہی سے ہو تو بھی اخفا واجب ہو اس لیے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے پروردگار کو دل میں یاد کرو پس اگر
جو ثابت ہوگا تو نہ کہ ہوگا استیجاب اور ہم بھی اس کے قائل ہیں انتہی میں تا ہی کا قول خلاف قرآن
اور حدیث نہوا بلکہ حدیث اور لغت اور قول کی تائید کرتا ہے اور دوسرا جواب مترض صاحب کا کہ کسی تفسیر
اس آیت کی تفسیر میں اخفا الی میں نہیں لکھا عجیب عمل اور بے معنی قول ہے تفسیر والوں نے جب اس کا
اخفا کرنا اس آیت سے ثابت کر دیا تو کیا ضرور ہو کہ مسائل مختلفہ کو ہر تفسیر لکھ الیہ ما فخر الدین لاری نے

۲۵۶

اخفائی عاین اسی آیت کی تفسیر میں بہت لامل بیان کیے ہیں اس کے بعد ایم صاحب کی کچھ بحث بیان کرنا
 ہی چاہیے بھی افکی عبارت ہم نے نقل کی ہر اہل خفای دعا کے دلائل بھی سنئے تفسیر میں یہ جانتا کہ اخفا
 دعائیں متبرجہ اور اس پر کئی دلیلین ہیں اول تو یہی آیت ہے کہ یونکہ یہ آیت دلالت کرتی ہے جناب بارحق
 دعا کا سکرم دیا ہو اور حال میں کہ وہ دعا مخفی ہوا اور ظاہر ہر کام جو یہ نہیں لگ رہا ہو یا عمل نہ تو اقل درجہ
 استجبہ کا پھر خدای تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حمد تجا ورنہ وہ لوگوں کو دوسرے نہیں رکھتا اور
 ظاہر نیز یہ ہے کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ خدا دوست نہیں رکھتا اور لوگوں کو جو حمد تجا ورنہ جان اور ان کے
 ترک کرنے میں کہ وہ دونوں تضرع اور اخفا ہی پس اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا نہ محبت اللہ کی تو
 بارت ہی پس یہی ہے جو کہ جو شخص دعائیں تضرع اور اخفا کو ترک کرے پس اللہ اوس کو اب نہیں رکھا
 اوس کی طرف احسان کر گیا اور جو شخص ایسا ہو گا وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہو گا نیز یہ ہوا کہ قول
 تعالیٰ کا اِنَّكَ لَا تَجِدُ الْكَافِرِينَ يَطُورَتِ دِيَارُهُمْ اَوْ يَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيَارِهِمْ اَوْ يَمُوتُوْنَ اَوْ يَنْصَرِفُوْنَ اُولٰٓئِكَ
 يَرْجِعُوْنَ اِلَيْكَ اَوْ يَمُوتُوْنَ اَوْ يَنْصَرِفُوْنَ اُولٰٓئِكَ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْكَ اَوْ يَمُوتُوْنَ اَوْ يَنْصَرِفُوْنَ اُولٰٓئِكَ
 یا چھپایا اوس کو بندوں اور خالص کیا اوس دعا کو اسے اللہ اور اس کی وجہ خدا کو نہ منقطع ہوا
 حجت سے یہی ہے خدا کے جس کو ابو موسیٰ شری روایت کیا ہے کہ صحابہ نے ایک غزوہ میں کچھ ایک دینی
 پس لگے کہ تلبیہ اور لا الہ الا اللہ اور ان کے پس مایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کہ تم میں سے
 ی بہتر سے کو تم نہیں پکارا ورنہ کسی غائب کو تم تو سمجھ اور قریب پکارا ہوا اور وہ تم سے کیا اور پوچھی
 جت قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ایک خفی دعا برابر ہر شہر دعا کی جلی اور دو ہوا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر ذکر کا خفی ہے اور بہتر رزق کا وہ ہے جو کافی ہو جائے اتنی پس ابراہیم اور
 سے ثابت ہو گیا کہ دعائیں اخفا مستحب ہے اور بعض اوقات میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عا
 سمع ہوئی ہے وہ بوجہ تعلیم کے وارد ہے ورنہ احادیث میں تناقض ہو جائے گا اسکے بعد جن صاحب
 بہتین میں تاویل شروع کی ہے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اخفا سے مراد نہ بہت جلتا نہ ہونا نہ است
 کہ یہی اور آیت کا چھہرہ کلمات ہوا کی سند میں بخدای کی روایت لائے ہیں کہ یہ دعائیں

۴
 منہ
 برہمنہ
 منہ
 ۱۰

الْعَلَانِيَةِ سَبْعُونَ ضِعْفًا وَلَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَجْتَمِعُونَ فِي الدُّعَاءِ وَمَا يَسْمَعُهُمْ
 صَوْتُ إِنْ كَانَ إِلَّا مَسَامِيْنَهُمْ وَيَبْنِي رَجُلُهُمْ وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ أَعْوَنُ لَكُمْ
 تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى ذَكَرَ عَبْدًا صَالِحًا وَضَحَّ فِعْلُهُ وَقَالَ إِذَا دَاخَرْتُمْ زُلُمَاءَ
 خَفِيًّا لَمْ يَغْنَى خُفْيَةُ سَمِيِّ سِرِّهِ بَيْنَ كَمَا حَسِبَ بَعْضُ رِجَالِ دَرْيَانِ بِوَسْطِهِ أَوْ ظَاهِرًا سَرَّ حَصْبِيًّا وَخَفِيًّا تَحِي
 جَمِيعُ مُسْلِمَانِ كَوْنُ شَرِّهِ تَعَدَّى عَائِدِيْنَ رَزِينِيْنَ سَمِيَّ جَاتِي تَحِي وَأَزَادِي أَتَانِيْنِ تَحِي مَكَرًا تَهْتَدِي دَرْيَانِ أَوْ
 أَوْ بِرُودِ دُكَارِ وَنَحْنُ كَلَامِيَّةِ سَلِيْمَةٍ كَهْدَامِي تَعَالَى فَرَمَانِي دَعَا كَرُو بِرُودِ دُكَارِ اسْتِخْوَعُ كَرِيْمًا تَهْتَدِي
 أَوْ تَحْقِيقُ التَّوْحِيدِ تَعَالَى بَدْوُ صَالِحٍ كَاذِبُ كَرِيْمٍ أَوْ اسْكُفْ فَعْلُ اسْكُفِي هُوَ اسْكُفِي بَابُ اسْكُفْتِ دَعَا كَرِيْمٍ تَهْتَدِي
 بِنَحْوِ دَعَايِ غَضِيْ أَنْتِي اسْكُفْ تَحْقِيقُ خَيْرِيْنِ لَكُمَا هُوَ اسْكُفِي بَابُ اسْكُفْتِ دَعَا كَرِيْمٍ تَهْتَدِي
 وَتَحِي وَبَلِي كَيْ جَاتِيْنِ جَوَابُ كَوْنُ شَالِ هُوَ أَوْ رَابِعِي رَايِ كَيْ مَقَابِلِ سَكْبُو بَالَايِ طَاقُ كَهْدِيَا كَرِيْمًا انْصَلَفِي
 كَوْنِي تَلَاَشْ هُوَ تَوْتَرَضُ صَالِحِي كَيْ هَا كَرِيْمًا بَدُو تَهْتَدِي بَالِيْنِ تَحِي بَيْنَ مَكَرُ كَوْنِي جَالِ وَفَكِي قَارِي
 تَحْقِيقُ مَقَابِلِ مِيْنِ نَهْنِيْنِ جَلِيْتِي اسْكُفْتِيْنِ كَفْتَا كَرِيْمٍ كَيْ نَهْنِيْتِ ضَطْرَبُ هُوَ كَرِيْمٍ بَرَابَرِ تَوَالِيْنِ كَرِيْمٍ
 بَيْنَ جَلِيْرِيْمِي كَرِيْمٍ مَكَرُ حَقِ بَاتِ غَضِيْ نَهْنِيْنِ تَهْتَدِي كَوْنِي عَاقِلِيْنِ تَوَالِيْمَاتِ كَرِيْمِي كَوْنِي بَسْدِ نَهْنِيْنِ كَرِيْمٍ
 مَكَرُوهِ مَجْهُوْرِيْنِ كَرِيْمِيْنِ حَالِ تَحْقِيقُ مَضْطَرِ مِيْنِ تَوَالِيْمَاتِ مَعْذُورِيْمَاتِ اسْكُفْتِيْ بَعْدُ فَرَمَانِيْنِ كَرِيْمٍ تَهْتَدِي
 كَرِيْمًا كَرِيْمًا اسْكُفْتِيْ مَرَادِيْسِيْ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي
جواب اسْكُفْتِيْ كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي
 اسْكُفْتِيْ صَلِي التَّوْحِيدِ عَلَيْهِ سَلَامُ كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي
 دَعَا خُودِ قَائِلِيْنِ بَيْنِ سَوِيْرِيْمَاتِ تَعْلِيْمِيْمَاتِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي
 صَلِي التَّوْحِيدِ عَلَيْهِ سَلَامُ تَهْتَدِي نَهْنِيْنِ هُوَ تَهْتَدِي بَلَكَلِ بَعْضُ خُصُوصِ قَائِلِيْنِ مِيْنِ ثَابِتِيْنِ هُوَ اسْكُفْتِيْ قَارِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي
 كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي
 اَوْقَاتِ جَمْعِيْ غَضِيْ خُصُوصِ خِلَافِ قَارِيْنِ نَهْنِيْنِ هُوَ تَهْتَدِي بَلَكَلِ خُودِ عَادِيْتِ وَأَرَا تَهْتَدِي بَيْتِيْنِ بِيَانِ كَرِيْمِيْنِ
 جَمْعِيْنِ ثَابِتِيْنِ هُوَ كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي كَرِيْمِيْنِ تَهْتَدِي

اور نبی کے کوئی وجہ سنون ہونے آمین کی نہیں ہوگی اگر بعض اوقات صاویر ہو تو ہم سکا برابر قرار کرتے ہیں چنانچہ بعض دعاؤں میں بھی بعض اوقات جہ ثبات و گفتگو اکثر اوقات میں ہوا کے حقیقہ منکرین اور مشید کمین سکا بتا نہیں اگر قیامت تک تلاش کیجے گا تو کوئی حدیث ایسی نہیں ملیگی جس سے اکثری فصل حدیث عاکا ثبات ہو بلکہ دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں اور ہر طرح ترجیح ان کا ثبات ہی کیونکہ اکثر صحابہ و تابعین ان کا معلوم ہوتا ہے اور قرآن سے تو صریح قطع ان کا ہے کیونکہ قرآن میں دعا کی ان کا ارشاد ہوا کہ میں دعا ہوں میں یا اسم اسمای الہی سے ہوں میں کسی کو کلام نہیں اور عجب ہے کہ معترض صاحب حدیث اور قرآن کی سند پیش کی ہے کہ اوسمیں سے معنی نہیں ہے **۱** برین عقل و دانش بیادگیریت بہ معترض صاحب شارح کے ذمہ نماز معنی الثوی ہے یا تصور فرمایا ہو اس کے معنی لغت میں بھی ہے تو دعا میں یا نہیں خدا اور احکام بتلا ہیں یا ایک لغت تعلیم کرتے ہیں پھر اگر عطا تابعی اس کو کہد یا تو کنسی وجہ سے قابل حجت نہ ہوگا دعا کا اقرار معترض صاحب کے ہر بار سے کرنا پڑیگا یا اسمای الہی میں سے ماننا پڑیگا **۲** یا راست بیان سمجھو باید بود یا معترف فتنہ و شر باید بود و در شیعین حیلہ و کیا دی خویش و چشم پر از خون جگر باید بود اور ان دونوں کے واسطے ان کا حکم ہم آپ کے بیان کر چکے ہیں لہذا خالی از استجاب نہ ہو گا فریدی برنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ثبات ہوتا ہے چنانچہ شریع جواب میں احادیث سے نقل کر دی ہیں اور پھر کی احادیث مجرب بعض اوقات ثبات نہیں ہوتا اول تو وہ حدیثیں خود ضعیف ہیں چنانچہ ہم بیان کر چکے ہیں کسی میں انقطاع اور کسی میں ضعف ہے اور اگر مانا جا تو بیش برین نیست کا بھی ملے ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ در بیان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات و اہمیاؤں چھڑے ہوگا معترض صاحب ایک کی کلام ہے کہ اچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں اپنے کلام اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر وہ نہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ میں نہیں آیا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا ہے یا ایسے سخت الفاظ کہ جانتے ہیں کہ چھڑے یا نہیں کرتے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فعل سمجھتے نہیں جب حدیث اور قرآن میں موافق عند فقہ کے متناقض ہوتا ہے تو یہی سب سے زیادہ پردہ

گرتے ہیں جناب میں آپ کی سمجھ میں معنی آیت کے نہیں لے آیا آپ بدوہ دانستہ ہو سکے بر خلاف کرتے ہیں کہ نیکو
 آپ کے نزدیک حدیث کتاب اللہ مقدم شمار کی جاتی ہو کتاب اللہ کو تو آپ صاحب روئے بالکل بالای طاق رکھ دیا ہو
 اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا لپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کسی
 قطعی الدلالتہ ہو ایسا اعتبار نہ ہوگا آپ ضعیف حدیثوں کا استدلال کرتے ہو اور دوسرے جو صریح قرآن کی
 آیت پر مبنی ہو تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھو کیا قرآن محض تلاوت ہی کی سی مثال ہو یا ہر احکام کا استدلال
 اوس سے صحیح نہیں باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ آپ تک متواتر ہو
 چلی آئی ہیں اور احادیث میں یہ بات میسر نہیں بلکہ اوس میں ہر جگہ اختلاف ہے کہ بیان باہر احادیث
 ضعیفہ خود کنا احادیث صحیحہ کے تھکے تمام راوی شیعہ ہیں ان میں اس درجہ کا اختلاف ہے کہ جب تک کہ کوئی بڑا ماہر
 ہر غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہیں کر سکتا پس حیف ہے کہ احادیث ضعیفہ تو ایک وسیع
 مؤید ہو جائیں اور قرآن کی آیت کو تائید میں کچھ دخل نہ ہو تجارتی کو بعد کتاب اللہ علی لکھا ہو مگر چھڑا
 تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہیں چنانچہ کتاب میں مذکور ہو جو دین اور مشقی نمونہ از خرواری ہی معترض صاحب کی
 کتاب کے ملاحظہ کر لیجئے کہ آیت کو حدیث کے مقابل میں نہیں مآ آیت میں تو ایسی تاویلین گڑ ہیں جو کوئی
 ابلہ بھی اوسکو پسند نہیں کرے گا اور احادیث کے الفاظ کو یوں سمجھا ہے کہ بلا واسطہ ہو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم پونجی ہیں اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائی ہیں خدا جانتا ہے
 امام بروجی آئی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور نسبی ہی غرض ہے یا وضوح قولی خواب
 دیکھا ہو جسکی وجہ اپنے خیال نام میں خوش ہیں پھر آیت کے بارے میں لکھیں جو پیغمبر بڑا نام ہے اگر مطلق ہیں
 کی الیس حدیثیں مراد ہیں تو اوسکو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آیت کی فضیلت اور انشاء اور پھر میں اس سے
 زیادہ حدیثیں آئی ہیں اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر آیت میں الیس حدیثیں ہیں چنانچہ معترض صاحب کے قول
 میں دعوی معلوم ہوتا ہے تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہے چنانچہ پہلے ہم اسکو بیان کر گئے ہیں
 ان میں ہر بات پر رد اور اہل ہر جہر مذکور حدیث کی شکی اور حدیث کے ثبوت نہیں ہوتا اور علی
 کی حدیث تو ہر جگہ اس کے ثابت ہوتی ہے چنانچہ کہ کتابوں سے سند اسکا مل لکھ دی ہو اور بعض صحابہ

فعل کے اگرچہ آمیز ثابت ہوتا ہے تو اکثر صحابہ رحمہ اللہ انھیں سمجھا جاتا ہے فقط ان دو تین حدیثوں کو
 کہی کتابوں میں نے سے معترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہے اور اس قدر حرص کو ترقی دی کہ غیر جہ کی حدیثیں
 بھی اور غیر شائع مل کر کے کہیں حدیثیں کر دین بھر اور بنا کر کرتے ہیں حالانکہ اصل اور حقیقت ان کی دوز
 حدیثیں ہیں کہ ان میں بھی کلام پر اسی جہ سے سمجھنے جواب ترکی بتری دیا ہے کہ گیارہ حدیثیں متعدد کتابوں
 جنہیں صریح انھیں آمیز مذکور ہے لکھ دین اور در حدیثیں انھیں اسم اللہ کی کہ اس پر بھی معترض صاحب اعتراض
 تھا بیان کر دین اس قدر بچوں کے ہلکا نیکی کافی ہے کہ چونکہ معترض صاحب اس پر جو گنتی میں زیادہ ہو
 بہت خوش ہوتے ہیں جیسے اطفال خرد سال عمر وغیرہ کا مطلق خیال نہیں کرتے جو پیر شمار میں زیادہ
 اوسکو لیکر خوش ہو جاتے ہیں قبول ناقص از شاہدی جو پیری باید کہ بجز طفلان خریداری نہیں
 تیغ جو بین راہ ان الیہں حدیثیں فخر کرنے میں بھی معترض صاحب نے بعینہ لکھیں کہ کام فرمایا ہے اگر کو
 اختصار منظور نہوتا تو ان کے واسطے اس قسم کی سو حدیثیں بلکہ زیادہ لکھتے اسکے بعد معترض صاحب نے
 الزامی جواب دیا ہے کہ حنفیہ اس کے بموجب ہر دعا کا حنفیہ ہی کہنا لازم ہے تہی احمد وغیرہ عامین ان کی
 وغیرہ ہیں کیونکہ پکار کر ٹھٹھتے ہیں جو اس کا کئی طرح پہلا اول تو حنفیہ کا کو حنفیہ لازم نہیں جانتے بلکہ
 سمجھتے ہیں دوسرے کہ اچھا کویا اور کسی تہ کو جو دعا معنوں میں ہو نماز میں بطور دعا نہیں سمجھتے بلکہ اہل قرآن
 سمجھ کر ٹھٹھتے ہیں اس لیے اور صورت بود دعا پر دلالت نہیں کرتی ہے اور اس کے بھی نماز جائز رکھتے ہیں حنفیہ کو فقط
 پڑھنا مقصود ہے دعا وغیرہ نماز میں نہ نہیں البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہیں
 اسی وجہ سے کہیں اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت دعا مانا ہے تو اوسکو بھی آہستہ کہنا بہتر ہے تاہم اس کے
 کہ نماز وغیرہ کا تینوں نمازوں میں پڑھنا احادیث مشہورہ اور اجماع اس سے ثابت ہے اور حنفیہ کے نزدیک
 حدیث مشہورہ زیادتی کتابت پر ہو جاتی ہے البتہ حدیث احادیث نہیں ہوتی اور ہر الحمدین تو اجماع
 است بھی موجود ہے لہذا اچھا وغیرہ کا پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض
 لغو اور مانند تاریخیت ہو گیا ہے جو بات اول ہی سے بن نہ آئی ہے تو آخر آپ نے منہ کی کھالی
 اسکے بعد معترض صاحب نے پھر اصول حنفیہ میں بحث کی ہے حالانکہ حنفیہ کے اس مسلک سے کلامیاتی نہیں

ہوتی ہے اور دنیا آحاد فیہا من ہر قطع کی کو چھوڑ کر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوہ میں بہت احتمال ہے
 تسلیم کر لینا چاہیے یعنی اگر صحیح آیت کے ایک شخص کی خبر کے عکس ہو تو اس وقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے
 خبر نہیں ہے اور اعتراض نہ کرے کہ اس کے شیوہ قدیم اور عادت دیکھو کہ کچھ عیب بھی نہیں کہ چونکہ جس شخص کا وجود ہو
 احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ سے سوسلو تکویناً جیڑ کر قلباً نہ کر دیا اور کچھ خدا کا خوف نہ کیا پھر مزید ہی برائی ہو
 مخالف حدیث اور قرآن بتلادیا اور پھر ان مسائل کو جسے جسد طعن اور تشبیہ پر مجتہدین پر ہی ہو گیا یا
 خباثت تصنیف ہی کی داد دی ہو یا اس شخص کو کچھ لکھتے تھے وہی اس کی وجہ سے ہو گیا تو ایمان میں شک معلوم ہوتا ہے
 کیونکہ اس ظفر میں بین اوہ خون نے درپردہ صیغہ اور تابعین بلکہ سید علی التدریج علیہ السلام کی شان میں سواہی
 ہے جو حال اکلہ سے کہ کو آئین میں کچھ تعلق تھا خود بخود خفیہ کی طرف سے ضعیف جواب گزرا کہ اس کا جواب
 اب جو اعتراض صحیح لگتے ہیں پھر تعجب ہے کہ خفیہ کے مسلک سے ہی بالکل آگاہ ہی نہیں مجتہد اب صاحب
 اسیر جو بال کے رسالوں کے مستحق کی کتاب کا خطہ سامی بنور نہیں گذری مگر داخل بقول ہے کہ تو اس میں
 چنانچہ جو شاوکی آگے آتی ہے چنانچہ قرآن میں خیم امام عظم کے مقلد اگر نماز میں آئیں بجا کر اس لیے نہیں
 کہ اندر جو اس کا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجا کر آئیں بعض اوقات میں ثابت ہوتی ہے اس کے سوا
 ایک پاس کوئی سند ہو تو لائے فاش ہو گا ان کلمات میں قین ورنہ صحابہ کا فعل گر کر خفا ہو
 اور کونسا کو استجاب اور عدم استجاب میں ہر خفیہ جو زمین کو جائز مانتے ہیں مگر سخت نہیں جانتے کہ اگر کوئی
 بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں کیا ہو کر بگاڑ کوئی قباحت نہیں آج کل ظاہر ہے کہ تعلیم
 کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ حکام معلوم ہیں اس پر حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو کہ
 وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالیٰ ہے اور اوہ میں جو غلو اور ترقی ہو گئی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا فعل ثابت نہیں ہوتا پھر خفیہ کو جہاں کی حدیث کو وہ میں کلام ہے اور اخفا کی حدیث صحیح الاسناد
 بقول احکم بوابہ اس کا اقرار ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہاں بھی صادر ہوا ہوتا کہ
 اور جہاں کی حدیث نہیں ملتی ہو جاوے فعل صحابہ بھی جہاں خود سے جس کا خفا لگا کر تے ہیں اس حدیث
 ثابت نہیں اور جہاں اقرار کرتے ہیں حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جہاں بھی صاحب کے کہ اپنے وہ کو یہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ تصور کرتے ہیں مخالف ہوا جاتا ہوا سیلیہ مترشح صاحب بہت بگڑا دل
 نظر آتے ہیں خدائے کر کے آج وہ شوق غضب پر پورا خیر کرے بغض میں جاسے باہر ہی خدائے کر کے
قولہ پہلا مسئلہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہوا اَلصَّلٰوۃُ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْفُوۡدًا اِنْ اَقَامُوۡهُ
 عَفَاۤتُ اور مزلفقین جمع کی حدیثیں اس کثرت موجود ہیں کہ احادیث گذر کر رہے ہوں کہ کسی فی المعنی متواتر ہیں
 اور اجماع صحابہ کا بھی موجود ہے پس خفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث یقین ہو جاتا ہوا اور زیادتی اور سلیہ
 پر کہ من وجہ نسخ ہی درست ہو کوئی حدیث آحاد پیش کیجیے اور ایک تہ قطعاً لایا آون و نو عنین اگر مخالفت
 ہوگی تو بیشک خفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا ایک خفیہ کے مسلک مطلق خبر نہیں یا خبر دیگر عوام الناس
 اشتباہ میں ڈالے گی اس قسم کے مخالفیہ شرع کیسے ہیں **قولہ** دوسرا مسئلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہوا
حُرِّمَتْ عَلَیْکُم مَّا کَلَّمْنَا کُمْ وَبَنٰتُکُمْ اِنْ اَقُولُ اس آیت میں کہیں نہیں سمجھا جاتا کہ سوای ان
 عورتوں کے دوسری عورتیں حرام نہیں فقط اس آیت اتنا معلوم ہوتا ہوا کہ یہ عورتیں جو آیت میں مذکور
 ہیں فہم حرام ہیں اور دوسری عورتوں کی آیت نہ ہے جیسے حمار اہل کا قرآن میں نہ کہ نہیں اور حدیث
 میں اس کی حرمت وارد ہے جس حدیث مخالف قرآن کے نہ ہو لی البتہ جو عورتیں قرآن میں مذکور ہیں نہ
 اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث میں وارد ہوتی تو اوفتو خفیہ خبر آحاد نہ جہنک مشہور نہ ثابت
 نہ ہوتی قرآن کو ترک کرتے اور پھوپھی اور خال کا قرآن میں کہیں تباہی نہیں پس اس حدیث کو قرآن
 کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہے و جمیع فرق بین ہو مترشح صاحب کے سکون بھی یہاں کہ نہ تہہ ہیں
 عوام تصور کریں کہ مسائل خفیہ بھی انکو خوب یاد ہیں حالانکہ مترشح صاحب کی حدیث مطلق نہیں سمجھتے
 اور نہ تطبیق دینا جانتے ہیں مگر محض حدیث کو نقل کرنے میں جہل نہیں اور خفیہ کچھ کہتے ہیں اور مترشح صاحب
 او کی طرف سے اور لچر خراج کرتے ہیں اور ناحق مسائل فقہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہیں **ہ**
 کہ یہ پسند خود خود ہیں یا دعوت سست توئی چاہا تو بروی دینی تصدیق اوہ ولان ہلی
فَاَیْنَ الْوِکَافُ **قولہ** تیسرا مسئلہ آیت اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ سُلُوۡبِکُمْ اِنْ اَقُولُ اس آیت مجموع
 نہیں معلوم ہوتا کہ سوای ان قسم کے اور جلال میں ایک شو کی جہت بیان کرنے سے دوسری

شی کی کیونکہ حلت اور قول سے ہو سکتی ہے دوسری شی کے حکم سے قول ساکت ہوتا ہے جب تک
 دوسرا حکم اس میں دوسری شی کے واسطے نہ ہو اول حکم کے واسطے کافی نہ ہو گا جسمینہ حکم وار ہے اور
 رہ گیا ہے جو احکام قرآن میں مذکور نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے او کی تصریح کر دی ہے
 او کو تسلیم کر لینا عین بیان ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن میں جا بجا
 ہے یہ کیا رہو گا پس جس حکم کو یہ معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہے
 اس وقت موافق آیت کی اطاعت واجب ہو اور اگر یہ کہو اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
 ہونے میں یقین نہ ہو اور پھر اس کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اس وقت ہم اس کو اس حدیث سے ترک نہیں کرتے
 کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بلکہ بوجہ عدم یقین شاذ ہونے کے آیت پر ترجیح نہیں دیتے
 ورنہ جس شخص نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد نہ سنا کہ وہ اپنے
 معنی میں قطعاً الدلائل ہی تو اس شخص کو اس پر عمل کرنا واجب ہو گا ورنہ آیت کے مخالف ہو سیکے کہ اس وقت
 اس سے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اس میں سے
 ان میں تفصیل کی جاتی ہے کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہے جس کے اس قدر راوی ہر زمانہ میں ملتے جلتے ہوں
 کہ ان کا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہے اور دوسری حدیث مشہور ہے کہ ابتدائین تو اس کو
 ایک نے بیان کیا پھر وہ حدیث اس قدر پھیلی کہ تنہا خبر اور تابعین وغیرہ اس کو برابر روایت کرتے
 چلے آئے کہ ان کا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسموں قرآن کی آیت منسوخ ہو جاتی ہے
 اور تیسری قسم حدیث آحاد ہے جس کے ایک راوی ہوں قیہم موجب ظن ہوتی ہے اگر مخالف قرآن
 پر گئی تو آیت اس کی وجہ سے منسوخ نہیں ہوگی بلکہ عمل آیت پر یقینی ہو گیا جائیگا اور حدیث ظنی نیز
 تاویل معقول کر کے جائیگی پس حدیث آحاد بوجہ بہت سے واسطوں سے ترک کیے گئے کیونکہ بلا واسطہ علم
 میں اور علم بواسطہ میں فرق ظاہر ہے اور اگر مخالف قرآن ہے حدیث انہو کی تو اس کو وہ ظنی ہی عمل کرنا
 واجب ہے اور یہ امر بھی ہے کہ بلا واسطہ علم اور بلا واسطہ قوا تر موجب یقین ہوتا ہے اور اگر ایک شخص
 کسی بات کو بیان کریں تو اس کے بیان میں ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تو اس واقعہ نہ ہوتا پس اس کو

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بروایت شریف اگر ثابت ہو جاوے تو کسی وجہ سے احادیث میں بہت فرق ہو گیا اور
 لہذا ایسے موقع پر کہ قرآن حدیث آثار بر غلاف کو بیٹھا ہو سکے اور کسی کو روٹی ٹوٹی غلطی سے وہاں ہو گئی ہوگی
 خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرات ظاہر یہی ہے کہ کام میں آیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر آ جاوے
 منی لغت قرآن کی نسبت کرنی اور نہیں حضرات کا شیوہ ہے جو جنہوں نے احادیث میں اس وجہ کا غلو کیا ہے کہ اسے
 منابہ میں قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور ایک شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دینے پر
 حال آنکہ خدا کا کذب محال ہے اور راوی کا محال نہیں قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا قول ذی السقیم
 آیا ہے جس کے یہی ہیں کہ تحقیق میں ہمارے ہوں اور حدیث میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام میں ہمارے جھوٹ ہو
 ہیں کیونکہ وہ نہیں ہی صورت ہے کہ یوحنا یا ربلا یا اور امام فتح الدین رازی باوجود صحیح حدیث کے اس کا
 انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے بھگوان مرسل معلوم ہوتا ہے کہ راوی
 کی طرف نسبت کرے چنانچہ تفسیر میں لکھتے ہیں قَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ الْقَوْلُ عَنْ اَبِي اَهِمٍ كَذِبًا
 وَرَوَاهُ حَدِيثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ مَا كَذَبَ اَبَا اَهِمٍ اِنَّهٗ لَا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ
 فَلَمَّا بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ لَا يَسْتَحْيِ اَنْ يَقُولَ اَنَّ نِسْبَةَ الْكَذِبِ اِلَى اَبِي اَهِمٍ كَذِبٌ اَوْ
 ذَلِكَ لِمَنْ جَعَلَ فَكَيْفَ يُحْكَمُ بِالْكَذِبِ اَوْ اَوَاةِ الْعَدْلِ فَقُلْتُ لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُفُ بَيْنَ نِسْبَةِ
 الْكَذِبِ اِلَى الرَّوِيِّ وَبَيْنَ نِسْبَتِهِ اِلَى الْخَطِیْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ الْمَكْتُومُ بِالْأَصْرَةِ اَنَّ نِسْبَةَ
 الْكَذِبِ اِلَى الرَّوِيِّ اَوْ اِلَى اُمِّی بَعْضُهُمْ لَمَّا كَذَبَ اَبَا اَهِمٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَجَهْلٍ اَوْ اَوْحَاوُ
 اِیْکَ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا آپ نے نہیں جھوٹ کہا ابراہیم نے مگر میں نے اپنے اس کے ساتھ
 حدیث قبول کر نیکی لائی نہیں اس لیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہیں ہے کہا
 اوس شخص نے کہ یہ حکم نیا جاسا جھوٹ ہو ثقہ راوی کے لئے کہا جبکہ در بیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
 راوی کو اور در بیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف ابراہیم علیہ السلام کے تقاضا واقع ہوا تو بالضرورت جانا چاہیے
 کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی بہتر و انتہی حاصل ہے یہ کہ حدیث میں سوای ان دو قسموں کے
 (جو قرآن و شریعت میں کو ہیں) آئے مخالفت قرآن میں نہیں ہو سکتی یہ حکم راوی اور وہ راوی ہو سکتا

۵

احکام احادیث میں مذکور ہیں اور قرآن میں نہیں کیا اور غیجی الفت ہی جو حدیث شہو یا سنوا ان کی ضرورت
 بڑی آریسائل کو قطعی اور غنی کی بحث میں لکھنا نشانہ مضحکہ عام خاص کا بننا ہی مستعرض صاحب کے مطلق
 خیال نہیں یہ فیصلہ کو مثل طالب الیل کے اخذ کرتے ہیں اور پھر طرد او سپر پر کہ نہ است نو در کنار کو
 فخر یہ گو گوئی کے سامنے پیش کرتے ہیں غیر خدا تعالیٰ کو کم تر نہیں ہے بچا و اور ان فعال اور اقوال سے
 تو یہ نصیب فرماؤ میں **قولہ** چوتھا سند فرمایا اللہ تعالیٰ نے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا أُقْرَأُ الْقُرْآنَ**
مِنْ قَوْمٍ أَجْمَعُوا انہما **أَفْهَمُ** یہیت مطلق نہیں بلکہ تقدیر اور مقید نفی ہوتی ہے پس نفیات سے
 او کو خاص کر لینا جائز ہو اجنبی فتح القدر میں لکھا ہے کہ **أَنَّ أَطْلَاقَ قَوْلِهِ بِعَيْنِهِ**
مَقْبُولٌ مَخْصُوصٌ مَكَانٍ وَفَحْصُوصٌ مِنْهُ كَثِيرٌ كَالْعَبِيدِ الْمُسَافِرِينَ فحاز تخصیص ہوتا ہے
 انہما فیخص بمن امرہ الشیطان ایضا یعنی نہیں شکر کہ اسمیں کہ مطلق ہوتا آیت **قَالَ سَعُو** انہما
 خاص مکان کے تقدیر اور بہت اشیا اور اس سے خاص کی گئی ہیں مثل غلاموں اور مسافروں کے یہ جانی ہو
 خاص مکان اور مکان ساتھ طبعی دوسری کی طرح کیا جائیگا وہ اس شخص سے بھی جس کو بادشاہ امر کرے (ہو)
 اور بیان شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے **إِنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى قَالُوا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ**
الْغَيْبَ قَالُوا لَنَكُونَنَّ أَقَامَةً فِي الْبَرَاءَةِ ایضا کا معنی تحقیق فرما اللہ تعالیٰ تاکہ علم
 طرف ذکر نہ کرے مطلق نہیں بلکہ بوجہ اتفاق رابطہ ہو سکے اس لیے کہ قائل کرنا جبکہ جنگگو نہیں بالاجماع
 نہیں باتنی پس یہیت مطلق قبولی بلکہ تقدیر بالاجماع قبولی تو مسافر اور عورت اور مرض پر موقوف
 جموعہ جب ہوگا کیونکہ آیت میں بعضی چیزوں کے بالاجماع خاص نے سے استعمال اس امر کا پدید ہو گیا کہ
 شاید دوسری اشیا بھی اس سے خاص معن اس وقت نفی حدیث بھی کافی ہو جائیگی اور آیت میں دوسری
 تخصیص کی گئی کہ **الْبَدَنُ** جو آیت مطلق ہے اور اسمیں حدیث نفی سے تخصیص نہیں ہوتی پس اس مقیدیت
 اس بحث میں پیش کرنا اور ضمیمہ کے نزدیک خلاف اصول مقررہ و اسنالمطہ ہی خواہم بیان کرنا غایت ہے
 کی فریب ہی ہے **و** اسی فرقہ کہ بہت شان و جلال کیا دی ہو و غلاما شدہ تنفیذ موافق قرآن و
 حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہیں کہ کسی سب میں ایسے نکلے نہیں جتنی کہ مطلق کے نکلے ٹوٹ جائیں

۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

مگر حنفیہ کے قواعد و کلیات برابر نقض سے پاک ہیں البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے انکار ہی نہیں رکھتا وہ اپنے
 لا علمی سے جو چاہتا ہے کہتا ہے مگر اسکا کچھ نتیجہ نہیں اسوائے کہ قربان اور حدیث پر لوگوں نے اعتراض کیے
 ہیں نہ جای مقلدین اور نہ مجتہدین **ما کنا الله والرسول معاً** میں لسان اللہ کے قافیہ کا
 اور اندھی کا خارج ہونا خود آیت ہی سمجھا جاتا ہے کیونکہ لفظ معاً میں موجود ہو اور ظاہر ہے کہ سنی
 نابینا سوزی ہو مگر ابینہ حنفیہ کے نزدیک گریہ لوگ جسم میں شامل ہو جائینگے تو پھر لہر کی غار اور ساقط
 ہو جائینگے اور لڑکا تو بالاجماع فروع القلم ہی اور حدیث میں بھی تین شخصوں کے ایسے ارادے کہ اپنے قلم تکلیف کا
 اوٹھالیا گیا ہے ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اس لیے جو حنفیہ و شرطیہ جمعہ کے موافق اور احادیث
 کے بڑھاتے ہیں چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے جابر بن عبد اللہ رضی
 وایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے میرا مقام
 میں اور میرے اس دن میں اور میرے اس مہینے میں اور میرے اس سال میں قیامت تک میں جو شخص اس کو
 ترک کرے گیامیری زندگی میں یا بعد میرے اور حال ہے کہ وہ اس کے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے اسان سمجھنے
 اس کے اور انکار اس کے کے پیش جمع کرے پریشانی اس کی اور نہ برکت اللہ اس کے کام میں خبردار پہنچد
 نماز اس کی اور نہ زکوٰۃ اس کی اور نہ حج اس کا اور نہ روزہ اس کا انتہی مختصر اور کما شیخ الاسلام عہد
 المحدثین علامہ ابن عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجہ متعددہ کے روایت کی گئی ہے اس لیے جو سنیوں نے
 آگئی ہے پس حجت ہوئے سے منع نہیں کرتی اتنی اس حدیث شرط ہونا حاکم کا واسطے کہ ثابت ہوا کہ وہ
 اس مختصر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ امام عادل یا جابر ہو کر نہ کرے جمعہ پر عید فرمانی میں معلوم ہوا
 کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہے جو حنفیہ نے تو بنوستان میں بھی باوجود مسلمان حاکم
 نہ ہونے کے جبکہ فتویٰ دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اہل اسلام جمع ہو کر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہے مگر کوشا
 نے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے معنی حاکم کے ہیں کیونکہ صفت اس کی عادل یا جابر ہو کر ہی صفت
 حکام میں ہوتی ہے سجاد امام واسطے کہ سنا ہے جو قیام احتیاطاً متاخرین حنفیہ حاکم کی قید کو بھی
 اور ارباب جو اس حدیث میں معلوم ہوتا ہے جو امام صاحب کی غرض ہے اور حسن البصری سے بھی نقل ہے

جمعہ
 پر جمعہ
 جمعہ
 پر جمعہ

کہ چار چیزیں بادشاہ کی تفویض میں ہیں کہ اوّلین ہے جمہ اور عیدین بھی جو چہرہ اگر امام صاحب نے امام کی
شرط فرمادی باوجودیکہ کسی حدیث میں اس کی نفی نہیں پائی جاتی بلکہ ان دونوں میں نہ تو کسی شرط امام جمہ
کیواسطہ معلوم ہوتی ہے تو خلاف شدہ ہوا یا موافق حدیث کے بواسطہ تھیں کہ تو کہہ سکتے ہو کہ اس میں کسی لفظ صواب
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہوگئی ہے پس خلاف قاعدہ اصول
اور خلاف قرآن بھی نہواللہ البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رضی اللہ عنہ کی امامت بروقت
محمود ہے عثمانؓ کے دگو اس کی تصریح نہیں آئی کہ انھوں نے اجازت لی تھی یا نہیں مگر موافق اس حدیث
کے (محمول بر اذن کجائیگی ورنہ عدم اذن کہیں ثابت نہیں ہوتا ہے پس خلاف حدیث محمول کرنا عید
ہو اور اگر اس وقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک ناز جائز ہے چنانچہ امام المحدثین
علامہ عینی نے لکھا ہے یا کہہ جائز دیکھ لیں یہی صورت میں کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہ تو مجموعہ ایک شخص کی ہے
جس سے گوئی اضی ہو جائیں جائز ہے باقی ہی شرط شدہ ہوگی اس کے واسطے بھی حدیث موجود ہے مصنف ابن
ابی شیبہ میں علی رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ فرمایا انھوں نے کہ جمعۃ وکاشترقی وکلاصلوۃ وکلاکھ
اکلا فی مصحح جامع وکلاکھ عظیمۃ یعنی نہیں جمہ اور تشریق اور عیدین مگر مصحح جامع میں بارہ ہے
شہر میں اتنی اور فتح القدر میں ہے وکلاکھ اذن حرم وکھنی بعلیٰ غفرلہ وکلا یعنی صحیح کہا اس
ابن حزم ظاہر ہے اور کفایت کرتا ہے اتباع علی رضی اللہ عنہ کا اتنی اور سند عبد الرزاق میں بھی یہ حدیث موجود ہے
اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی حدیث کما نفع ہوتی ہے کہ یہ مکہ یا مدینہ سے ثابت ہونا بعید ہے پس اگر دوسرے
صحابی قول سے معارضہ ہوگا تو علی رضی اللہ عنہ کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حالانکہ اب تک کسی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے منقول نہیں کیا جب انھوں نے شہر وکنوین کی ہو
تو ہزاروں جگہ کا تو نہیں بھی حکم دیا ہو بلکہ شہر وغیرہ جہ کہ حکم ہے اور نہ ہر جگہ اور اگر کہیں گاہ
میں بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گواہی دے سکتی ہو تو علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں اختلاف ہے
امام صاحب نے تین روایتیں ہیں ایک ہے کہ مصحح جامع وہ جگہ ہے جہاں حوائج ضروری شعلی
اطفال کھسایا ہوں اور دوسری یہ کہ جہاں امیر اور قاضی حکام اور عدد و جاری کرتے ہوں اور

۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

بمعنی مصر جامع کے امام ابو یوسف سے بھی منقول ہیں آہ تیرا یہ ہو کہ مصر جامع وہ ہے جہاں کو چھوڑا
 اور تعلق اس کے گائوں ہوں کہ آدمی بوقت حوادث اوس میں جمع کر جائیں اور سفیان ثوری کے نزدیک
 مصر جامع وہ ہے کہ آدمی جسکو شہر جابھوں اور امام کرخی اور علامہ زرخشہ بھی کے نزدیک صہین جڑ
 احکام جاری ہوں اور ابو عبد اللہ بخاری کے نزدیک مصر جامع وہ ہے جسکی بڑی سی بڑی مسجدیں
 اوس کے نہ آسکین **حاصل کا اہم یہ ہے کہ حنفیہ کی شرط نصف حدیث نہیں لگائی بلکہ جب تمام**
صحابہ مصری میں جمعہ کا حکم ہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ بھی شہر مصر کی منقول ہے اور ابن خزمہ حکم تمام فرقہ
 ظاہر پر اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں تو بھر امام صاحب اس شرط کا نہ لین
 مخالفت قائل اور حدیث کی کمی بلکہ عین موافقت ہو گئی البتہ گائوں میں جمعہ تو ہر باب کی کوئی حجت نہیں
 پائی جاتی ورنہ صحابہ سے ضرور منقول ہوتا اور حوالہ کا گائوں ہونا ثابت نہیں کیونکہ شہر کو قریہ بھی ہو
 ہیں اور لغت میں بھی اوسک قلعہ کے معنی ہیں لکھا ہے اور واقعہ پر مصر جامع کا تعریف صادق آتی ہے
 چنانچہ تحقیق اسکی سلسلہ ہشتاد و ششم کے جواب میں بیان ہو گئی ہے غرض کہ امام صاحب جو اونی
 حدیث اور قرآن کہتے ہیں مگر فرقہ ظاہر یہ یا انہم عوی علی بالحدیث سراسر غلطان حدیث اور قرآن
 کرتے ہیں اگر یہ ان میں تو منہ الذکر نہیں سمجھتے دوسرے نہیں کرتے ہیں اپنی قضیاتی پر نہیں سمجھتے
 نہیں نظر انداز ہیں خود پر اور ویکو جابھیں بلکہ مصری قولہ ہاں چنانچہ ان سلسلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَكُلُوا مِنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ وَاسْتِزْكُوا بُحْبُكُم مِّنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ مِمَّا ذُكِّرَ بِكُمْ
فَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَكُلُوا مِنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ وَاسْتِزْكُوا بُحْبُكُم مِّنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ مِمَّا ذُكِّرَ بِكُمْ
 حق میں اور یہ متوضی سمجھنا غلط نہیں اور تقدیر اسکی یوں ہے **وَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَكُلُوا مِنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ وَاسْتِزْكُوا بُحْبُكُم مِّنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ مِمَّا ذُكِّرَ بِكُمْ**
 یعنی جسوقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو نہو پس شہر کو چنانچہ تفسیر احمدی میں لکھا ہے **وَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَكُلُوا مِنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ وَاسْتِزْكُوا بُحْبُكُم مِّنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ مِمَّا ذُكِّرَ بِكُمْ**
وَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَكُلُوا مِنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ وَاسْتِزْكُوا بُحْبُكُم مِّنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ مِمَّا ذُكِّرَ بِكُمْ
 مشہور نزدیک بعض اور بعضوں نے اسکی جسوقت اور شہر کو چنانچہ تفسیر احمدی میں لکھا ہے **وَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَكُلُوا مِنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ وَاسْتِزْكُوا بُحْبُكُم مِّنْ أَطْعَمَةٍ دَارَتْكُمْ مِمَّا ذُكِّرَ بِكُمْ**
 چنانچہ یہی روایت ابن عباس سے ہے کہ کسی نے کہا کہ تشریح اسکی تفسیر یہ کہ ان میں سے جو

تفسیر احمدی
 چنانچہ یہی روایت

حاصل کا اہم یہ ہے کہ ان عباد میں جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہیں اسکی تقدیر میں
 اللہ عزوجل تعلق فرمادے گا مانتے ہیں اس میں معلوم ہوا کہ حدیث کی قید اس میں ضرور ہو مطلق نہیں اور
 تفسیر میں لکھا ہو غلط نہ ہو کہ ان کی کئی کئی جگہوں پر قیاسی احکامات لکھے ہوئے ہیں
 وَاِنْ يَكُنْ مِنَ الْمُنْذِرِ فَاِنْ قُلْتَ صَوِّبْهُمْ اَنْ يَكُنْ مِنَ الْاَكْرَسَاءِ اَلَا لِلنَّجْدِ نِينَ وَعَدِهِمْ
 لِقَاءُ عَلٰى وَجْهِ الْاِيْحَابِ وَهَلْ كَرَّ عَلَى وَجْهِ الْمُنْذِرِ قُلْتَ لَا يَمْنِي مِنْ جَارِ كَمَا جَاءَ
 یہ کہ امر واسطے جو جبکہ ہو گا خطاب اس واسطے ہے وضو کو لوگ نہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ امر واسطے
 احتجاج ہے ہو پس کہ تو کیا جائز ہو کہ امر با وضو اور وضو و لوگوں شامل ہو اور لوگوں پر احتجاج اور انکو بوجہ
 احتجاج کے میں کہو گا نہ یہاں پر انتہی حاصل یہ ہے کہ اگر امر واسطے جو جبکہ کیا جاتا ہے تو بالافتقار
 بے وضو لوگ مراد ہیں اور اگر مراد نہیں ہے تو اس وقت با وضو لوگ ہی ہو مگر بے وضو اس آیت کی نسبت
 ہوگی با وضو دیگر ضرورت بیان کی اس میں زیادہ ہے اور اس میں تحصیل حاصل کی گویا مستحب ہے تو تفسیر فتح البیان
 میں لکھا ہے وَالْمُنْذِرُ اِلَى الصَّلَاةِ وَالْمُنْذِرُ عَلَى غَيْرِ طَرِيقٍ وَهَذَا اَحَدُ اخْتِصَارَاتِ الْقَوْلِ
 وَهُوَ كَيْفَ جَاءَ لِيْنِي اَوْ تَقْدِيرِ آيَةِ كَيْ جَوَاقِيتُ كَيْفَ تَمُوتُ طَرَفِ تَمَانٍ اَوْ حَالِ يَهِي كَيْفَ تَمُوتُ بَعْدَ وَضُو
 یہ تقدیر بخیر اور اختصارات قرآن کے ہے اور یہ بکثرت ہوتی ہیں اس تفسیر میں جسکی مترض صاحبیت
 سند الہی معلوم ہوا کہ یہاں یہ فقط مقدم ہے اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہے اور قرینہ اس پر اس میں ہے
 اَنْكِرَ اَنْ يَكُنْ مِنْكُمْ اَفَاظُهُمْ اَوْ اَوْجُوْدُهُمْ اَوْ اَوْجُوْدُهُمْ اَوْ اَوْجُوْدُهُمْ اَوْ اَوْجُوْدُهُمْ اَوْ اَوْجُوْدُهُمْ
 پس آیت عام نہولی بلکہ خاص و خفیہ کے حقیقہ وارد ہوئی جو طہارت سنون اور بقدر الفاظ شر
 مذکور کے ہو ہیں پس اس کو عام سمجھ کر تفسیر پر اعتراض کرنا محض مخالفت ہے کثرت سے احادیث بھی ملے
 موجود ہیں جنہا پر امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے وَدَلِيلُ الْمُسْلِمِ اَنَّ اَحَادِيثَ النَّبِيِّ
 مِنْهَا هَذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَتَنَبَّأُ عَنْ كُلِّ مَلَكٍ وَكَانَ اَحَدًا يَكْفِيهِ الْوُضُوْءُ مَا كَمُ يَجُزُّ وَحَدِيثُ سُوَيْدِ
 ابْنِ الْجَحْنَانِ فِي حَجْرِ النَّبِيِّ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ

۷۷
 تفسیر
 جلال
 صفحہ ۱۲
 جلال
 صفحہ ۱۲
 جلال
 صفحہ ۱۲

ثُمَّ أَكَلَ سَوْيِقًا ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ فِي مَعْنَاهُ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ كَحَدِيثِ الْجَمْعِ بَيْنَ
 الصَّلَاةَيْنِ بِعَرَفَةَ وَالْمَرْحَلَةِ وَسُكْرُ الْأَكْمَارِ وَالْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاةِ الْفَائِثَاتِ يَوْمَ الْخُدَّ
 وَعَنْ ذَلِكَ يَحْتَمِلُ جِهَةٌ أَنَّ مَا وَرِثَ صَحَابَةُ مِنْ كِتَابِ تَوْبَةِ حَارِثِ مُسْلِمٍ وَأَوْزُوسِي حَاشَا
 النَّسَبِ فِي صَحِيحِ بَخَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءُ كَرْتِ نَحْنُ وَاسْطُ هَرِ نَارِ كَ وَأَوْزُوسِي كَوْنُ كَوْنُ كَوْنُ
 وَضُوءُ جَنَّتِكَ حَلَّتْ كَرْتِ كَافِي هُوَ جَانَا تَحَا أَوْ تَسِيرِي حَارِثِ سَوِيدِ بْنِ نَعْمَانَ كِي كَ صَحِيحِ بَخَارِيِّ مِلْهُنَ
 كَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَصَرِي نَارِ طَرِيحِي بِحَرِ سَتُو كَهَا سَ بِحَرِ مَغْرِبِ كِي نَارِ طَرِيحِي وَأَوْزُوسِي
 وَأَوْزُوسِي مَعْنَى كِي بَسْتِ حَارِثِ بْنِ أَرْزُوهِنَ جَلِيسَ حَارِثِ جَمْعِ بَيْنِ الصَّلَاةَيْنِ عَرَفَةَ وَأَوْزُوسِي مَعْنَى أَوْزُوسِي
 سَفَرِ مَعْنَى أَوْزُوسِي جَمْعِ قَضَا نَارِ كِي دَنَ خُدُقِ كَ أَوْزُوسِي كَ مَوْجُودِ بَيْنِ انْتَهَى اسْطِرْجِي كِي تَحْدِيزِ
 تَرْمِزِي أَوْزُوسِي دَاوُدَ أَوْزُوسِي مَاجِيغِرَ قَامَ كَتَبَ حَارِثِ بْنِ مَوْجُودِ بَيْنِ أَوْزُوسِي دَاوُدَ ظَاهِرِي هُوَ فَرَقَ ظَاهِرِي
 سَقْدَ أَوْزُوسِي هُوَ بَرِ كَرِ جَانِزِ نَعْمَانَ كَهْتِ كَ كِي وَضُوءُ كِي نَارِ كَوْنُ كَوْنُ كَوْنُ كَوْنُ كَوْنُ كَوْنُ كَوْنُ
 وَضُوءُ وَاجِبِ جَانِزِ بَيْنِ كَرِ فَرَقَ ظَاهِرِي كَوْنُ مَنَاسِبِ شَا كَ بِحَرِ حَارِثِ بْنِ أَوْزُوسِي اسْتِ اسْمِ بِنِ لَقْلُ كَرْتِ
 أَوْزُوسِي كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 بَلَكِ هَرِ كِي كَ مَآخِذِ مَوْجُودِ وَرْدِ كَوْنُ مَخَالِفَتِ حَارِثِ كَ بِكَ لَامِنَ مَعْنَى كِي كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 مَخَالِفَتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 جَانِزِ بَيْنِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 تَوْبَةِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 مَعْنَى كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 أَكْرَ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ
 قَرْنِ كَ حَارِثِ جَانِزِ نَعْمَانَ كَهْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ

ہر صنف عام کر لینا حال آنکہ کوئی قرینہ اور سبب وجود نہیں بلکہ خصوصیت کا قرینہ خوب بات میں موجود ہے
 احادیث صحیحہ بخاری و مسلم کو انھوں نے اس کے مقابلہ میں ایک نیا نام معلوم ہوا کہ نیا بہرہ نیا چاند
 کہ جیسا قرآن مجید و ظاہری کتب تھے ویسا ہی غیبی نہیں تھے ورنہ ایک خصوصیت کو ہر نمازین اور شریعت
 کیا یہ نیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے چنانچہ ہر کوئی امام پر اور تری ہر یاد رکھو ورنہ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 و سبب اسکا خلاف کیا ہو سمان کی توشیح میں کہ انہیں کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بخیر کہ
 لیکن جو حوالہ امام داؤد کے مقلد و نجات اور کسی کا نہیں حال آنکہ خدای تعالیٰ فرماتا ہے من یرید فیہ الذی
 فقد طاع اللہ یعنی جس نے اطاعت کی رسول کی اوستہ اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری بات
 لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی تمہارا واسطے رسول اللہ میں ہا رفیعہ و بویہ
 اتقی او تفسر ہی آیت قل انکم لکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فالتبعو فیما ینزل الیک من ربہ فی غیبہ کبر
 اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ کو دوست کھینکا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری
 قول ظاہر یعنی صحت میں بہت ٹھیک صادق آتا ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حد کو صحیح مانتے ہیں
 جرح سالم جانتے ہو اسکے مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑھتے ہیں بدشک یہی عقائد رکھتے ہیں کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت معنی میں صحیح و نہ حدیث کا مقابلہ میں کبھی قرآن اخذ نہ کریں بلکہ دیکھو
 باہم موافق کریں جیسے حنفیہ کرتے ہیں لیکن یہ کہ یہ بات ظاہر یہ صاف صاف عوام میں نہیں
 کہہ سکتے ہیں اس لیے وہ ایک ٹی کی آڑ میں شکار کھینچتے ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور اگر
 کہ مقابلہ میں ظنی پر عمل جائز نہیں ہے پس وضو کی آیت اون کے نزدیک نام اور قطعی ہے اور احادیث
 ظنی ہیں اس لیے انکو امام داؤد و ظاہری آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثیں بخاری و مسلم کی آیت
 مقابلہ میں ترک کر دیں اس ظاہر کو کو اول آیت کے بیان میں نہ دیکھا جائے کہ اس کے امام کیا کہتے ہیں
 اس کے بعد دوسرے اعتراض کریں پہلے صاف کہنا چاہیے کہ بیان فرقہ ظاہریہ حدیث پر عمل کیا
 چلا گیا اور اس کا دیکھو کہ حدیث کا مقابلہ میں قرآن کی آیت نہیں ٹھننی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا
 ان تمام تقریرات کو واقعی واضح ہو گیا کہ آیت ادعوا الیہ لعلکم تہتکوا و خذوا حذرا و اللہ علیہ

علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہرہ ضعیف حدیثوں سے صریح آیت اور حدیث کو بالکل تے
 ہیں اور آیت اور حدیث میں تناقض پیدا کرتے ہیں خود تو دعویٰ کرتے ہیں کہ آیت اور حدیث کو
 مطابق کرنا چاہیے مگر خود کار بند ہو سکے نہیں ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ آیت میں صریح لفظ مضبوط
 ہے اور آیت میں دعا ہونا لغات و کلام عرب پر موقوف ہے کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو کہ
 (اس لفظ کے دعا کے معنی ہیں یا نہیں) موضوع نہیں بلکہ اسطے تعلیم احکام کے وارد ہے قرآن اور
 حدیث کچھ پشت نہیں کہ مترض صاحب سیدین آمین کے معنی تلاش کریں آمین کے معنی لغت میں دیکھے
 ہوں کہ دعا کے ہیں یا نہیں تمام لغت کی کتابوں میں آمین کے معنی دعا اور اسم باری تعالیٰ کے موجود
 ہیں ایسے عطا تابعی بیان کر دیا کہ یہاں آمین کے معنی دعا ہیں فقط ایک معنی کے حصر کرنے میں افغانی راوی
 ہو اسکو کوئی اگر تسلیم کرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی لئے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر نفس ان معنوں کا انکار
 کرنا اور حدیث اور قرآن میں اس کی سند طلب کرنی چہ خوش گفتست سعدی در زینبہ کے قبیل سے
 ہو گا جیسے قرآن میں تَبٰی اَنَّا لَمُسٰی شَیْءٌ اَیَاہِیْ اور اسبطرح جناب ابراہیمؑ کا یہ لفظ اَلَا فِی
 کِتٰبِ مُبٰیِّنٍ فرمایا ہے جس کے معنی ہیں کہ قرآن میں ربط یا بسر شو کا بیان ہے اور مراد اس سے احکام اہل
 اور تفصیلی ہیں یہ معنی نہیں کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہیں پس جب آمین کے معنی دعا لیے جائینگے
 تو یہ آیت صریح اغتیار و دلالت کرتی ہے اور اگر نام خدا کے معنی خدا کا ناموں کے مراد ہو تو دوسری آیت اَذْکُرُکُمْ لَکَاجَ
 فِیْ نَفْسِکَ سے اخفا اسکا لازم ہو گا اگر اس امر کو غلطے و جوب کے زلیا جائیگا چنانچہ مذہب جمہور ہے تو اس
 استحبابی لینا ضروری و نہایت بیکار ہو جائیگی اور در صورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی اخفا میں
 میں موجود ہے تو اس صورت میں آیت اور حدیث میں زیادہ ہوا نفقت ہوگی و نہ آیت میں اخفا کے
 معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہ کو بھی ترک کر دینا لازم آئیگا ہماری رائی میں حدیث
 اور قرآن میں پوری پوری تطبیق جیسی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالتہ جو کے مآول نہوا اور جہر کی حد
 بعض اوقات مجرول کیجا ورنہ جہر آمین لینے میں آیت اور حدیث اور افعال صحابہ کوئی وجہ معلوم
 نہیں ہوتی بجز اس کے کہ تاویل و تاویل کرتے چلے جاؤ جیسے کہ معترض صاحب کے مشعل ٹپکلی ہے کہ آیت

اور حدیث کو تخیلات طائلہ اور اوہام رکیز سے فاسد کرتے جیسے جاہلین اور ذہن میں شاید یہ امر سر
 ہو کہ صحابہ اور پیغمبر آیت کو نہیں سمجھے جو انھوں نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جاہلین کی لغت میں انھوں نے
 دیکھ لیے ہیں پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شایع ہے پر اعتراض ہے کہ خدا اخفای دعا کا کیوں حکم دیا
 اس طرح پیغمبر اور صحابہ پر اعتراض ہے کہ انھوں نے خلاف معترض کیوں کیا انھوں نے نہ نہیں
 ایسی لوگوں کے واسطے یہ آیت ادرہ و ما کان یؤمن من ہکذا مؤمنۃ اذ اقصی اللہ و رسولہ
 اکر اکی لکون لہم یحیی من امیرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضلّ اسلا قلینا
 یعنی نہیں ہو چکا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول و سکا کہ یہ حکم کرے کہ یہ پھر افرامو کہ
 اختیار ہو لیے کام میں اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول و سکا کی پس ہر شخص کو راہ ظاہر ہو گیا انتہی پس
 ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم اخفا کا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے سے بھی یہی نقول ہے
 باوجود اسکے ظاہر یہی راجح کہ مقابلہ میں نہیں ہے تو جو جو اس آیت عاصی نہیں ہے خدا کی بھی نافرمانی
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر معنی اسی آیت
 نسبت کرتے ہیں باوجودیکہ اسید لفظ حقیقتہً وجود ہی اور جہر اسی آیت پیغمبر نے سمجھا تو اوہ لے معنی کی
 نسبت انھوں نے پیغمبر کی طرف کی خدا بھی خوف نکلیا کہ اسید تو موافقت نہیں بلکہ برعکس ہوا جاتا ہے فقط
 ہر قسم کے راویوں کی روایت جو وہ ضعیف ہوں یا قوی ایسے معنی پیغمبر کی طرف نسبت کرنے سے ہی قول امام
 فخر الدین رازی کا صادق آہا ہے کہ راوی کی طرف نسبت نہ ہو سکی کرنی آسان ہے اور پیغمبر کی طرف
 خلاف شان اوہ نسبت کرنی بہت بعید ہے اور ان میں تو صریح آیت وجود ہی فقط ضعیف راویوں کی
 روایت آیت کہ درہم ہر دہم و دنیا یا جہاں حال نکمہ ہوتا آیت اور حدیث میں برابر تطبیق دیتے ہیں آیت انکار
 یہ تطبیق بدرجہا بہتری اور دوسری آیت اذ لکم شرکوا شرکوا ثم من اللہ ما لکم اذ فی اللہ
 و لکم لکم الفصل لکم بکم وان الظالمین لکم عدوا لکم یعنی کیا ان کے لیے شرک ہیں
 کہ ان کے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہے جس کا اللہ حکم نہیں کیا اور گمراہ فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا
 ان میں بیشک ظلم کرنے والوں پر خدا نے رد نکالی انتہی آیت میں شیخ دیلی کہ چہر لوگ خلاف حکم خدا کے

قال اور ایک مخالف امام عظمیٰ کے قتل کا عیث پر چلنے والوں کو مذمت ہے کہ امام عظمیٰ کے پاس حدیث کی کتابوں کی کئی صندوق تھے اور امام عظمیٰ نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین شیخ سے سماع حدیث کی کی ہوا اور ان کے مسند کی روایت بائیس آدمیوں نے اوفس کی ہوا اور سب کے سب امام عظمیٰ کے استاد علم کے جاندار آدمی ہیں اس کو شیخ مبارک بنی حنفی ہونے شرح سفر السعادت میں نقل کیا ہے جو اب کما ہے کہ یہ نو شیخ عبدالحق وغیرہ نے ان کے غایہ ساز باتیں ہیں ان کو بجز بعض متصہ امام عظمیٰ کے قتل و کفر کوئی منید یا شاہ اور شیخیوں نے تسلیم نہیں کرتے تھے۔ **اقول** مستتر صاحب جب کہ بی جواب بنے تو اقوال متحقق کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتیں کہدیا اگر اس کا نام جواب ہو تو یہ کماویا جواب بہت آسان ہے جو بات کے مخالف ہوئی جھٹاؤ سکو تو تراشیدہ قرار دیکر چھوٹے جواب بھی قابل وجہ ہو آج تک کیونکہ سوچا ہو گا خاص حصہ مستعرض صاحب کا ہے مگر ان باتوں کے بنوایا کہ **وَاللّٰهُ مَعَهُ** و **وَاللّٰهُ مَعَهُ** و **وَاللّٰهُ مَعَهُ** خسران نہ ہو ورنہ وہی آب و آہ صافی میر و دبی اضطراب ہے اس جواب نے مستعرض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ کے اور کثیر اس حدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہے اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہیں بعض نفی روایت اور بعض نفی روایت اور بعض قلت حدیث پائی جاتی ہے اب ہر ایک کے ہم ہاتھ ثابت کرتے ہیں بلا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح اشرف میں لکھتے ہیں **قَالَ لِعِرَاقٍ وَعَلِيٍّ عَنِ الْأَكْثَرِينَ وَقَدْ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّحَابِيِّ وَالْتَّابِعِيِّ يَقُولُهُ طَوْفًا لِمَنْ تَرَانِي وَمَنْ تَرَانِي مَنْ سَأَلَنِي فَأَكْفَى بِحُجَّتِي الرَّوْيَةَ قُلْتُ وَبِهِ يَنْدَكِرُ الْأَمَامُ الْأَعْظَمُ فِي سِلَاحِ التَّابِعِينَ قَالَهُ قَدْ سَأَلَ أَنَسًا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّحَابَةِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ أَبُو حَرِيرَةَ فِي إِسْمَائِيلَ حَالِ الْقُرْآنِ وَالشُّرُوحِ فِي حَقِّهِ الْمُسْتَشْدِدِ وَصَاحِبِ كَشْفِ الْكُشُوفِ فِي حَقِّهِ الْمُؤْمِنِينَ وَصَاحِبِ عَمْرٍاءِ الْجَنَّةِ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُتَّبَعِينَ فَمَنْ تَرَانِي أَنَّهُ تَابِعِي فَأَمَّا مِنَ التَّابِعِينَ الْقَاصِرِينَ أَوْ التَّعَصُّبِ الْفَاقِرِينَ أَمْ بَعْدَ كَمَا عَرَفْتِي لَمْ يَكُنْ** (یعنی ابن حجر جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسے صحابی کو دیکھا ہو وہی تابعی ہے)

شیخ مبارک بنی حنفی

۴

تفہیم

صحیفہ

عمل اکثر و نماز اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم معروف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
نوشہ جری ہوا اس شخص کو کہ دیکھا اوسے مجھ کو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسے او کو جسے مجھ کو دیکھا ہو اور
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر کفای میں کہتا ہوں کہ اس قعریت امام عظمیٰ سلسلہ تبار
میں داخل بن سلیے کہ انھوں نے ان رض اور سوا او نکو اور صحابہ کو دیکھا ہو چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
اسامی حال قرآن اور توبہ شتی نے تحفۃ المسترشدین اور صاحب نشہ الکشاف سورۃ مؤمنین میں اور
صاحب مرآۃ البیان وغیرہم نے علمای تہجد سے پس جس شخص امام صاحب کتابی ہو سکی نفی کی یا جو
قصہ لائے کہ یا جو تصشب سے ہوا تھی اور ابن جوزی علیہ السلام نے ہائیں لکھا ہو کہ صحیفہ کو کہ یہ صحیح
احمد بن الصبیح کہہ کر ای انس بن مالک بن عیینہ یعنی امام صاحب نے نہیں سنا حدیث کی کسی صحابی سے
بلکہ انس کو دیکھا ہوا تھی اور عباس الدین سیوطی بتدقیق الصحیفہ میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
امام صاحب کی روایت اور تابعیت کے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام حنفیہ کے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا اسلیے
ثوہد میں لاریت افکی سن اسی ہجری میں ہوئی اور وہ ان عبداللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات افکی بعد
اس کے ہو اور اس وقت بصرہ میں انس بن مالک تھے کیونکہ وفات افکی سن نوے میں یا بعد کے ہو اور ابن
یسی سند جسد کوئی نہ حرم نہیں روایت کی ہو کہ امام صاحب نے انس کو دیکھا ہو اور سوا ان کے اور
صحابہ چند شہ و میں زندہ تھے انتہی مختصر اور اقامتہ الحجہ میں لکھا ہو کہ ان علی ثقبہ دارقطنی اور ابن سعد
خطیب و غیرہ ہی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اگر ہم سند ہی و راہو عشرہ اور جزوہ اور یافعی
اور جزری اور توبہ شتی اور ابن جوزی و سراج صاحب نشہ الکشاف امام صاحب کتابی ہو پر تصریح کر دی
ہو اور نہ چھوٹ کر کیا ہو نہیں ہو کہ صحابہ روایت کر لیا انکار ہو اور دوسری جماعت میں نہیں ہو اور نہ چھوٹ
نے بھی کسی تصریح کی ہو اور نہ عبارتیں افکی ہو جب طول کلام کے ترک کر دیں اور جو کچھ منہ نقل کیا ہو نہ کھن
ان لکھنے نقل کیا ہو مجرد اعتقاد نقل و سکتے نہیں کیا اور جو شخص ان کتابوں مذکور کو دیکھ گیا ہماری نقل کی
تصدیق ہو جائیگی لیکن اقوال فقہا ہما یکے لایں ہیں پس وہ پیشا ہ ہیں اور جسے مورخین میں امام حنفی
کی تابعیت کا انکار کیا ہو وہ شخص عماد اور ثبوت حفظ اور دقت نظر میں ان شبہ تبار بیت کے مترتبہ کو

صنف

صنف

صنف

۴۲

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الْقُرُونِ قَوْلِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ لَهُمْ رَأْيُ الشَّيْخَانِ يَسْبِقُ تَحْقِيقَ ثَابِتٍ هُوَ كَيْفَ
 امام صاحب بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہے روایت کرنے میں امام صاحب صحابہ کو اور اعتماد کیا گیا ہے
 ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا میں نے اسکو سند الانام شرح مسند الامام میں وقت اسناد و فوکی کے طرف سے
 صحابہ کرام کے پس امام صاحب تبیین کبار میں جیسا کہ بڑے علماء اہل بیت اللہ نے اَتَّبَعُوا رَأْيَ الْحَسَنِ
 کے تحت میں اور عمومیت قول علیہ السلام خَيْرُ الْقُرُونِ قَوْلِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ لَهُمْ رَأْيُ الشَّيْخَانِ یَسْبِقُ تَحْقِيقَ ثَابِتٍ
 کیا اصل حدیث کو بخاری و مسلم اتقی اور مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب صاحب شفا راجع السی جوا میں
 لکھتے ہیں وَ أَكْثَرُ رِوَايَاتِهِمْ أَنَّ عِبَارَتَهُ هَذِهِ تَوْحِيدُ الْكَلِمَةِ الْمُتَّصِفَةِ مُقْتَضِرُونَ عَلَى انْبَاءِ الْعَامَّةِ فِي
 وَلَيْسَ كَذَلِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ رِوَايَاتِهِمْ فِي هَذِهِ الصَّحَابَةِ وَإِنَّا اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَةِ عَنِ النَّبِيِّ
 فَجَمَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ كَلِمَةٍ مِنَ الْحَقِّ تَيْنِ وَجَمَعْنَاهُمْ فِي تَبْوِئَتِهَا وَقَالُوا هُوَ الْمَذْهَبُ لِمَتَيْنِ وَ
 لَقَدْ أَقْبَحَ عَجَلِي وَتَوَخَّشْتُ فَوَادِي حِينَ رَأَيْتُ عِبَارَةَ الْأَجْمَلِ وَحَاكَمْتُ فِيهِمْ مَا
 أَلْهَى جَاوِزَ عَنِ الْحَقِّ وَهُوَ الَّذِي رَجَعَنِي إِلَى جَمْعِهِ بِنَدْوِي مِنْ مُسَاخَرَاتِهِ فِي تَصَانِيفِهِ لِيَكُنْ
 يَعْنِي الْجَاهِلُونَ بِأَمْثَالِ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ فِي تَأْلِيفَاتِهِ وَاللَّهُ أَسْأَلُ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي حَبِيبِهِ
 مِنْ أَمْثَالِ هَذِهِ الْمَغَالطاتِ بِمَعْنَى جَوَاحِرِهَا عَرَضَتْ لِي فِي هَذِهِ عِبَارَتِ أَوَّلِي وَهِيَ هَكَذَا فَقَطْ خَفِيَ لِي مَا
 بِهِ صَحَابَهُ وَثَابِتٌ كَرْتِ هُنَّ حَالُ الْكَلِمَةِ لِي سَابِقِينَ هِيَ بِسَبْقِ تَحْقِيقِ أَشْرَافِهِ بَلْ كَلَّ عَلَى تَحْقِيقِ رِوَايَةِ صَحَابَةٍ
 قَالِ هُنَّ أَوْ جَزَائِرِ ثَابِتٍ كَمَا اخْتَلَفُوا وَنَحْوُكُمْ إِمَامُ صَاحِبِ كِي رِوَايَةٍ فِي كَيْفَ هِيَ لِي سَابِقِينَ
 أَوْ نَحْوِ سَبْقِ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي
 كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي
 تَصْنِيفِ نَوَابِ صَاحِبِ بَحْوَالِ كِي مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي
 هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي
 بِي عِلْمِ اسطوره كَلِمَاتِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي
 أَوْ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي هِيَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي

شرح تفسیر
 جوامع
 جوامع

مع اسناد و تقریر سیوطی کا نقل کجائی میں بیاض الصحرین جلال الدین سیوطی کہتے ہیں قال ابو معشر
 جریث ابی ابو عبد اللہ الحسن بن محمد بن منصور الوافقیہ الواعظی ابی ابراہیم احمد
 ابن حسین الوافقیہ ابی ابی بن محمد بن احمد بن الحسن بن ابی بوسعید اسماعیل بن علی
 الشہام بن ابی الحسن احمد بن محمد بن محمود البرکاتی ابی بوسعید الحسن بن محمد بن
 الشہام بن ابی الحسن احمد بن محمد بن الصلح بن المقلید الحارثی ثنی بشر بن الولید
 القافی عن ابی بوسعید عن ابی حنیفہ سے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جو کہ سنائے انس سے کہ
 اور امام ابو حنیفہ انس سے کہ
 خیال کرتا کہ ابی حنیفہ کی
 کہ وہ تھے تحقیق ان
 الاکل منہ
 واکا
 قلت
 والحکم
 ابن مسعود
 مشہور
 میری
 انور

۴

روایت کی گئی ہے کہ طریقوں کے پہنچ جانے میں تہہ حسن کو کہا میں نے اور میرے نزدیک یہ حدیث تہہ صحیح
 پہنچی ہے بسبب یہ کہ اس کے پچاس طریقوں واقف ہو گیا ہوں اور میں نے علی ہذا کی تین جمع کیا ہے اور دوسری تہہ
 میں اس کا صحیح ہر وار ہوئی ہے روایت ایک جماعت کے صحابہ میں سے اور اصل اس کی صحیح مسلم میں حدیث ابن مسعود
 بالفاظہ میں ہے علی خیر فاکہ و مثل الجرف احلہ و ازہر اور تیسری حدیث میں اس کا صحیح ہر وار ہوئی ہے
 جو روایت ایک جماعت صحابہ کے اور صحیح کہا اس کو ضیاء مقدس مختار میں حدیث برہانہ سے نقل کیا ہے ابو نعیم
 ابی ابو عبد اللہ شنی ابی ہریرہ شنی ابی بکر الحنفی شنی ابی سعید الخدیری بن احمد شنی
 علی بن احمد الخدیری الشعمی البصری شنی احمد بن عبد اللہ بن حرام شنی المظفر بن یحییٰ
 ابن موسیٰ بن جیسہ بن المثنیٰ بن الحنفی شنی ابی شعیبہ بن عیاض عن ابی حنیفہ
 عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سمع
 ما یرویک الی ما لا یرویک ویدہ عن واثلہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم
 الشماکہ یا خیک قیعا فیہ اللہ ویکتلیک یعنی پھر ابو نعیم
 وہ واثلہ بن الاسقع صحابی روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 جو شک میں آئے تجھ کو طرف اوس چیز جو در شک میں آئے تجھ کو اور اہل ابو حنیفہ
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ظاہر کرو خوشی ٹھوسا تھبتلا ہو
 دیکھا اور تجھ کو بتلا کر دیکھا اقول الحمد للہ لا قول متنبہ صحیح وکر مرید
 وقد صححہ الترمذی وابن حبان والحاکم والصباء من حدیث
 ابی طالب رضی اللہ عنہما والحدیث الثانی اخرجہ الترمذی عن واثلہ
 وحسنہ واکہ شاہدین حدیث ابن عباس یعنی میں نے کہا ہوں کہ
 صحیح ہر وار ہوئی ہے روایت ایک جماعت صحابہ اور تحقیق صحیح کہا میں نے اور تیسری حدیث میں اس کا
 حاکم اور ضیاء مقدس حدیث حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور دوسری حدیث میں اس کا اور سکون
 روایت واثلہ رضی اللہ عنہ اور حسن کہا اس کو اور اس کے شاہدین حدیث ابن عباس سے روایت کیا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اسے اللہ کے سچے بندہ اور اگرچہ پہلے مشابہ قتل کے
 ہو بناویگا اللہ اسے اوسکے مکان جنت میں اقول ہذا الحدیث صحیحہ بل مستور یعنی کہتا ہوں
 کہ یہ حدیث صحیحہ کیلئے تواتر ہو رہی ہے ابی سعید اللہ کے بیان میں ابی محمد عبد اللہ بن
 کثیر بن ابی شیبہ نے ابی عبد الرحمن بن ابی حنفیہ سے روایت کیا ہے ابی عیاش بن محمد بن ابی داؤد
 شیبہ بن یحییٰ بن معین عن ابی حنیفہ کہ سہ عن عائشہ بنت محمد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم جنۃ فی الارض الجرادہ اکلہ
 ولا تخرقہ یعنی امام ابو حنیفہ سے روایت ہو کہ سنا انھوں نے عائشہ بنت محمد سے کہتی تھیں کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم جنۃ فی الارض الجرادہ اکلہ اور نہ
 اوکوڑا کرنا ہوں اقول ہذا الحدیث مثلاً صحیحہ أخرجه ابی داؤد من حدیث یسک
 وحجۃ الضیاع فی المختارۃ یعنی کہتا ہوں کہ یہ حدیث میں اسکا صحیح ہو کر گیا اسکو ابو داؤد نے
 حدیث سلمان سے اور صحیح کہا اسکو ضیاع نے مختار میں قال ابن الجار ان القاضی ابی الحسین
 عبد الرحمن بن احمد عن ابی عبد اللہ البلیخی عن ابی الفضل بن حرز قال قال علی
 القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن بن محمد بن ابی شیبہ عن ابی محمد بن
 عبد اللہ ان ابی محمد بن علی بن ابی حمزہ عن ابی الحسن بن عباس بن القاضی
 البغدادی عن ابی محمد بن موسیٰ بن الجلودی عن ابی محمد بن عباس بن ابی محمد بن
 القاسم عن ابی حنیفہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من
 الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لک یا رسول اللہ ما تروث ولا قط
 قال فاین انت عن کثرۃ الاستغفار الصداقۃ یزق اللہ بها العائد قال کان
 الرجل یکنز الصداقۃ ویکنز الاستغفار فاولا لہ سبعۃ من الذکور یعنی امام ابو حنیفہ
 جابر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا انھوں نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 زیست میں ماضیہ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کچھ اولاد نہیں ہوئی فرمایا تو تروث استغفار

حدیث صحیحہ
 مستور

اور صدقہ کیون نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اوسکی وجہ اولاد عنایت کرے گا، کہا جابر رضی اللہ عنہ شخص صدقہ
 دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا، پس اس کے سنات لڑکے پیدا ہو گئے، اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے
 محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کردی پس ابن جوزی غفر
 لہ اہر کے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ باطل است انہ مدعی گوید، بلکہ اسیر غیج رضی اللہ عنہ ہی اونکا
 اعتبار نہیں کرتے، انھوں نے تو بعض حدیثیں بخاری کی بھی تسلیم نہیں کی ہیں البتہ بعض نے ان احادیث
 کو ضعیف کہا ہے، اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کردی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ احادیث
 اکثر صحیح ہیں، پھر جو شخص متہم ہوا اوسکی بھی روایت جثقب کے مطابق ہو قبول ہوتی ہے اور ان احادیث
 میں توئی ایسا راوی نہیں جو موضوع حدیثیں روایت کرتا ہو، اسکا انکار کرنا محض تعصب و حسد ہے
 اور نہایت بد ہے، شیعہ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ٹوڑا اور لڑہائی کی بیوقوفی دل سے چھوڑ
 اور ملام علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہے کہ قوت ثبوت روایت کو ہر پس اگر
 بعض نے اوسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر منہج ترجیح ہوئی باقی
 راہ امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب ہے، یہ بھی سن لیجئے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو
 نہیں کہ حدیث کو کو اتنی نہیں تھی ایسا قول شخص کیا جو تعصب کا پتلا ہو، اگر نہ مبذور و زہرہ چشمہ
 چشمہ آفتاب چہ گناہ اور چار ہزار شایع امام صاحب کے شیخ عبد الحق ہونے اپنی طرف سے نہیں بیان کیا
 بلکہ محدثین شافعی بھی اسکو ڈر کر گئے ہیں اگر عرض صاحب کتابین محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگوں پر انتہا
 نہ کرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہر کا ہر ایک کی اپنی طرف دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہیں ابن حجر کی شان
 خیرات الحسان میں لکھتے ہیں: **مَنْ أَتَى أَحَدَهُمْ أَخَذَ عَنْ رِجَالِهِ الْأَوَّلِينَ مِنَ أَهْلِ النَّبِيِّينَ وَخَيْرِهِمْ**
وَمَنْ تَوَدَّ كَرَاهِيَةً وَغَيْرَ ذَلِكَ فِي طَبَقَاتِ الْحَقَائِدِ مِنَ الْحَدِيثِ وَمَنْ رَكِبَ قَوْلَهُ اعْتَنَاهُ
بِالْحَدِيثِ فَهُوَ قَوْلُ النَّسَائِيِّ عَلَيْهِ أَهْلُهُ أَوْ حَسَنًا إِذْ كَيْفَ يَتَأَنَّى لِمَنْ هُوَ ذَلِكَ اسْتِغْبَاطُ
وَمِثْلُ مَا اسْتِغْبَاطُ مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِي لَا تُحْكَمُ كَثَرَتُهُ مَعَ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْأَوَّلَةِ
عَلَى أَوَّلِ النَّحْوِ الْمَعْرُوفِ فِي الصَّحَابِ عَنْهُ وَلَا جُلَّ اسْتِغْبَاطُهُ هَذَا الْأَمْرُ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَدِيثٌ

فی الخارج کان ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما لما استغلا بصائر المسلمین العالم یمظہر
 عنہما من رواہ الحدیث مثل ما ظہر عنہم دونہما تحت صغار الصحابة رضی اللہ عنہم
 وكذلك قال الشافعی یمظہر عنہما مثل ما ظہر عنہم کفر غر اللہ وایة کانی رعة و
 ابن مہین لا شیخا لہما لذلک الاستنباط علی ان کثرة الروایة یقید فی الدراۃ
 لیس فیہ کثیر ممدوح بل عقدا ابن عبد اللہ بابان ذمہ ثم قال لندی علیہ فہم
 جماعة المسلمین وعلماؤہم ذموا کثرا من الحدیث بدون تفقہ ولا تدبیر
 یعنی بیان ہو چکی ربات کہ امام ابو حنیفہ نے چار ہزار مشایخ ایمہ تابعین غیر ہم سے حدیث اخذ کی ہوا
 سیویہ کہ وہی غیرہ کو نکو ماقظون حدیث طبقہ میں کر کیا ہوا اور جو شخص کہاں تاہو قلت حدیث کا
 پس یا تو جوہر مسالہ کرنے اوسکے کہ اہل حدیث سے یا جوہر مسالہ کرنے کے ہوا سیکے کہ جس شخص کو
 چند حدیثیں حاصل ہو گئی اوسے کیوں کیا استنباط مسائل بشما کا ہو سکتا ہو یا جو دیکہ امام ابو حنیفہ
 اول و اولوں کو انکے ہیں جنہوں کو کہ بطور خاص حنفیہ میں امام ابو حنیفہ سے مشہور ہیں استنباط کیا ہو
 اور اسی امر کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہ کی خارج میں ظاہر نہ ہوئی جیسے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما
 بسبب شغل ہونے مصالح عام مسلمانونکے روایت حدیث انفسہ کی ظاہر نہیں ہوئی جیسے سوا انکے اور یہ
 حتی کہ صفار صحابہ ظاہر ہوئی اسطرح امام مالک اور امام شافعی سے استدر وایت ظاہر نہیں ہوئی
 جسقدر ان لوگوں کا ظاہر ہوئی جو اسکے واسطے فاعل ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحییٰ بن مہین بسبب
 مشغول ہونے امام مالک اور امام شافعی کے ساتھ اسی استنباط علما و اسکے ثمرت روایت بدون
 سمجھنے کی کہ وہ میں کچھ زیادہ تعریف نہیں بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت میں کیا یا باندھا ہو
 پھر کہا ہو کہ حنفیہ جماعت مسلمانوں نے اور علما انکے ہیں مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی یہ بدو
 فقہا ہت و فکر کرنیکے اتنی اب امام صاحب کے چندہ شایخ جیسے امام صاحب حدیث کی روایت کی کہ
 اور چند شاگرد جنہوں امام صاحب حدیث روایت کی دیکھے جاتے ہیں بتلیض الصحیفین ہو کر روایت
 کی امام ابو حنیفہ نے ابواسمیر بن محمد بن المتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیر اور حلیہ

۲
 صحیفہ

سحیم اور ابوہند الحارث بن عبد الرحمن المدانی اور حسن بن عبد اللہ الحکم بن عتیبہ اور حسن بن
 ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور بشیر بن ابی عبد الرحمن اور زید الیاسی اور زیاد بن علاقہ اور شیبان
 مسروق الثوری اور سلمہ بن کبیل اور شاک بن حرب اور ابو شیبہ بن عبد الرحمن نقشیری اور شیبان
 ابن عبد الرحمن الخمری اور طاووس بن کسان اور طریف بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
 نافع اور عاصم بن کلیب اور عاتق السبعی اور عبد اللہ بن ابی حیدر اور عبد اللہ بن دینار اور عبد الرحمن بن
 میز الماعرج اور عبد الغزیز بن رفیع اور عبد الکرم بن ابی اسیتہ البصری اور عبد الملک بن عمیر اور علی بن
 ثابت الانصاری اور عطاء بن ابی راج اور عطاء بن السائب اور عطیہ بن سعد العوفی اور عکرمہ بن
 ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن اقرم اور علی بن الحسن الزواد اور عمر بن یار اور عثمان بن عبد اللہ
 ابن عبد اللہ بن عتیبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
 اور قتادہ بن عامر اور قیس بن مسلم الجدی اور مختار بن وثار اور محمد بن زبیر بن محمد بن السائب
 الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس المدانی اور محمد بن مسلم بن شہابیہ تبریزی اور
 محمد بن المنکدر اور محمد بن راشد اور مسلم البطلین اور مسلم سجلاوی اور حسن بن عبد الرحمن اور قاسم بن مسعود
 ابن المعتمر اور یحییٰ بن ابی نائشہ اور ناصح بن عبد اللہ المحلی اور نافع بن ابی عمر اور شہاب بن عروہ
 اور ابو یوسف النخعی بن حبیب البصری اور وائید بن بیع الخرمی اور یحییٰ بن سعید الانصاری اور ابو یحییٰ بن
 عبد اللہ الکندی اور یحییٰ بن عبد اللہ الجبار اور یزید بن صہیب الثقیفی اور یزید بن عبد الرحمن الکوفی
 اور یونس بن عبد اللہ بن ابی الجهم اور ابو شیبہ الکلبی اور ابو حصین السدی اور ابو زبیر الکلی اور ابو اسود
 اور ابو عوف الثقفی الجعفی اور ابو شعیبہ بن ابی عباس اور ابو العفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
 سے ابو یزید بن ہمام اور یحییٰ بن اعین صباح المنقوی اور اسباط بن محمد القشیری اور شعیب بن یونس
 اور شوبن عمرو النخعی اور اسمعیل بن سحی الصوفی اور ابو یوسف بن مانی البغفی اور یزید بن زبیر النیسابوری
 اور یحییٰ بن عوف اور یحییٰ بن مانی اور یحییٰ بن علی الغزالی اور یحییٰ بن زیاد اللؤلؤی اور یحییٰ بن
 فرات الفرزدق اور یحییٰ بن حسن بن عطیہ العوفی اور یحییٰ بن عبد الرحمن السجی القاضی اور یحییٰ بن

ابن مسلم الرازی و ابو طایح الحکیم بن عبد اللہ السجی اور عثمان بن الامام عظمیٰ حنفیہ اور حمزہ بن حبیب النبی
 اور خازن بن مصعب الضبی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن بکر التیمی اور زیاد بن حباب العکلی اور
 سابق الرقی اور شعیر بن الصلت قاضی شیراز اور شعید بن ابی الجحیم عالموی اور شعیب بن سلامہ
 ابی السیاح البصری اور مسلم بن ابی البلیج اور سلمان بن عمرو النخعی اور شہل بن زاعم و شعیب بن اسحق
 الدمشقی اور صباح بن محارب و رطلت بن الحجاج الکوفی اور ابو قاسم الضحاک بن مخلد و قاسم بن
 الفراء النسوی اور عابد بن حبیب بن عباد العوام اور عبد اللہ بن المبارک اور عبد اللہ بن زید القفر
 اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحفانی اور عبد الرزاق بن ہمام اور عبد العزیز بن خالد الترمذی اور عبد الکبیر
 ابن محمد بحر جانی اور عبد الحمید بن ہلال الکھنقی اور عبد العزیز بن ابی داؤد اور عبد الوارث بن سعید و عبد اللہ
 ابن الزبیر القشیری اور یحییٰ اللہ بن عمرو الرقی اور یحییٰ اللہ بن موسیٰ اور عقاب بن محمد بن ثورب اور
 علی بن نعلیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقری اور ابو قطن عمرو بن شیم
 القطنی اور فضل بن کین اور فضل بن موسیٰ الشیبانی اور قاسم بن حکم العرفی اور قاسم بن الحسن بن حمود
 اور قیس بن الیج اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن اشتر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
 خالد الوہبی اور محمد بن زید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور عثمان بن عمران التور
 ابو علی بن ابراہیم السجی اور ابو ہریر بن نصر بن عبد الکرم السجی المعروف بالصیل اور نصر بن عبد الملک
 العسکری اور ابو قحطالب نصر بن عبد اللہ الرازی اور نصر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبد السلام الصہبانی
 اور فوج بن راج القاضی اور ابو محمد فوج بن یحییٰ اور یحییٰ بن سفیان اور یحییٰ بن خلیفہ و یحییٰ بن
 بطام الجری و یحییٰ بن الجراح اور یحییٰ بن ابی المغری اور یحییٰ بن نصر بن الحابس و یحییٰ بن یمان
 اور یحییٰ بن رایج اور یحییٰ بن مارون و یحییٰ بن بکر الشیبانی اور یحییٰ بن القزحی و یحییٰ بن البکری و یحییٰ
 بن الصفاقانی و یحییٰ بن ثمالی و یحییٰ بن قاتل السمرقندی اور قاضی ابو یوسف انتی لب عمور کافجانی
 جس شخص کے استاد و ستارہ اور شاگرد و حدیث ہوں گے ان کے فرضی رشتہ پر قطع کر کے تو بھی کیا تھوڑے ہیں
 کیا ایسے کل تیرہ حدیثوں کی روایت کی جو کوئی اندھا بھی ایسی ہی زبان نہ سیکھ لے لیکن ان کے بعد جو

امام صاحب بنفہ ہو وہ چوہے کے گار میں سے ایک باطن سے ایک کمال وایت میں سر ہو
نقصان نہ ہو گا **س** نہیں ہر معتقد اور نگاہ کا اس کو کیا غم ہو یا سجدہ ابلیس کیا نقصان کا
اور قطع نظر اسکے یہ وایت سترہ حدیثوں کے پہونچنے کی سوای بن خلدون کے اور کسی علمی معجزین کا نہیں ہے
اور ابن خلدون کو سوای بہرہ علم انشا واد کے علوم شرعیہ ورفن حدیث ورجال میں چندان مداخلت
نہ تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن بخاری شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب البصائر اللامع فی بیان
القرن التاسع میں ابن خلدون کے ترجمہ میں لکھتے ہیں **وَلَمْ يَكُنْ قَاهِلًا بِالْعُلُومِ الشَّرْعِيَّةِ** یعنی وہ علوم شرعیہ
سے باہر نہیں تھا انتہی ایسے شخص کا قول کہ جس کو علم امت اور فن حدیث میں ملکہ نہ ہو قابل اعتبار کتب کا
بان اگر کسی محدث معتبر اور مورخ سے کہ جو علم وایت حدیث میں ساریت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر
تھا اور کیا عجیب عبارت ابن خلدون میں غلطی واقع ہو گئی ہو اسی واسطے مجمع الکمالات عالم المعی مولانا ابوالحسن
محمد عبد الحی لکھنوی بزاز الغنی میں لکھتے ہیں کہ سترہ حدیثیں اگر چند تارخ ابن خلدون میں مذکور ہیں اور
صاحب خطہ یعنی ابوالصاحب میر جو بال کلام اوس کا تمامہ خذ کیا ہو اور کل نقل کر دیا ہو لیکن یہ قول مرد
ہو اور ظاہر ہو کہ یہ قول ابن خلدون کا نہیں بلکہ لکھنے والوں نے غلطی کی ہو اسی واسطے اوس نسخہ کے
مصحح نے جو مصر میں اسی صدی سن چوتھ میں چھپا ہوا تنبیہ کردی اور قول **سَبْعًا وَعَشْرَ حَدِيثًا**
بر لکھ دیا کہ شرح زرقانی موطن میں پانچ قول نقل کیے ہیں اول پانچ دوسرے سات سو اور تیسرے ایک ہزار
زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچواں چھ سو چھیاسٹھ اور سو بیس کوئی قول میں
نسخہ کا نہیں ہے اصل کلام یہ ہے کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوس پر سکوت کرنا نا محققان اور علما کی
سے بعید ہو اور جو شخص امام ابو حنیفہ کے مناقب کی کتاب میں لکھتا تھا اس سترہ حدیثوں کے قول کا
تذیب علوم کر لیا انتہی اور ابن حجر کی خیرات الحسان میں لکھتے ہیں کہ بچا تو اس تو ہم سے کہ امام
ابو حنیفہ **ثُمَّ** سوای فقہ کے اور علم میں ملکہ تمام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر و حدیث و راوی غیرہ میں
ایک ریاستے اور امام پیش تھے اور قول بعض شیعہوں کے کا خلاف اسکے ہر نشا اوس کا حسد ہے
اور حجت اسکی سبقت لیجانا اوس کا اپنے اقوان پر اور مطعون کرنا اوس کا ساتھ زور اور بہتان کہہ

یہ قول ابن خلدون کا ثابت شدہ ہے

یہ قول ابن خلدون کا ثابت شدہ ہے

میں کلام کیا اور سکا طریقہ ایسا بنا دیا کہ بتائیں اور مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ بنی تہم مرقی
 غربت میں بھی ہوں ہزار کفر آدمی اس میں بے ہمتی اور خیرات احسان میں ہر عمل کو لکھ
 یتبعن علیک ان لا تقمہم قولی العلم عن ابی حنیفۃ واکھایہ اھم اصحاب
 الرأی ان قولہم نہایت منقہ صنفہم ولا یزیدہم ال اھویہم دون راہم علی
 سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ علی قولی صحابہ کرام علیہ السلام من ذلک
 فقد جاء عن ابی حنیفۃ من طرق کثیرۃ ما من کھمۃ اللہ انہ یأخذ بہ فی القرآن
 فمن لم یجد فی الشیئہ کان لم یجد فیہ قول الصحابہ کرام انہ یأخذ بہ فی القرآن
 الی القرآن والشیئہ من اقوالہم وہو کثیر عنہم کان لم یجد فیہ قولہ لیس فی قولہ
 احادیث الشارحین بل یجتہدوا اجتہادوا یعنی جانتو کہ جاسیہ جھو کہ نہ سمجھے تو کہنے علم
 سے امام ابو حنیفہ اور اصحاب کے کو کہ وہ اصحاب ہی ہیں یہ کہ مراد ان کی اس سے منقصت ہیں بن
 ان کی ہر اور نہ نسبت کرنا اور خاطر اس کے کہ وہ راہی کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بقول
 صحابہ پر مقدم سمجھے ہوں اس لیے کہ وہ اس سب سے ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ بواسطہ طرق کثیرہ کے
 ثابت ہوا کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوس میں نہ ہوں تو حدیث اگر وہ میں بھی نہ تھے تو قول
 صحابہ کرام سے بھی مختلف ہوں تو جو قول ان کے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو
 صحابہ کرام سے خارج قول نہیں کہتے تھے پس اگر صحابہ میں سے بھی کسی کا قول نہیں ہوتا تب غیر
 قول کو اخذ نہیں کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے اور تابعین نے کیا ہوا ہمتی اور طحاوی نے
 اوس قصہ کا دیکھا جو جس سے منقصت انبیاء لازم آتی ہر بیان جو معتبر صاحب نے یہ عبارت لا طائر
 لکھی ہو اور ان کتابوں کے قصہ کہ جس سے انبیاء لازم آتی ہو ان کتابوں کے ساتھ جو امام صاحب
 کے پاس تھیں کچھ علامہ نہیں محض غلطہ عوام کی واسطے معتبر صاحب نے یہ عبارت طحاوی کی نظر
 کردی تھ کہ جس سے عوام کو شبہ ہو تا کہ شاید امام طحاوی نے ان میں کتاب کو بخار دیکھا ہو جنکو شیخ
 عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب میں ثابت کرتے ہیں غلطہ عوام کی واسطے اوس قصہ کو کہ

۴۲
 صحابہ کرام

ابن الحارث البخاری المعروف بالاسناد تلميذ ابن حنبل الصغیر والاعظم
 طلحة بن محمد بن جعفر بالعدل وانی نعیم احمد بن عبد الله الاصبهانى
 صاحب الجلیة وانی احمد عبد الله بن عبدی الجرجاني ومحمد بن الحسن الشاذلي
 وانی الحسين محمد بن المظفر وهو كاهن السنة حفاظ وانی بكر احمد بن محمد بن
 خالد الكلاعي ومحمد بن عبد الباقي الانصاري وانی القاسم عبد الله بن محمد
 ابن ابی العوام السعدي وانی بكر المظفر والحسين بن محمد بن حنبل وقد
 جمع كل ذلك الامام ابو المظفر محمد بن محمد بن الحنبل في سنة خمس و
 سبعين وسبعمائة في كتاب سماه جامع المسالك وما وصل الي بعضها بالسمع
 الشصیل وبعضها بالاجازة المشافهة وبعضها بما يصدق تحت الاجازة العلية
 یعنی لیکن بعد وصافہ کے پس بغیر کتاب ہوا میں نے احادیث احکام کے ذکر کی ہیں جنکو ہوا
 امام اعظم نے روایت کیا ہوا احادیث میں سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور
 نسائی اور ابن ماجہ موافقت کی ہو ان کی کتابوں مشہورین یا بعض نے انہیں سموا افتت کی ہوا اشارہ
 خود تیا ہوں میں طرف موافقت ساتھ لفظ کے سیاق میں اور سند میں یا ساتھ معنی اور غیر اونکے کو بالغ
 ذکر کر دیتا ہوں در انہی لیکہ اعتماد کرنیوالا ہوں وس چیز میں جو ذکر کی ہوا پر جو وہ سندوں نام کے جو
 اونکی طرف تخاریج ایسے منسوب ہیں پس بعضے تو وہ ہیں جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہوا ایک
 سند حماد بن عمار صاحب کی دوسری سند امام ابو یوسف کی تیسری سند امام محمد کی چو
 مشہور ہو چکی سند حسن بن زیاد و لوی کی ان چاروں کی روایت امام صاحب بلا واسطہ ہوا
 بعد اونکے پانچویں سند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث البخاری کی جو اسناد
 مشہور ہیں اور ابو غصص صغیر کے شاگرد ہیں چھٹی سند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتویں
 سند ابو نعیم احمد بن عبد الله الاصبهانى صاحب طبع کی آٹھویں سند ابو احمد عبد اللہ بن عبدی جبار
 کی نویں سند عمر بن الحسن الاشعری کی دسویں سند ابو احسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ

حدیث کلماتے ہیں کیا مومن مسند مدین محمد بن خالد الکلاعی اور محمد بن عبد بنی الانعماری کی
 باقون مسند ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن ابی اموہ سعد بن ابی یحییٰ بن مسند بدیع قری کی چوتھ
 مسند حسین بن محمد بن خثعمی اور شعیب بن کل اسکو جمع کیا ہو امام ابن ابی شیبہ نے سنی حدیث
 بیعت مدین ایک کتاب میں جسکا نام جامع المسانیہ رکھا ہے اور وہ بیعت بعض کلمہ عام تحصیل اور بیعت کا
 بالذکر ابو ابرار سے اور بعض مسند ابن ابی ابرار عامہ میں انتہی اور غیر جامع الحسن بن علی بن ابی حمزہ
 وقد ختم الحقائق احد دینہم مسند انید کثیرہ فی الفصل بناء کثیر منہم کما ہو
 کل کو مرفی مسند کلمات سے شایعنا یعنی حافظہ ان حدیث کا امام عظیم کی احادیث بہت زیادہ
 لکھی ہیں کہ کثیرہ کی کتاب بنائے ہوئے ہیں ہمارے مشائخ کی مسند وغیرہ ہر کوئی ہر انتہی اور شرح
 مواہبہ حسن کو شیخ محدث دہلوی نے جو کلمہ اہل احادیث صحیحہ اور قرآن سے سادہ و سہل ہو جو
 بجا اور درست ہو وہ ایسی کتاب ہو تو متعرض صاحب نے اسکو کچھ امین شیخ محدث کے قلم
 میں ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالیٰ وہ کتاب نظر سے کیے نہیں گئے ہیں
 خیالی گفہ گوہر یا کوئی فرنی کتاب ہو یہ کتاب نہ خون قطعاً نہیں کچھ نہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
 بدیوہ الخدان ہو اور اگر بالفرض اسکا نام ہو جو وہ تو بجز اسکے کہ طلب علمی عالم بالا علوم مند ہم کو
 کیا کہیں سچ ہو اسکی اپنی تھیں کچھ نہیں اندھ کے آگے روئیے ہر مسئلہ صدم سے جواب میں ہم نے اضافی
 بسم اللہ فی احادیث صحیحہ بخاری و مسلم وغیرہ کی اوسی کتاب نقل کی ہیں ناظرین اسکو ملاحظہ
 فرمائیں کہ کذب میں متعرض صاحب کا کھل جائے وہ خون نے سمجھا کہ وہ والا ہو کہ اور کہیں یہ نسخہ
 ہندوستان میں نایاب ہوگا اور اگر کہیں ملا بھی تو عوام کے بہکا تو اتنی عبارت بھی بہت ہو وہ
 بیچارہ صحیح اور قسم حدیث کو نیا بجا جو نیت امام کی سو وہی اپنی متعرض صاحب نے کچھ تو خدا کا خوف
 کیا ہو تا جو کتاب نامہ شریعہ اسکا صریح انکار کر جانا دون دھارے آفتاب کا انکار کر دینا
 تشریف لائے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ وہ میں صحیح حدیثین استدلال مسائل میں کھینچنے
 یا نہیں اور گھڑی ڈھنڈے چلا ہو کو بچا نہ سنے کی واسطے کہ دنیا محض فی انصافی ہو آخر خدا کو بھی تو

صحیح
 حدیث

منہ دکھانا ہو اس قدر کذب ورافضہ پر داری کی کیفیت فدای قیامت معلوم ہوگی
 برکت صبح شوقی پھر زحمات ہو کہ باکد باختم عشق در شمع بچوں علی بنہ القیاس فتح القیام
 اور علی بن اس کثرت احادیث صحیحہ جو دین کے سوا کسی متبعہ جہاں کچھ کے اندھے کے اور کہانی
 نہیں سکتا ایسا جواب کو ایک عبارتہ نقل کے کہ تم کرتا ہوں خیرات اسماں میں ہر فصل
 ساروین کر شہنشاہ امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ وروایت میں نہیں بنجائیں کہتا یہ منظر و تحقیق ذکر کیا
 اور علی بن امام ابو حنیفہ کہنے پر بار بار مشایخ کو اور کہا بغیر ان کے نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ کو
 تاملی تھے پس خیر تابعی کہتے تھے ان کے اوپر کو اور نہایت ذوق تھے اور حدیث امام ابو حنیفہ سے اخذ کیا
 قبل استیعاب ان کے کہ مستند ہر ضبط اور سکا کہ نہیں یا سنیوہ بعض اہل علم نے کہا ہو کہ سیکھنے والوں
 مشہور اسلام سے یہ بات یہ سنیں بنی حوالہ امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ سے اسطے نصیب علی بن مشایخ اور شاگردوں
 اور نہیں نے باوجود علم اربعہ میں آویں نے پیدا کہ فتح امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ اور ان کے شاگردوں
 اور شہداء یا تفسیر احادیث مشہور و مشہور از رسائل مستندہ وغیرہ سے تھی اور ملا علی قاری رحمہ
 شریف نے ان کے تفسیر بیان و مطالبہ یہ بات ذکر کہ امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ کہانہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ
 وسلم کو محیط نہ تھے تو ہرگز تصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدی التے ہوئے اور کل فقہاء ان کے طفیلی اصلاً
 نہیں محمد بن کمال تے قصود گاہن اعلیٰ میں باوجودیکہ او وقت میں بہت محدثین ایہ وجود تھے
 اور طحاوی نے کہا کہ میں نے سلیمان بن شعیب بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ علیہ کو کھوایا
 امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ فرماتے کہ لو کہ میں نے ان کو کہہ کر حدیث بیان کرین مگر جبکہ او سکھتے ہیں کہ
 سنا ہو یا سنا ہی یاد رکھا ہوں بیان اس کے نکل و حاصر و سکا یہ ہو کہ روایت الحسنی جائز نہیں اگرچہ
 اصل کے مطابق ہو مگر خلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالسنی جائز رکھتے ہیں مگر جبکہ اصل یاد
 نہ رہی ہو پس اس سبب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ کی روایت کم ہوئی حال ان کے انکی سائیکہ تھی شوریہ کہ پندہ
 سکا کہ نجی میں کہ نہ کو جمع اور ضبط علی نے کیا ہو تھے ہو کہ صدیق اور عمر نہ نہایت قلیل روایت
 کرتے تھے اور عمل میں غایت رجحان کی غایت رکھتے تھے ہو یا کہ ملکہ عمل دونوں مقصد میں اور فرما

منہ دکھانا ہو اس قدر کذب ورافضہ پر داری کی کیفیت فدای قیامت معلوم ہوگی

ابن الحسن نے شعر کہا ہو کہ جو طالب علم کہ تیری تمام عمر روایت میں لگی کچھ نجات میں فکر
اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہیں بڑھتی پس ایت امام صاحب کی روایت سے صاحب
ہر دو فرقہ خطا ہر چیز نعمت نہیں باقی ہو **س** جو عالم میں روایت کے دربار میں معتبر ہوتی پتو ہر اک متحد
مانند امام علم کے بجائے **قال** اور ایک مغالطہ قلعہ امام اعظم کے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ جو مرتبہ
امام اعظم کا یہ کہ یہ ہیں اور کسی کا بھی نہیں ہو سیکے امام اعظم کی فضیلت میں انہماک لیکر یہ کیا حدیثیں لکھی ہیں
اقول کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت و توقوت نہیں حقیقتاً ان احادیث کی جو
سے امام صاحب کو سب افضل نہیں جانتے بلکہ وہ لوگوں کے سبب یہ اور جو امور مداح چلے
آئے ہیں اور مثل متواتر کے ہو گئے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک پندھو ان مغالطہ بھی امام صاحب کی کمال
فضیلت اور کرامت پر دل آواز ان احادیث کی نسبت لڑا لڑتا میں لکھا ہوا کہ **فِي الضَّيَاءِ الْمَعْنَوِيِّ**
وَقَوْلُ الْبُحْرَانِيِّ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ تَعَصُّبٌ لَا أَنَّهُ مُرَوًى بِطَرِيقٍ مُتَّكِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی
میں کہا ہو کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہو تعصب اور اس واسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ روایت
کی گئی ہو انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہواور فی الواقع اسکے صحیح ہونے پر
کوئی استحالہ لازم نہیں آتا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہیں علی ہذا روای کا اگر کذب
تصحیح صادق ہونا محال نہیں جو ای اسکے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹا آدمی روایت کرتا ہو اسکی حدیث
تو موضوع نام کہے ہیں اور واقع میں گو وہ بات اچھے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث
موضوع اصطلاحی ہو مگر بشارت امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہیں اور سو ای اسکے اور اوصاف
کا شمس نصف النہار میں جسے فضیلت و فکی سبب یہ ثابت ہو اور جلال الدین بیہقیض الصحیفہ میں
لکھتے ہیں کہ ایہ بیان کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث میں ہی
ہو کہ قریب ہو کہ لوگ سوار یوں نکودور لڑتے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس بانیگے کیسے زیادہ جاننے والا
عالم مدینہ اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث میں ہو کہ تم لوگ قریش کو مبرا ست کہو سیکے کہ عالم دوسکا
زمین کو علم سے بھر دیکجا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت ہو کہ

ابن الحسن نے شعر کہا ہو کہ جو طالب علم کہ تیری تمام عمر روایت میں لگی کچھ نجات میں فکر
اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہیں بڑھتی پس ایت امام صاحب کی روایت سے صاحب
ہر دو فرقہ خطا ہر چیز نعمت نہیں باقی ہو **س** جو عالم میں روایت کے دربار میں معتبر ہوتی پتو ہر اک متحد
مانند امام علم کے بجائے **قال** اور ایک مغالطہ قلعہ امام اعظم کے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ جو مرتبہ
امام اعظم کا یہ کہ یہ ہیں اور کسی کا بھی نہیں ہو سیکے امام اعظم کی فضیلت میں انہماک لیکر یہ کیا حدیثیں لکھی ہیں
اقول کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت و توقوت نہیں حقیقتاً ان احادیث کی جو
سے امام صاحب کو سب افضل نہیں جانتے بلکہ وہ لوگوں کے سبب یہ اور جو امور مداح چلے
آئے ہیں اور مثل متواتر کے ہو گئے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک پندھو ان مغالطہ بھی امام صاحب کی کمال
فضیلت اور کرامت پر دل آواز ان احادیث کی نسبت لڑا لڑتا میں لکھا ہوا کہ **فِي الضَّيَاءِ الْمَعْنَوِيِّ**
وَقَوْلُ الْبُحْرَانِيِّ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ تَعَصُّبٌ لَا أَنَّهُ مُرَوًى بِطَرِيقٍ مُتَّكِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی
میں کہا ہو کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہو تعصب اور اس واسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ روایت
کی گئی ہو انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہواور فی الواقع اسکے صحیح ہونے پر
کوئی استحالہ لازم نہیں آتا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہیں علی ہذا روای کا اگر کذب
تصحیح صادق ہونا محال نہیں جو ای اسکے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹا آدمی روایت کرتا ہو اسکی حدیث
تو موضوع نام کہے ہیں اور واقع میں گو وہ بات اچھے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث
موضوع اصطلاحی ہو مگر بشارت امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہیں اور سو ای اسکے اور اوصاف
کا شمس نصف النہار میں جسے فضیلت و فکی سبب یہ ثابت ہو اور جلال الدین بیہقیض الصحیفہ میں
لکھتے ہیں کہ ایہ بیان کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث میں ہی
ہو کہ قریب ہو کہ لوگ سوار یوں نکودور لڑتے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس بانیگے کیسے زیادہ جاننے والا
عالم مدینہ اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث میں ہو کہ تم لوگ قریش کو مبرا ست کہو سیکے کہ عالم دوسکا
زمین کو علم سے بھر دیکجا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت ہو کہ

حدیث میں ہے ہر جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت سے روکا ہے اس کی روایت سے بیان کیا گیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم شریا ہو تو فارس کے لوگوں کو سکولے لیتے اور شیرازی نے القاب میں اس حدیث کو قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ کما و نحوہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر علم شریا ہو تو ایک قوم فارس کی و سکولے لیتی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث میں جو بخاری و مسلم میں آئی ہے اس لفظ بخاری کے یہ ہیں کہ اگر ایمان شریا کے پاس ہو تو لوگوں کو فارس کے لیتے اور مسلم میں یہ ہے کہ اگر ایمان نزدیک شریا کے ہو تو البتہ ایک شخص فارسی کا جا کر و سکولے لیتا اور حدیث قیس بن سعد میں جو محکم علیہ میں مذکور ہے اس لفظ سے کہ اگر ایمان حلق شریا ہو تو لوگوں کو فارس کے لوگوں کے لیتے اور دوسری حدیث میں کتاب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت سے ہے کہ کما و نحوہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین شریا ہو تو البتہ لوگوں کو فارس کے و سکولے لیتے یہ اصل صحیح ہے کہ اس پیش رو فضیلت میں مثل و حیثیوں پہلی کے جو دونوں اماموں کے حق میں وارد ہیں اعتماد کیا جاتا ہے اور حدیث موضوع کی کچھ جہت میں انتہی اور خیرات الحسانین ہر وہما یصلیہم للہ استدل لال یہ علی اعظم شأنہ اٰل حنیفۃ ما روئے عنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ترفع عن ربنا اللہ انما سکتہ خسیئ و ما تکتہ یعنی اوس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اور عظمت شان امام ابو حنیفہ کے رکھتی ہے وہ حدیث ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اپنے اٹھالیجا بگی زینت دنیا کی سنی پڑھ سو میں انتہی قال اور ایک مثالہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والوں کو یہ سنی ہیں کہ امام اعظم کی بزرگی اور ائمہ پر اسلئے زیادہ ہے کہ و نحوہ چالیس برس تک ایک ضوئے غار عشا اور صبح کی پڑھی ہو اور ہر شب میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات کو خطیب بے تاریخ بغداد نے نقل کیا ہے اور طحاوی میں ہے کہ جب مقام پر امام اعظم نے وفات پائی تو وہاں انھوں نے ستر ہزار تم گئے نیز جواب کا وہ طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور راہیات اور موجب مذمت امام اعظم کے ہے نہ کہ کوئی تعریف کی باعث ہو انھوں نے جواب دیا کہ ایک بھاری تکلیف اور مشقت میں اٹھاتھا کیا ان کو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہے کیونکہ غیر اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر میں کبھی شب کو تہجد

۴۰
حدیث صحیح
میں مذکور ہے

حضرت زیادہ نوافل میں بیٹھیں اور نہ کچھ تہجد جاگے انہیں **اقول** اَعْلَفُ كُنْتُمْ اِنَّا قَدْ كُنَّا
 عَمَّا مَسَّكَ كَمَا كُنْتُمْ يَتَضَوَّقُ اِيْمِي اَمَامِ عِلْمِ كَاذِبٍ بِهَيِّوَانِ اَيْسِيَةً كَذَا وَنَحْوُ مَا نَزَلَتْ عَنْهُ
 جس قدر روکی ہو کر گیارہ خوشبو دیا گئی اتنی تر فرس صاحب کو اور احادیث سے ہنوز اطلال نہیں ورنہ یہ عجیب بات کہ
 بعثت نکلتے اپنا ساحل بکا اٹھ کر گئے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھ شفقت اور تخلف
 عبادت کثیرہ سے نہیں ہوتی تھی اور کسی حدیث کثرت عبادت کی جس قدر طاقت ہو مانت نہ ہیں لیکن جا
 اور جہان نئی وارد ہو جو بلا لالطبع و گرائی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہو نہ مطلقاً کثرت عبادت اور
 ریاضت کی ممانعت آئی ہو **۵** بہر حال وقتی و بہر گتہ مکانی دارد حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی عبادت تو ایسی تھی کہ قدم آپ کے ورم کر جاتا تھے بخاری میں مائشہ رحمہ روایت ہو کہ **اَللّٰهُ**
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرْمِ قَدَمَاهُ فَيَقَالُ لَكَ فَيَقُوْلُ اَلَا كُنْتَ
عَبْدًا لِّشَاكُوْرٍ اَيْمِي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر تین نماز پڑھنے کو یہاں تک کہ ورم کر جاتے تو
 قدم آپ کے پس کر جاتا آپ پر فراتے ثیامین بندہ شکر گزار زمین ہوں اتنی اور زمینی میں غیر روئے سے رویت
 اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح و قال **صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى**
اَسْتَفْحَتْ قَدَمَاهُ فَيَقِيْلُ لَكَ اَتَنْتَ كَلْفَ هَذَا وَقَدْ عَفَاكَ مَا تَقَلَّ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ قَالَ اَلَا كُنْتَ عَبْدًا لِّشَاكُوْرٍ اَيْمِي کہا اوں نمون نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں
 کہ اس کے ساتھ قدم آپ کے پس کر گیا آپ آپ کیوں ایسی تکلیف اٹھاتے ہیں حال آنکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخیر
 کے فرمایا کیا میں بندہ شکر گزار ہوں انہیں ہوں اتنی اور این ماجہ اور نسائی میں مغیرہ روایت ہو کہ **اَلصَّلٰى**
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَيَقِيْلُ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَفَاكَ
لَكَ مَا تَقَلَّ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَلَا كُنْتَ عَبْدًا لِّشَاكُوْرٍ اَيْمِي کہا اوں نمون نے
 نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ تورم ہوئے کہ قدم آپ کے پس کر گیا یا رسول اللہ اللہ اللہ
 تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخیر میں فرمایا کیا میں بندہ شکر گزار زمین ہوں اتنی اور نسائی میں مغیرہ
 روایت ہو کہ **رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرْمِ قَدَمَاهُ اَيْمِي** رسول اللہ

کتب
 جامعہ
 دارالعلوم
 دیوبند

۲۹۸
 جامعہ
 دارالعلوم
 دیوبند

صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ پیر آپ کے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی ہوا لہذا
 میں لکھتے ہیں کہ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس حدیث مفہوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
 اختیار کرے اگرچہ بدن اس کے نقصان کرے اس لیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا تو
 آپ جاننے لگے کہ غفور ہو گئے ہیں پس جو شخص اس کو نہ جانتا ہو خصوصاً جس کو بخوفی استحقاق ناست
 نہ ہوئی ہو اس کو بدرجہ اولیٰ چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے جب تک
 طبیعت کے مالات کو نہ پونچھا دے اس لیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال کے کا مل تھا
 پس آپ پیر و زکار کی عبادت کمال میں ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے میری گھونٹی خنکی نماز میں کی گئی ہے چنانچہ نپائی
 ان سرخ کی ہوائت اس کو بیان کیا ہے پس اس شخص جب مالات طبعی کا خوف کرے اس کو لائق ہے کہ اپنے نفس کو
 تکلیف میں نہ ڈالے انتہی اور اگر مترخص صاحب کی غرض ہو کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ثابت نہیں ہوا تو سنیے سلم اور ابو داؤد وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ کان البی
 صلی اللہ علیہ وسلم اذ ادخل العشر الاواخر من رمضان اشبه الليل باليقظ
 اھلکۃ وشدائد الیوم یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شرفہ اخیر رمضان شریف کا
 آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نہ کرتے انتہی اور صبح ابن جان
 وغیرہ میں عطائا ہی سے روایت ہے کہ ماؤں انھوں نے سینے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھ کو زیادہ تعجب نہ
 بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے انھوں نے فرمایا کہ اؤنا ام رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل تعجب تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی بات سے پراسے پھر فرمایا میں
 اپنے پیر و زکار کی عبادت کر لوں پس کھڑے ہوا اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے پھر
 روئے یہاں تک کہ آنسو آپ کے سینے پر سے پھر کوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اٹھایا
 پس روئے پس اس طرح کرتے رہے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع کوئے یعنی کہ اس سیر ایو
 حال کیا آپ کو گناہ مقدم او ہو خیر اللہ بخش دیے ہیں فرمایا کیا میں بندہ شاگرد نہیں ہوں انتہی

۲۰
 حوالہ
 حوالہ

مختصر اور نکتہ ای اور بن ماجہ میں ابو زرعہ غفاری رحمہ سے روایت ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ اصبح بایۃ والایۃ ان تعدل بھم قالھم عباد لک وان تغفر لھم فانک انت الغفر الذی لا یموت یعنی کہا انھوں نے ٹھٹھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک صبح کر دی ایک تین دین اور آیت یہ ہو کہ اگر تو عذاب کرے اپنے پیچ بندے تیرے بہن اور اگر بخشے انکو پس خلیق تو غالب حکم الایمانھی اور اگر مستعرض صاحب کی یہ غرض ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمینہ جازت اسکی نہیں دی ہو کہ جتنی آدمی کو طاعت ہو اتنی عبادت کیا کرے سوا اسکا جواب ہے بخاری میں عائشہ رحمہ مرفوع روایت ہے علیکم ما تطیعون من الایمان فان اللہ لا یموت حتیٰ تملوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازم پکڑو تم اعمال کو جو جہد طاعت کہتے ہو پس جو خدا ناخوش نہیں ہوتا یہاں تک کہ تم ملول ہوا متقی اور بوداؤ دین ہو عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکلھوا من العمل فانطیعون فان اللہ لا یموت حتیٰ تملوا فان احب العمل الی اللہ ادوماء وان قل فکان اذا عمل عملاً اثبتہ یعنی عائشہ رحمہ روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحییت و تحاویہ تم میں جس قدر طاعت رکھتے ہو سیکہ اللہ ناراض نہیں ہوتا جب تک تم ملول نہ ہو کیونکہ محبوبہ بر عمل کا طرف اللہ دائم تر ہے اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اس پر اتنی اور اقامت العجیبتہ و اذا اثبتت حیوات العمل حسب الطاقة الی ان یحصل الاعیاء والکل فنقول طاقۃ الناس مختلفۃ فانہم من رجل یطیع شئاً ولا یطیعہ اخر کو کہ من رجل یمل من شئ ولا یمل منہ اخر کو کہ من رجل اعطی الشرحۃ فی القراءة وکمیناھا الاخر یعنی جب ثابت ہو گیا ہو عمل کا موافق طاعت کے یہاں تک کہ تمھارا اور ملالت حاصل نہ ہو پس ہم کہتے ہیں کہ آدمیوں کی طاعت ہوتی ہے بہت آدمی ایسے ہیں کہ ایک شے کی طاعت رکھتے ہیں اور دوسرا اسکی طاعت نہیں رکھتا اور بہت آدمی ایسے ہیں کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہیں اور دوسرا اس سے ملول نہیں ہوتا اور بہت آدمیوں کو بہت قرار عطا کی گئی ہے اور دوسرا اسکو نہیں پونچھا اتنی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام میں لکھا ہے کہ آنحضرت

۲۹۹

۴
۱۹۱۵
۱۹۱۵

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قیام کل شب کی نفی کرنا
 غالب اوقات پر محمول ہو اس طرح کیا ذکر کئیوں سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہو ورنہ روایات متعارضہ
 سے اس کے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہوئی یعنی اگر کیا اسکو نووی نے شرح مسلم میں اور بعض روایات میں وارد
 ہوا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسین کثرت رمضان میں بنیہ جماعت پڑھی ہیں اور سند اسکی ضعیف
 ہو اور دوسرے یہ ہو کہ اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہیں کیا اور کل
 قرآن ایک رات میں پڑھا اور نہ کیا اگر کثرت زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہیں کہ اس کے مثل اور شائبہ شد و مدین رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہو اور وہ قائم ہونا ایسا یہاں تک کہ قدم اُپکے اور کم کر کے تھکے اور اس قدر بدعت کا
 نام اوٹھانے میں عبادات شافعیہ سے کافی ہو اس لیے کہ بدعت وہ ہو کہ وہ اور نہ مثل اس کا احمد بن حنبل سے ثابت
 ہو اور یہ وسین شرط نہیں ہے کہ ہر جزئی جزئیات عبادات سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے
 اور تیسرے یہ ہو کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شغف امت کے اختیار
 نہیں کیا لیکن اسکو اون کو کون نے اختیار کیا ہو جس کے طریقہ پر چلنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حکم کیا ہو پس عبادت کیونکر بدعت ہوگی انتہی اور اگر متعرض صاحب کو پیشہ بہ ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس قسم کی
 عبادت صادر نہیں ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی ہمارے لیے عجیب جانتے ابو نعیم اصباحی حلیۃ الاولیاء میں حمال
 عثمان رضی اللہ عنہ کا کہتے ہیں حاکم ثنا احمد بن جعفر بن حمدان حاکم ثنا عبد اللہ بن احمد
 ابن حنبل حاکم ثنا ابی ناعیم حاکم ثنا ابی خالد نا ابی یزید بن عبد اللہ عن جعفر لہ یقال لہا
 رقیۃ قالت کما عثمان یصوم الدھر ویقوم اللیل الا ہجرتہ من اولاء بنی زید بن
 عبد المطلب بنی دلوئی زہیر سے روایت کرتے ہیں کہ کہا انھوں نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام
 قیام کرتے مگر دسے اول شب میں آرام کرتے حاکم ثنا ابی یزید بن عبد اللہ نا محمد بن
 اسحق نا قتیبة بن سعید نا ابی علقمہ عبد اللہ بن محمد عن عثمان بن عبد اللہ نا حمس
 النعمی قال قال ابن لا فلان اللیلة علی المقام فلما صلیت العشاء خلصت الی
 المقام فمضت ففیہ فبینا انا فاذ اذ رجل وضع یدایہ ین کفنی فاذا عثمان

۴
 عبادت کی نفی

ابْنُ عُمَرَ أَنَّ فَيْدَا بَابُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَ حَتَّى خَلَا الْقُرْآنَ وَكَمَّ وَتَجَدَّدَ تَحْدِثُ تَعْلِيهِ
 فَلَا أَدْرِي مَا صَلَّيَ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْئًا أَمْ لَا يَعْنِي عُمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ زِيَادَتُكَ بِهِنَّ
 مِثْلَ بَابِ مَحْصَدٍ كَمَا أَتَى رَاتِئِينَ مَقَامَ بَرْغَالٍ بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 بِوَيْجَابِ مِثْلِ هَانِ كَهْرُ مِثْلِ هَانِ تَحَاكَ تَسْتَعِينُ مِثْلِ نَحْصِ مِثْلِ بَرْغِي بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 وَهُوَ عُمَانُ بْنُ هِرَاسٍ وَنَحْوُ مِثْلِ هَانِ تَحَاكَ تَسْتَعِينُ مِثْلِ نَحْصِ مِثْلِ بَرْغِي بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 ثَلَاثُ فَعْلِينَ ابْنِ أَوْثَالِ مِثْلِ مِثْلِ نَحْصِ مِثْلِ بَرْغِي بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 سَلِيمَانُ بْنُ أَحْمَدَ نَا أَبُو بَرْدٍ لَكَ طَبِيعُ نَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى نَا سَلَامُ بْنُ مُسْلِمٍ
 عَنْ عَمْرِو بْنِ سَيْدِ بْنِ قَالَ قَالَتْ أُمُّ أَعْمَالُ عُمَانُ حِينَ أَطَاعُوا لَهُ بِرِيدٍ فَنَفَثَتْ
 أَنْ تَقْتُلُوهُ أَوْ تَتْرَكُوهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّيْلَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ جَمْعُ فِيمَا الْقُرْآنُ يَسِي مُحَمَّدُ بْنُ
 سَعْدٍ رَوَيْتُ بِهِنَّ كَمَا أَوْثَقُوا لَنَا رُجُوعَ عُمَانُ رَجَعَتْ بِهِنَّ جَسُودَتْ كَمَا كُونُ أَوْثَقُوا رُجُوعَ قُلُوبِ أَطَاعُوا لَهَا
 أَكْرَمَ قُلُوبِ كَرُونِ بَابِ جَبَابِ مِثْلِ هَانِ تَحَاكَ تَسْتَعِينُ مِثْلِ نَحْصِ مِثْلِ بَرْغِي بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 ابْنُ كَثِيرٍ ابْنِ مَرْجٍ مِثْلِ هَانِ تَحَاكَ تَسْتَعِينُ مِثْلِ نَحْصِ مِثْلِ بَرْغِي بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 فَلَا كَرَمَ لَكَ يَصْلِي إِلَى الْفَجْرِ وَمَا مَاتَ نَحْصِ مِثْلِ بَرْغِي بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 بِرُجُوعِ هَوَا بِهِنَّ كَرَمِ مِثْلِ هَانِ تَحَاكَ تَسْتَعِينُ مِثْلِ نَحْصِ مِثْلِ بَرْغِي بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 رَجَعَتْ كَمَا أَوْثَقُوا لَنَا رُجُوعَ عُمَانُ رَجَعَتْ بِهِنَّ جَسُودَتْ كَمَا كُونُ أَوْثَقُوا رُجُوعَ قُلُوبِ أَطَاعُوا لَهَا
 ابْنُ مُوسَى نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ
 أَنَّ ابْنَ جَابِرٍ كَانَ يُحِبُّ اللَّيْلَ كُلَّهُ تَقُولُ يَا نَافِعُ اسْمُكَ نَافِعُ قَوْلُ لَا فِيمَا وَالصَّلَاةُ
 قَوْلُ يَا نَافِعُ اسْمُكَ نَافِعُ قَوْلُ نَافِعُ قَوْلُ وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَيَكْشِفُ عَنَّا الْبُخْلَ عَيْنُ نَافِعٍ
 تَابِي سَعْدٍ رَوَيْتُ بِهِنَّ كَمَا أَوْثَقُوا لَنَا رُجُوعَ عُمَانُ رَجَعَتْ بِهِنَّ جَسُودَتْ كَمَا كُونُ أَوْثَقُوا رُجُوعَ قُلُوبِ أَطَاعُوا لَهَا
 بِرُجُوعِ هَوَا بِهِنَّ كَرَمِ مِثْلِ هَانِ تَحَاكَ تَسْتَعِينُ مِثْلِ نَحْصِ مِثْلِ بَرْغِي بِهَوَا بَابِ جَبَابِ عَشَاكِ عَيْنُهُ نَارُ بَرْغِي مَقَامِ كُفْرٍ
 رَجَعَتْ كَمَا أَوْثَقُوا لَنَا رُجُوعَ عُمَانُ رَجَعَتْ بِهِنَّ جَسُودَتْ كَمَا كُونُ أَوْثَقُوا رُجُوعَ قُلُوبِ أَطَاعُوا لَهَا

٩٠
 عَمْرُو بْنُ سَيْدِ بْنِ

ابن ابی قریبہ کا بیان ہے کہ ابوبکر بن محمد بن الحسن الجوفانی کانزیراً کا عبد العزیز
 عن ثانیہ ان ابن عمر کان اذا فاتتہ صلوۃ العشاء فی جماعة اخیب بفساد کلمتہ
 یعنی نافع رسول کو کہ ابن عمر کو جب نماز عشاء کی جماعت سے فوت ہو جاتی تو باقی شریعت کا کرتے تھے
 اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعید معانی کتاب الناساب میں لکھتے ہیں کان یسیر محمد القرآن
 فی کعبہ و یقرأ ذکاء لایۃ الواحد اللیل کلما حتی الصبا و کان من عباد
 الصحاۃ و یقرأہم من جانب اسباب العز و یقرأہم بالعبادۃ الی ان کان
 یعنی تمیم بن اوس ایک کسب میں قرآن شریف کیا کرتے تھے اور اکثر ایک ایک کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور
 وہ عباد اور زنا و صحابہ میں سے جنھوں نے اسباب عزت و جلال سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی
 لازم پکڑنا تھے کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر مکی فتح البین میں لکھتے ہیں کان یسیر محمد القرآن
 فی کعبہ یعنی تمیم بن اوس قرآن کو ایک کسب میں انتہی اور خدا و بن اوس صحابی کا حال سنیہ طبری
 میں یہ حال تھا انرا ہیون بن عبد اللہ بن محمد بن اسحق کان فقیہ بن سعید نا الفرج بن
 فضالہ عن اسد بن وداعۃ عن شداد لا انصار یأتی انک کان اذا دخل الفل
 یقلب علی الفرائش لا یأخذہ التوم فقیقول التوم ان التار اذهب عنی التوم فقیقول
 فیصل محض یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہے کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے
 کروٹیں لینے نینداؤں کو نہیں آتی پس کہتے التوم میرے خوف نار نے مجھے خواب کی اوڑیا دی پس کھڑے
 ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہاں تک صبح کر دیتے انتہی اور علی بن کا حال بھی سن لیجیے اقاۃ الحجۃ میں لکھا ہے
 انما کان یخیم فی التوم فکان حتمات کما ذکرنا بعض شراکہ النجاری یعنی تحقیق کہ علی
 ایک دن میں اس طرح قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراکہ صبیح بخاری نے انتہی پس عموماً مقام ہے
 کہ جو مشور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت میں ہو اور صحابہ رحمہم اللہ نامی ثابت ہو او اسکو
 بہت کدینا بجز حیات اور گمراہی کے اور کیا کہا جاوے اللہ تعالیٰ ایسے عقیدہ فاسد سے مستباز ہو
 منوط کے ان مؤمنان عاقل و ہشیار ہوتے دجالوں کے فتون کے خیر دار ہوتے ہرگز مستغرض نہ ہوتے

۴

۴

۴

۴

اعترافات ایہ پر نہیں، حقیقت بنیا اور صحابہ پر نہیں اس عبادت میں امام صاحب کچھ مخصوص نہیں جو
 اوپر حضرت صاحب الزام بدعت سے ہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ و تابعین نے ایسی عبادت شائع کی جو
 خود دوسرے مکہ نہیں جیسے صد حالات ہم نے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہیں اگر شارع کی طرف سے عبادت
 کی اجازت نہ ہوتی تو ایسی عبادت صحابہ پر نہ کرتے بلکہ انہی صحابہ کی بدعت کا اجتناب کرتے تھے نہ کہ حضرت
 عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہم ایسے امر کا استحباب کریں مٹا
 دے گا۔ کار باکانزاق اس از خود گمیرہ گر چہ باند در نوشتن غیر شیعہ و اویس قرنی کے حال میں علیہ السلام
 میں لکھا ہوا حدیث ابو جحش بن احمد حدیث الحسن بن محمد نا عبد اللہ بن عبد اللہ
 نا سعید بن اسد بن موسیٰ نا صخر بن ربیعہ عن اضمع بن زید قال کان
 اویس القرنی اذا اتمی يقول هذه لیکلہ الکوم فیکلم حنی یصیہ وكان اذا اتمی
 يقول هذه لیکلہ الشجر فیسجد یصیہ یعنی اویس قرنی جب نام ہوتی تو کہتے یہ شب
 رکوع کی ہیں کو کہتے یہ صبح کرتے اور پھر جب نام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہیں سجدہ کرتے
 یہاں تک صبح کرتے اتنی اور سعید بن المسیب بڑے جلیل القدر تابعی ہیں ان کے حال میں اسی کتاب میں
 لکھا ہوا حدیث ابو جحش نا احمد بن محمد بن حمرہ بن حامد نا عبد اللہ بن ادریس عن ابي قال
 صلی سعید بن المسیب الغکاء بوضوء العتمة خمسین سنة یعنی عبد النعمان بن
 ابی ادریس روایت کرتے ہیں کہ کما او نھوں نے سعید بن مسیب صبح کی نماز عشا کے وضو میں اس
 برس تک پڑھی ہو اور ثابت بن سلمہ تابعی جنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے
 اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چالیس برس میں ان کے حال میں اویس کتاب مذکور میں لکھا ہوا حدیث
 عثمان بن محمد نا العتاف نا اسعید بن علی نا اکر ایسے حدیثی محمد بن سنان نا
 سنان عن ابي قال نا والله اذ حلت نابتا لحن ومعی حمید الطویل اور جلد
 غیرہ حدیث محمد نا سوننا علیہ السلام قطعت لہ فاذ اھوا فاکتھ فی وقت
 فقلت للذی معی لا تری قال اسکت فانا سوننا علیہ السلام اننا ابننا

۴۰

ہو جائیگا اور بدن نحیف ہو جائیگا پس دلالت کی اس امر نے کسی نے کسی کرنی عبادت میں اس طور سے
 کہ ممال خاطر اور کس طرح کی صورت ہو یا حقوق شرعیہ میں خلل واقع ہو جائے تو منسوخ ہوا اور دلالت اسکی
 مطلق منع نہیں اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہے کہ انھوں نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہو نیکی عبادت میں زیادہ کوشش نہیں کرتے اور اسکا بوجہ
 انھوں نے اس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ واجب نہیں کیا تھا اور طریقہ آسان اعراض کیا ایسا
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو نوزیر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور
 فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینطور کہ جس طریقہ پر میں ہوں اسکو
 حسن سمجھے یہ کہ ان لوگوں نے گمان کیا تھا پیروی شخص مجھ سے نہیں (یعنی اوہ میں سے نہیں جو
 میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہیں) اور اس حدیث میں اس امر کی کہیں دلالت نہیں کی جب آپ
 حسب طاقت اپنی عبادت میں کوشش کرے درحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہوا اور اسکا
 مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہ ہو تو بھی یہ صورت جائز نہ ہوگی انتہی اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نہ کیا باعث یہ ہو جو اسی کتاب میں لکھا ہے کہ بیشک
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیوں کو اتنی طاقت نہیں
 لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت اسکا اور بوجہ ترحم کر نیکی اور اتباع اپنے بزرگ کرتے تھے تا
 لو کہ بسبب اتباع اونکی کے تنگ نہ ہوں اور دلالت کرتا ہوا ہے قبول مائشہ رضاکہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حال انکہ اس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اس کے کہ لوگ عمل دینا
 کرنے لگیں پس فرض ہو جائے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد وغیرہما اور تحقیق
 اگر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب واسطے خوف
 کہ لوگوں پر فرض ہو جائیگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداؤد وغیرہ نے مائشہ رضاکہ
 روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بزن بانی کا ایک کھڑا
 ہوئے پس فرمایا کیا یہ ہے ایمرہ کہ بانی اپنے وضو کے واسطے فرمایا نہیں حکم کیا گیا میں کہ جب پیشاب

۲۰
 فی حدیث
 حنفیہ

عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس غرض کہ ابوجعفر نے خوب علم
 وائق حاصل کیا اور ایک نانا ابو حنیفہ رحمہ خلیفہ منصور کو پاس گئے پس کیا منصور نے شخص کو وقت میں
 دنیا کا عالم اور سفیان بن عیینہ مزی ہو کہ کہا انھوں نے میری آنحضرت سے اس ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا
 اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کہ کہا انھوں نے امام ابو حنیفہ سے صاحب قمار تھے ایک دن ہم جامع بنجر
 تھے پس ایک سامنے کوئی گودین اور سے گر پڑا پس اسی لڑکے اور سب نے ہی بھاگ گئے پس اس کے انھوں نے
 تھام پکڑے بھاڑ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے یہ اور کچھ کیا اور روح بن عبادہ روایت ہو کہ میں سترہ بڑے سوچری
 ابن حنیفہ کے پاس تھا ایسے انتقال ابو حنیفہ کی دیکھو پوچھی پس اللہ و اللہ لکیر لکیر جعول کہما اور نہایت
 نگین ہوئے اور فرمایا کیا سب عالم اور عالم ابو یوسف سے روایت ہو کہ میں ابو الدین کے چھٹا امام ابو حنیفہ
 واسطہ عالماتکام ہوں اور تحقیق مینے اسے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں حاکم ابو اسحاق والدین کے ساتھ دعا
 مانگتا ہوں اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کہ کہا انھوں نے دیکھا ہے مسعر بن کدام امام ابو حنیفہ کے حاکم
 کیا اس کے بیٹے ہوئے ہونے سوال کرتے تھے اور فرمایا وہاں تھے اب نہیں کیا مینے کسی کو بھی کہ اسے فقہ میں امام ابو حنیفہ
 محمد کا کیا ہو اور کچھ روایت ہو کہ نہیں بن زیادہ فقہ سے نسبت ابو حنیفہ اور اسے زیادہ اچھے نماز پڑھنے والے اور ضرر
 نہیں سے روایت ہو کہ لوگ فقہ سے بالکل خبر تھے مینا نکہ ہوشیار کر دیا اور کو امام ابو حنیفہ کے ساتھ اس شے کہ وہ نہ جاز
 اور کمال و شخص کیا اس کو اور بیان کر دیا اس کو اور امام شافعی سے روایت ہو کہ امام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کا بیٹا
 اور جعفر بن ربع سے روایت ہو کہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھ کر اس کی کو مینے اسے زیادہ باتوں میں
 پایا کہ جب کوئی بات فقہ کی سوال کیا جاتی تو مثل دریا بہتے اور سفیان بن عیینہ روایت ہو کہ ہمارے وقت میں
 ثوبی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ
 ایک رات میں رات گذر گئی اور میں قراں ختم کرتے تھے اور اس بن عمرو سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ نے فجر نماز
 عشاء و صبح پالیں پس ٹھہری اور کثرت کو ایک رات میں قراں ختم کرتے تھے اور اس کے روحانی اواز
 سنائی دیتی تھی مینا نکہ میرا یہ آواز اور رحم کرتے تھے اور شام کیا گیا کہ ابو حنیفہ قرآن کو صبح و عشاء
 پالی ہر سات ہزار مرتبہ پڑھا ہی اور مسعر بن کدام روایت ہو کہ میں ایک لاکھ سجد میں گیا پس کیا میں نے

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پس اجماعی علوم ہوئی مجھ کو قدرت اس کی پہنچ ایک منزل کہا میں اب کعبہ کر گیا
 پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر السیرۃ فی شخص پڑھا رہا یہاں تک کہ ایک کعبہ میں کل قرآن ختم کر دیا میں کجا
 بیٹے تو وہ امام ابو حنیفہ کھلے اور زائد اس حدیث کے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ مسجد میں عشا کی نماز پڑھی
 اور لوگ چلے گئے اور مجھ کو اونھونے نہیں جانا کہ مسجد میں مجھ اور میں نے ارادہ کیا کہ ایک سالہ سے دریافت کیا
 یہ کھڑے ہو اور نماز شروع کی پھر قدرت پڑھی یہاں تک کہ اس نے تک پہنچے فہم علیہ السلام علیہ السلام
 عذاب السموم پس اس آیت کو وہ ہر رات سے یہاں تک کہ مؤذن کے صبح کی آذان آمدی اور میں نے ظاہری
 میں ہا اور قاسم بن حسن سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تمام رات اسی بیت میں قیام کیا بکال الشعاۃ
 مؤید ہم والے الشعاۃ اذ علی کا کھڑا پس بار بار اسی کو پھٹتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
 وکیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اور سید خیرات کرتے اور حسرت
 نیا کہ پڑھتے اسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہناتے اور جب کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک سے
 دو جہد لیکر کسی محتاج کو دیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امانت لے کر تھے اور
 ہر شے پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ میں تلوار بن اور ہر ٹین ہواشت کرتے تھے اور
 قیس بن ربیع روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر دوس
 شخص جو اس کے پاس التجا لجاتا اور نہایت بخشش کرنے والا اپنے بھائیوں پر تھے اور بندہ کی طرف ہر شے
 فرستے تھے اور مسکا کپڑا خرید جاتا اور کو فہم میں لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اور اسے اپنے مشایخ محمد
 کی حوائج اور قوت اور لباس خرید پھر باقی ان شرفیاں نفع کی کو کو دیتے اور کہتے انکو تم اپنی حوائج میں صرف
 کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تم کی اس لیے کہ میں نے تم کو اپنے مال سے کچھ نہیں دیا اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے ہے
 ہاتھ پر نفع بخشا ہے پس زق اللہ میں کسی غیر کو قوت نہیں اور ابو یوسف رحمہ اللہ روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 کسی حاجت کے سوال نہیں کیے جاتے تھے مگر اس کو پورا ہی کرتے تھے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے تھے میں نے انبیاء کی سب سے بہتر تعلیم سیکھی ہے میں نے انکو نہیں سنا
 کہ کسی دشمن اپنے کی غیبت کرتے ہوں کہا واللہ وہ جو محمد بن ابی بکر بن ہر اس شے کو تسلط

نہیں ہو جیتے جو انکو لجاؤ اور علی بن عامر سے روایت ہو کہ انھوں نے اگر امام ابو حنیفہ رحمہ کی عقل نصف
 اہل ارض کی عقل سے وزن کی جائے تو انکی عقل انکی عقل پر غالب آئے اور اسمعیل بن ابی امام صاحب
 روایت ہو کہ انھوں نے ہمارے یہاں ایک آٹھ بیسے والا راضی تھا اسکے دو بچے تھے ایک کا نام اوسنے ابو بکر
 رکھا تھا اور دوسرے کا اسم علی لکھا اسکو پیر سے روئے کر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ رحمہ کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو جسے
 اوسکو مارا ہو اوسکا نام عمر ہو گا پس کیا تو جیسا انھوں نے تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن ابی امام نے
 روایت ہو کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ قاضی ہونے پر جبر کیے گئے ارض مانہ قبول کی اور امام محمد بن منہل
 جب کھڑکرتے رویا کرتے اور انکو ترہم تھا اور امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت کی ہے ابو یحییٰ عمارانی اور شریح
 بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور کعب بن جراح اور زید بن مارون اور علی بن عامر
 اور یحییٰ بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد الغفوری اور ہود بن خلیفہ اور
 ابو عبد الرحمن المقرئ اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسروں نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رحمہ اور
 ابوسلمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رحمہ بالاسناد روایت ہو کہ انکو
 نے ہماری جسم والیٹے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہیں دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ ونسے دیکھا
 جب میں انکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن انھیں کی نعت میں نازل ہوا ہو اور
 امام شافعی سے یہ بھی روایت ہو کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مینے کیونہیں دیکھا اور انھیں سے روایت ہو کہ مینے
 جیسر آدمی کی زیادہ امام محمد سے کیونہیں دیکھا اور انھیں سے روایت ہو کہ جب امام محمد کسی مسلمان کو
 کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہو نہ کسی حرم کو مقدم کرتے اور نہ سوز اور انھیں سے روایت ہو کہ امام محمد انکو
 دل کو بھرتے تھے اور انھیں امام شافعی سے روایت ہو کہ میں امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے تھا انکے کمال
 ہوا ہوں اور یحییٰ بن عیین سے روایت ہو کہ مینے جامع حدیث امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہو کہ مینے
 کوئی کتاب لکھا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا اور ابی یحییٰ سے روایت ہو کہ انھوں نے
 مینے امام محمد کے کمال کے پانچ مسائل دقیق کہاں آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں کے امام شافعی نے
 کیونہیں دیکھا کہ میں کوئی مسئلہ نہیں جانتا جو امام محمد کے چہرہ میں ملتا ہو

صحیح کہ کہا ہو وہ دونوں موافقہ بانفاق علماء زیادہ صحیح ہیں اور امام مالک صحیح ترین ہیں
 کی اونسے ابن حرج اور یزید بن عبد اللہ بن ماری اور ابو داؤد اور ابو یوسف اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم
 اور محمد بن ابی یوسف روایت ہے کہ سنا میں نے امام بخاری کہتے تھے کہ میں ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ حدیث
 غیر صحیح یاد رکھتا ہوں اور حافظ ابو علی صاحب بن محمد سے روایت ہے کہ انہیں بی کھائے کسی خراسانی کو
 زیادہ فہم امام بخاری اور کہا زیادہ جادو اسے حدیث امام بخاری ہیں اور زیادہ حافظ حدیث کے ابو زر
 بن اور وہ اکثر اونسے میں حدیث میں اور محمد بن ہشام شیعہ بخاری سے روایت ہے کہ ابصرہ میں مثل بخاری کوئی
 نہیں آیا اور جہاں بخاری بصرہ میں داخل ہو گیا وہیں ان کے مسند الفقہاء داخل ہوئے اور محمد بن علی بن
 ابن نمیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ ہم نے مثل امام بخاری نہیں کیا اور ابو عیسیٰ ترمذی سے بکھوڑا
 یونہی ہے کہ میں نے علی اور تاریخ اور معرفت اسانید میں عراق اور خراسان میں کسی کو نہیں کیا اور روایت
 کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ انھوں نے امام بخاری سے کہا کہ نہیں انھیں رکھنا گاتے مگر حسد کر رہا والا اور میں
 گواہی دیتا ہوں کہ مثل تمہارے دنیا میں نہیں اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے بکھوڑا ہے کہ میں نے انھوں نے
 سینے آسمان سے زیادہ جانتے والا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری نہیں کیا اور بغداد
 اوستاد بکے محمد بن عیسیٰ الطباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقرون اونسے ہیں اور روایت کی
 اونسے ابو احسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسیٰ ترمذی اور ابو عبد الرحمن نسائی وغیرہم
 انتہی فخر اور وقار شریعہ مشکوٰۃ میں ہے قال ابن حجر وکلل الکعبۃ کعبۃ من لا یمتۃ الجہل
 والعلماء الراغبین عبد اللہ بن المبارک والکثیر بن سعدی کا امام مالک سے
 انیس انتہی وصرہ واد الطائی وایما ہم بن ادهم وفضیل بن عیاض
 من اکابر السادۃ الصوفیۃ رضی اللہ عنہم جمعین یعنی کہا ابن حجر نے کہ
 امام ابو حنیفہ رحمہ برتر ہے ایسے مجتہدین اور علماء سنیین مثل عبد اللہ بن المبارک وریث بن
 امام مالک انتہی اور یونس بن داؤد طائی اور ابی یوسف اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ
 ہیں انتہی ان میں سے پہلو ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہیں اور امام شافعی امام مالک

۲۰
 ۲۱
 ۲۲

بن اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد
 بن اور امام بخاری کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہیں امام اعظم کے شاگرد ہیں بنی ہاشم
 ہشامی مسلم نسائی ترمذی احمد غرض کوئی محدث الا ما اشار الیہ انہیں کچھ کو امام ابو حنیفہ سے
 لیا یا ابو واسطہ ملز حاصل ہو اسطرح عبد بن سبا کے اور وکیع بن جراح کے واسطے سے بھی
 چون بخاری امام صاحب کے شاگرد ہیں امام بخاری اور مسلم وغیرہ امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
 امام ابو یوسف کے امام احمد اور امام محمد اور یحییٰ بن یحییٰ وغیرہ شاگرد ہیں غرض اہل فضل کے واسطے ہر شاگرد
 یوسف و یحییٰ کے واسطے لکھتے ہی سلسلہ ہم بیان کریں گے وہ اپنی عمر کی ایک ہی ٹانگہ کا
 می سے باز نہ آئیں گے ۵ راہیں ہاں مثال نہیں خردم ابھی کچھ فہم کو سید چانپا یا اور خیرات کسمان
 بے امام شافعی بغداد میں داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رخصتیں پڑھیں اور سینہ پرین کیا
 اہل بیت پر کردار کشتیں صبح کی تحریروں اور سینہ قنوت پڑھا کچھ لکھا ایتنے فرمایا بسبب بار بار امام
 سہروردی نے مخالفت اور کئی حضور میں اور تلمذ کیا اوتنے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علمائے اربعین کے
 امام علی بن ابی طالب کے کہ جبکی ملاقات اور علم اور تقدم اور زہد پر جماع ہو اور مثل امام لیث بن سعد اور
 امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہیں تھوڑی دیر اور مثل امام سہوہ بن کوام اور زفر اور ابو یوسف
 وغیرہ کے اور جب عبد اللہ بن مبارک کے پاس پہنچا ذکر کیا اور شخص کا تم ذکر کرتے ہو جو دنیا بتا رہا
 کی گئی تو اس شخص کو اس کا عرض کیا اور جب ابو حنیفہ سے ملے ہر روز اور ہر

بن ابی ہاشم سے حرمت خدا کی تمہارے والد پر کہ اپنے بن پر بڑے مضبوط تھے اور بنی ہاشم
 ہشامی سے ساتھ دعوت کرنے اور کچھ طرف نہ پہنچے کے کہ دیکھنا شروع کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بن بنی ہاشم کے دعوت کریں تو کوئی طرف نہ پہنچے کے کہ جس حکم کو لاؤ کو ان کی تفسیر کیا خزانہ خدا کو
 پہنچے کے اور جاننا کہ یہ حتمی لا بد ہے دعوت کی اور کوئی طرف اور کیا نہ کہ خدا پرست اور خدا
 پرست اور کثیر ہو مقلدین اور رسوا ہو حاسد اور رسوا ہو خدا پرست اور خدا پرست

نصیب کیا پیرہ وافی اپنے متقلدین میں ایسے مستحیروں کو ساتھ لکھنے اصول اور فروع مذہب اور کتب
 جس نے مقول اور مقول اسکے میں یہاں تک کہ بجز اللہ ہو گیا وہ مذہب کما قواعدا و ارکانہ میں امتزاج کیا
 اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت الایام صاحب کے صغریٰ میں حضرت علی رضی
 میں لائے گئے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ کی اولاد کے حق میں برکت کی دعا کی اور ایام ابوہ
 جو کچھ لکھے اسے ہر ماہ کی برکت دے گئے اور کمال تقویٰ اور سکے سے ہر کوئی و نحوہ کے بڑی کا گوشہ
 چھوڑ دیا جبکہ سنائے کہ یہ کسی کو فہم میں کہہ ہو گئی یہ یہاں تک کہ وہ کسی موت کا اعلام ہو گیا اور وہ شا
 طر نقیون اپنے سے حصہ مناقب کا اس سے نہیں کہہ گیا یہ بیان ایک قطرہ اوس سند کے کا ہی حساب
 پتانہیں اور و نحوہ کے حشاکے و نحوہ چالیس برس صبح کی نماز پڑھی یہ لکھا گیا اس وقت شری نے کہہ
 قوی کیا کہ اس نے اللہ ساتھ ساتھ دعا مانگی تھی جس کا مجموعہ دو آیتیں ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
 اور دوسری اِنَّ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ لَنْ نَنْزِلَ اِلَیْکَ الْغَنَمَ الْاٰتِیَۃَ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ میں اور اگر تو نجات کا آخرت میں را
 یہ عقائد کھانا کہ ایک ایہ مجاہدین اور علمای عالمیہ سے ہدایت اور رضای الہی پر ہیں اور سباجو
 حالات میں باتفاق یہ نقل اور برائے اور تحقیق روایت کی یہ بیہوشی نے کہہ دیا یا رسول اللہ صلی ان
 جو چیز کہ کتاب اللہ کی جائزہ عمل کر لیا وہ اس کے ترک کرنے پر نہیں پہنچتا پس اگر کتاب میں نہ
 اعتبار اور اگر اسے نہ ہو تو جو میرے اصحاب کہیں کہ تحقیق اصحاب یہ مثل ستاروں کے ہیں آسمان
 ہدایت یا جاؤ گے اور اختلاف اصحاب یہ کہہ گا واسطے تمہارے رحمت
 امام ابو یوسف نے نہیں کیا ہے کہ یہ زیادہ جائز میں نہیں ہے حدیث کو امام ابو حنیفہ رحمہ اور تھے وہ نہ
 میں مجھے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ وہ کام کہ دوسرا اس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اور اسکے
 اور یہ سنت اللہ کی ہر اچھی مخلوق میں و کون تجتنب لسنۃ اللہ تبدلہا لکھ اور بسبب وقت قبر
 اسکے کہ مرنے کا امام شافعی کے اسکے کلام کو کیا کرتے یہاں تک کہ اسکے بھانجے امام
 اس کی شہادت کی کہ میرے شافعی نے انہاں کے سب جہنم اختیار کیا فصل بارہویں
 امام ابو حنیفہ رحمہ اور ابو حنیفہ رحمہ کے صفات بہت ہیں بعض اوقات

میں کہ انھوں نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہے چنانچہ ذکر اسکا اور پکڑ چکا اور وصیت کو پورا کیا اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی طریقہ کو فرمایا آپ نے خوشخبری ہو اور کو جسے مجھ کو دیکھا اور اسکو جسے میرے
 دیکھنے والوں کو دیکھا اور بعض ان صفات میں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اوس قرن میں پیدا ہوئے ہیں گمراہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر فرقہ کا میرا قرن ہے پھر جو لوگ کہ اوس کے متصل
 ہیں اور زایت مسلم میں ہے کہ بہتر آدمیوں کا وہ قرن ہے جس میں ہوں پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض ان
 صفات وہ ہیں کہ انھوں نے زمانہ تابعین میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا بلکہ جب عمش نے حج کا ارادہ کیا
 تو امام ابو حنیفہ رحمہ کی خدمت میں گیا کیونکہ امام اوس کے واسطے مناسک حج لکھ دیں اور عمش کہا
 کہ مجھے مناسک حج امام ابو حنیفہ رحمہ لکھو کیونکہ میں اوس سے زیادہ جاننے والا اور انصاف اور نوافل حج کا
 اسکی کہ نہیں جانتا پس نظر کرو ثبوت پر واسطے امام ابو حنیفہ رحمہ عمش جیسے شخص سے اور بعض اوس
 سے روایت کرنا اگر بشیوخ اوس کے وغیرہم کا اوسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض ان صفات
 بہت سے اوس کے اصحاب سے اوسے اصحاب سے بعد اوس کے نہیں ہو چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص
 نے ایک بیچ کے خطا کی امام ابو حنیفہ رحمہ بیچ کا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہے وہ بڑا گمراہ
 کیونکہ وہ خطا کرتے حال آنکہ اوس کے پاس ایسے فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ایسے
 حدیث کے اور نام لیا وکیع اور ایسے لغت اور عربیت اور شمار کیا اوسکو اور ایمہ زہد اور تقویٰ کے
 مشافہت اور اود دطائی کے ہیں اور جس کے اصحاب لوگ ہوں وہ شخص خطا نہیں کر سکتا اسلیکے اگر خطا ہو
 گئی نہ تو وہ اوسکو حق کی طرف لوٹاؤ اور بعض ان صفات میں کہ وہ اول ان لوگوں کے ہیں کہ
 جھوٹے علم فقہ کو مدون کیا اور بابوں اور کتابوں کی ترتیب دی جیسا کہ آج کے دن ہو جو دہری اور بیچ
 کیا اوسکا امام مالک نے موطا اپنے میں اور جو پہلے آئے تھے وہ اعتماد اپنے حافظ پر کرتے تھے اور وہ
 اول ان لوگوں کے ہیں جنھوں نے کتاب فرائض اور کتاب شرط و عباد کی ہے اور بعض ان صفات
 منقشہ جو نامذہب کے کا ہوں اقالیم میں کہ سوای اود دوسرا طریق نہیں مثل ہند اور سند اور روم
 اور ماوراء النہر اور بعض ان صفات کے تخریج کرنا اپنے نفس پر اور علما وغیرہم پر اپنے ہاتھ کا مال اور

نہیں قبول کرتے تھے کسی سختی کو اور توڑ بونا کثرت سے ۔ ابو نعیم اور غیر اوٹلی کا اور
 امام شافعی نے امام مالک سے چند کو نکاحا مال پر یافت کیا پس وہ ۔ یا بھر بوجھا کہا امام محمد
 حال امام ابو حنیفہ رحمہ کا امام مالک نے **مَا سُبْحَانَ اللَّهِ لَكَ تَالَهُ** یعنی قسم میری اوس خدای پاک
 کی کہ مثل ابو حنیفہ کے ہونے کیونہیں دیکھا اور کہا ثور بنی اوس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رحمہ کے پاس سے
 آیا اور اسے اونسے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے پاس گیا آیا ہوں بلکہ نبین والونکے بڑے فقیہ کے
 پاس آیا ہوں اور ثور بنی جو شخص امام ابو حنیفہ رحمہ کی مخالفت کرتا ہو وہ محتاج اس امر کو کہ کہے
 علم میں اعلیٰ ہوا اور کہا اونسے جبکہ اونسے سر کے نیچے امام ابو حنیفہ رحمہ کتابا میں دیکھی کہا آپ کو
 دیکھا کرتے ہیں کہا میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے پاس کل کتابیں افکی ہوں اور کہا ابو یوسف
 ثوری مجھے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہیں اور کہا امام احمد اونسے حق میں کہ وہ اہل علم
 اور اہل تقویٰ اور اہل ہدایت ہیں اور اختیار کر نیوالے تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں کہ وہ
 نہیں پایا گیا اور خطیب نے بعض اہل زہد سے نقل کیا کہ کہا اونسوں اہل اسلام پر واجب ہو کہ اپنی زبان
 امام ابو حنیفہ رحمہ واسطے دعا مانگا کریں کیونکہ اونسوں حدیث اور فقہ کے اونسے واسطے حفاظت
 ہو اور کہا مکی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رحمہ کے زمانہ والوں کے زیادہ عالم ہیں اور کہا یحییٰ بن
 نہیں سنا ہے مستحسن اور صواب زیادہ راہی امام ابو حنیفہ رحمہ اور کہا عیسیٰ بن یونس نے مستقصا
 کرنا تم کیے برا قول کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ حق میں قسم یہ خدا کی کوئی اونسے افضل و فقیہ یا وہ میرے
 دیکھا اور کہا سمر نے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ زیادہ اچھا فقہ میں کلام کرتا ہو اور زیادہ عمدہ شریعت
 کی کرتا ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اور کہا امام حافظ نقاد یحییٰ بن یحییٰ نے فقہا جابرین ابو حنیفہ رحمہ اور زبیر
 اور مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابو حنیفہ رحمہ کی ہر اسی پر پایا ہونے کو کو کہو اور سوال کیے گئے سنا
 امام صاحب کے حال سے کہاتے فقہ بڑے سچے فقہ اور حدیث میں امانت دار دین اللہ میں اور کہا عبد اللہ
 ابن مبارک نے دیکھا میں نے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ کی رکاب پر بیٹھ کر دیکھا کہ کہتے تھے
 قسم یہ خدا کی تیرے کیونہیں دیکھا فقہ میں آپ زیادہ کہ عمدہ کلام کرتا ہو اور زیادہ حاضر جواب ہے

شکوہ اور آپ سردار اون لوگوں کے میں جنھوں نے فقہ میں تھماؤ وقت میں گفتا
 گرتے ہوگی نسبت میں مگر حسد اور کہا حافظ عبد العزیز نے پورا کہ جو شخص و
 کو پیش رفتی ہو اور جو شخص کے اونسے پس وہ بھی ہوا اور ایک وایت میں ہر کہ درین ہمارے اور یہا
 لوگوں کے امام ابو حنیفہ نہیں پس جو شخص اذکو دوست رکھے گا جانیکے ہم کہ وہ اہل سنت سترو
 اور جو شخص بغض رکھے گا اونسے جانیکے ہم کہ وہ اہل بدعت ہوا اور کہا خارج بن سوسے امام ابو حنیفہ فقہ
 مثل قلیب علی کے ہیں اور مثل اور ہر اور شخص جو کہ سونے کو پرکتا ہوا اور کہا حافظ محمد بن یونس نہیں
 تاہم امام ابو حنیفہ میں کوئی زیادہ عالم روزہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زہاد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقہ
 اونسے اور قسم خدا کی نہیں خوش آئے مجھ کو جو شخص نے میرے لیے اونسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحبان کو
 ہاؤ و طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ سارے پر کہ راہ چلنے والا اونسے ہدایت پاتا ہوا اور علم میں اہل قبول کرتے
 اور سکول مومنوں کے کہ اس کا خلف بن ابوبکر آیا علم خدا طرف مصلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طاف
 صحابہ کے پھر اونسے فرما "العباد کجی ہوا یا رسول اللہ" امام ابو حنیفہ رحمہ اور اصحاب اہل سنت کے پس جو کجی چاہا غیبر
 ہو جا اور کہا گیا واسطے بعض امیہ کے کہ یہ ہے ہر شخص کے خاصہ
 گرتے ہوا اور کی تعریف نہیں کرتے کہا اوھوں اس لیے کہ جیسا کہ تہذیب ویر۔ و شکا سید اویس
 ترفع پایا لوگوں نے اونسے علم سے پس خاص اوھیں کی تعریف وقت گرتے کہ کیا ہوں تاکہ اگالے کے واسطے
 دعا کرتے ہیں رغبت کرین اور رواہین امیہ سوا ہی اسکے بہت آئی ہیں اور مصنف واسطے اسکا بعض
 کافی ہوا کہ امام ابو طلیح نے نہیں داخل ہوا میں طواف کرنا کہ شب میں کسی وقت مگر میں امام ابو حنیفہ کو طواف
 کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رحمہ جب انکو نماز پڑھتے تھے تو پورے پر آنسوؤں کے گرتے مثل بارش کے توار
 سنائی دیتی تھی اور علامت رسول کی اونکی آنکھوں اور اس کے رخسار و نہ معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ رحمہ
 اپنے بعض جلیو نوکر پڑے خراب تھے کہ تو حکم کیا اوھوں کو کہ بیٹھ رہیں یہاں تک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا
 اس شخص جو مصلے کے نیچے ہو سکوں لیو پس وہ شخص اٹھا اسے لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوا اور جو شخص
 ان کے حمار و موافقا محمد بنی محمد بنی کی تو معلوم کو پان سو درہم دیا فرمائے اور ایک وایت میں ہر کہ ہوا اور

بار کلام
 ۱ ابو حنیفہ

دیکھ کر کیا اور فرمایا اس وقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعلیم قرآن سے زیادہ تھے اور کہا کہ
 موقوفہ شکیوینے است محمد صالحی علیہ السلامین زیادہ بھی فصلت کا اور یہ ہے کہ ہندو کجا اور
 تھا و کس نے کہا مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نہیں مالک ہوا میں چالیس برس سے زیادہ چارہ
 خارج کر دیا اور فقط چارہ کر کو رکھتا ہوں جو فرمائے حضرت علی رحمہ اللہ کہ چارہ اور مجھے
 اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قرضدار و رخت کے سایہ میں نہیں بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کم منفعت
 رہا ہر اور جب امام صاحب وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد کو غسل دیا اور ابو جابر عبد اللہ
 ابن قادیان پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحمہ اللہ تمہیں برس
 برابر روز رکھتے تھے اور انکو چالیس برس تک نہیں لیٹے اور تھے آپ فقیر تر ہمارا اور عابد تر اور زکیا
 جان تر خصلتوں غیر کے پہلے و نہیں فارغ ہوئے تھے غسل مگر ان افراد کو بیشمار مخلوق جمع ہوئے تھے
 خدا کی شہادت میں معلوم تھی کہ وہ وفات اونکی کی یاد کر دی گئی تھی اور غازیٹھنے والو نہیں سے بعد
 ہو کہ بچا سزا آدمی تھے اور بعض نے کہا ہر اس سے بھی زیادہ اور چھ مرتبہ نماز پڑھی گئی انیسویں آیت
 پڑھی اور سب سے تادم کے عصرتک فن پر قدرت ہوئی اور کو بیویں بیس سے زائد و کئی قبہ
 پر تھے اور وہ تھے کہ قبہ خیزان میں جانب شرقی دفن کیا جاؤں کیونکہ زمین اسکی طہارت
 کی ہوئی نہیں ہر اور جب بن جریج فقیر مکہ اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر ہوئی تو انہوں نے
 اور نایاب کیا بڑا عالم چلا گیا اور جب شعبہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے کہا اور کہا کو تھو نور علیکم تجھے گیا اور آگاہ
 اب بھی وہ لوگ نہ مل سکے کیونکہ انہیں کھینکے اور بعد مدت مدید بادشاہ ابو سعید ستونی خوارزمی
 نے پاکین اقبہ بنوا دیا اور اس کے پہلو پر ایک رس طیار کرایا اور صدقہ المقابری کہ وہ مستجاب اللہ ہوا
 ایت ہر کہ جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دفن کیے گئے تو انہوں نے ماتم غیب کی آواز میں رات باریسی کہ کہل تھا
 مقامات جاتی رہی اس میں فقہ ہر واسطے تمہارے پیش و تم اللہ اور سو تم ماتم وفات پاکینے نما
 پس کون ہر ایسا کہ رات بھر جاؤ اور بعض نے کہا ہر شب اتقال میں جنات رکھو اور لوگ آواز اونکی سے
 اور شخص نہیں دیکھتے تھے **فصل پینیسویں** اور کہنے میں اماموں کے امام

کے جیسا کہ وہ اونکی حیات میں ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادائی حاجات کی
 نیت ہی جانتا تو کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور قضای حاجات
 میں اونکو وسیلہ کرتے ہیں اور نہیں امام شافعی ہیں جبکہ وہ بغداد میں تھے تو ان سے مروی ہوئی یا
 اونھوں نے میں امام ابو حنیفہؒ کی قبر سے برکت لیتا ہوں اور اونکی قبر پر پا کر تا ہوں پس کوئی حالت
 مجھ کو پیش ہوتی ہو تو دو رکعت پڑھتا ہوں اور اونکی قبر کی طرف آتا ہوں و اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہے
 سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہو اور روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے جنابی کو
 نناؤ سے مرتب خواب میں دیکھا تو پس دل میں کہا اگر انکی مرتبہ دیکھو گا تو سوال کروں گا کہ خلافت کو اپنے خاندان
 سے نجات دے پس دیکھا اور سوال کیا یا رسول اللہؐ اور ابو سعیدؓ نے افسانہ فی فضل ابن خالد روایت ہے کہ
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پس عرض کیا میں نے یا رسول اللہؐ امام ابو حنیفہؒ کے
 علم کی نسبت کیا فرماتے ہیں فرمایا یہ وہ علم ہے جسکی لوگوں کو احتیاج پڑتی ہو اور مسدود بن عبد الرحمنؒ بھی
 سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں درمیان کن اور مقام ابراہیم کے قبل حج سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم پس عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ انکی نسبت جو کو فیہ بن نعمان بن ثابتؓ تھے کیا فرماتے ہیں
 میں اونکا علم انکاروں پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو رو علم اونکا اور عمل کرو انکے علم پر
 اور انھیں چھاپا ہو اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 پس عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو مذہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب تین ہیں پس میرے قلب میں واقع ہوا
 کہ امام ابو حنیفہؒ مذہب کو جو جو تسک رانی کے خارج کر دینگے پس شروع کیا آپؐ اور فرمایا ابو حنیفہؒ
 اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک صحیح تھے ہیں انتہی ملخصاً پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بیان
 تعین مذہب اور تقلید ائمہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلدوں کو چون و چرا کرنے کی جگہ باقی نہیں رہی
 مان البتہ اسکو خواب خیال سمجھا اعتبار نہ کرینگے لیکن وہابی صاحب کے انکار سے منکر جزو نبوت شرعی
 حدیث شریف میں وارد ہو کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب
 بیون ائمہ مجتہدین پر ثابت اور تحقق ہو گئی اور دربارہ استنباط مسائل اور احکام شرعی کے کچھ کو مقدار

اصطیاط تھی اور زہد و اتقا میں ایسا کہ تبار تہ ہوا کہ آج تک مثل او کا نظر نہیں آیا کہ قطع نظر تابعی ہونے کے
اس قدر فضائل و کمالات کسی میں تھے اس امت محمدیہ پر او کا بہت بڑا تفضل و احسان ہو اور بھرا بہرہ
علم و ناقص و اس جہت وادی او کے کے او کو نہ مانا اور بڑا

او کا ایک بھرتہ نقصان نہ ہو پانچ کا بلکہ معترض اور معترضین اور اس سب سے
ہو یا ایسا کہ نور فی شانہ و سبب ایسا کہ یہ جو مہر و خاصیت سبب ہیں اور وہ یہ نصیب
میں امام ابوالدین سیوطی لکھتے ہیں کہ خطیب ابو و ب محمد بن مزاحم سے روایت کی ہو کہا او بخون
سانیت عبداللہ بن مبارک کو کہتے تھے اگر اللہ عز و جل مہری امانت امام ابو حنیفہ اور امام سفیان
واسطی سے نہ کرتا تو میں تلخ و مہم ہو جاتا اور روایت کی گئی ہو محمد بن عبد الجبار ثمالی بن
عبدالرحمن سے کہا گیا کیا تم راضی ہو کہ امام ابو حنیفہ کے غلام و غیر سے ہو کہا نہیں تھے آدمی کے پاس
کہ زیادہ نفع و ثناء یا ہو مہر امام ابو حنیفہ کے اور خطیب احمد بن صباغ روایت کی ہو کہا سنا ہے
امام شافعی کو کہا او بخون امام مالک سے کہا گیا تھے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہو کہا ہاں تھے ایسے شخص کو دیکھا
تھا کہ تھے کلام کرے اس طرح سے کہ وہ مسکو سوا کا ثابت کرے تو اس شخص کی حجت سے سونے کا ہو گا
اور خطیب نے محمد بن سعد کا تب سے روایت کی ہو کہا سنا ہے عبداللہ بن داؤد کو کہتے تھے اے

واجب ہو کہ امام ابو حنیفہ کو اسے اپنی نماز و نیت میں مانا لگا کرین اور خطیب نے
کی ہو کہ تھے شاد وین حکیم سے سنا کہ تھے نہیں دیکھا میں نے زیادہ
یہ بھی بن عیین روایت کی ہو کہا سنا ہے محمد بن حیدر القطان کو کہتے تھے نہیں سنی میں نے ثوی
برای ام ابو حنیفہ سے اور عینہ اکثر اقوال و احادیث کے میں لکھا بھی بن عیین نے محمد بن حیدر قنبر
کو فوٹو کیا کرتے تھے اور لو نہیں امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور ان کی رائے کا اتباع کیا کرتے
اور محمد بن فضال سے خطیب نے روایت کی ہو کہ امام ابو حنیفہ اکثر قرآن شریف کو زبان میں ساتھ
پڑھتے تھے اور روایت کی خطیب نے ابو روا سے کہ آدمی امام ابو حنیفہ کو برکنے والے قسم میں ایک
کرتے واک اور دوسرے کے مال سے ناواقف اور سیریز کیا ناواقف ان سے لے کر محمد بن حنفیہ

ابو حنیفہ کے بارے میں

مگر بڑے مصباح اور شجر جہاں نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اور سپر اس کے مناقب کے
کتابین جو اس کے علما و مذہب کے تصنیف کی ہیں پیش کریں گے اور اس کو وہ مناقب امام صاحب کے
جو اس پر مغلطی ہیں دکھلا دیں گے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبذیر الصحفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ
تصنیف کی ہے اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہے اور زہبی نے اوکونذکرہ
مخفاطین میں لکھا ہے اور افکی مدح کی ہے اور یک سالہ اس کے مناقب میں لکھا ہے اور ابن خلکان نے اس کے
مناقب اپنی تاریخ میں ذکر کیے ہیں اور یافعی نے مرآت الجنان میں مناقب بیان کیے ہیں اور حافظ ابن حجر
عسقلانی نے تقریر غیرہ میں ذکر کیا ہے اور تہذیب کی ہے اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب السامی
اور امام غزالی نے احیاء العلوم میں مناقب لکھے ہیں اور اگر وہ شخص ملے ہوگا تو اس کے علما جو مناقب
لکھے ہیں ان سے اس کو واقف کریں گے مثلاً حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اس کے
مذہب و علما کی تصریحات پر مطلع کریں گے مثلاً یوسف بن عبد اللہ و حنبلی کے جھوٹے تنویر الصحفہ
مناقب ابی حنیفہ لکھی ہے اور اگر وہ شخص مجتہدین ہوگا تو ہم اس کو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنائیں گے
اور اگر عامی الا مذہب ہوگا تو وہ جو پادویہین ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکا ہوگا اور اس کو ہم تقریر کا مستحق
کرینگے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک قدر کارہی اس مختصر میں اس کی گنجائش
نہیں اور سوائے ان مناقب کو مقلدین سنکر خوشی سے باغ باغ ہوگا اور سنکرین کے دل آتش حمد
و اغ داغ ہوگا **اندر کی باتو** بگفتہ و بدل ترسیم کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیارست *

قال اور ایک مخالف امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والوں کو توبہ دیتے ہیں کہ جان و حدیثین آپس میں
ستراض ہیں و مانع امام اعظم نے اس حدیث پر عمل کیا ہے جو حدیث حنیفہ بھی پائی جاتی ہے اور صحیح
بھی زیادہ ہے سو جواب اس کا یہ کہ یہ بات باطل غلط ہے کیونکہ بہت سی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن پر
امام اعظم نے عمل نہیں کیا وہ نسبت ان حدیثوں کے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہے صحیح بھی پاؤ
ہیں اور احتیاط بھی اور حدیث پر عمل کرنے میں جو موجود ہیں انہیں **اقول** حنفیہ اسکے پر گزرا
نہیں کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل کی یہ محض متعرض صاحب نے خود مخالفہ دیا بلکہ حنفیہ کے مخالفین

کتابت کیا گیا ہے

کہ مسائل شنباطی میں اکثر احتیاط کی گئی ہو اور جن مسائل میں صریح حدیث ہو جو سوا او نہیں احتیاط
اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہو معترض صاحب کی فہم کے قربان جائیے یہ تو آپ کی طلب انبی
اور پھر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر **س** تو خودی نشوئی بانگ ہلے اور روز سطر سطر از اجہ
نصفہ ابن ابی شیبہ میں اسی قسم کے سوا سوا مسائل موجود ہیں معترض صاحب نے اکثر وہی نقل
کر دیے ہیں حالانکہ متفقین جنتیہ اور اعتراضوں کی پہلے ہی حجابان اور اچکے ہیں اب سنیے
حدیث طلاق کی بھر کی حدیث سے زیادہ صحیح ہو اور اگر امام شافعی نے اس حدیث پر بوجہ
نہ معلوم ہو حال قیس کے عمل نہیں کیا مگر معترض صاحب کو تو حال انکا معلوم ہو گیا ہو گا اور جو
صحیح حدیث چھوڑ کر یوں ایسی حدیث پر عمل کیا جس میں بعض محدثین کو کلام ہو اور پھر مزیدی بران
طعن پر بھی کرنا نہ چلی اور اگر انکے قیس کی اوکو بھی خبر نہیں تو ہم تباہی دیتے ہیں تقریباً تباہ
میں لکھا ہے قیس بن طلق بن علی بن الحنفی الثمالی صدوق من الثمالیۃ و ہم من
عکاک من الصمیمۃ یعنی قیس بن طلق بڑے سچے ہیں اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہیں جس نے
اوکو صحابہ شمار کیا ہو اسے وہم کیا ہو انتہی اور زرندی میں لکھا ہے وحدیث ملکہ زہد بن
عمرو عن عبد اللہ بن بکر اصغر و احسن یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بکر
زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہر انتہی پس اگر قیس ضعیف ہو تو ابن حجر عسقلانی اوکو صدوق نہ کہتے
اور زرندی اوکی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہو حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری
اوستاذین اور حدیث کی علل دانی میں شہود میں قیس بن طلق کی حدیث کو بزرگی حدیث پر نیم
نہ دے اور علامہ زرعی نے تیسین احتقائق میں لکھا ہے وحدیث بسرة ضعفاء جماعة حنفیہ
یحیی بن معین ثلثہ احادیث کھنجر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث
میں الذکر و لا یحکم الا بول و کل مسکر حرام ذکرہ ابو الفرج ومثله عن احمد
ابن حنبل ولا یحکم بن راہوۃ یعنی اور حدیث بسر کی ضعیف کہا اوکو ایک جماعت نے یہاں تک
یحیی بن معین نے کہا کہ تین حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں ہو میں حدیث

۴
یہ حدیث صحیح ہے اور قیس بن طلق
صحیح ہے اور حدیث ملازم بن عمرو
صحیح ہے اور حدیث بسر کی ضعیف
نہ کہتے اور علامہ زرعی نے تیسین
احتقائق میں لکھا ہے وحدیث بسرة
ضعفاء جماعة حنفیہ یحیی بن
معین ثلثہ احادیث کھنجر عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں
الذکر و لا یحکم الا بول و کل مسکر
حرام ذکرہ ابو الفرج ومثله عن احمد
ابن حنبل ولا یحکم بن راہوۃ یعنی
اور حدیث بسر کی ضعیف کہا اوکو
ایک جماعت نے یہاں تک یحیی بن
معین نے کہا کہ تین حدیثیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح
نہیں ہو میں حدیث

من لکری اور نہیں نجات مگر ولی سے اور ہر سکر حرام ہو کر گیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسکی کما حد
 اور حق بن ابویہ سموی ہر انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اسبابین زیادہ صحیح ہو اسکو
 مقتضی نہیں کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث اشد نزدیک صحیح ہو بلکہ اعتبار اور روایتوں کے اور شواہد کے اور قسین
 طلق کی حد امام طحاوی کا یہ کہ ہر حد اشد مستقیم الاستاد غیو مضطرب فی الاستاد و ملکہ بخلاف
 البشر لان فیہما اضطرابا لکمی بہ عایت مضطرب اسناد کی ہر نہیں اضطراب ہر اسناد اور متن اسکی میں
 بخلاف حدیث بصر کے کہ اسکی اسناد اور متن میں اضطراب ہر انتہی اور عمرو بن علی الفلاس مروی ہو کہ
 انہو من حدیث طلق عندنا اشد من حدیث بصر بحدیث صحفوں میں حدیث طلق
 کی ہر نزدیک یا ثابت ہر حدیث بصر سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن خزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا
 اور بصر کی حدیث میں شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنائین جری گفتگو کی ہر بنا نچ خلاصہ اسکایہ لکھا کہ
 وعلى كل تقدير حديث بصر معلق وقال في الامام هو عندنا اشد من معلق
 یعنی ہر صورت حدیث بصر کی حلول اور ضعیف ہر اور کہا امام میں یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول انتہی
 اور علامہ عینی دو سر مقام پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ
 و برو تو بیان نہیں کیا یہاں تک کہ کسی نقل اسکی صحیح نہیں ہوئی اور بیان کیا تو بعد عورت سال آنکہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کواری عورت بھی زیادہ جاریا رہے انتہی اور باقی جتنی حدیثیں اور صحابہ مروی ہیں
 سب میں ضعیف اور کذابا وی بھر ہوئے ہیں بنا نچ تفصیل انکی بنایا کہ لوائحق نواقض و موقوف
 ملاحظہ فرمائیے اور اسکی قائل میں عمرہ اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن
 اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیائی اور عمران بن حصین بلکہ ابو ہریرہ رض ابن ابی قحاصہ میں اور حسن بصری
 اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہو **قال** مسلم و امام احمد و امام مالک و امام شافعی
 کے ٹوٹنے سے اوس نماز کو اور سر نو پرے کے قائل نہیں بنا کر نیکی قائل ہیں حال آنکہ اسبابین حدیث صحیح
 جو کہ سند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر و ابوت ہر علی بن طلق رضی اللہ
 عنہ **اقول** یہ محض غلط ہو کہ امام صاحب سر نو نماز کے قائل نہیں بلکہ تمام فقہ کی کن بولند

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

امام نووی شرح مسلم میں کہتے ہیں: وَأَجَابُوا عَنْ حَدِيثِ الثَّوْمِيِّ مَا مَسَّتْ بِجَوَابَيْنِ
 أَحَدُهُمَا أَنَّهُ مَسَّتْ بِجَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ آخِرَ الْأَمْرِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ الثَّوْمُوعَ مِمَّا مَسَّتْ بِالنَّكَارَةِ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَأَجَابُوا
 وَاللَّسَّاقُ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَهْلِ الشَّيْءِ بِأَسَانِيدِهِمُ الصَّحِيحَةِ وَالْجَوَابُ الثَّانِي أَنَّ الْمَالَ
 بِالْثَّوْمِ غَسَلَ الْفَمَ وَالْكَفَيْنِ ثُمَّ إِنَّ هَذَا الْخِلَافَ الَّذِي حَكِيكُنَا كَانَ فِي
 الصَّدِّيقِ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَجْمَعَ اللَّهُ لِمَا بَعْدَكَ لَكَ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجِبُ الْوَضُوءُ بِأَكْلِ مَا مَسَّتْ
 النَّكَارَةُ يَعْنِي مِمَّا مَسَّتْ النَّكَارَةُ وَجَوَابُ بَيْنِ كَيْتِ كَيْتِ بِهَذَا
 مَسْنُوعٌ بِمَا رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّهُ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ النَّكَارَةَ
 تَحَاوُسَ حَبِيرٍ جَسَدُ الْغُلِّ بِمَا يَأْخُذُ بِهِ رَوَاهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ بِإِيتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ
 أَهْلُ سُنَنِ إِبْرَاهِيمَ صَحِيحٌ مِنْ تَوَرُّدِ سِرِّ جَوَابِ يَرْكَبُ مَرَادُ وَضُوءٍ هُوَ نَاسِيَةٌ أَوْ رَايَتْهَا بِهَذَا
 جَوَابِ بَيَانِ كَيْتِ قَوْلِ بَيْنِ تَحَاوُسَ عَمَلٍ بَعْدَ اسْتِثْنَاءِ بَرَاءَةِ جَمَاعَةٍ كَرِيكَةٍ وَضُوءٍ كَيْتِ كَيْتِ
 تَرَكَ كَيْتِ كَيْتِ وَاجِبٌ بَيْنِ هُوَ نَاسِيَةٌ أَوْ رَوَى عَنْهُ رِجَالُ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ
 عَمَلٍ نَاسِيَةٌ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ
 رِشْدِينَ أَبُو بَكْرٍ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ
 أَوْ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ
 أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ
 جَوَابِ يَرْكَبُ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ
 كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ
 أَوْ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ رَوَى عَنْهُ رِشْدِينَ
 وَضُوءٍ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ كَيْتِ
 تَحَاوُسَ قِيَامَتِ تَحَاوُسَ قِيَامَتِ تَحَاوُسَ قِيَامَتِ

۳۳۶
 جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 رَوَى عَنْهُ

یہ نہیں عرض صاحب سبکو بالابی طاق رکھ کر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات دخل
در مستقولات نے ٹوٹیا اور عقل و فہم یہ کچھ کہ خفیف حدیث کو بھی محبت کر انکار اپنی جہالت ظاہر
کرتے ہیں یہ سب کچھ فہمی و انصافی کی لمانہ ہی کی بدولت حاصل ہوئی ہے **ہر** ہر خس و خوارک

نمودنی از یہ آخری باد صبا این ہمہ وردہ است **قال** اور ایک خالطہ مقلدین ایہ

چلنے والوں کو پیتے ہیں کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابوں کے مسائل کو بڑا جانتے ہیں بلکہ بعض لو
گوں کو وہ بھی کہتے ہیں **انہم** **اقول** اس خالطہ کو معترض صاحب خفیفہ کی طرف کیوں نسبت کیا خود

مرد و مسائل کھنڈ ہو گئے کیا کریں عادت پڑی کہ چھٹی **ہر** ہر خوی بد و طبیعتی کہ نسبت

نزدیک بہ وقت مرگ از دست **قال** مسئلہ اول میں دوم کہ ایک مرد و مسئلہ فقہ خفیفہ کا حدیث پر چلنے والا

نزدیک ہے جو کہ تاریخ اختلاف میں لکھا ہوا **اقول** یہ دونوں مسئلہ محض بی اصل ہیں ہرگز قابل

اعتبار نہیں چنانچہ نو ابصار ابیر بھوپا اسکے قول کو معترض صاحب کا لوح حسن الشملہ مجھے نہیں

پہنچی کہ کتاب التباس میں لکھتے ہیں یہ حکایت جس کا خلاصہ تیرہ نو کا کلام خیر و غلام کا شرع میرا

محض بی اصل ہے اس لیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اسکے اقوال کا محتاج بیان لیں اور نہ تالیف

تو اے شرع اصل قصہ اگر معلوم ہو اور جوہ طعن ظاہر ہوں تو کچھ کہا جاوے **مسئلہ** **الکتاب**

بجائے موضوع **الکتاب** کا کوئی کام سوای عیب جہنی اگر ہم نہیں **درہم** **ق** طعن **فیہ** **میں** **میں** **میں**

قال مسئلہ سوم اور ایک مرد و مسئلہ فقہ خفیفہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ حیا العلوم میں

لکھا ہوا **اقول** یہ حکایت بلا سند قابل بہت نہیں حیا العلوم میں تو بعضی موضوع چاہیں

بھی لکھی ہیں اور یہ تو فقط قصہ و غلا و اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نظر

لکھی اور خفیفہ کی طرف یہ جواب ہو کہ اونکا اس پر عمل نہیں **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مرد و مسئلہ

فقہ خفیفہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ قنایہ قاضی خان میں لکھا ہوا **اقول**

جواب اسکا مسئلہ نسبت و دوم کے جواب میں موجود ہے **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مرد و مسئلہ

فقہ خفیفہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ قنایہ قاضی خان میں لکھا ہوا **الاحسن**

مسئلہ اول میں دوم کہ ایک مرد و مسئلہ فقہ خفیفہ کا حدیث پر چلنے والا

اقول قاضی خان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہر اس جہت پر قاضی خان
 میں اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہے اذ اصحابنا لکھا کہ فی القدر مکان التحل فی الخلیط کا اکل کا
 یطہر البکاء و ما روی عن ابی یوسف انا یعلی ثلثا لا یؤخذ بہ کذا الخیطة اذ یطہر
 فی الخیطة لا یطہر البکاء یعنی جس وقت بکائیوالا ماندی میں سرکہ کی بلکہ شراب غلیظ ڈال دے پس کبھی
 پاک نہیں ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ و سکو تین بار جو شرب یا جا سوود قابل اعتبار
 نہیں آسیر کیوں جب شراب میں پکائے جائیں کبھی پاک نہیں ہوگا انتہی اس عبارت معلوم ہوتا ہے کہ
 امام ابو یوسف قول پر فتویٰ نہیں اور اگر مترض صاحب امام ابو یوسف پر اعتراض ہو تو محض جہاں
 اس لیے کہ کوئی حدیث اس کی حرمت پر ال نہیں اور اگر کسی حدیث میں بھی وارد ہو تو وہ نیز بھی نہیں ہے چنانچہ
 مسئلہ ابست دوم کے جواب میں گذر چکا اور اسی مسئلہ پنجم میں جو تیسری صورت ہے اس کے پاک ہونے میں
 چھ شہد نہیں تمام نجاسات اس طرح دھوئے پاک ہو جاتی ہیں **قال** مسئلہ ششم ہفتہم کہ ایک مرد
 مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے **اقول**
 اس کا جواب بھی مسئلہ ابست دوم کے جواب میں مذکور ہے اور جو **اب** مسئلہ ششم کا مسئلہ دوازدہم کے
 اگر لکھے بعض جہت حنفیہ کا عمل نہیں تو مترض صاحب کو شکل بڑی کی اس لیے کہ کسی حدیث کی مخالفت اس میں
 مترض صاحب ثابت نہیں کر سکتے اس لیے جو فقط زبانی جمع نہ ہے پر اکتفا کی ہے **قولہ** مسئلہ سیزدهم الخ
اقول حنفیہ نزدیکیت مسئلہ مفتی بن نہیں بلکہ اس میں صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے اور امام صاحب مدظلہ
 سے مسائل سوم کے جواب میں گذر چکا بلکہ بن ہمام امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہے وہاں کہ
 خوب تفصیل موجود ہے ملاحظہ فرمائیے **قولہ** مسئلہ چہاردهم **اقول** اس کی بحث مسئلہ چہارم کے جواب میں
 مفصل مذکور ہے **قولہ** مسئلہ پانزدہم **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہو تو اون کا عمل اس پر نہیں بلکہ
 صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہو تو جواب اس کا مسئلہ ششم کے جواب
 میں گذر چکا **قولہ** مسئلہ شانزدہم الخ **اقول** اس کی بحث مسئلہ پنجم غلطہ بارہویں کے جواب میں
 قرار اقمی مذکور ہے **قولہ** مسئلہ ہفتم الخ **اقول** جواب اس کا مسئلہ دوازدہم کے جواب میں خوب

جواب میں تفصیل اسکی موجود ہے **قول** مسئلہ بست و ہفتہم **ان** **اقول** سمین تو اشد کہ اسبت موجود ہے
 اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا **قول** مسئلہ بست و ہشتہم **ان** **اقول** مسئلہ بھی کسی حدیث
 کے مخالف نہیں **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک دوسرے مسئلہ فقہیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک
 یہ ہے جو کہ روایات میں لکھا ہے **ان** **اقول** حالت اضطرار میں جب خوف جان ہوتا ہو
 تو حرام نہ ہو کہ زنا بکے کفر بھی کہنا جائز ہو اس طرح جو دوا حرام ہو اگر وہ میں شفا بخش ہو اور کوئی
 بقای جاننے واسطے دوا دینے نہ ہو تو اس وقت اسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہ ہو گا مگر یہ صورت
 فرضی عدم الوجود ہی اس واسطے لفظ فقہیہ کو شفا پر مقدم کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے علاوہ اسکے بول
 مراد بول انسانی لینا کیا ضروری ملک پیشاب اور بیکری کا بھی ہو سکتا ہے جو خفیہ کے نزدیک بلا ضرورت
 اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہیں کہونکہ وہ حدیث عینین اور حدیث بول مائیکو کل محمد کو
 حدیث استندھو عن البوکل سے جسکو حاکم نے ابو ہریرہ کے روایت کیا ہے منسوخ کہتے ہیں مگر ظاہر
 نزدیک یہ چیزیں منسوخ نہیں ہونگی تو اعتراض ہمیں یہی صورت نہیں پہنچ سکتا خود مترض صاحب نے
 مسئلہ پنجہ و ششمین حدیث عینین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت
 بھی اونکے نزدیک انکا پیشاب پیدا ہوا کے لیے جائز ہے یہ عجیب معلوم ہے کہ اپنے معمولات اعمراض اور
 دوسرے اعتراض **لا** مذہب میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں ہے اعتراض اور نو برائی خبر نہیں
 چنانچہ ارمطی اور سنن امام حدیث عن البراء **قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم**
لا بأس ببول مائیکو کل محمد یعنی برابر بن عازب روایت ہو کہا او نحو **قال رسول الله صلى الله**
عليه وسلم نے نہیں مضائقہ ہے پیشاب وں چیز کا کہ کھایا جاگوشٹ اسکا انتہی اور جابر بن عبد الله
 میں ہے **قال محمد قال لا بأس ببوله** یعنی جس شے کا گوشت کھایا جاوے پس ہمیں کچھ مضائقہ نہ ہو
 پیشاب میں انتہی اسوجہ امام مالک اور امام احمد نزدیک اور بیکری کا پیشاب پاک ہے اور جبر بن زید
 یہ حدیث اسی حدیث مذکور سے منسوخ ہے پس مترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بی اصل ہو گیا
 کہ کوئی حدیث لکھتے ہیں نہ کوئی آیت فقط اپنی زبان کو رو قہج میں کافی سمجھتے ہیں اس سے کیا ہوتا ہے

مسئلہ بست و ہفتہم
 ان
 اقول

۴

۵

۶

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہیں **اقول** اعتراض صاحب کج ہو چکا کہ ان حدیثوں کی نسبت علامہ علیہ
یون کہتے کہ یہ معنی کسی حدیث کا ثابت نہیں ہوتا اور ضوں نے تو فقط لفظوں کی نفی کی ہے کہ یہ حدیث ان لفظوں
نہیں پایا گئی اس میں کچھ جابست نہیں کیونکہ روایت بالمعنی کو جو ہو محدثین جائز رکھتے ہیں گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہیں جو فقط اعتراض اس قدر ہو گا کہ صنف یہاں امام صاحب کی تقلید میں سوا کے خفیہ
قائل نہیں بہت سائل ایسے ہیں کہ امام صاحب کی روایتیں یہ نہیں کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اور سیر
ثرتے ہیں وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیعہ کے **قولہ** حدیث دل **اقول**
عینی میں لکھا ہے **هَذَا الْحَدِيثُ هَذَا لَفْظُهُ لَمْ يَخْرُجْ عَنْ أَحَدٍ قَائِمًا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَذَكَرَهُ
لَفْظُهُ لَا وَضَعُوا لَمْ يَذْكُرُوا سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ** یعنی اس حدیث کو ان لفظوں سے کسی نے نہیں پایا
بلکہ الوداد وغیرہ نے جو روایت کی ہے اس کے اندر اس میں کہ نہیں ضرورتاً وہ شخص جو اللہ کا شہ
انتہی آپ ہم پوچھتے ہیں تو فرمائیے معنی میں کیا فرق ہے بلکہ معنی تو ایک ہیں البتہ الفاظ کا فرق ہے پھر اس کے
تمام محذوین روایت بالمعنی جائز نہیں اور صاحب کیا یہ کو روایت بالمعنی جائز نہ ہو انصاف ہی ملاحظہ فرمائی
شرح سند امام کے خطبہ میں لکھتے ہیں **فَاصْلًا أَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ إِلَّا بِالْمَعْنَى وَلَوْ كَانَ مُرَادًا
لَلْبُخَارِيِّ خِلَافًا لِلْبُخَارِيِّ مِنَ الْمُخَرِّجِينَ فَاصْلًا لَمْ يَخْرُجْ إِلَّا بِالْمَعْنَى لَا سَمِعَ عِنْدَ سَائِلِ الْمَسْئَلَةِ**
یعنی حاصل یہ ہے کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہیں کہنے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو بخلاف جمہور محدثین
پس تحقیق ان لفظوں کے جائز رکھا ہے روایت بالمعنی کو خصوصاً وقت بحوالہ اصل کے انتہی جس کے محذوین
نزدیک مطلقاً روایت بالمعنی جائز نہ ہو خاص کر وہ وقت میں کہ جب اصل حدیث با، نہ تو روایت بالمعنی میں
کوئی محدث بھی اسکا نہیں تا پھر اگر صاحب علیہ روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہو تمام حدیث کی ان
روایت بالمعنی موجود ہیں ورنہ ایک قصہ میں ان لوگوں کے الفاظ مختلف نہ تھے حالانکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی تائید
دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہیں پس اسی ہی تائید ہری اس قدر صاحب کو نچا پیسے کہ اپنے عیوب کو چھپاؤ
اور دوسروں پر الزام لگاؤ **س** کہ اوکا ذب کفر فرما دیا ان بات جو مسلمان ہیں تہذیب و ایمان کے
پتھر ہیں اسے تو دنیا میں ہو گا کوئی ہلاک نہ کرے اور یہ سنتا نہیں تو ان بات **قولہ** حدیث دوم الی آخر

کہ ابوہریرہؓ کی روایت کی ہر حدیث مسروق سے روایت ہو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا او نحوہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے وہی ہا شیخ فرمے کہ ہر مین یہاں تک کہ وضو اپنے مین
 اور جوتیاں پہنے مین اور گنگھی کرنے مین اور کل حال اپنے مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد
 اور ابن ماجہ طہارت مین اور ابوداؤد نے اباس مین اور ترمذی نے صلوٰۃ مین اور الفاظ او قریب
 مین اور ابن حبان جو روایت کی ہر اس کے الفاظ یہ مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے
 تیار مین کو ہر بات مین وضو اپنے مین یہاں تک کہ گنگھی کرنے مین اور جوتیاں پہنے مین انہی احادیث مین
 بھی غور کر لیجئے کہ خود صحابہؓ مین الفاظ مین فرق ہو مگر معنی اور سطر یکساں ایک ہوئے انھیں احادیث مین غور کیا
قولہ حدیث ہمارم اقول عینی مین تو ہذا الحدیث غریب کا ذکر کیا ہے کہ حدیث
 واستدل الشافعی مؤرخہ فیما ذهب الیہ باحدیث منها ما روی عن النبی علیہ السلام
 انہ قال فغسل فمہ فقیل لہ الا توضعنا وضوءہ لک للصلوۃ فقال ہذا الوضوء مین
 الفیض مین یہ حدیث غریب ہے نہ فی راویوں کا کتب حدیث مین اور امام شافعیؒ کو مقلدوں نے اس کی حدیث
 استدلال کیا ہے یعنی اوکی وہ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ آپؐ فرمے کہ وضو اپنے
 پس کر لیا آپؐ کہ وضو نماز کا سا آپؐ کیون نہیں کرنے فرمایا تو سے ایسا ہی وضو ہوتا ہی نہیں آپؐ غور فرمائیے
 کہ صاحب ہدایہ اگر کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ آپؐ فرمے کہ اور وضو نہیں کیا مین
 کیا خلاف ہو گیا بیشک اس حدیث میں معلوم ہوتا ہو کہ آپؐ وضو نہیں کیا تھا بلکہ فقط منہ دھولیا تھا
 جس بات مین امام شافعیؒ کا اختلاف تھا وہ بیان کر دیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطلب مین
 وقت ہوتی تو مناسب تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو کسی تفصیل معنی حدیث کی جائز ہوتا ہے مخرج مختصر حدیث مین
 کرنی بھی جائز و امام نوویؒ شرح مسلم مین لکھتے ہیں الصبیح اللہی ذهب الیہ الجاہلہ و المؤمنون
 من اصحاب الحدیث والفقہ والاصول التفصیل وجواہر ذلك من العارف اذا كان
 ما ذكره غیو متعلق بما رواه بحیث لا یختل البیان ولا یختلف الدلالۃ لہ بدو کہ
 یعنی اور صحیح مذہب جمہور مؤرخین صحابہ حدیث اور فقہ اور اصول مین اس تفصیل ہو اور صحابہؓ اس سے

۴
 حدیث
 جلد اول
 صفحہ

جائز ہو چکے وہ نہیں جو اس نے کہا کہ دیا ہو غیر مخلوق اس سے جو کہ اس نے کہا کہ دیا ہو یا بیطل کر بیان کر
 نہیں کیا اور دلالت اس کے چھوڑنے سے مختلف نہ تھی **قوله** شیعہ **اقول** کہا علامہ عینی نے
 هذه الحديث بهذا اللفظ غير صحيح إنما رواه أبو داود والترمذي عن حديث ابن عباس
 رضي الله عنهما وكلفه أن الوجه لا ينجي إلا على من تأمر مضطجعا فإنه إذا اضطجع
 استرخت مفاصله ورواه أحمد في مسنده والطبراني في معجمه وابن أبي شيبه
 في مصنفه والدارقطني في سننه ورواه البيهقي في سننه وكلفه لا يجب الوضوء
 على من تأمر حال الساق أو ساجدا حتى يضع جنبه فإنه إذا اضطجع استرخت
 مفاصله يعني به حديث أن الفاظ سے غریب ہے بلکہ ابوداؤد و ترمذی حدیث ابن عباس سے جو روایت
 کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ وضو نہیں واجب تا کہ اس شخص پر جو سو لیٹ کر لیٹے کہ جب لیٹ جاوے گا تو
 جوڑاؤ سکے ٹھیلے ہو جائیگا اور روایت کیا اسکو امام احمد سند اپنی میں ابو طبرانی نے مجموعہ میں اور
 ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں اور دارقطنی نے سنن اپنی میں اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی میں
 اور لفظ اس کے یہ ہیں کہ وضو واجب نہیں اس شخص پر جو بیٹھ کر یا کھڑے ہو یا سجد میں سو جاوے یا نہ کہ
 کہے پہلو یا نہ کہ چب لیٹ جاتا ہے تو جوڑاؤ سکے ٹھیلے ہوتے ہیں تھی پس میں بھی صاحب دلیلیہ بیہقی نے حدیث کے اوپر
 میں کچھ فرق نہیں لکھ کر اپنی ہی فہم طلب کو نہ دو رہو جاتا ہے دون طالعہ کہ فقہی جمہور میں حدیث شریف کا
 سمجھنا بہت مشکل ہے **قوله** ورواه سوزن ہر کی صورت بہ بنی فہم نہیں اعتبار کی صورت
قوله حدیث ششم **اقول** کہا علامہ عینی نے لم يذكر أحد من الشرح أصل هذا الحديث
 وإنما قال الأثر في صحيحه أن كمال بن زيد قال في عن ابن عباس قال قال رسول الله
 عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال إنما وضوءان في الجنابة وضوءان في الوضوء
 ولفظ الأكل في سنتان في الوضوء وقال الشرحي وأما قول صاحب الهداية
 بدليل قوله عليه السلام إنما وضوءان في الجنابة وسنتان في الوضوء فلا
 نعرف قلت روى الدارقطني في سننه ما يقتضي لك من حديث بركة

ابْنِ مُحَمَّدٍ يَحْكِي عَنْ يُونُسَ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ بِالْحَدِّادِ عَنْ
 ابْنِ سِينَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَضْمُضَةُ
 وَالْإِسْتِشْقَاقُ لِلْحَبِّ ثَلَاثُ فَرِيضَةٍ وَكَوَاهُ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَلَفْظُهُ قَالَ
 جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَضْمُضَةَ وَالْإِسْتِشْقَاقَ لِلْحَبِّ ثَلَاثَ فَرِيضَةٍ
 وَقَالَ لِيهِمْ عَمَّا رَفَعَهُ الثَّقَاتُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ خَالِدٍ بِالْحَدِّادِ عَنْ ابْنِ سِينَةَ
 مِنْ سَلَاةٍ وَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ بْنُ الْإِمَامِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُوسَى بْنُ
 عَمْرٍو حَدِيثٌ بَرَكَةٌ يَعْنِي نَحْنُ كَرَكِي كَسَمِي شَرَحَ بِرَأْيِهِ أَصْلَ اسْ حَدِيثِ كِي بَانَ تَرَاوِيهِ دَرَكَمِ نِي
 كَمَا هُوَ بِدَلِيلِ اسْ جَوْرَاوِيَتِ كِي كُنِي بَانَ عِبَاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَرَمَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نِي كِي كُنِي كَرَاوَرَاكِ بَانَ بَانِي دَالِ الْبَانِجَاتِ بَانَ فَرَضِ هُوَ وَرَوْضُونَ نَفْلِ هُوَ وَرَفْظُ الْكَمِ كِي وَضُومِ
 دَوَسَنَتِ بَانَ أَوْ كَمَا رَوَى فِي نِي كِي كُنِي قُلِ صَاحِبِ بِلَايَةِ كَابِدِلِيلِ قَوْلِ الْخَضِرَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي كِي اسْتِشْقَاقُ
 مَضْمُضَةٍ بَانِجَاتِ بَانَ فَرَضِ بَانَ وَرَوْضُونَ سَنَتِ بَانَ بَسَ نِي بَانَ بَانِسْتِ بَانَ كَمَا هُوَ نَحْنُ دَرَقَطِي وَرَوَيْتِي
 ابْنِ سِينَةَ بَانَ اسْ قَرِيبِ قَرِيبِ بَانِتِ كِي هُوَ حَدِيثُ بَرَكَتِ بَانَ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ هُوَ وَنَحْنُ يُونُسَ بْنِ أَسْبَاطٍ سِ
 وَنَحْنُ سُفْيَانَ سِ وَنَحْنُ نِي خَالِدِ صَدَاوَسْتِ وَنَحْنُ نِي ابْنِ سِينَةَ سِ وَنَحْنُ نِي ابْنِ هُرَيْرَةَ سِ
 كَمَا كَرَمَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي مَضْمُضَةٍ وَاسْتِشْقَاقِ حَبِّ كِي وَاسْطِ وَثَلَاثُ فَرَضِ كِي بَانَ
 أَوْ رَوَاوِيَتِ كِي اسْ كَمَا كَمِ نِي مَسْتَدْرَكِ بَانَ وَرَفْظُ اسْ كِي بَانَ كَمَا كَرَمَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَضْمُضَةٍ وَاسْتِشْقَاقِ كُوَ وَاسْطِ حَبِّ كِي دَوَسَنَاتِ فَرَضِ كِي أَوْ كَمَا هُوَ نَحْنُ نِي وَرَاوِيَتِ كِي اسْ كَوْنَاتِ
 سُفْيَانَ ثَوْرِيٍّ وَنَحْنُ خَالِدِ صَدَاوَسْتِ وَنَحْنُ ابْنِ سِينَةَ وَنَحْنُ ابْنِ هُرَيْرَةَ وَنَحْنُ ابْنِ سِينَةَ وَنَحْنُ ابْنِ هُرَيْرَةَ
 يِهِ حَدِيثُ مُتَصِلِ سَوَايِ حَدِيثِ بَرَكَتِ كِي كَانَتْ نِي ابْنِ تَرَفُّصِ صَاحِبِ مَالِ اللَّهِ أَوْ رَوَيْتِي كُوَ غَوَرُ كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي
 كَانَتْ نِي وَاسْطِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي
 حَوَاتِ بَانَ جَمَالِيَتِ بَانَ يِهِ هُوَ دَوَسَنَاتِ بَانَ هُوَ بَانَ هُوَ بَانَ هُوَ بَانَ هُوَ بَانَ هُوَ بَانَ هُوَ بَانَ هُوَ بَانَ
 تَحْقِيقِ كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي كَرَاوَرَاوِيَتِ كِي

بعضوں کی تلاش صرف سوتلی بیوہ کو تپا نہیں لگتا دوسرے اوپر گاہ کرتے ہیں مگر مترض صاحب بھی صغیرہ
امانت اور دیانت میں بھرتی ٹرنیکے قابل ہیں ایسی جگہ مترض صاحب وجود دیکھ حدیث اور قرآن میں کتنا
حق پر بڑی وعید و ازہر سیالای طاق رکھ دیتے ہیں امام صاحب و خفییہ کی بڑی کو جہانگ جھوٹ
سج ملا کے بیان کرنا ممکن خود نسخہ نہیں کرتے اور شروع جواب میں غلطی میں خود لکھتے ہیں عوام کو گمراہ
وافٹ ہو جاوین اور خفییہ کے اس دھوکے میں نہ آوین اور خود اس ٹی کی آئین کیا کچھ گل کھلا رہے ہیں
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ایسی فریب زد خالی باتوں پر خدا کی مار اور رسول کی پھٹکار مترض صاحب کے
بھگم ٹٹو بار لوگ خوب جانتے ہیں اور اون کی بناوٹی باتوں کو خوب پہچانتے ہیں کی بناوٹ بہت
سی باتوں میں بد پر کہیں جھپتی ہر نبائی بات یہ **قولہ** حدیث ہفتم **اقول** کہا علامہ عینی نے
لَمْ يَكُنْ هَذَا الْحَدِيثُ هَذَا اللَّفْظَ إِلَّا أَنَّ ابْنَ مَاجَةَ رَوَاهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَاجَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يَجْسُدُ إِلَّا مَا غَلَبَتْ رِجْعُهُ وَطَعْمُهُ
كُونُهُ يَدْنِي مِنْهُ يَدْنِي هُوَ يَدْنِي يَدْنِي هُوَ يَدْنِي هُوَ يَدْنِي هُوَ يَدْنِي هُوَ يَدْنِي هُوَ يَدْنِي هُوَ يَدْنِي
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بانی پاک ہی نہیں ناپاک کرتی اس کو کوئی شے مگر وہ چہرہ جو اس کی بو اور رزق
اور رنگ پر غالب آجائے اتنی جس صاحب اپنے اپنی طرف اس حدیث کو نہیں لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے
الفاظ بیان کی ہو کہ جس سے معنی میں باطل تغیر نہیں ہوا البتہ لفظ تغیر لایا ہو **قولہ** حدیث ہفتم الی آخرہ
اقول کہا علامہ عینی کوئی کدھلاؤ کتب حدیث لکھ ہوئے غیر ان الشفناقی ذکر فی
شرحہ روایہ ابو یوسف لفظ الشفناقی باسنادہ ولكن فيه عن أنس عن النبي عليه السلام
والسلام أنه قال إلى آخره وتبعه الأئمة في ذلك حيث نقلوه في شرحه هكذا وقال
صاحب الدرر أياً كان الأمر الشيخ عليه السلام بذلك في رواية أنس رضي الله عنه
یہی نہیں مذکور یہ حدیث کتابوں شہور حدیث کی ہیں مگر شفناقی نے اس کو اپنی شرح میں لکھا کہ
ابو علی حافظ سمرقندی نے اس کو مع اسناد روایت کیا ہو لیکن اس میں انہی سے روایت ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الخ اور علامہ اکمل نے اس میں اوچھا اتباع کیا ہو اس لیے کہ اس کو اپنی شرح میں

اس طرح نقل کیا ہوا اور کہا صاحب ایہ اس طرح حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ساتھ
 انہی میں انہی ابغور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے اول جملہ کو لکھا اور بعد کی عبارت جس سے اس
 حدیث کا پتا لگتا تھا جھوٹے مصنف نے تو بھلا کسی شبہ موقوف ہی بیان کی تھی حالانکہ مرفوع روایت
 موجود ہے **قولہ** حدیث نہم الخ **اقول** کہ علامہ عینی **قلت** حدیث المغیرہ بن شعبہ کہ مروی
 علیہذا الوجه وإنما رواه ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا الحسين بن علي عن ابن أبي عمير
 عن الحسن بن المغيرة بن شعبه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
 لم يجاء قومنا ومعه كل خفيته ووضع يده اليمنى على خفيته اليمنى وكذا اليسرى على خفيته
 اليسرى ثم مسح أقدامهم مسحاً واحدة حتى كأنه أنظر إلى أصابع رسول الله صلى الله
 عليه وسلم على الخفين يعني من کہا ہوں کہ حدیث مغیرہ اس طرح نہیں ہے ایت کی گئی بلکہ ابن ابی شیبہ
 مصنف اپنی میں اسکو مغیرہ بن شعبہ یوں روایت کی ہے کہ او انھوں نے دیکھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو پیشاب کیا پھر اگر وضو کیا اور دونوں موزوں پہنچ گیا اور دسینے ماتھے کو داسنے موز پر رکھا
 اور بائیں موز پر پھر مسح کیا اور پھر خفین کے ایک باگرو یا کہ میں دیکھتا ہوں طرفاً و کلہیو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر موزوں کے انتہی پہنچے مطلب احسن حدیث مصنف ابن ابی شیبہ فقط مسح کے
 بیان میں تھا اسکو صاحب نے ایسے ہی بیان کیا ہے اور اس محل میں چونکہ اور حدیث کی ضرورت
 نہ تھی اسکو چھوڑ دیا اسکو بھی نہیں اور فقہاء سب جابر رکھتے ہیں چنانچہ حدیث چہارم کے جواب میں شارح مسلم کی
 عبارت نقل کر دی ہے **قولہ** حدیث نہم الخ **اقول** کہ علامہ عینی نے ہذا الاصل فی الحدیث
 الصحیحہ و لکن قاروی بهذا اللفظ وروی الأئمة السنية في كثير من اللفظ مسلم من
 حدیث ہشام بن عروہ عن امرئ القیس بن المغیرہ بن النضر بن النضر عن جده اسماء بنت
 ابی ذر عن رسول اللہ تعالیٰ عنہم قال سمعت امرأۃ من آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت
 اخذنا یصیب ثوبنا من دم الحيضة كيف تصغره قال تحته ثم تفرغ منه ثم
 تضعه ثم تصلی فیہ و فی رواية لا یحییہ ثم یحییہ بالماء ثم یغسلہ و فی

رَأَيْتُ لَهْ وَأَنْ رَأَيْتُ دَمَا فَانْقَضَتْ عَنْهُ سِتْرَةٌ مِنَ الْمَاءِ وَكُنْزُهُ مَا كُنْزُ نَصْلِهِ فِيهِ وَكَوْنَهُ
 ابْنُ ابْنِ شَيْبَةَ فِي مَصْنُفِهِ وَكَوْنَهُ الْإِمَامُ أَبُو جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحَارِثِ وَكَوْنَهُ
 كَيْسَ الْبَنْسَقِيِّ وَفِي رَوَايَةٍ أُخْرَى وَأَقْرَبُ بِهِ بِالْمَاءِ وَغَسِلِيهِ وَصَلِّيْهِ وَشَيْبَةَ بِالْمَاءِ
 یعنی اصل حدیث کی اصل صحیح حدیث میں ہے لیکن اس لفظ سے روایت نہیں کی گئی اور روایت کیا ہے
 ایسے سنیے ابی کتابی اور الفاظ مسلم کے یہ ہیں حدیث ہے اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے کہا او مضمون نے
 اُمّی ایک عورت دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم میں سے کسی کے پیر پر خون حیض کا
 آگیا تا تو کیا کرے فرمایا او سکو کھپ ڈال پھر پھر او سکو دھو ڈال پھر اس سے نماز پڑھے اور ایک روایت
 ابو داؤد میں ہے کہ مخرج تو او سکو پھر پانی سے مل او سکو پھر دھو او سکو اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے اگر وہ
 خون ہے پیسے سے پھیرا جائے تو سکو سے ملے اور چاہیے کہ دھو کر او سکو بیتک اثر او سکا معلوم نہ ہو او
 نماز پڑھے اور جس روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ مصنف ابی میں اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
 کتاب منقحی میں اور ابی روایت میں ہے جمیل تو او سکو اور مل تو او سکو پانی سے مل دھو تو او سکو اور نماز پڑھ
 اس سے اور او پھر پانی چھڑک دینا ہے پس غور کیجئے کہ صاحب ہدایہ بھی مضمون بعینہ ادا کیا ہے مگر تفسیر
 صاحب نقطہ ایک ہی ٹکڑے کا تفسیر کے باقی کو چھوڑ گئے قول حدیث باز ہم انہم **اقول** کہا اعلیٰ
 عَمِّي هَذَا أَجَلِي بِهَذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ وَقَالَ ابْنُ الْجَوَارِيِّ فِي التَّحْقِيقِ وَالْحَقَقِيَّةِ
 بِحَبْنٍ عَلَى تَجَاسُّدِ الْمَنِيِّ بِحَدِيثِ رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْعَائِشَةُ
 لَغَسِلِي إِنْ كَانَ رَطْبًا وَأَوْكِيهِ إِنْ كَانَ يَابَسًا قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ لَا يُعْرَوْنَ إِنَّمَا رَوَى
 نَحْوُهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ قُلْتُ حَدَّثَ الْمَرْفُوعُ مِنْهُ أَوْ مِنْ عَدْلِهِ لَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ مَرْفُوعِهِ
 غَيْرُهُ إِنَّمَا أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي الصَّحَاحِ وَقَدْ رَوَى مُسْلِمٌ وَالْأَرْبَعَةُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ
 قَالَ كُنْتُ غَسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ تَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَ
 أَنْ يَقَعَ الْمَاءُ فِي تَوْبِهِ وَقَالَتْ أَيْضًا كُنْتُ أَفْرِغُ الْمَنِيَّ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُغْسَلُ فِيهِ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَعِينٍ

عائشہؓ کا کہنا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذاکا
 رطباً وافرہً اذاکا نکبہً کا یہی یہ حدیث ان الفاظ غریبہ ہو اور کہا ابن جوزی نے کہ خفیہ جہت کپڑے
 ہیں مٹی کا پاک ہو پر اس حدیث سے کہ روایت کیا ہو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
 حدیث نہیں پہچانی جاتی ہے بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہنا ہو نہیں کہ ابن جوزی غیر کا
 پہچانا اسکو لازم نہیں کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حالانکہ اصل اس حدیث کی صحاح میں موجود ہو اور مسلم اور
 ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ میں نے پاک کی اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دھویا کر کے بھی پسینہ نماز کو تشریف لیا اور تری کپڑے میں ہوتی اور بھی کہا
 انھوں نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ملا کر تھی پس اس سے نماز پڑھتے تھے سو اس کا
 اسکو مسلم اور ابوداؤد نے اور روایت کیا دافرنی اور ہرقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے کپڑے دھوئے تھے جب تڑھوتی اور ملدالتی اسکو اگر وہ شک ہوئی اتنی اور علامہ ابن ہمام شیخ الفیثی
 اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ جل جلالہ نے یہ کہہ دیا
 صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جاتے تھے صفا اسوقت میں جب یہ فعل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کر رہا ہو ابوجہد انفات کر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پاؤں آپ کے اپنے اور فحش کرنے حال اس سے اور ظاہر تر اس
 یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کہ میں نے دھوئے تھے اسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ہر نماز کی واسطے تشریف
 لیا اور اثر پانی کا کپڑے میں ہوتا کیونکہ ظاہر ہے کہ آپ کو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہر
 طرف حال ثوب کے اور فحش کا خبر اسکی سے اور اسوقت سبب کا ظاہر ہوا ہوگا اور اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 برقرار رکھا پس وہ کپڑا کہ تہ تا تو آب پانی کے تلف کرنے سے بلا ضرورت منع فرمادیتے اسلیکے اسوقت پانی
 اس میں ہر کیونکہ اس وقت بلا حاجت پانی کے صرف کو کہتے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بلا ضرورت دھونیکا
 تکلیف دینی ہو علاوہ اسکے مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کو دھویا کرتے
 ہر نماز کو تشریف لیا اسی کپڑے اور میں اثر دھونیکا اس کپڑے میں دیکھتی تھی پس اگر اسکو معنی حقیقی پر محمول
 کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہو یا مجاز پر محمول ہو یا بطور

۲
 شرح
 صحیح

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اسکا حکم دیا ہو پس آپ کے علم پر تفرع ہوا تھی **قولہ** حدیث دوازہم
اقول کہا علامہ عینیؒ کہ اس حدیث کو کسی نے مرفوع نہیں بیان کیا بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ
ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے فرمایا اونھوں نے پاکی زمین کی خشک ہونا اسکا ہر اور محمد
ابن الحنفیہ اور ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ اونھوں نے جب خشک ہو جاوے زمین پس پاک ہو جاتی ہے اور
عبدالرزاق نے مصنف اپنی میں روایت کی ہے کہ ابو قتادہؒ نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی او سکی ہو کر
اسرار میں ہے کہ یہ حدیث عائشہ رضیہ عنہا موقوف ہے اور محمد بن حنفیہ ماریہ فقہای تابعین میں ہیں اور ان سے روایت
کئی گئی ہے کہ کہ اونھوں نے خرمن اور حسین بن مجھے بہترین اور میں نے ابہ والد کی حدیث اون و نو سے زیادہ
جانتا ہوں اور یہ ہو چکے کہ صحابہ نے اونکو سب میں سے فتویٰ دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے بوجہ
اونکی کہ ہو چکے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رد پر ہوا اور آپ نے اسپر سکوت کیا پس جب
اون سے یہ روایت کی گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اسکا ہر اور سو اؤ گئے کسی خلاف امر اور مذہب ہوا
تو اسپر سب کا اجماع ہو گیا خصوصاً اسوقت کہ اونکی موافقت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما اور عائشہؓ
نے بھی کی ہے اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارا اس سلم میں استدلال لائے ہیں اور حدیث سے جسکو ابو داؤد
اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے فرمایا اونھوں نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں سب میں سویا کرتے تھے اور میں فوجوں مجروحوں کو پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے سب میں ہر
صحابہ اسپر پانی نہیں لاتے تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے صحیح اپنی میں بھی روایت کیا ہے اتنی
اور ابو داؤد نے اس حدیث کو باب مکرور الارض اذ ایتیمست میں لکھا ہے یعنی اسباب میں یہ حدیث مذکور ہے
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے پس جب اس حدیث کی اس قدر سند پہونچ گئی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں تقریباً ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہو گیا لہذا اصحاب کی یہ
جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انقول ہر مال نکدہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر سکوت فرمانا اور صحابہ کا
اجماع یہ قول لکھا ثابت نہیں گو یہ تقریر حکم میں قول ہی کے ہر اس صاحب بدعتیہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا
اسی لیے کہ ہو سکتا ہے کہ اونکو کہیں یہ قول ثابت ہو گیا ہو اور شرح کی نظر سے نگہ راہو یا قول اور تقریر ان کے

نزدیک ایک شہر ہو ایک کو دوسرے سے تعبیر کرنا جائز جانتے ہوں علاوہ اسکے جس سلسلہ میں انھوں نے یہ حجت بیان کی کہ
 وہ سلسلہ بلا ریاضی حدیثوں سے ثابت ہو گیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہر اگر کوئی محدثین کی اصطلاح
 کے خلاف کرے تو کچھ حیدر ان عجیب نہیں خصوصاً ایسا محقق جس کے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل
 میں وہ بڑا متجرب اور کمال رکھتے تھے مگر غالباً فقط اپنی یاد پر اعتماد کر کے اس حدیث کو نقل کرتے تھے جسے اس وقت
 بعض الفاظ میں فرق ہو گیا ہو سوا کچھ ضمایقہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ محدثین بھی اس کو جائز رکھتے ہیں
قولہ حدیث سبز ہم نے **اقول** کہا علامہ عینی **وقد مر أن هذا الحديث أخرجه جماعة من**
الصحابة وليس في حديث واحد منهم هذا اللفظ بهذه العبارة فعبارة حديث
ابن عباس في الوقت فيما بين هذين العقتين وعبارة حديث جابر ما بين هذين
وقتي كلّه وعبارة حديث أبي مسعود والنصارى قال جبريل عليه السلام ما بين
هذين وقت صلوة وعبارة حديث أبي هريرة ما بين هذين وقت يد وزلفظ
كلّه مما في حديث جابر یعنی تحقیق بیان ہو چکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ روایت کیا ہے اور اس
 حدیث میں یہ لفظ اس عبارت میں ہے عبارت حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ وقت نماز کا درمیان ان دونوں
 ہو اور عبارت حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ ان دونوں وقتوں کے درمیان میں کل وقت ہو اور عبارت حدیث
 ابو مسعود انصاری کی یہ ہے کہ کہا جبریل علیہ السلام نے ان دونوں درمیان میں وقت نماز کا ہر دو وقت
 حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی درمیان ان دونوں وقتوں کے وقت ہر دو ان لفظوں کے جو حدیث جابر رضی اللہ
 عنہ میں تھا انتہی پس اس عبارت بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظ کا فرق ہے معنی میں کچھ فرق نہیں ایسا فرق خود حدیث
 ہی میں موجود ہو اس کو محل اعتراض نہیں لانا احادیث پر اعتراض کرنا ہے کہ وہ دونوں الفاظ کو کیوں بدلنا آخر
 جبریل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہوں گے غرض الفاظ میں گفتگو کرنی نا اہل و کما حقہ
 البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب نے یہ اور لفظ سے بیان کر دیتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث جابر ہم
اقول کہا علامہ عینی **هذا الحديث بهذا اللفظ عربي لم يرو هذا والنصارى**
أبو داود عنه عليه السلام قال قال جبريل عليه السلام وأخبرني بوقت الصلوة

الحَدِيثُ وَقَدْ يَصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ اسْتَقَى الْأَفْقُ وَكَأَنَّ ابْنَ حَبَّانٍ فِي صَحِيحِهِ مَعْنَى يَرُدُّ
 اس لفظ سے غریب ہوا سطور سے روایت عنین کی گئی نیکلہ بوداؤد نے یہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور وقت نماز کی مجھ کو خبر دی الخ اور اس حدیث میں ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشاء کی جسوقت کہ آسمان کا سیاہ ہو جاتا اور روایت کیا کہ
 ابن حبان صحیح میں اتنی قولہ سلسلہ باز ہم الخ **اقول** کا علامہ عینی نے یہ حدیث اسرار
 سے ارد نہیں ہوئی اور یہ غریب ہے اور مسطور میں ہے کہ ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشاء کا وقت طلوع فجر تائی کے بعد اور جب اکثر شراح سے یہ ہے
 وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہیں اور اسکی روایت کو ابوہریرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں
 اور یہ اسناد صحیح نہیں ہے اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس مقام پر عموماً کلام بیان کیا ہے
 خلاصہ اسکا یہ ہے کہ انہوں نے مجموع احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر وقت عشاء کا طلوع ہونے
 فجر تک ہے اور یہ سلسلہ کہ ابن عباس اور ابو موسیٰ اشعری اور ابو سعید خدری روایت کی ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی تہائی رات تک تاخیر کی اور ابوہریرہ رضی عنہ اور انس رضی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اسی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رضی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اسکو بیان کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عشاء کو یہاں تک دیر کی کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام حدیثیں صحیح حدیثوں میں ہیں کا امام طحاوی نے
 پر ثابت ہوا اس کے کل رات وقت عشاء کی لیکن میں قوت پر وقت شروع عشاء تہائی رات تک افضل وقت
 ہے اور بعد اسکے نصف شب تک اس سے فضیلت میں کم ہے اور بعد نصف رات اس سے بھی کم ہے اتنی
 اب جاننا چاہیے کہ معترض صاحب کے منہ اللہ کی یہاں سب قلمی کلم گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ
 ثابت ہو گئے بلکہ بہت حدیثیں جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تائید میں لکھی ہیں انکو ہم نے جوختار
 نقل نہیں کیا ہے اور فقط صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلادیا ہے تاکہ عوام ظاہر کے دھوکے اور قریب
 نہ آجائیں ورنہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر میں موجود ہیں ایسی حدیثوں کا نام نہیں فرق الفاظ ہو

مترض صاحب نے موضوع رکھا ہے اگر موضوع پہلے تین قواعد عینی اور امارت ہام ضرور تصریح کرتے
قولہ اور حدیثوں صحیحہ کے باطل کہ نہیں جلیہ سازین کرے ہے ہن الخ **اقول** یہ قول مترض صاحب کا
 سرسجھوٹ اور ہستان صریح ہے بلکہ وضوح ہے یہاں تک دیانت داری کی ہے کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان
 الفاظ سے یہ حدیث نہیں آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہہ دیا البتہ مترض صاحب کے نزدیک
 دو نوئی تحقیق مخالف ہے مترض صاحب نے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہیں اور مترض صاحب
 عبارت شمس السعدی کی نا تمام لکھ دی اور اسکے بعد ترجمہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں لیکن شرح
 شیخ ابن ہمام ج۱ ص ۱۸۱ اللہ تعالیٰ اعلم تلافی ان موردہ وہ تحقیق کا فرمودہ است یعنی شرح علامہ
 ابن ہمام نے اندرون کو زبانی تلافی او سکی کرنی ہے اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہی انتہی اور تحقیق
 میں لکھتے ہیں وَالشَّيْخُ بْنُ أَهْلَهُمْ رَحِمَهُ اللَّهُ قَوْلَهُ كَذِبًا لِحَقِّي وَتَشْكُ فِي
 بِالْحَاكِدِ نَيْتَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُقَالَ إِنَّ الشَّافِعِيَّ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ وَأَبُو حَنِيفَةَ مِنْ
 أَهْلِ الظُّوَاهِرِ یعنی اور شیخ ابن ہمام نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور شمس کیا اور میں ساتھ
 احادیث کے یہاں تک کہ قریب ہو گیا کہ یوں کہا جائے کہ امام شافعی اہل رأی سے ہیں اور امام ابو حنیفہ
 اصحاب ظواہر سے ہیں انتہی اور کلام شریف فقط اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بعض حدیثوں کو منہر فی
 پھر اسکا کچھ ترجمہ نہیں ابن جوزی کیسے حقوق کہلاتے ہیں انکو بہت حدیثیں نہیں ملیں اور فقط اشکالی
 انکو موضوع بتلا دیا چھ علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچا کیا ہے اور ان احادیث کو ثابت
 کر دیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی ان احادیث کا پتہ نہ لگا ہوا سمجھیں حسن بن زکریا
 دین کی طرف اچھا ہے آخر اور احادیث صحیحہ سے تو متعین ہے ان مسائل کو ثابت کر دیا ہے ہر مسألہ کے
 ثبوت سے غرض ہے یوں تو بدگمانی ہر ایک سلسلہ کی نسبت ممکن ہے مگر تو اس سوانحی کی دلیل نہیں
 ممکن شکل ہوگا ہر کہ شافعیہ ابن ام بلاہ کی رسانند بھر شام بلاہ مخولین ہی کہ خمارش در دست
 حذر ای باد کش ہام بلاہ **قال** اور ایک ناظم مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ ہے کہ
 معتزلہ میں چاروں اماموں کے چار مصلے جو کہ اس وقت میں موجود ہیں انکو حدیث پر چلنے والوں کو گم ہوت

۴
 صاحب
 شمس

سواء جہاد و جہاد میں

کہتے ہیں جو اب اسکا چار حرج پر ہوا ہے کہ مکہ معظمہ میں چاروں مصلے چاروں اماموں کے علیہ و علیہ
 سند آٹھ سو سات حج پر ہیں بقیہ نے حج زاد فرح بن برکوک کے بیان میں کہیں آگے بنانے اور مکرر کرنا
 نہ تو حکم خدا ناطق ہے اور نہ حکم رسول **اقول** چاروں مصلوں کو ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی
 سند لانا محض غلط اور قیاس بح الفارق ہے جب مذہب چاروں اماموں کا بالاتفاق حق ہے پھر ان کے مصلے
 ٹیکر بدعت ہو سکتے ہیں مان افراط و تفریط اچھی نہیں جس مصلے پر نماز طیار پاؤ شریک ہو جاوے
 انتظار اپنے امام کا کہے چنانچہ راقم الحروف نے سب مصلوں پر نماز پڑھی ہے البتہ بعضے صاحب امتین اعتدال
 کرتے ہیں کہ اگر امام مالکی یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلمین سے ہوا یا کم ہو وضو کیا یا بچھنے لگا
 یا جنبی نے فقط بگڑا پیرسج کیا تو حقیقہ کے نزدیک ایسی صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے مگر یہ محض فہم
 اور تعصب ہے ہم تو فرقہ نماز پر کچھ بھی حکم صلوٰۃ اختلف کل برآؤ کا حرج کے برابر نماز پڑھنے پر
 البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خدا تعالیٰ واخذل وامن مقام ابراہیم مصلے
 فرماتا ہے تو مسجد ایک مصلے کے دو برابر نہ ہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہے اگر معاملہ سنجیدہ نہ ہوتا تو قابل تضحیک تھا
 کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہیں سوچھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہوا سیو جسے کہتے ہیں کہ عوام
 خصوصاً حضرات ظاہر کو ایسا کہ کسی امام کی تقلید کرنا پر ضروری حدیث کی تہ کو تو خوب پونچھی
 تھے اب قرآن پر بھی اڑت آئی خدا خیر کے معترض صاحب نے اجتہاد کیا ہے ایک سلم حکم بھی چھو
 ہے کہ عید کی نماز سوائے مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہیں اور دلیل اس پر یہی آیت مذکورہ ہے جسے
 معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہونے مصلے کے معنی عید گاہ کے لیے علاوہ
 ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوائے مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہیں ہے
 جماعت تو ممکن ہی نہیں جب بہت آدمی ہونگے تو ایک دو کیلے دو کیلے پڑھکر قبائیس ہو چکے ہوں
 کھڑے ہو غرض معترض صاحب نے ان میں اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اپنے اور کہیں نماز پڑھی ہوگی
 وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہ ہوگی اور پہلے بنا ہونے مصلوں کو نمازین صاحب نے پڑھی ہیں مگر
 صاحب نے اپنے اجتہاد سے ہم پر ہرگز دین پس اگر حنا لیں مصلے کے معنی ہیں کہ امام کا مصلے کے ہونا چاہیے

اور وہ بھی خاص مقام پر بہیم ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف
 ہو جائیں گے نو ذی القعدة اور ایسے ہی کہتے ہیں اور عید گاہ کے معنی معترض صاحب کو نہیں سوجھے تھے
 وہ جسے تبادا کیے کبھی کبھی حضرت طاہرؓ اجتہاد کیا تھا اور سکونت نہ تھی کہ میں اور شاد یا بہر حال
 عمرت دراز باد کہ اینم غنیمت ست بیضاوی بن مروی و هو امر استحباً شی کی کہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام اخذ سید عمرؓ فقال هذا مقام ابراہیم فقال لا تخننہ مصل
 فقال اؤمر بذلک فلم تغیر الشمس حتی نزلت وقیل المراد بہ اراہم کعبۃ
 الطواف یا قری جاہر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما فرغ من طوافہ عمد
 الی مقام ابراہیم فصل خلفہ کعبتین وقوا واخذوا من مقام ابراہیم فصل
 بنی یہ امر استحبابی ہو روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
 یہ مقام پر ہم پر کیا عمر نہ نے کیا ہم سکوناز کی جگہ نکالیں فرمایا مجھ کو حکم نہیں کیا گیا بس آفتاب غروب
 نہیں ہوا تھا کہ یہ بیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہو کہ مراد اس حکم کو کہ تو ان طواف کا ہو بسبب
 جو بار نہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف فارغ ہوئے تو قصد کیا طواف
 ابراہیم کے پس نہ توین بھیجے اوسکے پڑھیں اور آیت کا اٹھنا واپس نہ تھی پس اس آیت کی شان
 سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہو واجب نہیں اور امام کے مسئلے کے معنی جو معترض صاحب نے لکھے
 ہم تک متجہ ہیں کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو لوگوں کو اپنے اجتہاد سے بی اعتقاد کر دیا اور اپنے نیز
 بھی کہلویا اور معترض صاحب نے ٹھکانے کی کہنا چاہیے بی سوچے اٹھن بچوتے نہ لگائے
 مزین بی تا مل گفتار دم نہ کو گوی گردی کوئی چہ غم نہ طوق آدمی بہر ترست از دوا بہ دوا باز تو بہر کوئی صواب
قال وہا یک غلطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والو کو یہ بتی ہیں کہ حدیث پر چلنے والے حدیث
 آسان آسان سلو پر عمل کرتے ہیں شکل پر نہیں چلتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہو کہ جو لوگ حدیث کے آسان
 سلو کو چھوڑ کر شکل شکل مسائل پر عمل کرتے ہیں وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں
اقول معترض صاحب نے کیے کیے غلطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین بھلا

۴
 بنی ہادی
 صحیح

۵
 حدیث بنی ہادی

کہ انکو تقلید کی فہمائش کہ میں جناب میں آپ سان سائل بنو عمل کیجیے مگر خدا را اپنے اجتہاد پر کیا کو دخل
نہ دیجیے جو مسائل ایہ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہیں انکو اخذ کیجیے اور اپنی راہ سے سخت
کے مطالب کو زبرد و زینت نہ بخشیے کبھی تہی بھی پڑھ لیا کبھی اور کبھی رات بھر عبادت کیجیے جس سے
جسم کو تکلیف ہو اور پیر آس کر جائیں اس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈ
ور نہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہو لنگلی بھی تو خاصہ غیر مکلف ہو جاوے گا ثنائیا در کھو کہ تقلد
مکلف بہتے ہیں اور غیر مقلد غیر مکلف ہو جائیں اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کہ
آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہے جسے حکم الہی الثبیحۃ کے اتنی بات کہدی ہی ماننے نہ
آئندہ تمکو اختیار ہے **س** میں اپنے شرط بلاغ ست باتوں کیگویم تو خواہ از غم نیکو خواہ ملال **قال**
اور ایک خالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والو کو یہ دیتے ہیں کہ جب قدر لوگ اس منہ کے مقلد
اور کسی مذہب کے بھی نہیں اور ترمذی میں وایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُتَّبِعِ اَوْ قَالَ اَلَمْ تَرَ مُحَمَّدًا عَلٰی ضَلٰلَۃٍ وَّ یَدُلُّ اللّٰہُ
عَلٰی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَدَّ شَدًّا فِی السَّکَرِ عَنِ تَحْقِیْقِ الدِّیْنِ جَمَعَ کَرِیْۤہًا مِیْرٰی کُوْیَا کَمَا یَجَا
اسی کے است محمد اوپر گمراہی کے اور ماتھے اللہ کا ہی اوپر جماعت کے او جو شخص کہ جدا ہو جماعت
تھا اَلَا جَاوِیْکَ بَیْۤہُ اَکْ اَوْرَبْنِ مَا جِیْنِ رَوَیْہُ تَبَاہُ النُّرُضِی اللہ تعالیٰ عنہ تھا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْعَظِمَ فَإِنَّہٗ مَنْ شَدَّ شَدًّا فِی السَّکَرِ عَنِ تَحْقِیْقِ الدِّیْنِ جَمَعَ کَرِیْۤہًا مِیْرٰی کُوْیَا
بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہو تھا ہوا جماعت تھا اَلَا جَاوِیْکَ بَیْۤہُ اَکْ کے سو جواب کا یہ کہ حدیث
یَا لَیْلَہُ عَلٰی الْجَمَاعَۃِ اَوَّا تَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْعَظِمَ کَاہِ یَطْلُبُ نَبِیْنِ کہ جس طرف بہت لوگ ہوں حق
اور ہدایت پر ہی لوگ ہوں اور جس طرف تھوڑے ہوں وہ گمراہ ہوتے ہیں کیونکہ اگر ان حدیثوں کے
یہی معنی لیے جاویں تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ وَاَنْفُوزِی اللہ عنہما
گمراہ نہیں تھے کیونکہ مگر کہ بلامین امام حسین کے ساتھ تو صرف بیانی آدمی مع انکہ ابن ابی
خالد مونس کے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو امام حسین کے ساتھ لڑے تو آیا تھا سوا ملا پیرا دانیس

آدمی تھے غرض کہ مطلب ان حدیثوں کا یہ ہے کہ جس طرف اکثر محدث اور محدث ہیں وہی گروہ ہی بڑا پس اگر
 امام اعظم ایک طرف ہوں مثلاً اور غرضی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل
 ایک طرف پس نصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدھر ہے انہم **اقول** حنفیہ اس قول کو مقابلہ
 ظاہر یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ چاروں اماموں کے گروہ علیحدہ ہیں اور اپنی طریقہ انیسٹ کی جبری سجدائی ہے
 یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہیں شافعی وغیرہ کو حنفی نہیں کہتے ان چار مذہب کے حق ہو چکے ہیں کام نہیں
 جو انہیں کہیں کہ قول کا اعتبار نہ کر لیا تو حکم حدیث شریف **ابن عباس** **السواک** **الا عظم** **فمن شذ**
فی الشک کے اوپر شذوذ صادق آجائے گا اگرچہ ظاہر یہ کہ جہاں کوئی مفسر نہیں دیکھا تو حدیث میں اپنی
 طرف تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ یہ ایک مذہب کے سر اسر خلاف ہے کہ احادیث
 اور قرآن میں تاویل کی جائے مگر یہاں بغیر تاویل کچھ نہ بنی کیا کریں مذہب چھوٹا ہی اپنا طریقہ خار
 جو اختیار کیا ہی آخر اسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر ان کی اس تاویلات کیا ہوتا ہی احادیث کے الفاظ
 بیشک انہیں صادق آتے ہیں البتہ انکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذوذ کے معنی یہ ہیں کہ جو بالکل علیحدہ
 ہو گیا اور یہ بات ظاہر یہ پر صادق نہیں آتی اسلیئے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل میں ایسے ارہجے بالکل برخلاف
 ہیں مگر اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہیں مثلاً ظاہر یہ پر ترجمہ کر کے تاویل کر دی ہی ورنہ انکی خلاف
 اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتا ہے اور ہرگز کہ بلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہے اسلیئے کہ تواریخ معتبر
 کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمر کہ ناگمانی ہو گیا صحابہ کو مطلق خبر نہ ہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر
 لڑائی کی خبر نہ تھی چون جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہی ورنہ انکی طرف
 تو اس قدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اس طرف سے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اس طرف لوگوں کو خوف جان و شریک
 جنگ تھے مگر اکثر مجبواں اور کار کا آخر حضرت حرامی جمعیت اس طرف شریک ہی ہو گئے تھے متعرض نہ ہو
 اصل قصہ تو معلوم نہیں فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہیں اور امام صاحب کا ایک مسئلہ
 مخالف ہونا مفسر نہیں اس قسم کی مخالفت ہر محدث میں موجود ہی امام شافعی درود کو نماز میں فرض
 کہتے ہیں حالانکہ یہ سیدہ ہو کہ خلاف ہی امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل سوال جائز کہتے ہیں حالانکہ

کفر کیا کہ یہ سواد اعظم

جمہور کے خلاف ہو تو لیٹ بعد نماز فجر احکامات میں ٹٹھنے کو سنون کہتے ہیں اور جمہور رات بھی اوسمین
 داخل کرنے کو سنون کہتے ہیں اور خطابین ابی رباح تا ابی جواما شافعی اور امام بخاری وراکثر محدثین
 اسناد میں ہیں اور سب محدثین انکو مانتے ہیں اوسکے نزدیک اگر عیدین جسکے واقع ہو تو فقط عید کی نماز
 واجب ہوتی ہو اور جمعہ کی اور نہ کی نماز اور غیر واجب نہیں بجا غرض حضرت اکبرؓ نزدیک کی نماز نہیں اور
 داؤد ظاہری کے نزدیک راکد میں پیشاب کرنا موافق حدیث کا بیوقوف کے جائز نہیں مگر پانخانہ
 اوسمین پھر ناجائز جانتے ہیں حال آنکہ ارفعل کی طرف کوئی بھی نہیں گیا اسبطح اگر کوئی برتن میں
 پیشاب کرے اور ٹھہرے ہو پانی میں ڈال دے وہ بھی جائز کہتے ہیں ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور
 ہلکے پانی میں جلا جائے صورت بھی اوسکے نزدیک جائز ہو حال آنکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہیں اور اگر
 دلیل یہ کہ حدیث میں تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہے اسکے واسطے عورتین جائز
 ہونگی اور قیاس کو مطلقاً حرام جانتے ہیں بر خلاف جمہور کہ وہ از روی قیاس کے اسی حدیث سے
 استنباط کرتے ہیں کہ جب پیشاب کو منہ کیا ہو یا پانخانہ بدرجہ اولیٰ منہ ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
 یہ کہ اوسمین کسبطح پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہر لیس صحیحین کے ظاہر الفاظ کو چھوڑ کر قلیل
 حدیث ضعیف پر کام لے کر یہ کہتے ہیں کہ یہ مذہب اس سلسلہ میں کل کے مخالف ہے پھر کیا
 بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے میں ایہ مجتہدین خود بابت اس حدیث کا مصداق ہو سکتے
 ہیں کوئی جائز بھی ایسی بات نہیں کیا مان جو لوگ اپنا نام حدیث پر ملنے والا رکھتے ہیں اور اپنے
 منہ آپ بیان ٹٹھوتے ہیں اور محققین انکو حدیث کے خلاف عمل کرنے والا سمجھتے ہیں ایسے لوگ بیشک
 سواد اعظم سے خارج ہیں گو اپنی زبان کچھ کہے جائیں پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
 تقلید ملا آیا ہو اور ہزار ہا عارف اور قطب و راہدال ہر مذہب کے مقلدین ہیں خصوصاً حنفی مذہب
 اسی فقہ کی بدولت ہو گئے اور علما ہی محققین نے کو بعض مسائل میں بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہے
 مگر تقلید پہلوت کے اقوال کی ضرورت کی اپنی طرف سے یا طریقہ ایجاد نہیں کیا حضرات ظاہر نے تو وہ ٹٹھوتے
 رہنے کے بجائے سواد اعظم میں کہیں بویاس بھی نہیں جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہیں بربرے

محققین اور عارفین اگر تقلید پُری چیز ہوئی تو ہرگز اختیار نہ کرتے حالانکہ وہ پُر تعلیقہ کچھ ضروری نہ تھی با اینکہ ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رائے کو چندان دخل نہ دیا پھر کجا عوام کا لانا مکتوبہ بھی خبر نہیں کہ دین کیا چیز ہے مطلقاً نہ ٹھہرائے حضرات ظاہر ہر کی بدولت ایسے نسبت و منحون نے کیا کیا زبانیں ٹھولی ہیں اور کہنے لے رہے ہو گئے اور یوں سمجھتے ہیں کہ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زبانہ بعد غدر میں پوری پوری ہوئی کوئی یہ مضمون نہیں سمجھتا تھا خدا تعالیٰ نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل الانبیاء کو بھیجا تھا اسدِ طرح حضرات ظاہر و باطن کا حدیث میں افضل میں سب ایسے مجتہدین کو بعض حدیثیں میرے آئین اور سب نفوذ با اللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ و تابعین کی سب کا خانہ بولا پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا اب انکے پاس سب حدیثیں جمع ہو گئیں حالانکہ حدیث پر حسب ضامی الہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوائے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو کل احادیث پر جیسا کہ انکو میرے آج انکے خیال غامض میں میرے زہو اور سب میں قصور کا گم ہو جہ بعلی کے سب خطایز معاف کر دیے جائیں گی اور حضرات ظاہر کی کو طبقہ اعلیٰ عنایت ہو گا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہیں خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگوں نے سمجھا اور انھیں کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ حدیثیں نہیں ملیں اور اسدِ طرح ایسے اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پونچھے تو ان کے اجتہادات تھا احادیث کے بڑے بڑے خاص مقبول خدا ہی لوگ ہیں جو باوجود اسی ہونے کے برابر احادیث کے مسائل اخذ کرتے ہیں اور کسی تقلید ضروری نہیں سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایسا رجب اپنے اجتہاد مطلق میں حدیث مخالف پاتے ہیں پھر تو ایسے ایسے برہمن کرنے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابھی جبریل علیہ السلام انکو وحی پہنچا کر رخصت ہوئے خدا جہاں یہ لوگ خوشاب خرگوش میں ہیں اور شیطان انکے کان میں کیا بھونک رہا ہے اور تبرا تو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہی بغیر اسکے کہ جب لایا رجب کو دو چار باتیں لعن ملعن کی نہ سنائے عامل با حدیث نہیں کہلاتے غرض سب میں زیادہ طعان اور لعان ہو وہ بڑا بچا مسلمان ہے خدا تعالیٰ ایسے احمقوں کے خیالی بلاؤں کو بچاؤ اور اسکے جھنڈے میں عوام الناس کو نہ پھنساؤ ہم چہر ان میں کہ لوگ اس مسلک ضلالت پر تکیہ تین پیرو ہدایت کیونکر جانتے ہیں حالانکہ اسے نہ سمجھ سکیں کہ بے اعرافی

گئیں کہ تو میری تبرکناست اور ایسا سلف اور خلف کی شان میں گستاخانہ کرتے ہیں جبکہ
 صلہ پایا نہیں پس معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اور رسول خدا ان لوگوں سے خوش نہیں نہ انکی اطاعت کی تو ضرور
 اصلاح ہو جاتی اتحادی اعتقاد ہو کہ ایسے غلطی ہو گئی ورنہ انکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت
 اور انکو برا نہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہوگی پس معلوم ہوا کہ حکم حدیث
 شریف خیر المؤمنین فانی ثم یدیکون ثم انهم ووافق آیر الکاتبون الشایقون اولیک المقربون
 کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کی واسطے ہو اور انھیں کی تقلید میں با حق ہوان تعصب کی باتوں
 تو علم دین ہزارین کو مس و رہی ہو انکی کسی بات کا اعتقاد نہیں پہلے تو ہم جانتے تھے کہ شاید ان لوگوں پر
 صلاحیت ہو مگر اب انکی کتابوں اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا خیالی اور خود رائی مذہب ہی ہو
 وہ مذہب ہی اور ٹھیک ٹھیک حدیث پر چلنے والے تو مقلدین ائمہ ہیں اور یہ لوگ فرقہ فاضلہ مخالفت حدیث
 اور پابند ہوا ہوس ہیں انکے قول اور فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہو چھوٹی
 باتوں کے ان لوگوں کو کچھ پاک نہیں بن کی کتابوں میں اس قدر حق کو چھپایا ہو کہ جس کا کچھ صلہ پایا نہیں
 فردای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر میں تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا
 رسول کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور حقیقت میں غلو صریح اور عمل نہیں کرتے ہیں
 قدم باید اندر طریقت نہ دم کہ بی اصل باشد دی بی قدم **قال** اور ایک فاضلہ مقلد امام اعظم کے
 حدیث پر چلنے والوں کو یہ دہین کہ بموجب حدیث اللہ کو طہر نہیں لایا جسے یعنی پانی پاک ہو
 نہیں پاک کرتی اوسکو کوئی چیز پانی کے ٹوٹے کا اندر کوئی پیشاب ملا کہ تو حدیث پر چلنے والے
 اوسکو ناپاک نہیں سمجھتے اور اوس وضو کرنا اور اہل سکونہ بنا جائز جانتے ہیں جو اب کا دوطب پر غم
 اولیٰ کہ یہ سراسر بہتان ہو حدیث پر چلنے والوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہو بلکہ ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ پانی اگر
 فلتین کی مقدار یعنی سوا چھدن تول سے کم ہو تو پیشاب و غیرہ نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہو
 اگر پانی فلتین کی مقدار یعنی تول میں سوا چھدن ہو تو جب تک نجاست پڑنے سے اوس کا رنگ نہ متغیر ہو
 یا مزاج نہ گھبراوے یا بو نہ آئے لگے تب تک پاک ہے اور دلیل اسکی یہ حدیث ہی **اقول** مصنف

شریعت کی پابندی

ابن ابی شیبہ بن محمد ثنا عبد اللہ بن القوام عن سعید بن ابی خثیف عن قتادة عن
 ابن عباس ان زید بن زمرہ وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فقال ان حواء
 فیہا من الماء یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ ایک نکی چاہ زمزم میں گر پڑا پس گیا پس اوتارا
 اور اس کے ایک شخص کو بھر فرمایا سب پانی اس کا لواتی اور عبد الرزاق اور داؤد بن ابی یوسف اور
 زہبی اس حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا ہے اور ابن جریر سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلعین سے بہت بڑا ہے
 اگر قدر فانی بن نہیں ہوتا تو دونوں صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکل سکتے اور اوشانہ
 میں اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلعین کی کسی پیش نہیں کی پس کا اجماع
 ہو گیا اور حدیث قلعین کی ضعیف ہے چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے قال ابن المکی یعنی وہو
 اسم امیۃ الحدیث وشیعۃ البخاری انہم مخالفوا لجماع الصحابة قال ابن حجر وقع
 فی زمرہ فکثر ابن عباس قال الزید بن زمرہ الماء کلام مخصوص الصحابة ولم یصل
 منہم احد فیکون حدیثنا قلعین مخالفا لجماع یعنی کہا ابن زہبی جوابیہ حدیث
 امام اور بخاری کے استاد ہیں کہ حدیث قلعین کی مخالف اجماع صحابہ ہے اس لیے کہ زنگی چاہ زمزم میں
 گر پڑا تھا تو ابن عباس اور ابن زہری نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری میں یا تھا اور کسی
 اس کا انکار نہیں کیا پس حدیث قلعین کی مخالف اجماع ہوئی اتنی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
 زنگی کی ابن عباس سے معلوم نہیں ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی میں آگئی ہوگی یا بوجہ
 احتیاط طہافت کے کل پانی نکلوا یا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خیر اہل کوفہ کو کیسے ہوگی حالانکہ
 اہل مکہ اوس سے خبر دار ہوئے دونوں کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ یہ قول
 باینظور مدفوع ہے کہ اور مخالفانہ دین خدا میں دلیل ہوگی صلاحیت نہیں کہتا اور ظاہر فوق عبارت
 اور لفظ راوی سے کہ زنگی مر گیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ سے حکم حمانہ اور کسی
 نجاست ملا وہ اس کے اوس کے نزدیک نجاست کی وجہ سے نکولیں کل پانی نکالنا نہیں چاہیے پھر اس کے
 اوس حدیث کے درمیان میں قریب پڑے سو برس کا فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر دینا جس نے

ابن ابی شیبہ بن محمد ثنا عبد اللہ بن القوام عن سعید بن ابی خثیف عن قتادة عن
 ابن عباس ان زید بن زمرہ وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فقال ان حواء
 فیہا من الماء یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ ایک نکی چاہ زمزم میں گر پڑا پس گیا پس اوتارا
 اور اس کے ایک شخص کو بھر فرمایا سب پانی اس کا لواتی اور عبد الرزاق اور داؤد بن ابی یوسف اور
 زہبی اس حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا ہے اور ابن جریر سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلعین سے بہت بڑا ہے
 اگر قدر فانی بن نہیں ہوتا تو دونوں صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکل سکتے اور اوشانہ
 میں اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلعین کی کسی پیش نہیں کی پس کا اجماع
 ہو گیا اور حدیث قلعین کی ضعیف ہے چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے قال ابن المکی یعنی وہو
 اسم امیۃ الحدیث وشیعۃ البخاری انہم مخالفوا لجماع الصحابة قال ابن حجر وقع
 فی زمرہ فکثر ابن عباس قال الزید بن زمرہ الماء کلام مخصوص الصحابة ولم یصل
 منہم احد فیکون حدیثنا قلعین مخالفا لجماع یعنی کہا ابن زہبی جوابیہ حدیث
 امام اور بخاری کے استاد ہیں کہ حدیث قلعین کی مخالف اجماع صحابہ ہے اس لیے کہ زنگی چاہ زمزم میں
 گر پڑا تھا تو ابن عباس اور ابن زہری نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری میں یا تھا اور کسی
 اس کا انکار نہیں کیا پس حدیث قلعین کی مخالف اجماع ہوئی اتنی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
 زنگی کی ابن عباس سے معلوم نہیں ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی میں آگئی ہوگی یا بوجہ
 احتیاط طہافت کے کل پانی نکلوا یا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خیر اہل کوفہ کو کیسے ہوگی حالانکہ
 اہل مکہ اوس سے خبر دار ہوئے دونوں کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ یہ قول
 باینظور مدفوع ہے کہ اور مخالفانہ دین خدا میں دلیل ہوگی صلاحیت نہیں کہتا اور ظاہر فوق عبارت
 اور لفظ راوی سے کہ زنگی مر گیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ سے حکم حمانہ اور کسی
 نجاست ملا وہ اس کے اوس کے نزدیک نجاست کی وجہ سے نکولیں کل پانی نکالنا نہیں چاہیے پھر اس کے
 اوس حدیث کے درمیان میں قریب پڑے سو برس کا فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر دینا جس نے

محل وقوع کو معلوم کیا اور ثابت کیا غیر کے بنانے سے بہتر ہوگا اور نفوی کا یہ کہنا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر
 پہنچی اور اہل مکہ اور اہل مدینہ کی نہایت مستند خبریں بطریق جاریت کے اور معارضہ
 اوس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد کے کہا تھا کہ تم اخبار صحیح سے زیادہ جانتے ہو کبھی فی خبر صحیح ہو
 مجھ کو بتاؤ تاکہ میں کسی کو فی ابصری یا شامی سے جا کر تحقیق کروں پس امام شافعی نے کیوں
 نہیں کہا کہ اہل کوفہ کو کیونکر یہ خبر پہنچ سکتی ہے کہ اہل مدینہ اوس سے ناواقف ہوں اور وجہ اسکی
 یہ ہے کہ صحابہ اور شہر و غیرہ خصوصاً عراق میں چلے گئے تھے کما علامہ مجلسی نے تاریخ اپنی میں کوفہ میں
 ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قریباً پچھ سو صحابہ جاسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب بقول
 نقل کیا کہ مرسل حدیث ہمارے بیان حجت بر اس کے خفیہ پھر نہیں سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہے کہ
 مرسل حدیث حجت ہوتی ہے چنانچہ شرح مسلم میں **قَدْ ذَهَبَ مَا لَكَ وَابْنُ حَنِيفَةَ وَأَكْبَرُ أَكْثَرُ**
الْفَقْهَاءِ إِلَى جَوَازِ الْأَخْبَارِ کہہ کر بالمرسل یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہاء
 اس طرف سے کہ مرسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز ہے انتہی اور حدیث قلندرجی بعض نے اگر باعتبار
 بعض اسناد کے صحیح کہہ دیا تو اس سے مطلقاً صحت کہاں کے لازم آتی ضعف کی بہت وجوہ ہیں مثلاً
 اسناد کے اضطراب بھی ضعف ہے جاتا ہے علی ہذا القیاس دیوس کے مطعون ہونے سے اور اعضاء اور مرتب
 اور زلعیں اور رشذ و ذواتر ضعیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہو جاتا ہے فقط
 اسکا کہ جب یہ سب سے کیا کام چلتا ہے جب تک یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہ ہوں باقی راہ عمل کو بنا ضعیف
 حدیثوں پر براہِ محدثین عمل کرتے ہیں اوسکے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے یہ دیکھو
 تہذیب میں لکھا ہے کہ روخلج ابو العاص بن یسج کی حدیث جو عمر بن شیبہ سے روایت ہے اوسکو بخاری نے ضعیف
 کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے اوسکو ابوداؤد اسناد کہا ہے اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ عمل عمر بن
 شیبہ کی حدیث پر تو پس محب نام کی بات ہے کہ خود تو جس حدیث پر ہمارے عمل کی ہیں اور صحیح حدیث کو چھوڑ
 اور دوسرے پر اعتراض ہو چلا اور تہذیب کی کہ بکفہ چراغ داؤد تمہارے حق وغیرہ کی وہ بات
 مقبول نہیں جانتا مگر یہ اوس موافق نام ہے کہ روایت ہے اوسکو قبول کر لینے ہیں اور وہ عمل

۴
 نقیض
 ۴
 نقیض
 ۴
 نقیض

یہ حدیث نہ انکو یاد ہوئی اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ نقی الدین کتابیام میں لکھتے ہیں کہ میں نے اب ہر ایک کے کو
اسناد کو یاد کیا اور انکو رجال میں نہیں منقطع ہوئی پس اس سبب قلم نہیں چسکتی اور دوسرے کہ قول انہما
جو حدیث میں نقل ہے کہ ابواسوس وہ تھا کہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حال نکال کر کہ جسے ابواسوس نے
آنحضرت کا اور میں کہتا ہوں کہ شیخ ابوسعید مسلم بن خالد کو ایک صاحب نے کہہ نہیں بہت سی بھی نہیں ضعیف کہنا
اتھی اب غور کیجیے کہ جس حدیث میں اتنی علتیں پائی جائیں اسکو حجت گردانا کسید طرح ممکن نہیں خصوصاً
حضرت ظاہر سے بہت بعید ہونے کی تعلق کا اقرار کرین تو یہ بات اور ہی ظاہر ہو گیا ہے تعلق کا انکار
مگر بغیر تعلق ہم لکھتے ہیں کہ کوئی بات نہیں کہہ سکتے ہیں ان تو اوں خصوصاً صحیح حدیث جو پانی میں پشاپ
ڈرنے کی مانند ہے اور ہاتھ ڈالنے سے نہی فرمائی ہو اسکو تو ضعیف حدیث سے خاص کر لیا حالانکہ
ہر پانی میں پشاپ کا ہونا اور ہاتھ ڈالنا منع ہے جو جگہ کہ اسکو پانی جاری کا حکم حاصل نہ ہو
یہاں تو صریح حدیث بخاری اور مسلم کی موجود تھیں اور خود امام بخاری و ابوداؤد کے استاد ابن مدینی
جو علل حدیث کی عبارت نام لکھتے ہیں اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں پھر بھی حضرات ظاہر نے فقط
بوجہ اصرار صاحب النسخ تعلق حاکم کو کام فرمایا ہو کہ صحیح کی حدیث کو بھی بالای طاق رکھ دیا اور
دردہ جو ستر نصاب صاحب بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اس اوں خصوصاً رجوع کر لیا چنانچہ
فتح القدر میں لکھا ہے قال النسخ ابو داؤد قال ابو حنیفہ کان محمد بن الحسن یوقف فی ذلک
سفر فی عشرین یوماً یجمع الی قول ابی حنیفہ وقال لا اوقف شیعہ یعنی کہا حاکم نے
ابو حنیفہ کے امام محمد سے دردہ کی مقدار تعیین کی تھی پھر اوں خصوصاً امام ابو حنیفہ کے قول کی
طرف رجوع کیا اور کہ میں کوئی مقدار معین نہیں کرتا اتنی پر امام صاحب ابوسعید سے مقدار معین نہیں
اور رای بتلی پر جو شیعہ ہیں کیونکہ شرع میں کوئی مقدار معین نہیں آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب
صحیح اور قوی ہے چنانچہ ابن ہمام اور شمس الدین وغیرہ تصریح کر دی ہے اور کرمی اور صاحبنا یورینا بیع
وغیرہم کا یہی مسلک شمار ہے جس فیہ سے دردہ کی حدیث ملے گی غایت رحمت کی حماقت اور حماقت
ہو البتہ کہ حنفیہ میں اس کا اشتہار دین کہ جو شخص اسکا ظاہر ظہن کی حدیث کے حامی اسناد و احادیث

وجہ سے صحت ثابت کرے یا اڑھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف ثابت کرے تو دوسری طرف
 انعام حق سے مستحق ہو گئے تو بیشک انکو زیبا ہو اور دس ہزار کا اگر بیشمار سو پہ صرف کریں گے
 تو بھی ممکن نہیں کہ حضرات غاہر قلینین کی حدیث کی صحت سمجھیں البتہ ثابت کر دیں کہ روہ بیچارہ کشتی
 میں بہن کیا پائی اور کیا پڑ گیا شور با اگر مشرقی اور مغربی کے تمام علماء میں ہو جائیں تو بھی صحت ثابت نہیں
 کر سکتے اور حدیث اکملہ صحت سے کتنی دور ہے کہ کسی کو اگر خاص یہ رضا عین نیا جا تو لی ہو تو کہ
 وہ پانی باغون میں جاری تھا اب جاری پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر اعتدال عموم الفاظ کا کیا جا
 تو یہ حدیث اوس صحیحین کی حدیث جس میں شایب کی ممانعت اور بالحد ڈالنے کی نئی اور دوسری ہو جائی
 غرض حنفیہ پر سمجھ کر لی اعتراض نہی الہیۃ اعتراض نہی جو خلا و حکم خدا اور رسول نبی طرف سے سخن
 ستہیں کہ لیتے ہیں اور اوسکو حدیث ثمریہ میں پھر مزیدی بران مذہب حق پر اعتراض بھی کر گئے کہ موہو
 ہو جائیں یا اللہ میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا یہ گریز عقیدہ نہیں کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف
 کیا اور نہ میں کیوں سلف اور خلف میں بڑا جانتا ہوں حضرات غاہر کے تو جہات فاسدہ سب برسی
 انکے بڑھنے سے وہ ہرگز مجس نہیں ہو سکتے بلکہ یہ خود آپ کے ہیں دستار اریو نبی محمدی کا تورات انہ
 بڑھ گیا کیا متری ہوگی زبان خراب **قال** علاوہ اسکے حنفیہ کثر سے قلینین کی حدیث کو ضعیف
 کہتے ہیں انکے امام کے نزدیک تو حقد ر ضعیف اور سرحاشین ہیں سب عمل کے الا وہ ہیں چنانچہ
 عقود الجواہر المنصف فی اولئہ مذہب امام ابی حنفیہ میں کچھ اور قوی عنہ انہ کان یعرف ضعیف
 انجیدیش صاحب الکلیۃ ارادہ الرجال **اقول** سچا ہاں اندواہ مولف صاحب کی عبارتانی
 اور سنی فہم کی حال اور سنی اور علمی کا کمال معلوم ہو گیا سچ چہ اگر بہتازا میں حصول علم کی منزلت
 تو بساری کتابیں ایک جابل ہو چکا تا اس حرج ابی حنفیہ کی عبارت استدلال ساتھ عمل کرنے حنفیہ
 حدیث ضعیف پر مطلقا گزرتا ہے نہیں ہو سکتا بلکہ عبارت تو فرقہ ظواہر یہ و گروہ و ابیہ کے
 قول کار دخلتا ہو کہ وہ بمقابلہ عامل یا حدیث ہونے اپنے کے نصیب ابی طرہ امام صاحب رقلین
 عامل علی الی و ابی الراجی شمار کرتے ہیں اس عبارت میں امام صاحب کی طرف اسکا جواب کہ امام

تو بخیر ہے اور حدیث ضعیف پر مطلقا گزرتا ہے نہیں ہو سکتا بلکہ عبارت تو فرقہ ظواہر یہ و گروہ و ابیہ کے
 قول کار دخلتا ہو کہ وہ بمقابلہ عامل یا حدیث ہونے اپنے کے نصیب ابی طرہ امام صاحب رقلین
 عامل علی الی و ابی الراجی شمار کرتے ہیں اس عبارت میں امام صاحب کی طرف اسکا جواب کہ امام

عالمی الحنفیہ کا کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ ضعیف بھی ہو تو ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔
 اسی رجال کے بہتر جاننے والے اور مانگنے والے یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض ایسی جملین ۵
 بہین نقل و تراجم کا سبب کیا جہاں پہنچا پہنچا مولوی بدیع الزمان لائبریری کے صاحبزادے نے مقلد کے مقلد
 نواب صاحب میر جوہاں اپنی کتاب فتح المبین علی مذاہب المقلدین مطبوعہ لاہور میں ازراہ تعصب اپنے
 نفسانیت کے چابھالکھی ہے کہ مقلدین کے سن صحیحہ صحیحہ و خصوصاً طبعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور جوڑے یا اصل
 اسکے مصداق پور پور سے لائبریری میں نہ مقلدین انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کا جواب بھی نذرانہ فکری
 عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلمی ان مذاہب کے مکائد کی کھول دینگے ۵ مثل قریب جو کہ ہم نے
 جو راست راست بات ہو کہ دین ہزار میں **بقال** اور ایک صالحہ مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والے کو
 یہ تھے کہ ہم لوگ جو حدیث نہیں چلتے ہیں تو وجہ اسکی یہ بھی ہے کہ حدیث کی کتابوں میں بہت سی غلطی
 منسوخ موجود ہیں اور ناسخ اور نسخ حدیث کو یہ شخص پہچان نہیں سکتا اور انکو پہچانا اور انکو سمجھنا مجاہدین کا
 ہی کام تھا جو اب کا اٹھ طرح ہر اول یہ کہ ناسخ اور نسخ حدیث سمجھنے کا قاعدہ سبق عدل سے لے کر
 اور اس کا جس سے ہر ایک تلمیذ بلکہ تھوڑی سی استعداد والے آدمی بھی ناسخ اور نسخ حدیث کو سمجھ سکتا ہے
اقول محترم صاحب نسخ میں مسند ظاہر سیر کی لکھ کر کفایت کی صاحب رسالت کا قول ہے
 ہرگز حجت نہیں اونکی کتاب خفیکہ سلمہ سر خلاص اور غالی از تعصب نہیں حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے نسخ کے بارے میں تصریح نہیں آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہے اور دوسرے اس کو رد کرتا ہے
 تمام کتابوں میں نسخ کی گفتگو میں کس قدر اختلاف ہے کہ ایک محققین میں اس کا فیصلہ نہیں ہوا اور کوئی
 امر از نہیں پایا جس سے اطمینان ملی ہو بہت آیتیں اور حدیثیں ایسی ہیں جن میں اختلاف ہے کوئی انکو
 منسوخ کہتا ہے اور کوئی ان پر عمل کر لیتا ہے اسی گفتگو میں بڑے بڑے محقق تمام علم مجتہد کے تھے
 اور کوئی بات طے نہیں ہوئی محترم صاحب ایک ظاہری کا قول کہ میں کچھ لیا بہت ہے
 کہ اب فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہے جو کہتے ہیں کہ زبان اللہ یا بہت آسان ہے
 اختلافات کو یہ لیتا ہے دعا و غوار امری فقط ان دو قسموں پر حصر کرنا محض غلط اور غلط ہے

کتاب نسخ و ناسخ

عقلی البتہ نسخ قطع جس سے عبارت ہوا اسکے واسطے بیشک امور اتفقینہ بنو چاہیں مگر دین
فقط یقین پر ہی منحصر نہیں اکثر احکام ظنی پر برابر عقل کی خصوصاً حدیث آحاد کو وہ ظنی ہوتی ہے قطع
نہیں ہوتی با اینہم تمام ظاہر یہ بھی اوس پر عمل کرتے ہیں اور صاحب اسات کا قول نسخ قطع ہے
تمام روایتی پر ہی نہیں نسخوات ظنیہ کو وہ شخص ذکر کیا جو احادیث آحاد کو در کسے اور اوس پر عمل نہ کر
نہ کرے یا احکام ظنی شرع میں موجود ہیں اور انکا کوئی انکار نہیں کرتا مگر تعجب ہے کہ حضرات ظاہر نسخ
حدیثین اور آئینین میں ناچ عدد میں کون منکر کر دین یہ قول تو جمہور متحققین کے خلاف ہے چنانچہ تفصیل کی
آگے بیان ہوگی **قول دوم** اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا نسخ معلوم نہ ہو **اقول** عجیب کلام
مسلک ہے کیونکہ جب تک کتاب میں ہو یا اور مفصل ہو کہیں اور نسخ اور نسخ کو قطعاً متنازع نہ کر دیا ہے بھی کوئی
شخص متفقین کا کلام نہیں دیکھ سکا اور ابتدائی اسلام پر قیاس کر کے بلا دفعہ عمل کیے جائیگا اور
حدیث متعہ وغیرہ پر کار بند ہوگا وہ بیشک کفار یہ عذر اوسکا شرع میں ہرگز سموع نہ ہوگا اوس سے
بلا دفعہ باز پرس ہوگی کیونکہ ابتدائی اسلام میں لوگ مذکور تھے اب کیا کچھ غیر رہنمائی حل سکتا البتہ
مفسوع اختلافی ہے مثل رفع یدین اور آئین با جہر کے کہ وہ میں اسے غور **قول سوم** صحیح صحیح صحیح
حاشیہ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہوئے نسخ نہیں کرتا
بلکہ اوسکے نسخ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ اہل بین کوئی حدیث ہر کوئی ایسی بتلاست ہے کہ جس میں
امام کے قول سے اسکی نسخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہیں مانا جب صحابہ جس حدیث کی روایت
ہوگی اور اوسکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کر کے اوس حدیث پر عمل
کر لینگے اور جو وقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کریں اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
بیان کریں تو اسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسرے زیادہ قابل عمل ہوگی اور بہ
اتقان میں ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہے اوسکے اول میں انفظا کال موجود ہے مترض صاحب
دعویٰ دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنا دیا اور اگر تسلیم کیا جائے کہ اونا بھی یہی مسلک تھے تو
عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کئی سو آیتوں کو نسخ کر دیا اونا دفع کیو اسے

یہ پیش کی ہو کہ مترجم ہمارے حدیث پر بھی قیاس لیا حال آنکہ حدیث اور قرآن میں بے فرق ہو
قرآن کی آیت میں نہ بیشک قاصد تفسیر اثنان میں لکھا ہی ہو سکتا ہی اس لیے کہ قطعاً کے نسخ
ہو گئے کیونکہ قطعاً نسخ یا حکم قطعاً کہتا ہو جب نہ پایا جائیگا کہ آیت نسخ نہیں ہو سکتی بقا
حدیث کے ذراہ میر ہو جہت حدیث کے اس قدر شد کی ضرورت نہیں کیونکہ ہوا حدیث متواتر کے حدیث میں
لکھی ہو تو میں نہ ان بخاری کی ہوا یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں
کہ تیرا حدیث ہر دو صحابہ میں پائی جائیں خواہ راوی اس کا ایک ہو یا زیادہ ہوں اور اختلاف
ہو حکم اس کے میں نہیں جس پر کہ ہمیں مسلمان یہ صحابہ اور تابعین سے اور بعد ان کے محدثین اور فقہاء اور اصحاب
احادیث میں یہ ذکر خبرہ احد فقہ کی ایک کتب میں مجتہدین شریعہ سے اس لیے کہ یہ راوی اور فائدہ دیتی ہو
طریق اور نہیں فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا علم کا وہ ہے جسے شرع سے معلوم کیا ہو عقل اور کلام
بہا من طریق کی کہ عمل حجت عقل سے واجب ہو اور حیاتی مستند کی کہ اس کا عمل نہیں جائز ہے تا
جستگ (ذی) اور روایت تکثرین اور بعض کہتے ہیں کہ علم حجت ہے تاہم کہ یہ خاص خاص خصوص
روایت کریں اور ایک ماہر تامل حدیث سے اس وقت کہ وہ علم کو واجب کرتی ہو اور بعض ان کے
کہہ کہ وہ علم کا ہر کو اس کا دیتی ہو علم باطن کو واجب نہیں کرتی اور بعض محدثین اس طرف گئے
کہ جو اسرار صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہیں وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور احادیث میں ہی اور ہر قول
اور اس کے احوال کو پہلی فصلوں میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کل اقوال سوای قول مہر کے باطل ہیں لیکن
قوا اور اس شخص کو علم کو واجب کہتا ہے کسی واسطے جس کے مبارک ہو اور کیونکہ علم کا فائدہ دیکھا جا
استمال غلطی اور ہر اور جو موٹ وغیرہ کا اور عین ہوا یا نبی الہی انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث میں
خواہ صحیحین کی ہو علم عینی حاصل نہیں ہوتا لہذا اس کے واسطے قرآن وغیرہ جب تک مؤید نہیں ہو
باوجود ہونا نسخ کے عمل کرے گی اور فرقہ ظاہر ہے جو کچھ بخاری اور مسلم میں غلو کیا ہے فقط ان کی
تریش خراش پر جمہور کے قائل نہیں **قال** ہمام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ خرافا و غلو

یہ حدیث صحیح
ہو یا نہیں

ناسخ نہیں ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہیں کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہے بلکہ وہ فعل اخیر
 ناسخ ہوتا ہے کہ جس میں صحابہ کے روایتیں موجود ہیں کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے
 پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا تھا جیسے جہاز کی داسٹ کو مٹا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ مروی ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپ نے ترک کر دیا مان اگر وہ المسلات کو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب میں پڑھا کرتے پھر کسی صحابی مروی ہو تاکہ آپ اس کو ترک کر لیا
 تو بیشک ہم بھی اس کو ترک کر دینے سے اس طرح اعتکاف و غیر فقط ایک یا اخیر میں واقع ہوا اس ترک
 نہیں لازم آتا ورنہ کسی صحابی ضرور روایت ہوتی حالانکہ کسی صحابی مروی نہیں کہ آپ نے دس دن کا اعتکاف
 ترک کر دیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی مرنے صحابہ میں دن کا اعتکاف کرتے پس جب تک صحابہ ہمارے
 ثابت نہ ہو گا ہرگز اس عمل کو ترک نہیں کر سکتے اور ہر حدیث خوانہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ خلاف
 حضرات ظاہر ہے ہی اوپر حدیث سمجھ کر عمل لیتے ہیں حنفیہ میں نہایت احتیاط کرتے ہیں پس حنفیہ کی
 طرف اس قول کا دیکھو خود ایجاد کرنا عین مخالفت و حنفیہ اس قول کا قائل نہیں علاوہ آنحضرت شریف
 میں لکھا ہوا **وَأَمَّا يُؤْخَذُ بِالْأَخْرِ بِالْأَخْرِ مِنْ فَعَلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی نہیں لیا جاتا
 مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہی پس ظاہر ہے یہ واجب ہو گیا کہ مغرب میں وہاں مسلمات پڑھا
 کریں اور رمضان میں بیس روز کا اعتکاف کیا کریں ورنہ خلاف بخاری لازم آئے گا اور اعتبار ثبوت
 حدیث میں غنہ پڑ جائیگا ذرا اس کا پہلے خیال کیجیے تو پھر نہ سو و نہ کو لازم دیکھیے **چون مذاری کمال**
 فضل آں ہے کہ زبان در مان نگہ داری **قال** حنظل اگر کوئی شخص حتمال کے ساتھ یاد دہان
 دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہہ دے تو ماننا چاہیے الخ **اقول** کوئی شخص حتمال اور بدو
 دلیل کے حدیث کو منسوخ نہیں کہتا مستعرض صاحب بیفائدہ آٹھ جواں بخانا نام لیا اگر ایسے چوٹا
 نام بھی جواب ہی تو ہم پاس جواب لکھ کر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کر دینگے مگر عقلاً خوب جانتا
 ہیں کہ سب جواب کیل اور باد ہوائی ہیں حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہیں کہتے گویا بغیر
 اس کو غمانیں کہ اس کے ماننے کو خدا اور رسول نے ہم پر کچھ حجت نہیں گردانا ورنہ دین کو کیسے ماننا

بجاری
منسوخ ہے

ٹانے پر موقوف رکھا ہر **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثوں کو سبب نہ ہونے کے غلط فہمی سے
 ظن ہے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ خاصہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق
 ماننے کے نہیں ہر **اقول** از قافی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عامہ
 حدیث آحاد و ظنی سے خاص نہ کرتے اور قرآن کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اوپر عمل نہ کرتے اور اگر
 نہیں ہے مگر فقط ظن عقل کی تو حنفیہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بخیر حدیث دوسرے
 نہیں کہتے بعد ہر کے نماز کو بوجہ روزی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہیں غرض معترض صاحب
 فقط رابطہ یا بس جوابات جمع کر دیے ہیں اور کوئی اسطرح نہیں بیان کیا کہ فلان صورت میں حنفیہ
 یوں کہتے ہیں جواب دہ کے سے عوام کو یہ ظالم ہوتا ہے کہ حنفیہ شاید اس کے قائل ہوں حالانکہ حنفیہ اس سے
 براصل و برہن معترض صاحب نے ان جوابات میں منالطہ کی خوب رعایت کی ہے کہ دوسرا آدمی جا کر حنفیہ
 ہی مذہب ہو گا یہ محض اوپر اتہام ہے وہ ہرگز ہرگز ان احتمالات کے قائل نہیں معترض صاحب کی فقط از
 خانہ ساز گفتگو ہر **قال** ہفتم جہان وجودیون نہیں آپس میں تعارض معلوم ہو و مان بلا دلیل ایک کے مانع اور
 دوسرے کو منسوخ نہ کر دینا چاہیے بلکہ جہان تک ممکن ہو ان میں موافقت دینی چاہیے **اقول** دوسرے میں
 تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہے کسی کو بھی آج تک یہ نہیں ہوئی اور ظاہر یہ کہ اسمین محض دعویٰ ہی ہو
 ہے وہ مطلق تطبیق نہیں جاتا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ کوئی جائزہ نہ لے کر ان کی نظر تو صرف الفاظ پر ہی مبنی اور مقصود
 دشمن جانی ہیں خصوصاً امام بخاری اور مسلم کے الفاظ تو ایسے کرتے ہیں کہ پھر دایان بایان ان کا صحیح ملتا
 نہیں دیکھتے تھے صحابہ کا کیا فعل تھا اور انھوں نے اس حدیث پر عمل کیا ہے یا نہیں بلکہ مجتہدین نے اس حدیث
 کیا مبنی لکھے ہیں اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی وہ ان کی نظر میں کیسے ہی دور
 روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فوراً اس کے مقابل انکار کر دیتے ہیں اور یوں اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان
 دونوں خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہے گویا صحیح کو مختصر اسمین سمجھتے ہیں اگر صحیح کی کوئی حدیث
 موافق ہوئی تو اس کو حجت گردانتے ہیں اور اگر ٹوٹی حدیث مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط ان کی رائے پر
 مخالف ہے متحقق کنندہ ایک مخالف نہیں اور تطبیق بھی اس کی موجود ہو تو یہ گول و حل میں گہر نہیں جا

ہر اور اس پر عمل کر نیوالے کو خلاف تھا اور رسول کے ساتھ ہیں پھر نکاح یہ کہنا کہ اس میں موافقت کرنی
 چاہیے محض بانی دعویٰ ہی چنانچہ ان ہوسلم کے جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ حنفیہ نے یہ
 متعارض میں تطبیق دی ہے یا ظاہر ہے ان لوگوں کو تو اتنی لیاقت اور اتنا مادہ کہاں جو تطبیق کے سکیز
 اپنے خیال میں حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ سمجھ لیتے ہیں ان کو کو خاص مقصود رسالت نبیہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سمجھتے ہیں غرض قوت خیالیہ نیز ایسی غالب آتی ہے کہ سوسطایہ کو بھی نصیب ہوئی ہوگی **قال**
 ہشتم سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بقدر المناہج والمسنوخ میں
 لکھا ہے کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحنفی کے منسوخ حدیثیں
 کل دس ہیں **الحاقول** یہ جواب آپ کا قابل جواب ہو اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سنیجے اول تو
 یہ سنئے کہ فقط پانچ آیتیں منسوخ کہنی صریح غلطی ہے اس لیے کہ نسخ میں اختلاف ہے بعضے تو کہتے ہیں تین یا
 سو تو نہیں بالکل ناسخ اور منسوخ نہیں اور پچیس سو تو نہیں ناسخ اور منسوخ دونوں طرح کی آیتیں باقی
 ہیں اور چھ سو تو نہیں فقط ناسخ ہے منسوخ نہیں اور چالیس میں فقط منسوخ آیتیں ہیں ناسخ نہیں
 اور بعضے کہتے ہیں کہ جن آیتوں میں کفار سے اعراض کرینیکا حکم ہے وہ بھی آیت سیف منسوخ ہیں مگر حاکم
 سیوطی التیقان میں میں آیتیں منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہیں اور اس قول کو محققین کبریٰ نسب کے
 میں چنانچہ تفصیل میں اسب کی تفسیر التیقان کی سینتالیسویں قسم میں مذکور ہے پس معترض صاحب کا
 یہ کہنا کہ آیتیں منسوخ پانچ سے زیادہ نہیں خلاف جمہور محققین ہو اور نہ کوئی اور دلیل ہے اب حدیثوں کو
 سنئے کہ دس حدیث کو فقط منسوخ کہنا بھی جمہور خلاف ہو اور نہ کوئی اور دلیل باقی جاتی ہے جو
 کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جابد کی ہے حالانکہ ابن جوزی کا قول منسوخ اور موضوع کہنے پر
 محققین مجاہدین کے نزدیک بالکل بایہ اعتبار ساقط ہے موضوع میں تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثوں کو بھی منسوخ
 حکم لگا دیا اور منسوخ میں یہ سہلہ کہ کدیں ہیں یہ صبر کر دیا خیر اور محقق تو ملا فی ما فات کی مگر معترض صاحب
 کیوں انکے مقدمہ مقدمہ سے اب منسوخات سے بخاری شریف میں **وقال الترمذی** **قوله** **والله** **عز وجل**
جاءنا فاصولوا جملوا **هو في مرضه القدير** **صلى الله عليه وسلم** **بعده** **لله** **عز وجل** **قوله** **والله** **عز وجل**

متن حدیث بخاری

بخاری
 ج ۱
 ص ۱۰۱

جالسا والا مختلفا قیام کر یا کھڑے یا قنقوع و اما یوں خدا والا آخر ہوا آخر میں فعل
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی کہا حمید بنی فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب یا تم تکبیر یا پڑھے
 تو تم بھی تکبیر نماز پڑھو یہ اس کے مرض کا بہتر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میٹھنا نہ پڑھی اور نہ
 نیچے لے کے کھڑے ہوئے نہیں جگمگایا اور نہ بیٹھنے کا اور نہیں اٹھ کیا جا تا اگر آخر فعل رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کا انتہی اور شریف میں ہے عن ابن المغفل قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقنل الکلائیثم قال ما بالکم وبالن کلائیثم رخص فکل الصید وکل الغنم
 یعنی ابن مغفل نے روایت کر کہا اور انھوں نے خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتوتوں کا ذکر کیا
 پھر فرمایا اونسے اور کتنوں سے کیا علاقہ پھر رخصت کی کتنی شکاری اور ربوڑ کے کتے میں انتہی اور
 شیعہ مسلم نویں میں ہر ذکر مسلم ترجمہ اللہ تعالیٰ فی ہذا الباب لا حدیث الکرکۃ
 بالوضوء ما مسست النار ثم عقبہا بالاحادیث الواردة بترك الوضوء ما مسست النار
 فكانت یسیر الی ان الضوء منسوخ وھذا حادۃ مسلم وھذا من ایۃ الحدیث
 ید کوں الاحادیث الکی روقھا منسوخۃ ثم یعقبوھا بالناسیخ یعنی امام مسلم نے وہ حدیث
 ذکر کر نیں کیا مسست النار سے وضو وارد ہی پھر اس کے نیچے وہ حدیثیں بیان کیں جن ترک وضو میں وارد ہیں
 پس گویا وہ اشارہ کرتے ہیں طرف اس کے کہ وضو منسوخ ہو اور یہ عایت مسلم وغیرہ ایسے حدیث کی ہے کہ وہ
 منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہیں اس کے بعد ناسخ احادیث لکھیں انتہی غرض اس قسم کی بہت
 حدیثیں منسوخ موجود ہیں پنا نیچے حضرت عائشہ رضہ آورد او دظاہر کی نزدیک جاتی ہیں بھی ناسخ ناسخ
 ہوتا ہو اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہو یا یہ مورد میں خاص ہو اس طرح لا یمسح بالمصنوع و
 لا المصنوع کے حدیث بھی جمہور کے نزدیک سوای شافعیہ کے منسوخ ہو اس طرح اونٹ کا گوشت
 کھانے وضو اجابی حدیث جمہور کے نزدیک سوای متابعہ کے منسوخ ہو اور بنیامین لکھا ہے عن ابن عباس
 قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقع ید یدہ کلما رکع وکلما رکع ثم یضع یدہ
 الی اقبطار الصلوة و ترک ما سوا ذلک وعن ابن النبی انکذا راہی رجل ان یؤتی

۴۰

三

PC

1

۱۵

26

1

1

1

10

1

1

1

Abstract

1

1

مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ امَّةٌ فَإِنْ هَذَا شَيْءٌ فَعَلَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَسُّعًا
 یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ انھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے ہاتھوں کو
 رکوع کرتے اور جب سر اٹھاتے پھر رجوع کیا آپ نے ہر نماز کے بعد تکیہ تحریر میں اور اس کو
 ترک کر دیا اور ابن زبیر رحمہ سے روایت ہو کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رکوع میں اٹھاتا
 پس فرمایا کہ اس لیے کہ یہ ایک شیء ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اور کون
 اور جو ابن جوزی نے ان دونوں حدیثوں میں کچھ کلام کیا ہو اس کا بھی جواب بنایہ میں یہ کہتے ہیں
 لَا يَعْرِفَانِ أَصْلَ الْأَيْسْتَلِمْ مَعْرِفَةُ أَصْحَابِنَا هَذَا وَدَعَوْا لِمَا لَا يَلِيقُ لَيْسَتْ
 نَحْنُ عَلَى الْمُنْبِتِ وَأَصْحَابِنَا أَيْضًا نَفَاتُ كَيْفَ كَانَ الْأَحْمَدُ جَرَمًا كَيْفَ يَثْبُتُ عِنْدَهُمْ
 صَحَّتُهُ لَأَنَّ هَذَا أَهْلُ الدِّينِ فَالْمُسْلِمُ لَا يَسْتَمْرُ فِيهِ وَيُؤَيِّدُ مَا قَرَأَ مِنْ عِلْمِ
 الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَحَدِيثُ ابْنِ إِدْرَاقَةَ قَالَ ابْنُ
 أَحْمَدَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
 قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ مِنَ الصَّلَاةِ
 قَالَ الطَّحَاوِيُّ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ تَرَكَهُ هُوَ الرَّفْعُ
 بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذَلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا كَانَ رَأَى
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَاسْنَادُهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَصَحِيحُهُ وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا
 ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مَوْصُفِهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ
 مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي الْأَوَّلِ مَا يَقْتَضِيهِ بَعْضُ مَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَعْضُ مَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ
 یہ دونوں حدیثیں نہیں بچانی جاہلین نہیں تسلیم ہر اس کو کہ ہمارے اصحاب بھی ان کو نہ بچا نہیں اور نفی
 کرنے والا دعویٰ ثابت کرنے والے پر حجت نہیں اور اصحاب ہمارے بھی ثقیل ہیں اور اس کو حجت نہیں گردانتے
 جو ان کے نزدیک صحیح نہوا اس لیے کہ یہ کام دین کا ہے جس میں مسلمان اس میں ہر نماز میں کرتا اور تائید کرتی ہے
 عدم ہر دفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رحمہ سے روایت کی ہو کہ کہنا نماز پڑھی یعنی صحیح ابن عمر

۴
 چہرہ
 صحت

پس نہیں پاوٹھائے تھے ہاتھوں آج تو مگر پہلی تکبیر میں نماز سے کہا امام طحاوی نے پس ابن عمرؓ
 نے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا کہ پھر انھوں نے بعد وفات رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہوگا یہ مگر سوچو کہ اونکے نزدیک نسخ ہوا اس فعل کا ثابت کیا ہوگا
 اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہو اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں بھی مجاہدؓ
 روایت کیا ہے کہ انھوں نے نہیں دیکھا میں نے ابن عمرؓ کو کہہ سنا ہاتھوں کو اٹھا ہوں مگر وقت شروع
 انتہی غرض عدم رفع کی اور بہت حدیثیں صحیحہ مروی ہیں فقط نسخ کی حدیثیں لکھ دی ہیں اور دربارہ
 انتہائی میں نے کفایہ میں لکھا ہے مصلیٰ ہب تکلم علیہ وعلیہ اللہ بن مسعودؓ قال
 عجل اللہ لک التکلیف بالکفر بالکفر والکفر بالکفر یعنی ہمارا مذہب
 مذہب عمرؓ اور علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کا ہے فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے آدمیوں کے جہانیز
 ترک کر دیا اور نہیں ترک کیا انھوں نے مگر جو علم ہو نیکی اونکو ساتھ منسوخت اور سکی کے انتہی اور
 مصراۃ کو بھی عقود الجواب میں بدلائل عقلیہ نقلیہ نسخ لکھا ہے اور نو ابصا حبسیر جو پال جو ہو
 صاحب کے پیشوایان مستندین ہیں حصول المامول میں لکھتے ہیں کہ جمہور اس طرف گئے ہیں کہ
 فعل سنت قول کو نسخ کرتا ہے جیسا کہ قول فعل کو نسخ کر دیتا ہے اور یہ حدیث میں اکثر واقع
 اور اس میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچویں مرتبہ چور لے
 تو قتل کر دے اسکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا چور لایا گیا اور آپ اسکو قتل
 کیا پس یہ ترک کرنا آپ کے قول کا نسخ ہوگا اور فرمایا یتب بدینیک تودر لگانا اورنگا کرنا ہے مجاہدؓ
 کیا باغرو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیث میں ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم نماز
 پڑھو جیسے مجھو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپ خلاف کیے کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اہل حق کے کہ جو کہتے
 تھے پس یہ نسخ نہوگا اور یہ حدیث میں بکثرت ہو واسطے اس شخص کے جو تلاش کرے اسکو
 اور اسکو سچ کرے والا کوئی دلیل نہیں کہ کتنا عقل سے اور نہ شرع سے انتہی پس ہر شخص صاحب

نسخہ
 منقول
 منقول

دس میں صحر کرنا باطل ہو گیا اگرچہ منسوخ احادیث جنہر تمام امت کا اتفاق ہو کر مہین مکر مختلف
 منسوخ تو بہت ہیں اور مختلف فیہ جو منسوخ ہو اور سپر آدمی عمل کیے جا اسکا ثبوت کہیں حدیث
 اور قرآن سے نہیں پایا جاتا بلکہ احتیاط اس میں ہو کہ متفق اور مختلف تمام منسوخات سے بچے ورنہ ارتکا
 شکیہات لازم آئیگا **قولہ** نوین حدیث سند امام احمد آہ **اقول** مستعرض صاحب افطار محرم
 کی ناخ حدیث تو بیان کر دی مگر جامع کا افطار کماں منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوای ان بن
 جن جن اور حدیثوں کو بعض علماء منسوخ ٹھیرایا ہے آخر **اقول** کل ان حدیثوں کو جو مستعرض صاحب
 نے نقل کی ہیں علماء منسوخ نہیں کہتے بلکہ اور حدیثیں بھی جو پہنچنے ابھی نقل کی ہیں علماء منسوخ نہ
 ہیں **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہے کہ کہا ترغدی نے یہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف
 لائق حجت پکڑنے کے نہیں ہوتی آہ **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی روایت کی ہے ان
 اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کھڑے ہو کر پیشاب پینے نہ چاہئے اسے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ میں ہے قال ابو اللیث رحمہ
 بعض الناس بان یبول قائما وکھڑے بعض الناس لا من عند قیہ بقولہ یعنی
 ابو اللیث نے کہ بعض آدمیوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اسکو
 بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسی کے قائل ہیں انتہی پس قول عائشہ رضی کا اس پر محمول ہے کہ بلا عذر نہیں
 چاہیے اسی طرح عمر رضی کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کھڑے
 ہو کر پیشاب کرنے کو بیٹھتے اور مکر کی درد کیواسطے شفا جانتے ہیں شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پیٹھ یا کمر کا درد ہوگا جو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ تھی
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلئے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اول و دونوں حدیثوں حضرت
 عمر رضی اور حضرت عائشہ رضی کی مؤید روایت موجود ہے کہ بوجہ زخم کے تھا اور محققین سے بھی یہی منقول
 ہے لہذا وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہیں پس ہم کس طرح سے امام حمرانی کے اس قول کے

۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

تسلیم کر لیں کہ وہ کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا رخصت ہے اور بیٹھ کر پیشاب کرنا عزیمت ہے حالانکہ
جمہور علمائے نزدیک بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے کہ اس طور پر اکثر چھبٹیں پیشاب کی
پانوں پر پڑ جاتی ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت تھی مان
جو ایک آدمی مرتبہ ایسا ہو اسوہ بنی نہ تھا اور تقریباً ہر شخص صاحب کمر ہے ہوتا ہے کہ وہ اس قدر
پیشاب کی غصہ زیادہ ہو گیا ہو اہلارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبی اور جلدی ہوتی تو ہر
طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تو اب سلمان ہو ہیں اور دل
میں ہی خوب بوجہ پانوں کی سمائی ہے سچ ہے کہ دہن زنگے ریشہ درخت خبرہ نہفتہ ہی بدلتے ہیں پانوں
قولہ مگر گئے اور خنجر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہیں ہوتا **اقول** اسپر کوئی دلیل
حدیث اور قرآن سے پانی نہیں جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت پاک نہ ہو بلکہ حدیث میں ہے چمڑا
طہارت دباغت معلوم ہوتی ہے اور خنجر کا چمڑا بوجہ وارد ہوا ہے اس سے مستثنیٰ ہے اور کتے میں
نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہے کہ اس کا چمڑا دباغت ناپاک ہے تا ہی چنانچہ بیان اسکا
سہوین مخالفہ کے جواب میں گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت
ہو گئے یہ لازم نہیں آتا **اقول** یہ قول مقرر صاحب امام مجاہد کی عبارت کے سراسر
خلاف ہے کیونکہ اسی جواب میں ہم نے اونٹنی عبارت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز میں مقتدیوں کو بیٹھنا جب کہ امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا پھر
جیسے وہ میں یوں نہیں کہہ سکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہے تیس طرح زمین قیاس کرنا چاہیے اور نو البصائر
بھوپال کی عبارت جو ہم نے اسی جواب میں نقل کی ہے اس کے بھی یہ قول مخالف ہے کیونکہ انھوں
کہا ہے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ فعل قول سم اور قول فعل سے منسوخ ہو جاتا ہے علاوہ اسکے حدیث
توضیحا مکتبہ سے لگا رہے معلوم ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز وضو کرنا واجب ہے اور
اس کو نوں امر یعنی وجوب اور استحباب نہیں پائے جاتے فقط ایک صورت یعنی پڑ گئی پس
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپ ایسی چیز کھانے سے وضو کرنے کو نہیں فرمایا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے میں تو کچھ کلام نہ رہا البتہ استجاب ضو کا اور حدیث سے بیہوش
 اس کیونکہ ہو سکتا ہے اس میں اگر پہلے استجاب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حال آنکہ پیشتر کے استجاب
 ثوابی بھی قابل نہیں اور نہ الفاظ نکلتا ہے اور یہ کہ نہ کفر و جہل استجاب باقی رہتا ہے اور نہ کوئی دلیل
 نہیں ہے نہ جہل و استجاب کے ضرور قابل ہو پس جو از وضو و منسوخ ہو میں حدیث کے کلام نہیں
 غرض حدیث کا جو حکم یہ وہ قطعاً منسوخ ہے اس کا نام منسوخ قطعاً ہے کہ خاص تصریح قولی پر نہایت
 مستحضر نہیں ورنہ جب امام بیہوش نماز پڑھے تو مقتدا کو بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہو جائیگا کیونکہ اس میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہیں جس کے معترض صاحب قائل میں بلکہ فقط
 فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھ کر پڑھنا اور مقتدا کو کھڑا رہنا پابا گیا ہے اس جمہور
 نسخ کے قابل ہو گئے ہیں اور امام بخاری بھی اس کے قائل معلوم ہو ہیں چنانچہ پیشتر ہم عبارت ثوابی
 نقل کر چکے ہیں شاید معترض صاحب یہ مقام بخاری کا نہیں دیکھا جو صاحب اسات کی تقلید کی
قولہ حدیث خیم سند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر و ابی داؤد و ابی یوسف
علی رضی اللہ عنہما قولہ یہ حدیث بسرف کی حدیث سے قوی ہے چنانچہ تحقیق اس کی سولھویں
 مخالطہ کے مسئلہ اول جواب میں خوب مفصل موجود ہے ملاحظہ فرما **قولہ** لیکن مکہ میں نماز پڑھنی
 ہر وقت جائز ہے جیسا کہ سند امام احمد الخ **قولہ** عجب تماشے کی بات ہے کہ صحیحین وغیرہ کی حدیث
 جن میں اجماع مکرر ہے کی تصریح ہے اور نہ ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث خاص کیا جا اور ترمذی
 ابو داؤد کی حدیث کو اور حدیثوں سے خاص کیا جا اور فقط ایک حدیث سند امام احمد و ابن جریر کو متواتر
 ترجیح دی جا اور ان کو اس حدیث خاص کر لیا جا حال آنکہ یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ فتح القاری
 لکھا **وہو معلول بانعہ امور** انقطاع ما بین مجاہدین ذریعۃ اللہ
 یروہ عنہ وضعف ابن المؤمل وضعف حمید مؤلف عفر او اضطراب سند
 ورواہ البیہقی وادخل قیس بن سعد بن حمید ہذا وبن مجاہد ورواہ
 سعید بن سلمہ فاسقطہ من البین یعنی یہ حدیث چاروں سے معلول ہے لہذا قطعاً برہا

۴۰
 فیضان القرآن
 فصل فی فضائل
 ابن جریر و ابی یوسف
 و ابی داؤد و ابی یوسف

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ
جبہ شرعاً پس نہ لگاؤ اس کے پس اگر پھر سے چوتھی بار پس قتل کرو اس کو انتہی اس حدیث
ترمذی کے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہیں ہوا بلکہ وہ حسین حنفیہ
جمع صوری مراد لیتے ہیں اور یہ صورت آیت **إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا**
کے زیادہ مناسب ہی یعنی نماز مسلمانوں پر فرض وقت میں کیا گیا ہی انتہی اور صحیحین میں جو حدیث
عبداللہ بن مسعود روایت ہو کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت میں دو نمازیں
جمع کرتے ہوئے عرفہ اور مزدلفہ کے نہیں دیکھا اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی ورنہ قرآن و صحیح بخاری
اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائیگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہیں کہ جہانک پہو طلبی ہوئے
چاہیے یہاں تو کو کیا ہو گیا کہ فقط ایک مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیحہ اور حدیث کی
وجہ سے کہ حسین کی تصریح ایک وقت کے جمع ہونے ہی نہیں چھوڑ کر شائبہ شام میں حیا تقلید جابدا کی کہتے ہیں
جو افضلیت دیکر انرا نصیحت تہنہ جانا تھا کہ یہ شور و شعب معترض صاحب کا مسلمانانہ بیہوشی
خلوص اور دسوزی گہوگا لیکر اب جو غور سے دیکھا تو روٹو نہو نہو کا مذہب یا چند پرہیزگاروں کا
نقشہ نظر آیا **بڑا شور سنتے تھے پہلوئیں لگا** جو چیرا تو اس قطرہ خون **مکلا** اور اس عباس سے
جو اس کی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ جمع صوری ہو کیونکہ
جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہی پس اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ نماز پڑھی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دو دنوں نمازین اٹھے یا بیڑہ رکھ ایک کا
آخر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیکا تو جائز ہو کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام میں
مشغول ہوتا ہی کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہی تو یہ صورت اگر ٹوٹی کر لیا تو کچھ
مضامین نہیں معترض صاحب کو تبلیغ ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر حد کے لینا تو کسی کا بھی
مذہب نہیں فقط معترض صاحب کی ایجاد ہی اور گمراہی کا اجتہاد ہی **یہی اجتہاد آپ کا گمراہی کا**
تو دفتر ہدایت کا اہر ہے گا **اور تفصیل اس کی نہیں مسئلہ سی** مہ کے جواب میں خوب بیان ہوئی ہے

قَسَمٌ شَاءَ لِطَلَّاحٍ عَلَيْهِ قَالِدٌ جَعَلَ الْكِبْرُ حُفْنِيَهٗ بَيَانِ اس قسم کی الفاظ پرستی جسکے مترس جیسا
 قائل ہیں بیشک نہیں اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیح خبر الزمانی کے مخالف پائے
 ہیں تو اوسین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہیں جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہے اسکا نام خواہ کوئی مخالفت
 رکھے یا موافقت اور ظاہری کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور دوسرے الفاظ اور سنی پر غور
 نہ کرے گا اوس شخص کی ہرگز مبصرین اور محققین سے نہیں بن سکتی دونوں میں مخالفت حقیقی ہے نہ محض توجہ
 آہٹا ہے کہ اور حدیثوں میں تو مترس صاحب تطبیق دیکھتے ہیں حال آنکہ ظاہر حدیث کے بالکل غلط
 ہے اور یہاں تطبیق کی کچھ بھی توجہ نہ فرمائی فقط تیزی کی ضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کیا
 صحیح حدیثیں اور آیت کی طرف خیال کر کے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اوسکو کیسے بیان کرتے
 کہ اوسکے مذہب کے خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہیں تو ہر جگہ کرن فقط قاضی
 شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہیں حال آنکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا بیکار و بے
 اثر ہے مگر درحقیقت نہ اوسکے کسی قول کا اعتبار نہ فعل کا اپنے خیال میں جبکہ معتقد ہیں
 تقلید کسی حالت میں نہیں چھوڑنا خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا
 جانتے ہیں مان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے مانہیں لاندہ ہونکی طرح ہر
 الفاظ کی پابندی نہیں کرتے ہیں متکلم کے مقصود اور سنی کلام پر نظر رہتی ہے چراغ لیکے
 جیسے ہونڈتے ہیں پروانے چار دل میں ہے وہ شمع انجمن میں نہیں + **قولہ** جواب اسکا یہ ہے
 کہ جن حدیثوں سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہے وہ سب حدیثیں بحال ہیں نسخ نہیں کیونکہ
 ان حدیثوں میں اور عیاض بن ہمار کی حدیث میں یوں تطبیق ہو سکتی ہے **آہ** **اقول** انصاف
 کرنا کیا مقام ہے کہ مترس صاحب چونکہ ابن جوزی اور نو ابصاحب سے بھولال کی تقلید
 دس حدیثوں میں نسخ کو صحر چکے ہیں اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہوں ہرگز نو
 عمل نہ کرے گا ظاہری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہے کیا نہیں
 آئے ۱۔ اندیشہ کہ سنی مذہب سے منکر گاموں اس کے کہ اسلام کی امید اور عدم امید

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشور کا
 مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہے بخاری میں ہے عن ابن عمر قال قال صابر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یوم عاشوراء واکرم یومہ قلنا وفضل رمضان ترکہ وكان عبد اللہ لا یصومہ
 الا ان یوافی صومہ یعنی ابن عمر روایت ہے کہ ما روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دن عاشور کا اور حکم کیا روزہ اس کے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشور کا اور
 عبد اللہ بن عمر روزہ عاشور کا نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ ان کے روز کے ساتھ آجاسے انتہی ہر
 حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اس پر ہے کہ روزہ عاشور کا فرض تھا پھر اس کو ترک
 کر دیا صاف منسوخ ہونا اسکا ہی غرض اس حکم کے منسوخ ہونے میں کلام نہیں چنانچہ وہی
 حدیث بخاری سے بھی معلوم ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم یومہ قلنا وفضل رمضان ترکہ
 وفضل رمضان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شاء فلیصمہ ومن
 شاکم اقطع یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشور کا یہاں تک کہ رمضان کا روزہ
 فرض ہو ا پس فرمایا اپنے جو چاہا روزہ رکھے اسکا اور جو چاہے نہ رکھے اتنی پس آنحضرت صلی
 علیہ وسلم کا اختیار دینا اس پر ہے کہ پہلا حکم آپ نے منسوخ کر دیا مگر مترض صاحب خلاف
 حدیث غیر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث کو بحال سمجھتے ہیں اور بجز حدیث دانی اور علی
 باحدیث کا دم بھرتے ہیں کہ تعصی الیہ واکتت کل من صامہ ہذا لعمری فی القیامہ
 بدیعہ لو کان حکمک صادقاً لاکملتہ ان المؤمنین یحبون صیامہ قولہ جواب ہے کہ
 اس حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخر فعل اول کا نسخ نہیں ہوا انما قول بخاری میں ہے
 وانما یقصد بالآخر بالآخر من فعل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نہیں عمل
 اس جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی قال وصول الماسول من علم الماسول
 میں لکھا ہے اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے تو یہ ہونی چاہیے اور اگر قوی نہ ہو تو منسوخ
 کے ساتھ درجین برابر ہو وہ اول قول اول تو مترض صاحب کو سو ابی کتب نما صاحب ہے

نسخہ
 جامع
 صحیح
 بخاری

کتاب فی فضائل وادب رسول اللہ

بھویاں کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہیں ہوتی کہ اکثر اس کتاب میں اوغین کی کتابوں
 حوالہ پر کچھ دال میں کالا ہی حال نکلا اور ہزاروں معتبر کتابیں تقدیم متاخرین کی موجود ہیں اور طرہ
 کہ صرف نام کتاب کا لبا جو طرہ عبارت میں لکھ دیتے ہیں اور کہیں اس کے مصنف یعنی ذرا بچ پل کا
 نام بھولے سے بھی نہیں لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار تارہ گیا کہ لوگ سب گئے کہ کتاب میں
 اوکی بوجہ سائل مزدور اور کثرت غلطی کے پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئے خصوصاً جب کہ جناب علامہ
 جلیل فہرستہ مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی ام فیضہ الصوری المعنوی ان کے غلط فاحشہ اور
 مسائل مزدورہ کا ابراہیم النبی میں اعلان کر دیا ہے اور فی الحال بھی کتاب تبصرۃ الناقد کا رد لکھتے ہیں اور
 آئندہ بھی ان کا بیچا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلمی کھول دینگے تو ابھی دل ہی روتا ہی کیا یہ آگے آگے
 دیکھتے ہو تا ہی کیا یہ غیر ہمواس کیا وَلِكُلِّ مَبْطُلٍ حَقٌّ بِزَمَانٍ بن جانب لندہ ہوتا چلا آیا ہر وہی
 کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲۴ میں اس حدیث کے نسخہ ہوئی کی تصریح بھی تو کر دی ہے مگر عرض صاف
 قاعدہ اسکا دیکھ کر اعتراض تو کر دیا مگر نہ دیکھا کہ وہ میں ہی حدیث کو جسے عرض صاحب غم
 نہیں کہتے نسخہ لکھا ہے اور جبے نوں حدیثیں صحیح واقع ہوئی ہیں تو بجز فقط اس وجہ کہ یہ مسلم کی حدیث
 ہے دوسری صحیح حدیث کا وجود مساوات صحت کے نسخہ نہ ہو عین بی انصافی اور تکبر ہی خدا اور رسول
 کی طرف کچھ اس مرکا فرق نہیں کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی رجہ والی حدیث سے
 ترجیح دیجاکا اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جا اور باوجود صریح مخالفت و تصریح مضمون نسخہ کے اسکو
 نسخہ نہ کہا جائز بن جمالت و نادانی ہر بے نیات میں ان لوگوں کا خیال ہی تو دنیا معاملات کا کون
 ٹھکانا ہے کہ با آخرت ندارد کار کا دنیا شہم تباہ شود **قال** اور ایک شالطہ امام اعظم
 مقلد حدیث برچلنے والوں کو یہ بتائیں کہ صحیح بخاری میں بعض حدیثیں ایسی ہیں کہ وہ ہرگز لائق عمل نہیں
 نہیں چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ اتصال اسلام میں لکھا ہے کہ بخاری شریف میں بعض احادیث
 ایسی ہیں کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہیں جیسا کہ حدیث طوطی فی الدبر کی ابن عمر رضی اللہ عنہما بخاری
 واسطے تفسیرت نسباً و کہ حدیث لکھ فائز احسن نکم انی شہد انکے لاکھ ہیں اس جملہ لوہا

نفوذ باللہ معلوم ہوتا ہے **اقول** مترض صاحب کو اسوجہ مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے
 جواب میں شوری واقع ہوا کی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل نہیں یا یہی اور احادیث ہدایہ
 موضوع اور نسخ بتلایا اگر یہ عوی نکرتے تو کچھ بحث نہ تھی اسوجہ سے و بخون اس کلیہ کی انتقض
 کرنے کو ایک صورت بیان کر دی ورنہ وہ خود اپنی کتاب تصار الاسلام میں تصحیح کرتے کہ امام بخاری
 اسکے ہر قائل نہیں باقی رہا اس قول ابن عمر رضہ کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بخاری بخلاف دیگر بہتر
 معلوم ہوتا ہے جب تک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو اس پر اسکو محمل کرنا انسانی اولیٰ ہو ورنہ اسکا
 یہی جواب ہو سکتا ہے کہ امام بخاری کہ اسکا علم نہ ہو کہ ابن عمر رضہ کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہے یا ابن
 پہلے قائل جواز اسکی کے ہوئے ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح مستند قائل
 ہو گئے ہوں کیونکہ اونے و نون قسم کی روایت موجود ہے حدیث مرفوعہ جو اونے حرمت لواطت میں
 مروی ہے اسکو مترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کر دیا مگر اسکی جواز کی صورت بھی اونے
 مروی ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے وَقَدْ ذَهَبَ السَّكَنُ فِي الْخَلْفِ مِنَ الصَّحَابَةِ
 النَّبَاِ عَنِ وَكَانَ كُنَا مِنْ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَأَنَّ إِيَّانَ الرَّوْحَةِ فِي ذِكْرِهَا
 حَرَامٌ وَمَرْوِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَكَانَ فِي عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ الْقُرَيْشِ عَنِ الْمَلِكِ
 ابْنِ مَاجِشُونٍ أَنََّّهُ يَحْكُمُ ذَلِكَ حَكْمَهُ عَنْهُمْ الْفَرْطِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ بِمَعْنَى مُتَقَدِّمِينَ وَرِثَائِهِ
 صحابہ و تابعین اور ایسا اس طرف گئے جو تفسیر میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ زوجہ کو لواطت حرام ہے
 اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب بن عبد الملک بن ماجشون روایت ہے کہ زوجہ
 لواطت جائز ہے بحکایت کیا اسکو تفسیر قرطبی نے نقل کیا عجب ہے کہ اس روایت کے
 موافق امام بخاری روایت کر دی ہو اور مذہب سے اونکو معلوم نہ ہو آخر علقہ کا سماع
 باب اپنے سے بھی تو امام بخاری انکار کیا ہے حالانکہ صحیح مذہب یہی ہے کہ سماع علقہ کا ثابت ہر چنانچہ
 مسئلہ عدم کے جواب میں اسکو ہم بیان کر چکے ہیں باقی رہا یہ کہ جو حدیث امام بخاری لکھ دی کہ
 وقابل عمل ہے محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع ہے اس میں تو منسوخ حدیثیں بھی

کہ ایک کچھ مذہب بخاری

فتح البیان
 جلد اول صفحہ ۸۰

گڑھے تو ایسی ہی جانب چھل گئی پس ایک ناز بیٹھ کر پڑھائی پس ہم نے سچے آپ کے بیٹھ کر ناز پڑھی پس جب
 فوج ہو کر آیا کہ امام اس واسطے مقرر ہوا ہی تاکہ اوسکی اقتدا کی جائے جب کہ کھڑے ہو کر ناز پڑھے
 تو ہم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب کوع کرے تو ہم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو ہم بھی اوٹھو اور
 جب سبوح اللہ ملین پکڑا کہے تو ہم رکعتا لکھ لکھ کر امو اور جب بیٹھ کر ناز پڑھے تو ہم سب بھی بیٹھ کر
 ناز پڑھو کہتا حمید سخی کہ فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب امام بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ کر ناز پڑھو
 یہ قول مرض سابق میں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھ کر ناز پڑھی اور آدمی پیچھے
 آپ کے کھڑے ہوئے تھے نہیں حکم کیا اور کو بیٹھے کا اور نہیں عمل کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم پر اتنی پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہیں
 اسبطح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قابل ہیں اگر اب بھی مترض صاحب مانیں تو اسکا کچھ علاج ہوتا
 ۵ ہر دم آزدگی غیر سبب لہجہ علاج ۵ اسبطح صوم عاشور کی حدیث بخاری کی منسوخ ہے
 غرض بہت حدیثیں بخاری اور مسلم کی جمہور کو نزدیک منسوخ ہیں مگر مترض صاحب یہ کہے جائینگے کہ ہر حدیث
 بخاری کی قابل عمل ہے غرض منسوخ احادیث کے ہونے کے کچھ صحیح حدیثوں میں قیامت لازم نہیں آتی
 صحیح ہونا اور شری ہو اور منسوخ ہونا اور امر ہو **قال** مترض صاحب کہ مذہب حنفی کی کتابیں مجھے
 دیکھ لیتے تو بخاری پر بھی اعتراض کرنے لیکر کیا کریں انھوں نے تو اپنی آنکھیں اور زیر کان بند کر لیے
 ہیں ۵ آنکھیں اگر بند ہی ہیں تو پھر دن بھی رات ہو وہ اسید قصور کیا ہو سبلا آفتاب کا ۵ برخلاف
 مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفی ہی ہے حال ہی خانیچہ امام طحاوی کی
 حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہے لکھتا ہے خانیچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۶۰
 میں بردوی اصغر بن القاسم عن عبد الرحمن بن القاسم قال ما احدثت احدا ان اقتدا
 بہ فی دینی مثلاً فی انہ سأل عینی وطی المرأة فی دبرھا ثم قرأ النساء وکما حوت لکم
 ثم قال قاتلوا ابن من هذا یعنی روایت کی اصغر بن فرج نے نقل کی اسے عبد الرحمن
 ابن قاسم سے کہ انکو نہیں پایا اپنے کسی کو کہ اقتدا کرو نہیں سنا تمہارے پیچھے روئے ہو کہ کون

بیچ اوسکے تحقیق وہ حلال ہے یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دہرین بھر پر بھی یہیت عورتین تمہاری
 کہتی ہیں تمہاری بھر کہا پس کسی چیز بہت ظاہر ہو اس سے صریح دلیل ہے کہ خفیہ کے نزدیک عورت
 دہرین میں حلال ہے **اقول** جب معترض صاحب بجا صاحب بنصار الاسلام کے کچھ
 نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندوچہرے کی اصالت پر آگے بیٹھ گئے کہ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ علیہ
 لکھتا ہے کہ لگا کر چہ جواب تیری تیری دندان شکن اس بی ادبی اور بیوہ کی کا ہمارا پاس موجود تھا
 وہاب مذہب کے خلاف مجھ کو اس زبان فلم کوڑ کا اور اسپر کل کیا ہے کی گزیر ہوگی دریا سے جا بہ قیل
 تو مبالغہ کا نام دندان گرچہ سنگ پائیت گزیرہ اور وہی اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا
 جو خفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نہایت حق اس امر قبیح کا تھا
 تھا امام طحاوی حکایت اگر کیا کہ قول ابنی کتاب میں بیان کریں تو او کا قائل ہونا کمان سے بھا گیا ورنہ لازم
 آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے خفیہ کے اقوال اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں سب کے معترض صاحب ہی
 قائل ہیں اور قرآن اور حدیث اور تفسیر میں برابر مخالفین کے اقوال موجود ہیں اوسکو نقل کرے یا اسے کا
 مذہب کہنا اس سے بڑھ کر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف میں تو ان اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی
 موجود ہی پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب پنا مذہب نہیں الینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل
 کفر کفر ناسد سے بھی کان آشنا نہ ہو دیکھو اب صاحب میر جو بال نے اوسی تفسیر البیان کے صفحہ
 مذکور میں لکھا کہ **وَيُؤَيِّنُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَنَافِعُ بْنُ عَمْرٍو وَحُجَلُ بْنُ كَعْبٍ بِالْمَعْرُوفِ**
وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ الْمَكْرِجُونِ أَنَّهُ يُجَوِّزُ خُلَاكَ یعنی سعید بن مسیب و نافع اور ابن عمر رضوانہ
 محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون یہ روایت ہے کہ وہی فی الدرب جائز ہو اتنی پس اسکو
 صاحب تفسیر البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہی اس طرح خفیہ شافعیہ اور
 مالکیہ کے اقوال کو اور شافعیہ خفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابوں میں برابر نقل کرتے چلے آہیں
 انکو قائل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہی صاحب تفسیر فتح البیان نے اسی نام میں ہے
 صاحب کے ہیں جو کہ امام مالک بھی یہی ہے ان کے جواز کو نقل کیا ہے اسکی سند کیونکہ امام طحاوی

خفیہ کی ایک حدیث و نسبت و غیر

خفیہ کی ایک حدیث و نسبت و غیر

انکشاف میں فی ظلال کمال الشافعی کا نقل علی بن محمد نے فی مسئلہ کتبہ میں کتبہ یعنی اور تحقیق
 حاکم اور طبرانی اور خطیب اویسی امام مالک کی طریقت کے ساتھ اس پر جو کو روایت کیا کہ جو وطی فی
 الدبر کے حلال ہو تو مقتضی یہ حال انکا کسی سنا دہن ضعف ہو تو روایت کی امام محمد اور
 احمد علیہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق انھوں نے سنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ فرماتے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حالت پرست میں کوئی روایت صحیح اور نہیں ہوئی
 اور قیاس پر کہ جس کی اصل بطلان اور تحقیق روایت کیا اس کو ابو بکر خطیب نے کہا ابن اصبغ نے کہ نہیں
 ٹھاتا تھا بیچ اس اللہ کی کہ وہی اس کے دوسرے کہی سمجھو نہیں پر میرا یہ تحقیق کہ جھوٹ باندھنا
 ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس سلسلہ میں اس واسطے کہ امام شافعی نے اپنی شخصوں کو نابینا بنانا
 تصریح کر دی کہ وطی فی الدبر حرام پر انتہی اور وہی تفسیر البیان میں بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا
 کہ اگرچہ یہ حدیث صحیح علی قولہم یعنی اور جابر نہیں کیوں دان لوگوں کے اقوال پر عمل کرے پس
 سب کسی سے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کر دی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہے اور اس کے جواز میں
 بعض ضعیف راویوں کے قول پر عمل کرنا چاہیے تو پھر کوئی جاہل اور گھوٹلا اندھا بھی اس سے کچھ کیا
 کہ ان عبارت تو لے کر مضمون ناقض کا مذہب ہو اور حنفیہ کے قائل ہیں مگر مترض صاحب کی کھوت
 تو خون فاسد نصیب اور تر کیا اور نزلہ حسد کے کاغذ داغ میں نزول اجلال فرمایا حق و باطل کے نور
 ظلمت میں اٹھانے اور تر مٹھنے سے پہلے اولٹ کر اوٹھیں پر صادق آیا آکھیں اگر نہ دیکھیں
 تو پھر دن بھی ظلمت ہو اس میں اور کیا ہو صلا اقرار کیا **قال** اور یہی باعث ہے کہ حنفیہ جو شکی
 دہر میں وطی کرنا اس پر دوا دہے کہ قائل نہیں ہا پھر نفی شرح ہدایہ میں لکھا ہے **انما قول**
 حدیث کا لازم نہ ہو اس کو مستلزم نہیں کہ منہل حرام بھی نہ ہو سیکھوں فعل حرام میں مگر وہ نہیں نہیں
 چنانچہ پیشانی انسان کا پینا سیکھنے نزدیک کسی مگر حرام نہیں کہ سیکھنے نزدیک نہیں کی اگر شراب پیکر کا تو
 بیشک آجائگی اور نسبت ارتحاف فعل مذکور کے خود صحابہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ نزدیک
 اگرچہ صلا غلام کو سیکھنے نزدیک ہوا اور سیکھار دینا اور سیکھنے نزدیک بن یہاں کہ اگرچہ تھوڑا سا

کشف الکیفہ و البیان
مؤلف: ابن کثیر

تس اگر اس میں حد لازم ہوتی تو صحابہ سے یہ قول مروی نہ ہوتا البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص پر نذر لازم
ہو بلکہ نذر یا مار ڈالنا بھی جائز ہو اور حد شرعی کہیں شرع میں ثابت نہیں فقہ میں کہیں اس فعل کو جائز
نہیں لکھا مگر سترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ میں حرام سمجھتے
ہیں پس لا محالہ او کو اس کے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئیں اور یہ نہ کہیں کہ بہر بات
بخاری کی قابل عمل ہو ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض اور پھر جم جائیگا ٹائے نہ ٹلیگا
چرا کاری کن عاقل کہ باز آئیے ایمانی **وقال** است محمد علی اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ بخاری اور
مسلم کے بار صحت میں اور قوت عمل میں تمام جہان میں کوئی کتاب نہیں ہے چنانچہ کہا شیخ الاسلام
نے شرح نخبۃ الفکر میں **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہوا **الرجال الذين يثبتون**
من رجال مسلم اكثر عدد من الرجال الذين يثبتون من رجال البخاري یعنی
یعنی بخاری کے رجال جن میں کلام کیا گیا ہو مسلم کے رجال میں زیادہ ہیں اور جن جن میں کلام کیا گیا ہو
بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح نخبۃ الفکر میں ملا علی قاری اسی مقام میں لکھتے ہیں **فان الذين**
انفردوا بجمعهم اربع مائة وخمسة وثلاثون رجلا والمتمكنون منهم بالضعف نحو
من ثمانين رجلا والذين انفرد بهم مسلم ثمانمائة وعشرون رجلا والمتمكنون
فيه منهم مائة وستون رجلا على الضعف لذا ذكره الشيخاوى في شرحه
الکفیه العرکوی یعنی وہ لوگ جسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہے چار سو پینتیس آدمی ہیں جو ان میں
ضعیف راوی ہیں وہ قریب آسمی آدمیوں کے ہیں اور جن لوگوں نے فقط امام مسلم نے روایت کی وہ
چھ سو اور بیس آدمی ہیں اور ضعیف ان میں سے ایک سو ساٹھ شخص ہیں دو نے اوس سے
اسی طرح ذکر کیا اس کو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی میں انتہی غرض کتاب بخاری با اعتبار
بازہ صحیح ہے اس پر اکثر نے اجماع کر لیا ہے اس کو ہم بھی تسلیم
کرتے ہیں مگر یہ کہ ہر حدیث کی سیکی حدیثوں سے گو وہ کیسے ہی صحیح ہوں بازہ صحیح
قابل محبت ہو قابل تسلیم نہ

چاہے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات غلابہ یہ تو بخاری کے ساتھ
قرآن کو بھی نہیں مانتے نہیں اور اس کے مقابلہ میں انصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہیں جاہل
یہ انکی زیادتی ہوتا ہے **اللہ کا یحییٰ بالمتحدین** یعنی تحقیق حق تعالیٰ سے تباہ اور کفریہ والوں کو دوست
نہیں رکھتا **قولہ** اور ایک خالطہ امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر علینہ والوں کو
یہ یا یہ کہ بخاری میں ہے کہ اگر شراب میں مچھلی ڈال کر ذرا دھوپ میں رکھ کر پے تو درست ہے **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہیں پس انکو شراب کے کسر کہ میں کچھ بھی کلام
کرنا نہیں چاہیے اور بلا چون و چرا تسلیم کر لینا مناسب ہو ورنہ اس کے قاعدہ کے خلاف ہو اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہیں اسکو امام بخاری شیون درج کیا **قال**
لیکن انھوں نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابوں کا تو کوئی باب بھی ایسا نہیں ہے جو
پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزار مسائل میں جو امام اعظم اور اس کے شاگردوں نے ابو یوسف اور
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپس میں اختلاف ہے
ان میں سے کس کو بچا جانا چاہوے اور کس کو سچا نہ جانا چاہوے اور کس کو خدای تعالیٰ اور اس کے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کس کو نہ سمجھا جاوے **ذرا بتلا تو متجھے اقول** کیا خوبی یا غور تو
کچھ کہ تمام کتابیں اس پر ہیں کہ ہر حق چاروں مذاہب میں دام ہے اور ہر امام حق پر ہے اختلاف کا
منافی حقیقت کے نہیں ہو سکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو اسے کیواسطے موجب رحمت ہے اور علماء
امام بخاری قرآن حدیث کے ہرگز مخالفت نہیں کرتے معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابوں کا کوئی
باب بخاری میں ہے جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور بوج و بادر ہو ایسا واسطے کہ جسے
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب میں جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اسکا قابل عمل کے تھا
اور اسکو حدیث کے خلاف سمجھتے تھے شرح و بسط کے ساتھ یا ہی اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن
حدیث سے بتلایا گیا ہے اسکا قابل عمل کے نہیں ہیں اگر نہ وافق اعتراض معترض صاحب کے متلا
قرآن و حدیث کے ہر مسئلہ کو اس کے ساتھ اختلافات تعالیٰ پر محبت میں شک کیا جاوے

مشن یہ مذہب و اس کا

کہ جس کو کہیں اور جھوٹا کہیں تو بعینہ وہی تقریر مسترض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی
 جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کا آپس میں
 اختلاف ہی نہیں ہے کہ یہ سب جانا جاوے اور کہو چاہنا چاہو اور کہو غرضی تعالیٰ اور اس کے
 رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کہو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلاؤ دیکھیے تو مسترض صاحب کی کجی
 جو کجی کیوں ایسی تقریر یعنی اور ایراد یعنی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
 بات کا الزام آپ وٹھاؤ اور بغیر سکوت و خجالت کی کوئی جواب و سکا بنج آوے **سے** جان زن خود
 جزدہ خود کردہ را در مان نیست و اور باقی اعتراضات مسترض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق میں لکھے
 ہیں سب مکرر میں دھوکا دینے اور کتاب بڑھا گئے واسطے پھر اون مسائل کا اعادہ کیا ہی سب کا جواب
 باصواری تفصیل تمام قرآن و حدیث کے اپنے اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہیں بیان حاجت مکرر جواب دینے کی
 نہیں چاہتا تھا کہ جسے جوابات حصہ اول کتاب بغیر میں لکھے باقی مسترض صاحب نے جس عبارت التماس میں
 وعدہ کیا ہے کہ حصہ دوم بعد ختم جلد ثانی مسائل بلوغ المبین کی تالیف کیا جائیگا سو ہم غلط افہامی عدل ہیں
 جو وقت حصہ دوم چھپ کر یا رونے کے ملاحظہ میں آئیگا تو اگر دوسرے بھی جواب کافی او سکا بنا کر
 حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بجا خلافت تہذیب میں نہیں اندراج
 نہ ہائیگا بشرطیکہ او دوسرے بھی ایسا ملحوظ خاطر رہے **سے** لاندہ جو مذکور ہے

ہیں ہم شہنشاہ و تاجیون کو کرتے ہیں ہم ہوشیار

آب ہنسے سب شہر اسکا مذہب جواب میں

ورد کرینگے ہم بھی وہی اختیار اب

وَ اخْرُجْ عَوْنًا اِلَى الْحَدِّثِ

اَلْعَالَمِ الصَّلَاةُ عَلٰی

سیدنا محمد و آلہ

پس قیاس کرے اور قیاس اس کا غلط ہو تو اس کے واسطے ایک ثواب ہوا انتہی کو نیز قیاس کا سنت نبوی ہوا اس
صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہر عن شُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ
إِلَى الْيَمَنِ قَالَ كُنْتُ قَضِيًّا إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ أَقْضُوهُ بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ
قَالَ فَيَسْأَلُ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ اجْعَلُوا بَرَأً بِي وَلَا أَلُوْهُ فَضَرَبَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ أَتَجِدُ اللَّهَ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ
بِمَا رَضِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ يَعْنِي مَسَاذِينَ بْنَ جَبَلٍ صَحَابِي
فَرَمَاتُ بْنُ جَبَلٍ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا مجھے کس طرح حکم کرنا تو
جب تیرے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا میں نے حکم کرو گا کتاب اللہ سے فرمایا اگر ناپاوے تو کتاب
اللہ میں اس کا فیصلہ یعنی جواب صریح اس کا عرض کیا میں نے حکم کرو گا سنت رسول اللہ سے فرمایا
اگر ناپاوی تو جواب صریح اس کا سنت رسول اللہ میں عرض کیا میں نے اس وقت اجتہاد کرو گا اپنی رائے
سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کر کے مسائل کا استنباط کرو گا اور نہیں قصور کرو گا
اور میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کر کے ماتہ اپنا میرے سینہ پر تھپکا اور فرمایا شکرتی
اللہ کا جس نے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اس امر کی جس سے راضی ہو گیا، ول اللہ کا تہ ایت
کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوئے
اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہیں ہو سکتا یعنی اس طرح
کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہیں کہ جن کا استنباط کرنا حضرت مجتہدین عظام کے
ساتہ خاص ہو گیا وہ وہم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی او ان
میں کہ نئے جواب صریح اس کا قرآن و حدیث سے وہم یہ کہ جب بنایا مجتہدین نے جواب ہزاروں
مسائل کا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا او انھوں نے او ان مسائل کے جواب کو قرآن و حدیث اور
امت و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ میں داخل اور لائق عمل کے ہیں یعنی جن تک کہ پہلو کا
مخالف ہونا کسی نص ہر یک غیر مؤول وغیر منسوخ وغیر حارض کے بغیر لیکن نہ معلوم ہوا جوے تو
وہ سب مسائل معمول بہ ہیں اور کتب اصول میں مذکور ہو کہ اجماع امت کا شرعی قیاس پر عقد ہوا ابو
بھی آیکر یہ لعلہ الذین یستنبطونہ منہم آہ اور آہ فاعتمدوا یا اولی الابصار کو منسیرنا

واسطے شریعت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن و حدیث کو کافر کہا ہی اور اس طرح حالِ عجم
اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندقہ ہے دوسرا مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں
کہ ہم سوای قرآن و حدیث کے اجماع کو نہیں مانتے سوا انھوں نے خلافت کیا ہی ان احادیث کا لاجتماع
اُتھنی علی الضلالت یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور فساد ہی
نہوگا اور فرمایا بئذ اللہ علی الجماعۃ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اشیعوا الشواذ العظم
فصرشد شد فی النار یعنی ہر وہی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جاہر بہت لوگ ہیں ان کی راہ پر چلو جو کوئی
اس جماعت اعظم سے الگ مجاہد داخل ہو گیا وہ دوزخ میں اور ظاہر ہے کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانوں کا
مقلدین چار مذہب کے ہیں جس مذہب کو چاہو اختیار کر لو کہ حق انھیں چار میں داری ہو اور جو ان سے نکلا وہ
دارۃ اہل سنت و جماعت سے باہر ہے اور بھی سنن داری میں حدیث وارد ہے ولیکن احد یضار و الجماعۃ
شیبرا فیموت الکلمات یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہو کر گیا تو جاہلیت کی موت
مرا تھی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَیَقْبِضُ عِیْذُ سِیِّئِ الْمُنِیْنِ
نُؤْلَہِ مَا تَوَلَّی وَتُصْلِحُ جَوَہِرُ سَآءَاتِ صِیْرَ اَمِیْنِ جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانوں کے
تو ہم اسکو اوس راہ ضلالت پر کھینکے اور ڈال دیں گے اسکو دوزخ میں اور وہ بہت بُری جگہ پہنچا ہی
موضع القرآن میں مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانوں کی جماعت چرہ ہے چوری راہ بکری وہ جاپڑا دوزخ میں پس جس بات پر امت کا
اجماع ہو او ہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالیٰ نے راہ اجماع
مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی و بعد سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہاء
اہل بیت کو حجت اجماع پر سندا لائے ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب شہید نے بھی ایضاً الحق میں اسی
کو دلیل اجماع کی قرار دی ہے وَیَزِیْرُ اَیْمٌ وَکَلَامٌ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَنَسَطْنَا لَکُمُ النُّجُودَ اَشْهَادًا عَلَی النَّاسِ اَوْرَثَ
کُنْتُ خَیْرًا مِّنْکُمْ اُخْرِجَتْ لِّلنَّاسِ ہِی اجماع کی حجت ہے دلیل واضح ہے پس شرع میں اجماع وجہ قطعیت ہے
اور منکر حجت قطع کی مثل و افضل سے تر ہے کہ ہر اور منکر اجماع قطع کا بالاتفاق کافری اور منکر اجماع ظنی کے کفر میں اختلاف
ہی کذا فی کتب الاصول تمیہ مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نماز میں بعد قرات الحمد کے ہمیں پکار کر کہنی
چاہیے سوا انھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو شند امام احمد گوشتند ابو داؤد

در جماعت قرآن

در جماعت قرآن ثابت ہے

در جماعت قرآن ثابت ہے

در جماعت قرآن ثابت ہے

وعلی السی وشدیدی وشدیب الآثار ودارقطنی وشمس طبرانی وطحی شرح موطا وشدیدی
 بسناد صحیح ورجحان فاکل بن زید بن جحیر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا يا كرم المفضل
 عليهم ولا الضالين قال امين واخفاها صوته يعني وائل بن حجر سے روایت ہے کہ ماتہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پڑھتے تھے تو آمین کہتے
 کھی انقی اور نیز خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو صحیح ترمذی میں ہے اور روایت کیا اسکو امام احمد جبل والہ اور
 وطیسی والہ ابلی نے اپنی مسابہ میں اور طبرانی نے معجم میں اور دارقطنی نے ابی سنن میں اور حاکم مستدرک
 میں اور حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے اور اگرچہ کچھ کلام ہو شعبہ میں کہ ایک راوی ہے اس حدیث کا تو کہتے ہیں
 یعنی شہد بخاری اور تفسیر ابن حجر کہ ان دونوں نے شعبہ کو امام الحدیث لکھا ہے چنانچہ وہ صحیح ہے
 عن علقمہ عن وائل بن زید عن ابي جحیر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا يا كرم المفضل
 لا الضالين فقال امين وخفيص بها صوته يعني روایت ہے علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرنے
 ہیں ایسے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور مستدرک
 کہا اسکو اور علامہ الوالیحاسن شارح ترمذی کی کتاب نور الکرام میں سے وعن شعبه عن سلمة بن
 كهيل عن علقمة عن وائل بن زید قال قلت لابي جحیر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا
 قال وكذا الضالين قال امين وخفيص بها صوته يعني روایت ہے شعبہ سے وہ روایت کرتے ہیں سلمہ
 بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہیں علقمہ سے وہ روایت کرتے ہیں وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی پس
 پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آمین ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتھ
 آواز کو یعنی آمین آہستہ لی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے
 آواز کر کیا اس حدیث کو ابولیس نے اپنی مسند میں اور جرانی نے اپنی معجم میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور
 امام احمد نے اپنی مسند میں اور بعض روایت میں جو بجای خفيص بها صوته کے ملتا ہے صوته آیا ہے جو
 معنی اسکے محدثین نے اٹھا لیا یعنی دراز کیا کہ لکھے ہیں اور بعض محدثین نے بڑے مدعا رضی جو اول کلمہ میں تاکر
 یا آخر کلمہ میں ملا لیا یعنی یہ مدعا بل حذف کے ہی نہ مقابل خفيص کے بہر حال اس سے جزم نہیں ثابت ہوتا ورنہ
 امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح میں درج کرتے اور
 اول احادیث سے جو اسکے سفیر طلب نہیں تعرض کرتے یا اس میں کوئی ایسی علت قاعدہ تھی جسکے سبب سے

تفسیر ترمذی

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایات میں دفعہ خاصی تکرار ہوا اور ہزاروں کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے یا تفسیر
 المعنی یعنی بعض راویوں نے مدنی میں رفع کے ساتھ کی ہو حال آنکہ مدنی کے معنی اطلالت کے ہیں یا غلطی
 جیسا کہ مذکور ہو چکا اور بار بار بالفرض معنی رفع کے بھی تو مراد اور سب سے اتنا بلند کیا کہ اول صف میں
 آویسوں نے تین سٹن لی اور یہ سٹانی اخلا کے نہیں اس واسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہو کہ نماز سر زمین بھی
 قریب کے تقدیر امام کی قرات سے لیتے ہیں اور موبد اسکی حدیث ابو ہریرہؓ جو مروی ہے منین ابو داؤد
 بن اور نزار سپر آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہیں کہ یہ حضرات احضای آئیں کرتے تھے چنانچہ تہذیب الاما تین
 طبری روایت کرے ہیں ابو بکر بن عباس سے وہ ابو سعید سے وہ ابو وائل سے کہا اوخون نے کہ نہ تھے عمر اور
 علی نہ جہ کرنے والے ساتھ بسا اوقات اور آئیں کے اور ہمارے حضرات علقین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر
 کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب میں کہ نہیں بن پڑتا تو اس حدیث کی اسناد میں خواہ مخواہ کوئی خدشہ
 علت ضعف و غیرہ کا پیدا کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہیں ہونظر بان اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس
 حدیث وائل مذکور خضض بہا میں یا سلطو خدشہ کریں کہ اسکی سند میں راوی علقیہ اور اسے اپنے والد
 نہیں سنا جیسا کہ تقریب میں یہ علقہ بن وائل بن علقم یقیناً مسلمہ و سکون الجلیل الحضرۃ الکوفی
 صدوق الا انما لک یستم من ایسی تیس سند مذکور مخرج ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتیاج
 نہ رہی سو جواب اسکا کئی طرح سے ممکن ہے اول تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث
 مراسکے حجت ہو نہ ملکہ راوی اس کے نقد اور عادل ہوں جیسا کہ کہا ہے امام ابن ہمام نے کتاب السیوطی
 فصل کیفیت حدیث میں ان الاقطاع عندنا داخل فی الارسال عندنا لکن الشواذ اودلما ہر کہ
 راوی اس حدیث کے ساتھ اور عادل ہیں و ہر اس جواب یہ کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب میں ہم
 سماع علقیہ کے قائل ہو گئے ہیں مگر یہ قول انھا مشہور علما کے خلاف ہے بلکہ وہ حسب تحریر حافظ ابن حجر کے او
 مقامات سے تو سماع علقیہ کا ثابت ہوتا ہے پس نفی سماع علقیہ کی تقریب میں محمول ہوگی اونکے عدم اطلاع
 یا کلام غیر کے نقل کرنے پر اس واسطے کہ اثبات مقدم ہے نفی پر چنانچہ خواہ حافظ ابنی کتاب تہذیب التہذیب میں
 ترجمہ علقہ میں لکھے ہیں حکم العسکری عن ابن مبین انہ قال علقہ بن وائل عن ابيہ یعنی علقہ
 کی عسکری نے ابن مبین سے اس بات کی کہ کہا علقہ بن وائل نے اپنے باپ سے اور بھی انھوں نے بلوغ الاما
 بالیفت الملوین نسبت حدیث وائل صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان یسلونہ عن الاما

تفسیر ترمذی

لکھا ہوا کہ ابو داؤد باسنہ صحیح یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ
 پس حکم کرنا حقاظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہے اس بات کو کہ یہ حدیث
 متصل ہے مرسل اور منقطع نہیں اور واقف سنن ابو داؤد کو معلوم ہے کہ یہ حدیث ابو داؤد میں طریق علقمہ
 عن ابیہ سے مروی ہے اس کلام سے واضح ہو گیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی وہ ہے جو بوجہ تحریر فقہیہ
 بیان بھی حکم دیتے اور صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح علقمہ کے عیادت
 تہذیب کی کتاب القول الحجازی میں سقوط الحدیث بخارج الحجاز میں موجود ہے جس کا جی چاہتہ دیکھ لے کہ شکوہ
 فاضل علیہ جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام فاسدہ
 و فرہ و نابیہ کے تصنیف فرمایا ہے اور جوابات و مذاکران شکن سے لاندہ سونے کے مطاعن بجا کو یک قلم اوٹھا یا ہے
 ان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں بنایا اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
 تو باجماع صحیح متحقق ثابت ہے جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع میں کتاب الحدیث کے باب ماجاء فی المرأة
 میں بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہے طریق علقمہ سے لکھتے ہیں **عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ بْنِ خُضَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ**
وَهُوَ الْكَبِيرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَائِلٍ وَابْنِ عَبْدِ الْجُبَّارِ بْنِ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ یعنی علقمہ بن وائل نے
 حجرتے اپنے باپ سے سنا ہے کہ بڑا بڑا ہے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے
 باپ سے میں سنایا ہے اور یہی باپ صحیح مسلم کے باب وجوب ملائمت جماعۃ المسلمین عند ظور الفتن کے شروع میں
 حدیث **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي اسْمَاعِيلَ عَنْ عِلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ** نا حضرت محمد عن ابیہ
 وارد ہے اور ظاہر ہے کہ امام مسلم اصول میں کوئی حدیث منقطع نہیں لائے ہیں پس لے کر نزدیک بھی سماع کا
 اپنے باپ سے ثابت ہے اور یہ حدیث متصل السند ہے اور اسمین لفظ حدیث بھی الفاظ سماع سے آیا ہے
 اور بھی مختار کا بر محمد بن کا مثل امام بخاری و اسمعیلی و ابن عبد البر و جزیری و ابوالحسن شارح
 ترمذی و قاسم بن قلوب و بنا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ سے اپنے والد سے اور یہ حدیث
 بھی اخفا کے مؤید ہے **عَنْ أَحْسَنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ جُنْدَبٍ وَعُمَرُ بْنُ حَصَيْنٍ تَدَاكَرَا فَعَدَّتْ**
سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَنَتَيْنِ سَكَنَتْ إِذَا الْكَلْبُ
وَسَكَنَتْ إِذَا فَرَعٌ مِنْ فِرَاعَةٍ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الْغَائِلِينَ فَعَفَفَ ذَلِكَ سَمُرَةُ وَأَبُو الْكَرْبِ
عُمَرُ بْنُ حَصَيْنٍ فَلَتَبَا فِي ذَلِكَ إِلَى أَبِي بَنِي كَعْبٍ فَكَانَ فِي كَهَابِهِ إِلَهُمَا أَوْ قِيَمَهُمَا أَنْ سَمُرَةُ قَدْ

سماع مختار کا سماع علقمہ سے اپنے باپ سے

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی ماکو
 آہستہ کی اذکار کا ذکر کیا ہے اِنَّ خَفِیْکَ اَوْ فَرَمَا یَعْبُدُ بِنِ سُوْرَتِ اَرْبَعٍ یُحْفِیْہُمْ
 اِلَیْہِ مَا مِمَّ التَّعَوُّذُ وَاللَّتَاءُ وَالشِّمْبُہُ وَالْکَلَامِیْنُ کَمَا تَقْلَعُ فِی فِتْحِ الْقَدْرِ یعنی چار ذکر امام
 آہستہ کے اَعُوْذُ اور شَیْءُکَ اللّٰہُ اور بِسْمِ اللّٰہِ اور اَمِیْن اور اس بحث آئین بالا خلا کو ہم نے صفحہ
 ۲۴۲ سے صفحہ ۲۶۳ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہے جس جگہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ
 اور آیات قرآن شریف کو بجا بی مسلما نو نے ملاحظہ کیا تو بابا پنے لو نمین انصاف کریں کہ آئین
 آہستہ کہنے میں غلو ص اور عاجزی زیادہ ہی یا بچار کر کہنے میں افسوس کہ اس زمانہ نے اسکی تصدیق
 کردی کہ رکعت کو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہیں ہوتی مگر آئین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام
 ہوتا ہے۔ **ترجمہ** یہی کعبہ ای اعلیٰ کہیں رہے کہ تو میری برکت سے **چوتھا سالہ**
 غیر تقلیدین کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنا چاہیے حال آنکہ انھوں نے اس سالہ میں خلاف کیا ہے ان احادیث
 صحیحہ کا کہ جسے رفع نہ کرنا ثابت ہوتا ہے **عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ اَکْثَرُ اَصْلَکُمْ**
صَلُُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلَّی فَلَہُمْ یَرْفَعُ یدَیْہِ اِلَی الْاُیُوْلِیٰ وَلَہُمْ یَعْنِیْ عَلَمَہُ
 روایت ہے کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ بڑھاؤں تمکو نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پھر ٹھہری نماز پس اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولیٰ کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہے اور کہا
 ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث برابر بن عازب سے بھی آئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور تسلیم
 قبول کیا ہے اس حدیث کو بہت سے علما اور صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہے سفیان ثوری اور
 اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہ اور اوٹھائے اتنا کہ تمام ہوا کام ترمذی کا صحیح ترمذی میں اور ابو داؤد نے
 تو باب غتقا کیا جدا گانہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز میں اول ہی مرتبہ ہے اور روایت کی علت یہی ہے
 حدیث اور روایت کی ابو داؤد نے ابو سفیان اور برابر بن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ ہی شد
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّہُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ اِذَا اَفْتَحَ الصَّلٰوۃَ
رَفَعَ یدَیْہِ اِلَی قَرِیْبَ مِیْنِ اَذْنِیْہِ لَکَ یَعُوْذُ یعنی روایت ہے برابر بن عازب سے تحقیق رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ بسوخت شروع کرتے نماز کو اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے قریب کانوں کے پڑھاؤ
 نہ اوٹھائے ساری نماز میں ہاتھی جیسا انصاف ہے کہ یہ ۱۰۰۰۰ مرتبہ صحاح ستہ کی ہیں اور

سالہ چارم عدم رفع یدین کا

فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْكُوفَةِ وَعِنْدَ الرُّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا جِلَّ لِلَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْءٌ فَقَالَ كَيْفَ لَمْ يَصِحَّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الرَّهْزِيُّ عَنْ سَالِمٍ
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا أَفْتَحَ الصَّلَاةَ
 وَعِنْدَ الرُّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
 وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ
 يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاخِ الصَّلَاةِ وَلَا يَعُوذُ لِنَفْسِهِ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أَحَدُ تَابِعِي
 الرَّهْزِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَقَوْلُ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ كَانَ حَمَادٌ أَفْقَهُ مِنَ الرَّهْزِيِّ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ
 أَفْقَهُ مِنَ سَالِمٍ وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُونِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ وَإِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ حُجَّةٌ
 وَلَهُ فَضْلٌ مُحْكَمٌ فَالْأَسْوَدُ لَهُ فَضْلٌ لَيْسَ بِدُونِ عَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ اللَّهِ فَسَكَتَ الْأَوْزَاعِيُّ
 یعنی حارثی نے اپنی سند میں روایت کی کہ کہا حدیث کی ہجو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے
 اور اسکو حدیث کی سلیمان بن شاذان کوئی نے کہ سنا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے
 کہ ایک روز جمع ہوئے امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی مکہ منظمہ میں درمیان دارنا طین کے کھائے
 امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیوں نہیں کرتے ہو رکوع اور قومہ میں نماز کے
 کہا امام ابو حنیفہ نے کہ نہیں جو اس باب میں کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکہ نہیں صحیح
 کہ حدیث کی ہجو زہری نے اسکو سالم نے اسکو اس کے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے
 پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ حدیث کی ہجو حماد نے اسکو ابراہیم نے اسکو علقمہ اور اسود دونوں نے
 روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھوں نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اٹھاتے تھے
 دونوں بات اپنے مگر شروع نماز میں پھر نہ اٹھاتے ساری نماز میں پھر کہا اوزاعی نے حدیث کی میں نے
 ہجو زہری سے کہ وہ میرے استاذ ہیں اس نے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو
 حدیث کی ہجو حماد نے اسکو ابراہیم نے اسکو اسود اور علقمہ نے ان دونوں کو عبد اللہ بن مسعود
 پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم بڑے فقیہ ہیں سالم سے اس

ملقبہ تھا ہستین عبد اللہ بن عمر سے کم نہیں اگرچہ ابن عمر صحابی ہیں اور واسطے ان کے فضل صحبت پر
 در اسود کی تو بڑی بزرگی ہے اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہیں ان کا کیا کہنا پس جب ہو گئے
 امام اوزاعی اسکے جواب میں اور غالب آئے امام ابو حنیفہ حجت میں اور یہ قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
 اپنے رسالہ انصاف میں لکھا ہے اور کفایہ شرح ہدایہ میں بھی اس طرح مرقوم ہے اور نیز معارض پر حدیث رفع
 برین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں لکھا ہے
 حَدَّثَنَا ابْنُ دَاوُدَ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ سَفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
 لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَلَاوُذِهِ ثُمَّ لَا يَعْبُودُ يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ مَكْرَانَ ابْنِ ابْنِ دَاوُدَ
 لَمَّا وَنَحْنُ لَمْ نَكُنْ حَدِيثَ ابْنِ مَكْرَانَ لَمْ نَكُنْ حَدِيثَ ابْنِ مَكْرَانَ لَمْ نَكُنْ حَدِيثَ ابْنِ مَكْرَانَ لَمْ نَكُنْ حَدِيثَ ابْنِ مَكْرَانَ
 سفیان بن اونیون نے عاصم بن کلیب کو انھوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انھوں نے علقمہ سے
 و انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اٹھاتے تھے دونوں
 ہاتھوں کو پہلی تکبیر میں پھر نہیں اٹھاتے تھے ساری نماز میں انتہی بعد اسکے لکھا ہے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
 لُثَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ سَفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
 حَارِثٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي بَكْرٍ وَعَمْرٍو قَالَا يَرْفَعُ أَيْدِيَهُمَا لَا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ يَعْنِي لَمَّا عَدَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ
 نَازِلًا فِيهِمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِمَا لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِمَا لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِمَا لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِمَا لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِمَا
 اروقہ شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں جو اسناد ہیں
 فارسی اور مسلم کے حکما نقل کیا صاحب فقہ القدر اور دارقطنی میں یہ حدیث بائیں اسناد اور
 حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو سَعِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ أَحْمَدَ الْحِطَّاءِيُّ وَعَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ عِيسَى بْنِ
 أَبِي حَبِيبَةَ قَالَ لَنَا اسْحَقُ بْنُ أَبِي سَرَّاسِيلَ تَالِقُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعَمْرٍو قَالَا يَرْفَعُ
 يَدَيْهِمَا لَا عِنْدَ تَلَاوُذِهِ الْأَوَّلَى فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ اور بھی رفع یدین کو یہ حدیث معمر
 رَوَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ حَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

۴
 خارج
 جلد اول
 صفحہ ۳۹۵

۴
 خارج
 جلد اول
 صفحہ ۳۹۵

۴ نور الانوار

صفحہ ۱۰

طبعی

مصطفیٰ

صفہ

نور الانوار میں یہ وقد صح عن مجاہد انہ قال صحبت ابن عمر عشر سنین فكل امرأ
رفع يديه الا في تكبيرة الافتتاح فترك العمل به دليل على انساخه يعني روايت
صحیح مجاہد سے یہ کہ فرمایا انھوں نے کہ صحبت میں رہا میں ابن عمر کے دس برس تک سو نہیں
دیکھا میں نے ان کو رفع یدین کرتے ہوئے سوائے تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
ہو اس کے منوع ہونے پر وہی التواتر عن عبد اللہ بن الزبیر انہ راى رجلاً يصلي في
السجدة الحرامه ورفع يديه عند الركوع وعند رفعه التراب من يده فقال لا تفعل
انك شئ قد تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ما فعله يعني نہا یہ میں نے فرمایا
عبد بن زبیر مرقوم یہ کہ دیکھا انھوں نے ایک آدمی کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے اور وہ رفع یدین
کرتا تھا وقت رکوع اور قیومہ کے پس منع کیا انھوں نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جس کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا وعن عبد اللہ بن عباس قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم لا ترفع الا يدي في شيء الا في سبع مواطن في افتتاح الصلوة وفي
العبد بين وعند استلام الحجر وعلى الصفا والمروة وعند عرفات وعند جمع و
عند رمي الجمار یعنی روایت یہ عبد اللہ بن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اٹھائے جاوین مانتہ کسی شیئ میں مگر سات جگہ اول تکبیر تحریمہ میں دوم نماز
عیدین کی تکبیر و زمین سوئم وقت بوسہ زینہ حجر اسود کے چہارم صفا و مہ پر پنجم عرفات میں ششم
مزدلفہ میں شہتم وقت کثران مارنے کے شیطان کو مٹانے میں روایت کیا اس کو یہی نے اور
صاحب ہدایہ نے بھی مگر اختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ میں دربارہ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
کے کما یروى ولا ترفع الا يدي في شيء الا في سبع مواطن روايتنا فعليه عليه السلام وجب المصير في قوله
عليه السلام وهو الحديث المشهور لا يرفع الا يدي في شيء الا في سبع مواطن عليه
افتتاح الصلوة وقبض التواتر وتكبير العبد بين وعند استلام الحجر وعند
الصفا والمروة وعند الموضعين وعند الجمرتين أي الأولى والثانية والى
يروي من الرفع تحصيل على لا يتبدل هكذا قيل عن النبي يعني سبب دو حدیث متعارض
ہو میں نوضر ہو اور تنوع کے قول انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور ہے

۴

صفحہ ۱۰

طبعی

مصطفیٰ

صفہ

کہ اگر ہم ایک دوسرے کی بات کو مان لیں اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ شریعت اور اس فعل کی بنا پر سخت
 صلی اللہ علیہ وسلم اوائل میں کرتے تھے اخیر کو آپ نے چھوڑ دیا کا لا یدین یا لا یحسبوا انہم یخرجون من
 احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ کے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے میں کچھ شک و شبہ نہ آتا تو عمل
 منقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر منقلدین کو صوف اس بات کا غصہ اور تعصب بہرہ کیہ
 مذہب فقط امام اعظم کا یہ سو یہ بات محض غلط ہی اس واسطے کہ کہتا رہی ہے یہ مذہب بہرہ بہت سے
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی غرض صحیح بخاری میں لکھتے
 ہیں کہ یہ مذہب بہرہ و لا یحسبوا انہم یخرجون کا اور ابولہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلیٰ کا
 اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شیبی کا اور ابواسحق سبیعی کا اور خثیمہ اور خیرہ کا اور کعب اور عامر
 ابن کلب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور ان کے اصحاب کا انتہی کلام العینی یا یخرجون مسالہ
 غیر منقلدین غازیہ میں سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہیں سو وہ جو
 نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا اذ اقروا القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا لعلکم تتقون
 تو سمجھو کہ یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاؤ انتہی
 یہ آیت منع کرنی ہی مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اس واسطے کہ اس میں وجہ و حکم کی مرض
 ہی ایک سنا دو سنا چپ رہنا پس دونوں پر عمل کیا جاویگا اور سنا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور
 چپ رہنا خاص نہیں پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا جب پڑھا عموماً قرات کے وقت یعنی
 جہری نماز میں سنا اور چپ رہنا دونوں پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز میں چونکہ سنا غیر ممکن ہے تو
 حق تعالیٰ کے اوس دوسرے حکم یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا بہر فروع مقتدی کو ہر نماز میں چپ رہنا
 چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ ہو اور چونکہ امام سری اور
 جہری دونوں میں قرات قرآن کرتا ہی تو لاجاً مقتدی کو دونوں حالتوں میں چپ رہنا ہوگا حکم
 قَالَ الْعَلَمَاءُ ابْنُ الْمُهَاجِرِ فِي فِتْنَةِ الْقَدْرِ قَرَأَ الْمُطَلَّبُونَ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ أَمْرًا بِالْإِسْتِغَاثَةِ
 وَالْإِنصَاتِ يَجْعَلُ بِكُلِّ مَسْأَلَةٍ وَأَوَّلُ مَنْ يَخْشَى بِالْجَمْعِ شَيْءٌ وَالشَّكْلُ لَا يَتَجَمَّعُ عَلَى الْخَلْقِ
 فَيَجْعَلُ الشَّكْلُ مَسْأَلَةً الْقَرَاءَةِ مَطْلَقًا أَوْ بِرَأْسِ آيَةٍ وَبَارِعَةً قَرَأَتْ نَزَلَ هُوَ يَوْمَ
 قَوْلِ سَنَدٍ أَوْ قَابِلِ اعْتَابَ كَيْفَ يَخْتَارُ تَفْسِيرَ عَادِنِ كَثِيرِينَ مَرُومٍ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مَالِكٍ عَنْ

سادہ فقہ قرات خلف الامام

ابن عباس رضی اللہ عنہما قولہ وَاذْكُرْ فِي الْقُرْآنِ يَعْزِي فِي الصَّلَاةِ الْمَرْبُوضَةِ اور امام بغوی صاحب
تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر میں لکھا ہے ذہب جماعۃ الی انفا
فی القرآن فی الصَّلَاةِ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہو کہ یہ آیت دربارہ قرأت نماز کے ہو اور بعض
مناظر کو لکھے اخیر میں یہ فیصلہ کر دیا وَالْأَوَّلُ أَوَّلُ وَهُوَ أَتَمُّ وَأَوْفَى الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ اور زرقانی
شرح سوطا میں قاضی ابن عبدالبر نے لکھا ہے اجماعاً علی انہ لم یُردِّہم کلُّ موضعٍ یُسْتَمَعُ فِیہ
الْقُرْآنُ وَانَّمَا أَرَادَ الصَّلَاةَ وَیَتِمُّ لَهَا قَوْلُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْإِمَامَةِ وَإِذَا قَرَأَ
فَأَنْصَدُوا صَحْحَهُ ابْنُ حَبَّالٍ فَإِنَّ الْمَذْهَبَ عَنِ الشَّيْخَةِ وَظَاهِرُ الْقُرْآنِ یُنِی سبک اتفاق پیر
کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہیں ہے کہ جہاں کہیں قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اس سے مراد ہے اور اس سے
حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان میں گواہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ جب تک
امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہاں جگہ جانے کی ہے پس ان کو دیا
سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے سو اس کی مانعت میں یہ آیت اور
یہاں مؤلف صاحب عبارت قدیدہ بنی ایسی بددیانتی اور خیانت کی ہے کہ خاتون کے بھی کان کاٹنے
میں چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۲۰۶ میں تفسیر عالم سے اور اقوال نقل کیے مگر قول
صحیح کو کہ (یہ آیت دربارہ قرأت نماز نازل ہوئی ہے) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (تو
اول اول ہے) غلط انداز کر دیا اور ترجمہ بھی نادر اور ادھر ادھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کا
کے لکھ دی یہ کیا بلکہ اس فقرہ لاندہ جبکہ ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہیں جیسے
عوام عقلمند جو ان کے مکان سے ناواقف ہیں ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں اور اپنی سادگی سے دھوکا
کھا جاتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت زور سے قرأت کرنے اور نماز میں باتیں کرنے کی
مانعت میں نازل ہوئی ہے سو ہم پوچھتے ہیں کہ اسمین جلا کے نہ پڑھنے اور باتیں نہ کرنے کا کہاں حکم ہے
بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہے یعنی سننا تو نماز بھری کے ساتھ خاص ہے اور چپ رہنا نماز
سری و بھری میں عام ہے کلام الہی ہی اس کا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدہ سے بھرا ہوا ہے زائد اور
بیکار نہیں اور یہ لفظ یہ آیت اور حکم جدا گانہ نکلتا ہی اس مقام میں مؤلف صاحب بلاغ المبین
صفحہ (۱۰۰) مراد ۱۰۱ کے معقولہ ہے کہ تفسیر رحمانہ ۲۰۳ اس آیت کا تفسیر ۱۰۱ لکھ ہے

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

و مسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قنات کرنے کو وہ ابو بصیر و عمر فاروق و عثمان بن عفان
 و علی بن ابی طالب و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و عبداللہ بن مسعود و زید بن ثابت و عبداللہ بن
 عمر و عبداللہ بن عباس بن ابی اسحق کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحد کے کہے کہ وقت سکتے کرنے
 امام کے مقتدی قنات کر لگا تو آیت اذ قرأ القرآن کی مخالفت لازم آتی سو خود امام فخر الدین رازی نے
 تفسیر میں جواب کا لکھا ما یؤیذک اللہ عن شیء من شیء الا ان یتوکل علیہ من انوار کلمات او
 لیسمی بالوکیات و الا قول ما طرأ بالاحادیث و الثانی یقتضی ان لا یزال یستدبر
 ان لا یستدبر ان یصل تکلمہ الماکتہ مع و آوہ الامام و یؤیدہ تفسیر الی انوار الاستیاد الی
 قول الشکوک عند قناتہ الامام و ذلک کی خبر اللہ اعلم بحقیقہ جواب سے الامام علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ
 کہ سکتے امام کا دو حال سے غالی نہیں واجب ہو یا وجہ اب وہاں بالاحادیث نہیں کہ آگاہ بالحدیث اور
 نہ واجب بیہنا اس کی کو یا بتا کر نہ سنا کہ امام ہو جو سب اس سے تیسرا امام نہ سکتا کیسے مقتدی کا
 امام کے ساتھ قنات کرنا لازم ہے اور یہ پوچھا یا تو طرف چھوڑ دینا اس لئے اور یہ کہ وہ قنات امام کے
 اور یہ خلاف ہو نہ قنات کیسے چھوڑ دینا اگر امام کی رضامندی سے یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آیت
 الواحدی عن علی بن ابی طالب ہوتا ان تدریس کے بعد عرض احمد بن محمد کہ اس کی روایت میں
 قنات قطع الامام میں خلاف کیا ہوا ان احادیث صحیحہ و حسنہ کی شریعت ان ابی علی علیہ السلام
 انصرف من صلواتہ عنہ و ابی الفراء یزید فقال ہذا امر متبعی احادیث و قولہ ابی الفراء
 و سوال اقد قال ابی اقول ما لی انا من القنات قال انما من القنات علیہ السلام و سوالہ عنہ
 صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی الفراء قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤسک من القنات بالقرآن
 حیث سمعوا ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابی الفراء سے روایت ہے کہ انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ایسا بڑھ کر ہے کہ میں آپ نے جہر سے قنات کی تھی تو یا آپ نے کہ کیا اب اس کی تم میں
 میرے ساتھ قنات کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میں کتابوں کیوں نہ جھٹلایا
 کیا جاتا ہی قرآن میں راوی کتاب کی پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگوں باز آئے قنات کرتے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری میں جنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قنات کرنا مقتدیوں کا
 ناگوار گذر تو صحابہ قنات کرنا بالکل چھوڑ دیا شیخ ابن تیمیہ منقول ہے کہ یہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ و امام احمد

وامام مالک و تمامی سلف و خلف کا اور ایک روایت ہے امام شافعی سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
 اور ابوداؤد نے بھی یہ روایت ابو ہریرہؓ کی کئی سندوں سے نقل کی ہے اور قول زہری کا بھی ابوسین کھانہ کہ
 باز ہے لوگ قرأت سے عاجز ہیں اور بھی امام مالک نے موطا میں ساتھ اسی قول کے نقل کیا ہے کہ چھوڑ دیا
 گوگوں نے قرأت کرنا اس دن سے اس مقام پر اگر کوئی منکرین میں سے کہے کہ فانتھی کتابیں تھیں یہ قول زہری کا
 ہی مرفوع نہوا اس حدیث قابل حجت نہیں ہو جواب اسکا یہ ہے کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتھ نہیں بلکہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ ہے اور نیز ابن ماجہ و نسائی نے اس بات کا باب عقد کیا ہے کہ یہ حدیث
 کچھ بڑھے اور اس کے اثبات میں یہ حدیثیں لائے ہیں عن ابی موسیٰ کاشعرب قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقر الامام فاصنعوا یعنی روایت ہے ابی موسیٰ سعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم جپ ہو و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لما جعل الامام لیسوا لیسوا فاذ انکروا فکفوا واذ اقر فاصنعوا یعنی کہا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسید واسطے تقر کیا گیا ہے کہ پیروی کو تو تم اسکی جبت تکبیر کے تو تم بھی تکبیر کو اور
 جب وہ قرآن پڑھے تو جپ کہ سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتھ و سند و اس کے تمام پر پوائت صاحب گذ
 صرح اور دروغ بیفروغ سنا چاہیہ و ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیہ چنانچہ اس پر علامہ المبین کے
 صفحہ ۱۲۳ میں حدیث و کذا قال فاصنعوا کو ابوداؤد سے نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ فقرہ ابو خالد کا ہے ہم یہ اور
 ابو خالد مولای جعدہ بن ابی ہریرہؓ کا بھول ہی غیرے طے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہے وہی جرات
 کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائیں اور خاص نشان اس پر و غلوئی کا یہی ہے کہ جب کھوں نے دیکھا کہ سنی
 اس حدیث کے صاف صاف جنفیوں کے مدعا بردار لائے کرتے ہیں اور کوئی جواب اسکا بن نہیں پڑتا تو اس شخص نے
 واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابو خالد کو یہاں ظاہر کیا حال انکو جو ابی
 اس حدیث میں ہے وہ ابو خالد اسے کہ نام اسکا سلیمان بن حبان ہے یہ وہ شخص ہے کہ جس سے بخاری اور
 مسلم سند لیتے ہیں چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر میں جواب ابوداؤد لکھا ہے و لهذا فیہ نظر و کان
 ابی خالد لا کثر هذا هو شیخان بن حبان و هو من الثقات الذی اخرج یوم البخاری و مسلم
 و معہذا کہ یہ فقرہ الذی لا یل تابعہ علیہما ابو سعید محمد بن سعید لا انصاری یعنی
 ابوداؤد کے قول میں بحث ہے کہ ابو خالد اسے وہی سلیمان بن حبان ہے اور وہ ایسا ثقہ ہے کہ بخاری و

در غلوئی موات ظفر میں کی

۲
 ابو خالد بن حبان
 ابو سعید محمد بن سعید

مسلم نے اس سے استدلال کیا ہے اور پھر وہ اس فقرہ کے بڑھانے میں کیا بھی نہیں ہے بلکہ ابوسعید محمد بن سعد
انصاری نے اس کی متابعت کیا ہے اور علامہ مازنی نے جوہر النقی میں ابو خالد احمد کو ثقہ اور مستند ثابت کیا ہے
لکن یہی وہی ہے نہ نہیں ہے کہ ابو داؤد کو شبہ ہوا اور موطا میں امام مالک نے ایک باب منع کیا اور فرمایا
باب صَاحِبِ الشَّيْءِ اَوْ مَا عَرِفَ حَبِيرًا اَنْ يَكُنِيَ ابْنُ سَبْعٍ صَافٍ وَاضِحٌ يَكُونُ كَمَا اِنْ تَقْدَرُ اَمِينٌ
جہاں کہ اور امام شافعی بھی متابعت کے خلاف ہیں مقتدی کو کسی نماز میں خواہ وہ سری ہو خواہ جہری
امام کے پیچھے کچھ نہیں پڑھنا چاہیے اور جب رہنا چاہیے پس اس حدیث سے آئے اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا
مطلب کی خوب ہی توضیح ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ زرقانی کا قول شرح موطا سے اوپر منقول ہو چکا اور
موطا امام محمد میں ہے اَخْبَرَنَا ابُو حَبِيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابُو اَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ اَبِي عَالِيَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ سَدَادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى خَلْفَ اِمَامٍ قَانَ قَرَأَ الْقُرْآنَ اِلَّا
لَهُ وَكَسَّةٌ يَعْنِي فَرِيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَخْتَصُّ اِمَامٌ كَيْفَ يَخْتَصُّ اِمَامٌ كَيْفَ يَخْتَصُّ اِمَامٌ
کہ قرأت نہ اور ناسا نے نماز سری یعنی نماز ظہر میں بھی منع قراوت میں باب منع کیا ہے اور یہ حدیث بھی
عَنْ عَمْرِو بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ
خَلْفَهُ سَبْعَ اَسْمَاءَ اَلَا عَلِيٌّ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَنْ قَرَأَ سَبْعَ اَسْمَاءَ اَلَا عَلِيٌّ قَالَ رَجُلٌ اَنَا
قَالَ قَدْ كُنْتُ اَنْ بَعْضُكَ قَدْ سَأَلْتُ الْجَنَّةَ يَعْنِي رِوَايَتِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ كَمَا اَوْحَنُونَ لَمْ يَكُنْ
نماز پڑھائی نہ کی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس پڑھی ایک شخص نے پیچھے آپ کے سورہ سج اسم ربک
الاعلیٰ میں جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا کہ کسے پڑھی سورہ سج اسم ربک الاعلیٰ اور میں شخص نے کہا کہ میں نے
فرمایا آپ نے تحقیق کہ جانا میں نے کہ بعض تمہارا اطمینان میں دانا ہی مجھ کو اور یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے
اور بھی ناسا نے اس کو دوسرے طریق سے روایت کیا کہ ابوسعید بن جابر نے لفظ صَافٍ وَالْعَصْرَ کا ہی اور جو
حدیثین دربارہ وجوب قراوت خلف الامام کے غیر مقلدین پیش کرتے ہیں جیسے اَصْلُوهُ لَمْ يَكُنْ لَقَدْ قَرَأَ
بِعَاقِبَةِ الْكِتَابِ اَوْ اَصْلُوهُ لَمْ يَكُنْ لَقَدْ قَرَأَ الْكِتَابَ بِمَعْنَى سُوْرَةِ فَاتِحَةٍ نَبِيٌّ هُوَ نَافِلٌ اَوْ سَكَنِي
ہوتی ہو جواب اس کا بجز وجود ہی اول تو یہ نفی نفی ذات نہیں بلکہ نفی کمال کی ہے جیسا کہ کہا علامہ نے
کہ کمال نماز کا سورہ فاتحہ کے ساتھ نہ یہ کہ عدم جواز نماز کا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لا صلتی بحاجۃ المسجید الا فی المسجید یعنی ہمسایہ مسجد کی نماز کا دل نہیں ہوتی ہر مسجد میں ولا ایگان
 لیس لا اصلۃ لکے یعنی نہیں ہوا باں کامل اور سکا کہ جسکو امانت داری نہیں اگر اس کے ظاہر ہی لیے جان
 کہ ہر ماہ مسجد کی نماز گھر میں ہوا نہ ہوگی اور خیانت کرے والا بہ امان کا فوہی سورہ خلاف جمہور علی کے
 یہ سکا کوئی قائل نہیں نہ دویشیں نہ تہنہ لگے لیکن وہ اس قسم کی دو تہو یا سی حدیثیں جامع صغیر
 حلال الین یہ ہیں ہر قسم ہر کہ کسی استدال میں لفظ لاکا ہو تو کرنا چاہیے کہ کن کن میں نئی ذات کی اور
 کن کن میں نہ ہو کہ اس کے ہاں تو ان حدیث کی نئی کمال کے لیے یہ حدیث سند صحیح کی وہ یہ صحیح
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی الا فی المسجید یعنی مسجد کے لیے ہی سورہ نافض
 کامل ہر نماز میں یہ بات ہے یہ روایت فاتحہ کے واجب ہونے میں وہم کہ اس حدیث کو ہم آہ
 قاصر فی حدیث ہے کہ اس میں اس میں یہ روایت قرآن میں سے جو آسان ہو نفع خصمیت سورہ
 فاتحہ کی جاتی ہے اور وہ یہ کہ اس کا ثابت ہوا سو ہم کہ ان حدیث کے مدعا یہ قتل و نکاحات نہیں ہوتا
 کیونکہ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ قرآن فاتحہ ہر شخص کو چاہیے کہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے تاکید
 میں بنا یا کہ جو شخص مقتدی ہو ارات او سکی یہ ہے کہ امام قرات کرے یا ہی مقتدی ہی قرات کرے یا اگر قرات
 اس کی نکتہ سی مگر شاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ہوا کہ صرگان لفظ اقامۃ فداء الکھام لکے
 یرواۃ میں کافی ہو گیا امام اس سے روایت ہے اور اس سے مقتدی کے آگے مقتدی خود بھی پڑھ سکا تو مکرر اور
 ازمنہ کی سارا ائمہ غیر شریعت اور منافق ہی حکم کرے کہ اگر آدمی آؤی القرآن الخ کے جیسا کہ ہم اوپر مفصل
 ہیں چہاں ہم کہ علم ان احادیث کا ہر سلسلے مقتدی کے میں بلکہ واسطے منفور کے حیا نہ جابر بن عبد اللہ
 صحابی و امام احمد بن حنبل و دیگر علماء معتقین نے بھی یہی عیا ہر زیدی شریف میں لکھا ہو و اما الحجل میں
 حجل و قال معنی قول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الكتاب
 اذ کان وحده و احسن حدیث جابر بن عبد اللہ حیث قال من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا
 بآمر القرآن فلم یصل الا ان یكون وراء الامام قال احمد فہذا دحل من اصحاب السنن
 صلی اللہ علیہ وسلم ما وک قول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ
 الکتاب ان ہذا اذ کان وحده یعنی لیکن امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ معنی اس قول رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب یہ ہیں کہ جب کہ آدمی اکیلا نماز پڑھے یعنی

بجانب

بجانب

بجانب

خود فرات کرنا ضرور نہیں اور استدلال کیا میری حاکمیت کے لئے کہ جو شخص کوئی رکعت میں
 اٹھ کر بیٹھ کر نماز ہوگی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہوگا امام احمد بن حنبل نے کہ حاکم بن عبد اللہ ایک
 صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھوں نے مطلب کیا لا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
 لَا صَلَواتَ لَہِمْ لَہُمْ نَفَرًا مَّا تَحْتَ الْکِتَابِ کا کہ یہ جب ذکر کر رہے ہو اللہ تعالیٰ ہستی اور حضرت علیہ السلام
 اس عمر سے جو جسے صحابی اور سہایت میں سنت نبوی صحیحہ سے والی ہو کہ قرأت خلف الامام میں آپ
 کیا فرماتے ہیں تو آپ نے جواب دیا تَكْمِلُکَ قِرَاءَہُ الْکِتَابِ یعنی تکمیل امام کی قرأت کافی ہے اور حضرت
 عبد اللہ بن مسعود نے بھی جواب میں یہی فرمایا سَتَکْمِلُکَ ذَا الْکِتَابِ یعنی اسکے واسطے امام کافی ہے
 غرض جب مقتدیوں خاص کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرأت امام کی اوسکو کافی ہے تو ان
 احادیث پیش کر دے بغیر مقلدین کا مطلب بھی بخوبی ظاہر اور واضح ہو گیا اور زیادہ تر توضیح اس مطلب کی
 اقوال صحابہ سے بھی ہو گئی اب یہی وہ حدیث ترمذی شریف کی کہ جمہور حکم قرأت فاتحہ کا مقتدی کے لئے
 بقصریح وارزوی وہ یہی عن عبد بن العاصم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 الصُّبْحُ فَمَلَّتْ عَلَیْہِ النِّفْرَہُ فَلَمَّا انْصَرَفَتْ قَالَ اِنِّیْ اَدَاکُمْ نَفْرًا وَ لَمَّا اَمَامُکُمْ قَالَ اِنَّا
 یَا دُعُوْا اللہَ اِنِّیْ وَاللہُ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِالْمُرَّانِ فَإِنَّہُ لَا صَلَواتَ لَہُمْ نَفَرًا مَّا تَحْتَ الْکِتَابِ
 سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی پس اگر ان ہو آپ پڑھا پس جب پھر
 آپ تو فرمایا میں دیکھا ہوں کہ تم لوگ اپنے امام کے صحیفہ قرأت کرتے ہو کما عبادہ نے کہ کما ہوں تو ان
 بان بخدا اور رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ نہ پڑھو مگر سورہ فاتحہ کیونکہ بغیر اوسکے ماز نہیں ہوتی انتہی واضح ہو کہ
 اس حدیث کو بہت سے علمائے صحیح بھی لکھا ہے اور بہتوں نے ضعیف بھی چنانچہ علامہ زبلی لکھتے ہیں
 قَدْ صَحَّحَہُ اَحْمَدُ وَ جَمَاعَۃٌ یعنی اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور ایک جماعت نے صیغہ کہا ہے اور
 بھی بن مین لکھتے ہیں کہ جملہ استناب اس حدیث کا صحیح نہیں ہے ایسی حالت اختلاف میں ہو کہ جو
 بھی موافق اصول حدیث کے تحقیق کر کے عمل کرنا چاہے پس اسکے طریق اسناد میں محدثین اسحق بن اسیر
 راوی واقع ہو ہی سو خود شخص مختلف فیہ ہو موافق اصول حدیث کے قابل سند میں ہی کیونکہ یہی قاطع
 نے کہ جب کوئی ایسا ہے قابل سند تسلیم کیا ہی اور لکھا ہی کہ جسکو بھی قاطع حضور دیکھے ہو لوگ بھی اوسکو
 حجت بنکامہ ہوا کہ

میں امام احمد بن حنبل
 صحیح بنی صحیح
 ۹۹۹۹۹

۴۰۵
 علی بن ابی طالب
 علی بن ابی طالب
 علی بن ابی طالب
 علی بن ابی طالب

گوای دیتا ہوں کہ محمد بن اسحق بڑا جھوٹا ہو اور اسطرح سلیمان بن تیمی نے بھی اوسکو کذاب لکھا ہی اور امام مالک نے اوسکو درجال کہا کیونکہ فی میزان الاعتدال اور کما افطنی نے کہ اوسکے ساتھ محبت پیکر تائین ہو سکتا ہے نسائی نے کہا ثقہ قوی ضعیف یہ مگر ہم صرف محیی قطان سے دلیل لاتے ہیں کیونکہ اونکی جرح منسبہ اور یہ حدیث سے ہے کہ جب کسی شخص کو چند آدمی ثقہ اور عادل کہیں اور چند آدمی اوسکو ضعیف و ناقابل مستنا جائتے اور کوئی شخص عارف بالاسباب و مستند بوجہ تفصیلی ضعیف کہتا ہے تو باعتبار ضعف کا ہوگا حکماء قال الحافظ ابن حجر فی شرح نخبۃ الفکر والجرح مفقود علی التحلیل وأطلق ذلك جماعة ولكن بحجة ان هذا مصيبات من عارف بالاسباب لا يمكن ان كان عن محقق لم يقدح في ثبوت عدالة وارضاة من غير عارف بالاسباب لم يعتبر به ايضا یعنی کہا حافظ ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر میں کہ جرح قدیم ہے تبدیل پر اور عام رکھا ہے اس بات کو ایک جماعت نے کیا ہے۔ کاموقع یہ ہے کہ جب وہ جرح منسبہ ہو اس شخص کی جو اسباب جرح کا پرکھنے والا ہے کیونکہ اگر نہ رہنموا تو اس شخص کے واسطے کہ منسبہ ہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہے اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح صادر ہو جو اسباب جرح کو نہیں جانتا تو اس جرح کا بھی اعتبار نہ ہوگا اتنی آوریہ مسلم ہے کہ محیی قطان اسباب جرح کا بڑا جانتا والا ہے جیسا نخبہ تنذیب التذیب میں ہے قال ابو احمد بن محمد النعمانی ما رأيت أحداً من الرجال من نجبة القطان یعنی کہا ابوالبرکات تیمیمی نے کہ میں نے کسی کو بھی قطان سے زیادہ رجال کا جاننے والا نہیں دیکھا اور نیز اسی کتاب میں ہے امام احمد نے کہا بخلاف محیی قطان کا مثل نہیں دیکھا اور یہ بھی مسلم ہے کہ کذاب کا لفظ جرح منسبہ ہے پس محمد بن اسحق لامحالہ ضعیف اور غیر معتبر ہوگا اور قلع نظر اسکے محمد بن اسحق کو تقریباً بیس برس بھی لکھا ہی اور مدرسونا حدیث کی روایت میں ایک خاص قسم کا عیب ہے اور علامہ بدر الدین مینی شارح بخاری لکھتے ہیں وفي حديث عبد الله بن محمد بن اسحق بن يسار وهو مدلس قال القاصي ليس فيه إلا التدليس اونیجا مسلم ہے کہ مدلس جب لفظ حق سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہ سمجھی جاوے گی اور یہ روایت جو محمد بن اسحق سے ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے بلفظ حق مرقوم ہے پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت نہ رہے گی چنانچہ علامہ مینی لکھتے ہیں المدلس اذا قال عن فلان لا يجزئ مجدياً عنه عند جميع المحققين مع انه قد كذب بمالك وضعفاً أحمد وقال لا يصحنا أحمد ثبت عنه وقال أبو زرعة الرازي لا يقضه شيء غرض یعنی مدرس جب بلفظ حق فلان روایت کرے تو اوسکی

حدیث تمام محدثین کے نزدیک قابل محنت نہ ہوگی باوجود اسکے کہ محدثین اس کی کو مالک نے جو ٹکا کہا ہے اور امام احمد
ضعیف اور کہا کہ اوس سے حدیث کرنا صحیح نہیں اور کہا ابو زرہ مغازی نے کہ اوس کی کسی بات کا اعتبار
نہیں کیا جاسکتا پس یہ حدیث قابل حمل کے نہ رہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہیے
کہ امام کے پیچھے قرأت کر نیوالے کے حق میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد ہوئیں چنانچہ کہا حضرت عمرؓ اور سیدنا
وقاصؓ نے کہ وہ صحابی عشرہ مبشرہ سے قطعی جاتی ہیں کہ پھر بھون میں اوس کے منہ میں جو الحمد پڑھے پیچھے
امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اور بھی امام محمد نے اپنی موطا میں اور
کہا علقمہ نے کہ آگ بھرتی منہ میں بہتر ہے الحمد پڑھنے سے پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطا میں امام محمد میں ہے
اور فرمایا حضرت علیؓ نے کہ الحمد پڑھنا امتدی کا دین کے خلاف ہے نقل کیا اس حدیث کو کفایہ میں اور
فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ مٹی بھیر جاوے اوس کے منہ میں نقل کیا اسکو عبی نے اور فرمایا حضرت علیؓ نے
کہ جو کوئی پڑھے پیچھے امام کے وہ سنت پر نہیں ہے روایت کیا اسکو امام جعفر طحاوی نے شرح مسانی اللغات
میں مع سند صحیح کے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں بلفظ فقط اخطا الفطرۃ اور عبدالرزاق
نے اپنی مصنف میں بلفظ قلکس علی الفطرۃ اور بھی روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ جو اسناد بخاری
اور مسلم کے میں اپنی مصنف میں ابراہیم سے کہ جو پڑھے پیچھے امام کے وہ فاسق ہے اور سعد بن وقاصؓ نے قطعی
جہنمی ہیں اور زید بن ثابتؓ جو جمع کر نیوالے قرآن شریف کے ہیں فرماتے ہیں کہ جس نے پیچھے امام کے پڑھا نماز
اوس کی جائز نہیں اور کہا شمس اللامید حسبی نے کہ فاسد ہے نماز اوس کی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو
کفایہ میں اور ذکر کیا اسکو ملا علی قاریؒ نے پس طالب کو اس قدر کافی ہے اور زیادہ بیان جو چاہو مکتوب
بسوطہ میں دیکھ لو چھٹا مسالہ غیر مقلدین نماز میں ناف سے اوپر ہاتھ باندھتے ہیں بلکہ اکثر انہیں سے
جو پکے لاندھب جاہل ہیں مثل عورتوں کے سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اور طرہ یہ کہ داہنے ہاتھ کی اٹھ گھنٹوں
سے بائیں ہاتھ کی کہنی پر پونے ہیں گویا یہ علوم ہوتا ہے کہ اکھاڑے میں خم ٹھوک کے ابھی کشتی اڑا چاہے
میں ابھی کیا رفتہ رفتہ لوگ سینہ سے بھی تجاوز کر کے گلے پر ہاتھ باندھتے ہیں غرض انھوں نے دونوں مرو
میں (یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے پونچھ کو نہ پکڑنے میں) خلا
کیا ہے ان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہے جسکو عالم امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الآثار میں
باین اسناد روایت کیا ہے انا ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن انس بن مالک عن رسول اللہ ﷺ

مسالہ ششم تا دہم

یعنی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ وی ابن حزم من حدیث انیس من اخلاق النبوة وصنع البیہن
 علی السمال تحت الشکر و هذا یعضد حدیث علی رضی اللہ عنہ یعنی روایت کی ابن حزم نے
 حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہو رکھنا داہنے بات کا بایں پر نیچے ناٹ کے اور یہ حدیث قوت
 دیتی ہے حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچویں وہ حدیث ہے جسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ جو استاد
 ہیں امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف میں لکھا ہے حدیث ثناء و کیم عن موسیٰ بن عمار عن علقمہ
 ابن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ
 علی یشمالہ تحت الشکر یعنی حدیث کی ہلکو و کیم نے وہ روایت کرنے میں موسیٰ بن عمر سے وہ روایت
 کرتے ہیں علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ والے سے کہا او انھوں نے دیکھا میں نے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپ نے داہنا ماتہ اپنا پائین ماتہ پر نیچے ناٹ کے انتہی اس مقام میں علامہ محدث
 محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی میں لکھا ہے ثم اطلعنا علی حدیث صحیحہ
 یحمل اللہ و هو سند المذہب و مؤید الحدیث علی رضی اللہ عنہ و هو ما اخرجہ
 ابن ابی شیبہ فی مصنفہ یعنی پھر اطلاع پائی ہم نے حدیث صحیحہ پر شکر تو اللہ تعالیٰ کا اور وہ حدیث سند
 مذہب کی اور حدیث حضرت علی کو تائید کرتی ہے اور یہ وہ حدیث ہے جو روایت کیا او سکوا بن ابی شیبہ نے
 ابی مصنف میں اور پھر بعد اس کے لکھا ہے و هذا حدیث قوی من حیث الشدید پھر انھوں نے اس
 حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویوں کی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث
 کو تفصیل تمام لکھا ہے پر مختصر میں کسی گنجائش نہیں منصف عامل بالحدیث کو اسقدر کافی ہے شعر
 بحرف بس سناگر شعورست و ورنہ جو چراغ پیش کورست و پس ثابت ہو گیا ان احادیث صحیحہ اور لا اقل
 سے کہ زیر نان ماتہ باندھنا موافق طریقہ مسنونہ کے ہے اور دربارہ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث
 میں کیونکہ گذرے تو جواب باصواب اسکا اثبات سماع علقمہ میں مع شواہد و اقوال ثقات بخیرین
 بحث اخفای آئین میں یکھ لیں گے کہ ہم پہلے اسکے کچھ بچے ہیں یہاں حاجت اعادہ کی نہیں آوے اگر کسیکو
 اس پر بھی اطمینان نہ ہو اور زیادہ تفصیل چاہے کتاب الذمہ فی عقد الایدی تحریر اللہ
 میں ملاحظہ کر لیں گے کہ جسکو محدث یعنی علامہ لوزعی مولوی وصی احمد صاحب سورتی نے تائید کیا ہے
 اور بحث جرح و تعدیل روایت کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہے ساتھ ساتھ ان سالہ

سالمہ مفتوحہ جمعین الصلا تین کا
 لا الدرد فی عقد الایدی تحریر

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ دو نمازوں کا ایک وقت میں کسی عذر سے جمع کرنا درست ہے حال انکہ یہ قول اولیٰ نماز
 ہریت کے مخالف ہے جو بخاری اور مسلم میں آئی ہے کہ عبداللہ بن مسعود فرمایا قسم ہے اوس ذات کی کہ
 مواءیکے کوئی مسعود نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اپنے وقت پر
 لیکن وہ نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے در میان ظہر اور عصر کے عرفہ میں اور در میان مغرب اور
 شتا کے مزدلفہ میں اتنی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا
 وہی ہے وہ جمع صلیٰ ہے حقیقی نہیں ہے نہ دونوں ہر دونوں میں تناقض ہو جائیگا اٹھواں مسئلہ
 یہ مقلدین کہتے ہیں کہ صفت کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی سوا و نحوہ نے اس سالہ میں خلاف کیا ہے
 اس حدیث کا ترجمہ بخاری اور ابوداؤد میں آئی ہے اَبَا بَكْرٍ اَنْتَهَىٰ اِلَى الدِّيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 هُوَ نَاكِمٌ قَبْلَ اَنْ يُّصَلَّ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشَىٰ اِلَى الصَّفِّ فَدَكَرَ اِنَّكَ لِلَّهِ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللهُ حُرّاً وَكَأَنَّكَ تَعُدُّ بِمَعْنَى تَحْقِيقِ ابوبکر نے اپنے طرف ہی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے جس وقت کہ آپ رکوع میں تھے پس ابوبکر نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صفت میں لمجائیں پس یہ بات
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالیٰ تیری حرص زیادہ کیسے تو میرا
 یا نماز کا اعادہ مت کر بلا جلدی کیا کرتی انتی نوان مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ کافر مرد یا اوسکی
 ورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام میں آجائے تو اونکا نکاح باقی رہتا ہے تو ثنائین سے
 بھولنے اس سالہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابن ماجہ میں ہے اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعًا بَيْنَهُ زَيْنَبُ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ يَتَكَسَّرُ بِحَدِيدٍ يَعْنِي تَحْقِيقِ اَنْت حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص بن ربیع پر نکاح جدید کر کے لوٹا دیا انتی اول
 خلاف کیا ہے غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی میں موجود ہے اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ رَكَعًا بَيْنَهُ زَيْنَبُ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ يَتَكَسَّرُ بِحَدِيدٍ يَعْنِي تَحْقِيقِ اَنْت
 فوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص بن ربیع پر جدید مرد اور نکاح جدید
 کے لوٹا دیا انتی دسواں مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ گھوٹے کا گوشت کھانا مطلقاً مکروہ نہیں
 اس سالہ میں او ضوح خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ثنائی میں وارد ہے عَنْ خَالِدِ بْنِ اَلَيْدٍ
 سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ اَكْلُ خُمُومٍ الْحَمِيلِ وَالْبَغَالِ

۱۲۰ صفحہ ۱۲۰
 ۱۲۱ صفحہ ۱۲۱
 ۱۲۲ صفحہ ۱۲۲
 ۱۲۳ صفحہ ۱۲۳
 ۱۲۴ صفحہ ۱۲۴
 ۱۲۵ صفحہ ۱۲۵
 ۱۲۶ صفحہ ۱۲۶
 ۱۲۷ صفحہ ۱۲۷
 ۱۲۸ صفحہ ۱۲۸
 ۱۲۹ صفحہ ۱۲۹
 ۱۳۰ صفحہ ۱۳۰

۱۳۱ صفحہ ۱۳۱
 ۱۳۲ صفحہ ۱۳۲
 ۱۳۳ صفحہ ۱۳۳
 ۱۳۴ صفحہ ۱۳۴
 ۱۳۵ صفحہ ۱۳۵
 ۱۳۶ صفحہ ۱۳۶
 ۱۳۷ صفحہ ۱۳۷
 ۱۳۸ صفحہ ۱۳۸
 ۱۳۹ صفحہ ۱۳۹
 ۱۴۰ صفحہ ۱۴۰

لَا وَجْهَ وَضَرْبَةً لِلْبَدَنِ إِلَى شَرْفَقَيْنِ مَعْنَى فَرَمَا يَأْتِي مَحْفُظَةٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَعْمِدْ وَضَرْبَ بَيْنِ
 اِكْ ضَرْبٍ وَاسْطَ مَرَّةٍ كِے اور اِكْ ضَرْبٍ وَاسْطَ مَاحْتَوِی كَے مَکْنِی نَکَ اتنی تیر سَوَ اِن مَسْأَلَةِ الْغُیْظِ لَدُنْ
 كَی تَہِیْن كَے بَعْدِ غُرُوبِ آفتابِ قَبْلِ نَازِ غَرْبِ لَغْلِیْنِ پڑھنی ثَابِتِ بَنِ سَوَ اَوْ نَحْنُ لَے اِس مَسْأَلِیْنِ خِلَافِ اِس كَے
 ہُو اِس حَدِیْثِ كَا جَوَابُ اَوْدُودِیْنِ عَلِی شَطِیْطِ الشَّیْخِیْنِ طَاوُس كِی رَوَایْتِ سَے وَجِہِی كَے كَمَا اَوْ نَحْنُ لَے سَوَ
 كِی كَے اِن عَمْرُو دَو كَعْتُونِ سَے قَبْلِ غَرْبِ كَے پَس فَرَمَا یَا سَیْنِ اِی كَہَا اِیْنِ لَے سَی كَی وَ اَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ
 عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم كَے اَكُو پڑھتا ہُو اتنی اور خِلَافِی رَشَدِیْنِ اور كَے صَحَابِہِ كَے اِچھا نَہِیْنِ بَدَل تَے جَا نَہِیْلَہُ فَا مَوَدِی
 شَرَحِ سَلَمِیْنِ كَے تَہِیْنِ وَ كَے سَیْخِہٖمَا اَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُو وَ عُمَرُو عَلِی وَ اَنَسُ زَیْنِ مِیْنِ الصَّحَابِہِ
 وَ مَالِكُ كَے اَلْزَا اَلْفَقَہَاءِ وَ قَالُ الْخُشَعْنِیُّ مِیْ بَدْعُہُ وَ حُجَّةُہُ كَا اِنْ اَمَّا زَیْنِ اَبُو بَكْرٍ وَ اَنَسُ
 تَاخِیْرُ الْعَرَبِ عَنْ اَوَّلِ وَفَقَہَا یَہِیْ نَہِیْنِ سَیْخِیْنِ جَا نَا اِن رَوْنُونِ كَے سَیْخِہٖمَا اَبُو بَكْرٍ اور عُمَرُو اِن
 اور سَے اور دِی كَے صَحَابِہِ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُمْ لَے اور لَمَامِ مَالِكِ اور اَكْثَرِ فُقَہَاءِہِ اور كَمَا اَبُو سَیْمُ خُشَعْنِی كَے كَے عَرِیْتِ
 ہُو اور حُجَّتِ اِن كِی تَہِی كَا اسْتِحْبَابِ اس كَا بُو تَیْجَادِیْ ہُو طَرَفِ تَاخِیْرِ مَدْرَبِ كَے اَوَّلِ وَ قَیْتِ اُس كَے سَے اِن تَہِی
 چُو دِہُو اِن مَسْأَلَةِ غَیْرِ مَقْلَدِیْنِ كَے تَہِیْنِ كَے مُحَرَّمِ كَے سَوَ ہُو اِلَیْہِ رَیْشِلِ یَا اِی مَہِ كَے پَہْنَا جَا نَہِیْلَہُ اَوْ كَی
 جَا یَتِ اَسَمِیْنِ نَہِیْنِ سَوَ اِس مَسْأَلِیْنِ اَوْ نَحْنُ لَے خِلَافِ كَرِی اِس حَدِیْثِ كَا جَوَابِ بَیْہَارِی اور سَلَمِ اور
 تَرْدِی اور اَبُو دَاوُد اور نَسَائِی اور اِبْنِ مَاجَہ اور طَیْہَاوِی مِیْنِ یَرْسُیْیَلِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 مَا یَلْبَسُ اَلْمُحْرَمُ مِنَ النَّیَاسِ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَبِیضَ وَلَا الْعِجَامَ وَلَا السَّرَكَ وَلَا کِی
 اِحْدِیْثِ مَعْنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوَالِ كِی كَے كَے مُحَرَّمِ كَے فَرَمَا یَا سَیْنِ پَس فَرَمَا یَا اَبُو بَكْرٍ كَے پَہْنِے
 كَرْنَا اور نِی كَے اِی اور نِی اِی اِن تَہِی پَس اِس مَسْأَلَةِ غَیْرِ مَقْلَدِیْنِ كَے تَہِیْنِ كَے عَوْرَتِ حَرَمِ بَالِغِہُ كَے
 بِلَا اِذْنِ عَمَلِ كَے اِن تَا نَکَاحِ كَرْنَا اور تِ نَہِیْنِ سَوَ اَوْ نَحْنُ لَے اِس مَسْأَلِیْنِ خِلَافِ كِی اِس حَدِیْثِ كَا
 جَوَابُ اور اَبُو دَاوُد اور تَرْدِی اور نَسَائِی اور مَوْطَا اَبَامِ مَالِكِ مِیْنِ ہُو جَوَدِی كَا اَلْحَقُّ اِنْفِیْسُہَا
 مِیْنِ وَ اِن تَا مَعْنِی عَوْرَتِ بِلَا شَوِہِ ہُو اِلِیْہِ زَا یَا دِہُ مَالِكِ ہُو نَکَاحِ مَیْہِ كَے وِلِی اِن تَہِی سَوَ اَوْ نَحْنُ لَے
 مَسْأَلَةِ غَیْرِ مَقْلَدِیْنِ كَے تَہِیْنِ كَے سَوَ اِی نَازِ وَ تَر كَے اور نَازِ مِیْنِ ہُو بِلَا حُدُوثِ حَوَادِثِ دَعَا قَنُوْتِ پُھِی
 جَا نَہِیْلَہُ سَوَ اَوْ نَحْنُ لَے اِس مَسْأَلِیْنِ خِلَافِ كِی اِس حَدِیْثِ صَحِیْحِ كَا جَوَابِ اَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُو سَے وِی
 ہُو قَالُ كَمَا رَفَعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِی الْعَجْرِ قَطَا اَلَا شَوْرًا وَاِیْلًا اَلَا لَہُ

۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

حَاكَ بَكَاةً مِنَ الْمَشْرِكِ قُلْتُ يَكُنْ عَنِّي عَمَلٌ يَكُنْ لِي عَمَلٌ يَكُنْ لِي عَمَلٌ يَكُنْ لِي عَمَلٌ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نماز فجر میں مگر ایک مہینے تک اس لیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے جدا کرتے تھے
 قنوت پڑھتا بدعا کرنا اور اپنی انتہی اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہے
 کہ مہینے ان سے کہ ایک قوم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے
 فرمایا جھوٹ کہتے ہیں میں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بدعا کرتے تھے
 قبیلہ بنو بشر کہیں کہ انتہی اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جو قنوت کیسے واسطے دعا کرتے یا بدعا کرتے
 انتہی اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے
 ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہو اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا انہوں نے
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی آپ نے اور میں نے ابو بکر کے
 پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی وہ انہوں نے اور میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی اور
 میں نے عثمان کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی اور میں نے علی کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی
 فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہے انتہی اور صبح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے آثر کہا حافظ نے سند اس
 حدیث کی اور پھر اس مسلم کے ہوائی ستر ہو ان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ وہ مجملی خود بخود مر جا
 اور اولیٰ ہو جاوے تو اس کا کھانا کھائے نہ میں ہو سو انہوں نے اس سالہ میں سلام کیا ہو اس حدیث کا
 جو ابو داؤد اور ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَا أَلْفَى الْبَحْرَ أَوْ بَحْرًا عَنَهُ فَعَلَى كَأَوْ مَمَامَاتٍ فِيهِ فَعَلَى فَلَا تَأْكُلُوا بَيْنِي فَمَا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحر و دریا یا علم پر ہو جاوے اس سے پس کھا جاؤ تم اس کو
 اور جو چیز دریا میں ہو جاوے اور اولیٰ ہو کر اوپر آ جاوے پس مت کھاؤ تم اس کو انتہی اٹھا ہوا
 مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ذی رحم محرم کو کوئی شے بہہ کر کے پھر اس سے واپس لینی جائز ہے سو
 انہوں نے اس سالہ میں خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو ہقی اور دقطنی اور مسند در کہ میں روایت
 ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ نَسَاءُ لَهْبَاءٍ لَيْلَى دَجَّ وَهَمَّ لَمْ يَكُنْ
 یہاں یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز سخت ہو جاوے

تو واپس لجاوے انتہی انیسواں سالہ غیر مقلد بن گئے ہیں کہ مرد کو مثل عورتوں کے تکریم کے
وقت ہونڈھوں تک تہ اوٹھانا پاب ہے کانون تک نجابت سوا و نحوں نے اس سال میں خلاف کیا کہ
اوس حدیث کا جو مسلم میں ہے عَنْ زَائِلٍ بْنِ جَحْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ
يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثْرًا وَوَضَعَهُمَا حَيْثُ أَدْنَاهُ الْحَدِيثُ يَعْنِي وَائِلُ بْنُ جَحْرٍ
روایت ہے کہ اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھوں کو جب نماز میں داخل ہو
تکبیر کی اور کیا دونوں ہاتھوں کو مقابل کانون کے انتہی اس طرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی
روایت ہے اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو سند انام احمد اور سند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور
شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب سے روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونِ إِبْهَامَاهُ حَذِيئَتَيْهِ يَعْنِي كَمَا وَضَعَهُمَا حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ
صلى اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اوٹھاتے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک کہ دونوں انگلیوں کے مقابل کانون کے ہو جاتے
اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو سند رک اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی میں انس سے روایت
ہے قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرًا فَخَاضَ بِإِبْهَامَيْهِ أَدْنَاهُ الْحَدِيثُ
یعنی کما و نحوں نے دیکھا ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تکبیر کی پس مقابل کیا اپنے دونوں انگلیوں کو
دونوں کانون کے انتہی اور کما حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شریح بخاری اور مسلم کے ہے
اور خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو ابو داؤد اور مصنفین ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار میں برابر
ابن عازب سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَ قَتْلُ الصَّلَاةِ
رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونِ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شُحُوتَيْهِ أَدْنَاهُ الْحَدِيثُ يَعْنِي كَمَا وَضَعَهُمَا حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وقت تکبیر کے واسطے شروع نماز کے تو اوٹھاتے ہاتھوں کو یہاں تک کہ
دونوں انگلیوں کے قریب ہو جائے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے انتہی بیسواں سالہ غیر مقلد
کئے ہیں کہ ظہر کی اول دو رکعتوں میں برابر کی سورتیں نہ پڑھتے بلکہ کم زیادہ پڑھتے سوا و نحوں نے اس سالہ
میں خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسلم میں ہے إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ
فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَلَا وَلَيْسَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قُلُودٌ ثَلَاثِينَ آيَةً الْحَدِيثُ
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی دو رکعتوں میں نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے

۴۱۵
تو واپس لجاوے انتہی انیسواں سالہ غیر مقلد بن گئے ہیں کہ مرد کو مثل عورتوں کے تکریم کے

وقت ہونڈھوں تک تہ اوٹھانا پاب ہے کانون تک نجابت سوا و نحوں نے اس سال میں خلاف کیا کہ

اوس حدیث کا جو مسلم میں ہے عَنْ زَائِلٍ بْنِ جَحْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ
يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثْرًا وَوَضَعَهُمَا حَيْثُ أَدْنَاهُ الْحَدِيثُ يَعْنِي وَائِلُ بْنُ جَحْرٍ

روایت ہے کہ اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھوں کو جب نماز میں داخل ہو
تکبیر کی اور کیا دونوں ہاتھوں کو مقابل کانون کے انتہی اس طرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

حضرت مولانا
 مولانا محمد رفیع
 مولانا محمد رفیع
 مولانا محمد رفیع

100

برکت میں اتنی اکیسواں سالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مرد اگر اپنا آلت نکال چھو لے تو وضو ٹوٹتا
ہو سو انھوں نے اس سالہ میں غلاون کیا ہی اس حدیث کا جو سند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد
اور نسائی اور ابن ماجہ میں طلق بن علی سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے کہا ایک مرد نے چھو اچھو لے کر کہا
یا کہا جو مرد کہ چھو لے کر اپنا غازیں تو کیا او سر وضو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں وہ
ایک لکڑی جو جسم تیرہ بیکہ انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن جان نے اور کہا ابن عدنی شیخ بخاری نے کہ
یہ حدیث بکسرہ کی حدیث سے بہتر اور نزدیک امام بخاری کے بکسرہ کی حدیث معلول ہے اور کہا امام
طحاوی نے حدیث بکسرہ کے متن اور اسناد میں اضطراب ہے اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہیں کیا یہاں تک کہ کسی سے
نقل اس کی صحیح نہیں ہوئی اور یہاں کیا تو کس سے بکسرہ عورت سے حال انکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کواری عورت سے بھی زیادہ مباح اور تنہا کس حدیث غیر مقلدین کا یہاں تقویٰ اور قوی حدیث پر عمل
کرنا کہاں کہا گیا عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ میں مرد و صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہے
بائیسواں سالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سو
انھوں نے اس سالہ میں غلاون کیا ہی اس حدیث صحیح کا جو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ میں حضرت
جابر سے روایت ہے **قَالَ كَتَبَ إِخْوَانُ الْكُوفَةِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ**
الْوَضُوءَ عِنْدَ كُلِّ مَسَلَةٍ یعنی کہا انھوں نے آخر و ام و بکسرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک
کرنا وضو کا تھا اس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہی انتہی اور امام ابن الدین نووی شافعی محدث
شرف مسلمین نے یہ کہ اختلاف کیا ہے علمائے اونٹ کے گوشت کھانے میں اس اکثر اس طرف لے
ہیں کہ اور سے وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ ہمای راشدین حضرت ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی
یہ چاروں اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن
ربیعہ اور ابو ہریرہ رحمہم اجمعین و اناسین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب
اونٹ کے ہون گئے ہیں اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہے کہ آخر و ام و بکسرہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا جو انتہی
بائیسواں سالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ سور کا جگر و باغٹ مینے سے پاک نہیں ہوتا سور کا

(اور سامیہ اور سل وٹ کو کتبہ میں جس پر بانی رکھ کر زمین کے واسطے لے جاتے ہیں) انتہی اور علیہ السلام
 نے محمد بن عبد اللہ بن ابی ہریرہ اور مجاہد اور نفعی سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونیون بنو حنیفہ بن جویہ اور گوسے
 تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انتہی اسید طرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور ابی ہریرہ
 نفعی سے روایت کی ہے نہیں ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر میں دسوان
 حصہ دنیا لازم آتا ہے کیونکہ یہ احادیث عام میں قلیل اور کثیر دونوں کو شامل ہیں پس جن حدیثوں میں
 پانچ وسق کا بیان ہے وہ زکوٰۃ تجارت میں وارد ہیں کیونکہ قیمت رست کی اور سوقت چالیس درہم تھی
 چنانچہ علامہ ذہبی وغیرہ نے اسکی تصریح کر دی ہے بلکہ لفظ صدقے کا جو اس حدیث میں موجود ہے اسی پر
 دل ہے اسی لیے کہ صدقہ زکوٰۃ میں بولتے ہیں اور خارج زمین پر عمر کا اطلاق آتا ہے علاوہ اسکے عام کو خاص
 پر ترجیح ہے اور بنائے میں لکھا ہے کہ علامہ ابو بکر بن عربی نے کہا ہے کہ قوی تر مذہبوں کا اس مسئلے میں مذہب امام
 ابو حنیفہ کا ہے بقدر دلیل و احتیاط کے انتہی پھر یہاں صحیحین کی حدیث کو ترک کر کے صدقہ زکوٰۃ کی حدیث پر قیاس
 کرنا محال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہے چنانچہ بیسوان مسالہ غیر قلیلین کہتے ہیں کہ زیادہ جادات
 کرنی بہت ہے اور کثرت ریاضت میں جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقہ سنت ہے سو انھوں نے اسے میں
 خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری میں عائشہ سے روایت ہو گا ان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لیکھو لم یصلی حتی یرم قد ماہ فیقال لہ فیقول اخلأ آکون عبدًا شکوذا یعنی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہاں تک کہ وہ زمین پر گرتے تو نہ ہوتا کہ اس کا ہاتھ اٹھاتا ہے پس کہتے
 کیا میں بندہ شکر گزار ہوں انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ترمذی میں مغیرہ سے روایت ہے وقال
 صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یشفق قد ماہ فیقول اخلأ آکون عبدًا شکوذا یعنی کما انھوں نے نماز پڑھی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ قدم آگے آئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیوں ایسی تکلیف
 اٹھاتے ہیں حال آنکہ آپ کے اگلے پچھلے

بہار صحیح
 ذہبی
 صفحہ ۱۳۳

مسائل فقہیہ و کتبہ جواز کثرت عبادت میں

مغیرہ بن
 صفحہ ۱۰۰

انتہی کما ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابی ہریرہ سے روایت ہے
 مغیرہ سے روایت ہے وقال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یشفق قد ماہ فیقول اخلأ آکون عبدًا شکوذا
 قد ماہ فیقول یا رسول اللہ لک ما تقدم من ذنبک یا رسول اللہ لک ما تقدم من ذنبک یا رسول اللہ لک ما تقدم من ذنبک

دیگر یہ کہ کو غامی لکھا ہو اور حضرت ابو بکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ
 اہت کیا ہو اور حضرت عمر فاروق کو مختار و بخت نسل اللہ کا پھیر لایا جو معاذ اللہ مہا اب اس سے بڑھ کر کئے ہوئے
 تھے بزرگان دین کو اور کیا ہوئے کسی بکر ام کو بھی نہ چھوڑا اور تیسری حدیث بھی انہیں غیر مقلدین کی شان
 میں ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْزِي أَخِي الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحَدَاتُ الْأَسْنَانِ سَهْمَاءُ الْأَحْلَاءِ
 يَقُولُونَ مَنْ خَيْرٌ قَوْلِ الْبَرِّ يَفْعَلُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجْعَلُونَ رُحْنًا حَرَمَهُمْ يَكُونُونَ مِنَ الَّذِينَ هُوَ قَوْلُ السَّهْمِ
 مِنَ الرَّمْيَةِ الْحَدِيثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ كِي أَفْزَازَانَهُ مِنْ بَابِ تَم
 كَمَنْ كَمُ عَسْ زَبَانِ زَرْهَوَا اَوْ كَلْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ يَعْنِي بغير حدیث کے کلام نہ کرے گی پڑھنے کے قرآن کو نہ تریگا
 اونسے معلق سے نیچے یعنی انکے دلوں میں ایمان نہ ہوگا اور خلوص دل سے قرآن پڑھل نہ کرے گی بجائے کہ دین سے
 جیسے تیر بجائے جو کمان سے اور چوتھی حدیث ترمذی میں ہے وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ السَّلَامُ اللَّهُمَّ اَخْلِي
 مِنَ الشُّكْرِ قُلُوبَهُمْ قُلُوبُ الَّذِينَ يَابِ يَعْنِي زَبَانِ اَوْ كِي شُكْرُ سَ زَبَانِ زَرْهَوَا اَوْ كَلْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ يَعْنِي بغير حدیث کے کلام نہ کرے گی پڑھنے کے قرآن کو نہ تریگا
 کلامی سے لوگوں کو راہ است سے بگاڑے گی لیکن ان کے سختی و سیرجی میں مثل ہمیشہ ہوں گے کہ جب پورا قاپو
 پاماتے ہیں تو کوئی و قیقہ دین کی خرابی کا فرو گذاشت نہیں کرتے ہیں اور پانچویں حدیث وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 فِي وَصْفِ هَذَا الْقَوْمِ مَشْتَبِهًا لِدَا يَعْنِي فَرَمَا اَخْفَضَتْ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس قوم کی علامت شمر لالازار
 یعنی اوں لوگوں کے اونچے اونچے پانیچے ہونگے اور بھی فرمایا اَخْفَضَتْ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ گریبان کھلا رکھنا علامت
 قوم لوٹے سے ہیں یہ دونوں مصنفین اکثر غیر مقلدین میں پائی جاتی ہیں چھٹی حدیث کہ معجزہ و پھیر کا ہر بارہ
 ہر جس کے بعد ہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوَايَا اللَّهُمَّ تَارِكًا لَنَا فِي شَأْمَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا يَعْنِي اے اللہ برکت دے ہمارے
 ملک شام میں اور بکات میں میں وہاں کچھ نجد کے لوگ تھے سوا و خعون نے عرض کیا وَفِي يَمِينِنَا يَعْنِي ملک نجد کے
 واسطے ہی دعا فرمائیے مگر آپ نے پھر بھی دعا ہی برکت شام و یمن کی فرمائی پھر و خعون نے باصرہ واسطے دعا کہتے
 نجد کے عرض کیا تو آپ نے تیسری مرتبہ اوسکے حق میں فرمایا هَذَا لَكَ الْكَزَلُ وَالْهَيْكَلُ وَهَذَا يَطْلُمُ كَرَمُ
 الشَّيْطَانِ يَعْنِي ملک نجد میں زلزلے اور فتنے اور ٹھنڈے اور اوس سے نکلے گی اُمت شیطان کی سو موافق ہیں
 خبر خبر صادق کے گروہ ہا میں نے جو یہ و عبد الوہاب کے میں سلسلہ ہجری میں جب دیکھا کہ انتظام سلطنت ہم
 میں برہمی واقع ہو بصلح و آمادگی محمد بن عبد الوہاب کے جانب حرمین پڑائی کی اور ایک نیا مذہب کی زادی کا

یہ حدیث صحیح
 ہے

یہ حدیث صحیح
 ہے

یہ حدیث صحیح
 ہے

یہ حدیث صحیح
 ہے

اسلام کے پروردگار میں بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بذریعہ اعلان عمل السنۃ کے تمام مقابر شہداء و مزارات اولیاء کو سہم کر کے مسلمانان اہل تقلید سکندہ حرمین وغیرہ ہمارے حکم جہاد کا دیدیا اور ان کے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز رکھا اور غیر ذلک ہم یہاں تک کہ لشکر سلطانی نے اون پر فتح پائی اور مسلمان ہجری میں اون کا بالکل استیصال کر دیا۔
 چنانچہ مختصر حال اس فتنہ فریج و باہرہ کا علامہ شامی نے رد المحتار حاشیہ در مختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے صفحہ ۳۰۹ میں اس طرح لکھا ہے: **وَقَعِيَ رَمَايَ اَنْبَاءُ عَبْدِي اَوْ هَاكِ اَنْبَاءُ حَوْوِ اَمِنْ شَيْءٍ وَتَبَا**
عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَافُوا اِشْتِخَالُوْنَ مَذَاهِبَ الْحَمَابِلَةِ لِكَيْتُمْ اَعْتَقَدُوْا اَنْتُمْ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنْ مَنْ
خَالَفَ اَعْتَقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ فَاسْتَسَا حَوَادِثُ كَقَتْلِ اَهْلِ الشَّيْخَةِ وَعُلَمَائِهَا وَتَجَوُّزِ حَتَّى كَسُوْا اللّٰهَ
تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ يَدَا دَهُمُ وَظَفَرُ بَعْضِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَكَانَ
 اس کا معنی یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں واقعہ گذرا کہ وہ باہرہ نے ہجرت فرم کر کے حرمین پر غلبہ کیا اور اپنا اقتساب بہب صہبی کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقاد اہلنا بد کو مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی ان کے اعتقاد کے مخالف ہوتا وہ سب کو مشرک کہتے اور مسلح کر دیا قتل اہل سنت اور ان کے علما کا یہاں تک کہ توڑ دیا اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کو اور تباہ کر دیا ان کے شہر و ملک اور مروج پائی اور نیز لشکر اسلام نے ست ہجری میں غرض آجکل کے غیر قلعہ بھی اس گروہ و باہرہ میں داخل ہیں اور اکثر عقائد اور مسائل میں ان میں کچھ اور معتقد ہیں اور ہم میں جمہور باہرہ کی کتاب التوحید پر ان کا عمل ہے جیسے بنیال خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہاں بنا سے لے کر ان کے شہر کو کیا اور ان کے جا بجا ان کے اور نہ کہ ان کے رہنے لگے تب سے ان کو کوئی وہابی کا لقب بدل ڈالا۔ ہاں یہ سب ان کے مشابہت میں ہی یا عامل بالحدیث یا غیر قلعہ یا موصوفہ وغیرہ سے مشہور کیا اور کہتے ہیں کہ ہمارے عامل قرآن و حدیث پر تقلید یہ مجتہدین کی شرک و بدعت ہے کہ اس سے کچھ کام نہیں پائے۔
 میں آزاد ہی اسلام میں جس حدیث پر چاہیں عمل کریں وہی حال آنگہ آواہی ان غیر مقلدین کی عین پائے۔
 تم اہل نفس کی ہر طرح اپنا جامی چاہا اور جس حدیث میں اپنا مطلب نکال آیا و سیکو اپنا معمول پر بھیج دیا۔
 لو ایک بار دیکھو طفلان بنایا کبھی باتبع شافعیہ کے اکابر پیر کو حرام جانا اور کبھی بتوافیق حنفیہ کے او سیکو حلال کر لیا اور کبھی سیکو بائبر لکھا اور کبھی ناجائز قرار دیا کہ فرہان کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالیٰ نے اس آیت میں ان کی خبر دی **يُخَالِفُونَ عَمَّا يُؤْتِيهِمُؤْنَهُ عَمَّا يَمْلِكُونَ** یعنی ایک سال اپنی خواہش کے موافق ایک چیز کو کفار حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال او سیکو حرام بنا دیتے ہیں اس صورت خلط کو تلفیق کہتے ہیں اور اسی سے تلیف القرآن

حال فتنہ و باہرہ
 باوجود اہل حاشیہ
 شافعیہ

نکاح

حرام ہوگی ایسا اسلئے تقلید نام و احد کی وجہ ہوئی تا اس سے منع و تمذیب کا ہو اس قلم پر یہ تقریر یا مبنی
 قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید ہو اور قابل تسکین تقلید ہو بل شیعہ حتمًا ان یعلمین مذہبہ افرق
 ھذہ الدھاب امانتھب الشافعی فی جمیع الوقایع والفرج واما مذہب مالک واما مذہب
 ابن حنیفہ وعلیہم وکیس لہ ان یجعل من مذہب الشافعی فی البعض ما یھواہ و من مذہب
 غلبہ فی الدینی ما یرکضاکہ یا لو حوزہ اذ لک کاذی الی الخبط و الخوض عن الصبط و حاصلہ بزرگوار
 الی نفی التکلیف لکن مذہب الشافعی اذ اقصیٰ تکوینی و مذہب مالک اذ لک ذالک
 الشیعی بعینہ او علی العکس فھو ان شاء مال الی الخلال وان شاء مال الی الخوام فلا یقتضی
 اصل و الحزمۃ و ذلک باطل بل بالاجماع لکن جملہ الدین واحد و ذلک ما یخص لک الا بملک
 واجیل لان مقدمۃ او احب احب بالاجماع قدیمت اذ التقلید المذہب لو احید واجب
 لکن مقدمۃ او احب احب ہی اکثرت ہب کہ تقلید کا اختیار کرنا واجب ہو نہ اس بل بعد سے مثلاً تقلید
 شافعی کی جمیع مسائل میں و علی ہذا القیاس تقلید غنی (۱) اور یہ کہ جو جائز نہیں کہ بعض مسائل میں تا فیہ کتب
 خواہیں نفس خود اختیار کرے اور بعض مسائل میں نہ کہ اپنی مرضی کے موافق بلیغ اسوالت کہ اگر مریض باطنی ہو
 تو تکلیف شرعی او شہ جائے مثلاً مذہب شافعی میں ایک تو حرام ہے اور وہی شہ مذہب حنفی میں حلال ہے یا بالعکس
 سو غیر متقلد کبھی و سکود حال کہتے ہیں اور کبھی حرام پس حلت و حرم متحقق نہ ہوئی اور یہ بالاجماع باطل و رد
 ہے اس واسطے کہ حفاظت و نگہداری دین کی وجہ ہو اور بات ہوں تعیین مذہب احد کے حاصل نہیں ہوئی
 پس تعیین مذہب احد کی وجہ ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہو تا جو کچھ مذہب مالک علیہ السلام
 واحد کی وجہ ہو اور یہی مدعا جو آریہ سکا توین حدیث ہی ان لوگوں کی عدم تقلید اور آزاد کی خبر دیتی ہے
 اور علی انما صدق اس حدیث کا ہوتا ہے عن عبد اللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 مثل المنافق کمثل الشاة العائرة بکین الغنمین یعدل الی ھذہ موتۃ و مال ھذہ موتۃ و کذا
 مسلم یعنی مسلم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ منافق کی مثل
 اوس بکری کی سی مثل جو دو گھون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ میں جا ملتی ہے اور کبھی
 ریوڑ میں جا ملتی ہے پس یہ حال منافق کا ظاہر ہے کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہے کبھی ہر گاہی مذہب میں
 ہو وہ کجست نہ اوھرکا ہوانہ اوھرکا اور اٹھوین حدیث کتاب جمع الزوائد میں طبرانی نے بات نا جائز

تقلید مذہب مالک

تقلید مذہب مالک

فِي الْكِتَابِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَوَيْتُ عَنْ أَبِي قَالٍ وَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ نَفْسٍ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ دَخَالُونَ وَبَيْنَ يَدَيِ الْمَلْجَالِ كَذَابٌ لَوْ
 نَكَلْنَا نَفْسًا أَوْ كَذَرْنَا نَفْسًا مَا آيَا نَحْمُ قَالَ يَا لَوْ لَكُمُ يَوْمَئِذٍ كَلِمَةٌ تَكُونُ عَلَيْهَا لَيَعْلَمَنَّ مَا فِيهَا سُنَّتُهُمْ وَوَدَّعْتُمْ
 قِيَادَ أَرَايَكُمْ هُمْ قَالُوا جَنَسُوا أَوْ عَادُوا أَيْسَرِي كَمَا أَوْضَحُونَ فِي قَوْمِ السُّنَّةِ كَيْفَ تَحْقِيقُ سُنَّتِهِمْ أَنْ تَنْصُرَتْ سَنَةً كَقَرْنَةٍ
 تَحْتَهُ كَرَقِيبٍ قِيَامَتِهِ أَفْرَاضُ مِنْ يَحْكُمُكَ وَقَالَ أَوْ تَرْبِيَةٌ مِثْلُ دُجَالٍ كَسَ أَيْكُ حَوْثًا فَرَقَتَيْنِ أَرْبَعِينَ بَارًا
 كَالطَّاهِرِ هُوَ كَالسُّوْعِضِ كَيْسَ هُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ كَيْسَ عِلْمَتَيْنِ مِنْ أَوْسٍ فَرَقَتُ كَذَابٍ كِي فَرَايَا كَالَدِيغَةِ وَهِيَ بَعْضُ النَّجَّاسِ
 كَمَا كَلِمَةٍ نِيَا طَرِيقَةٍ تَحْمُ أَوْسٍ طَرِيقٍ بِرْمُوكِ أَوْ أَوْسُ كُفْتِ كَيْسَ نَمُ لَوْ كُنْ كُودُ حَوْثًا دِيغَتِ كَمَا كَلِمَةٍ دِينَ أَوْسِ كَسَ بَسَ
 سَعَارِي سُنَّتِ نَبَوِيٍّ أَوْ دِينَ إِسْلَامٍ كَمَا كَلِمَةٍ تَحْمُ عَمَلٍ كَرْتِ هُوَ أَرْثَابُ قَدَمٍ هُوَ بِسَ جَبَ كَيْسَ قَوْمِ كَذَابٍ كُو
 تُو دَوْرٍ هُوَ أَوْسِ أَوْ لَوْ كُودِينَ كَالشَّيْخِ جَانُوا أَوْسِ عِدَاوَتِ رَكُوعَتِي لَيْسَ أَسَ حَدِيثِ سَنَةٍ لَمْ يَكُنْ يُولُ كَا
 عَالِ سَعَاتِ طَاهِرَةٍ كَرْتِ نَبِيٍّ بَاتِنِينَ دِينَ مِنْ نَحَا سَنَةٍ مِنْ أَوْسِ سُنَّتِ كَانَامٍ لَيْسَ مَقْلَدِينَ كُو سَبَا تَتِ مِنْ أَوْسِ
 كَلِمَةٍ تَحْمُ كُو أَوْسِ هِيْوَ تَتِ مِنْ أَوْسِ أَرْثَابُ حَدِيثِ بَنَتِ مِنْ أَوْسِ أَرْثَابُ لِرَاسِ بَنَاتِ مِنْ فَرَقَتِ كَيْسَ عَمَلٍ
 وَكَلِمَةٍ لَمْ يَكُنْ يُولُ كَا كُو سُنَّتِ بَاتِنِينَ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ
 خُودَارِ بَابِ عَمَلٍ وَرَاسِي كِي تَعْرِيفِ فَرَايَا أَوْ لَيْسَ كَالَّذِينَ هَدَا اللَّهُ أُولَئِكَ هُمُ الْوَالِدُونَ الْوَالِدُونَ الْوَالِدُونَ
 وَهِيَ لَوْ كِي مِنْ جَبَا لَمْ يَكُنْ يُولُ كَا كُو سُنَّتِ بَاتِنِينَ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ
 مِنْ مَكْرَعَمَلٍ لَمْ يَكُنْ يُولُ كَا كُو سُنَّتِ بَاتِنِينَ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ
 جَبَا كَرْتِ مِنْ لَوْ يَأْتِي عَمَلٍ سَنَةٍ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ
 كِي تَقْلِيدِ كُو تَوْتَرِكِ وَبَعَثِ كَيْسَ أَوْ رُفُو تَحْمُ مِنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ نَجْدِي وَأَبْنِ يَسِيْرٍ دَاوُدَ طَاهِرِي وَأَبْنِ طَرْمِ
 قَانَسِي شَوْكَانِي زَيْدِي يَأْنِي كِي تَقْلِيدِ كَرْنِ سَنَةٍ مِنْ بَاتِنِينَ أَرْثَابُ حَدِيثِ كِي تَحْمُ كَيْسَ كَلِمَةٍ لَمْ يَكُنْ يُولُ كَا كُو
 تَوْنِينَ سَجْمَتَا هُوَ فَرَقَتِ كُو تَحْمُ كَسَ طَرَحِ سَنَةٍ مِنْ بَاتِنِينَ أَرْثَابُ حَدِيثِ كِي تَحْمُ كَيْسَ كَلِمَةٍ لَمْ يَكُنْ يُولُ كَا كُو
 وَدُكْرِي بِلَا وَغَرْبِ حَازِ وَشَامِ وَبَيْنَ مَقْدَسِ مَسْجِدِ الْحَرَامِ كَسَ فَاصِلِ عَامِ مَقْلَدِينَ كُو مُشْرِكِ وَدِي بَاتِنِينَ
 أَوْ أَوْ كُو فَاصِلِ وَبَيْنَ دَارِ وَشَقِي بِرْمُوكِ نَجْمِينَ جَلَسَتْ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ
 مَعْمُولِينَ كِي تَقْلِيدِ كُو بَعَثِ أَوْ رُفُو سُنَّتِ بَاتِنِينَ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ
 كُو فَرَايَا اللَّهُ تَعَالَى لَمْ يَكُنْ يُولُ كَا كُو سُنَّتِ بَاتِنِينَ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ سَنَاتِ مِنْ أَوْسِ

سَنَاتِ بَاتِنِينَ
 سَنَاتِ بَاتِنِينَ
 سَنَاتِ بَاتِنِينَ
 سَنَاتِ بَاتِنِينَ

و احادیث نبویہ کا کہ حق تعالیٰ نے اور اس کے رسول مقبول نے ابالیان ان مقامات مقدسہ کی شان میں
 کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اور کئے پر سہرا اور متقی ہونے اور قیامت تک و تک طریق حق پر
 رہنے کی خبر دی جتنا چاہا حق تعالیٰ نے قل جاء الحق و ما يبدون الباطل و ما يعيند یعنی کہہ دے
 اے محمد یہاں کے رہنے والوں سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آوے گا
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَوْمَ فَهِيَ عِبَادَةٌ لِلَّهِ الصَّامِعِ
 یعنی بیشک کہہ دیا مجھے زبور میں بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنَّ أَوَّلِيَاءُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ یعنی مسجد الحرام کے مالک ہی میں جو پرہیزگار ہیں وَ
 عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ
 وَسِتُّونَ صَنَامًا فَعَمَلُ يُطْعِمُهَا يَبُودُ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ
 الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا مُتَقَفٍّ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت
 کے میں دریا بیکہ گرد گرد کعبے کے تین سو ساٹھ بت تھے سو آنحضرت کو بچا دیتے تھے اون بتوں کو لکڑی
 جو ہاتھ میں آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور کل بجا کا کفر باطل بے شک کفر باطل نچ جانے
 والا یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر کے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غَلَقَ الْقُلُوبَ وَ
 أَجْبَقَاءُ فِي الشَّيْءِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحَجَّاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلوں کی اور ظلم و جفا مالک
 شترتی میں ہوا اور ایمان و اتقا اہل حجاز میں اور آنحضرت نے فرمایا أَلَا هَذَا الْيَكُونُ بِاللَّسَامِ وَهُمْ
 أَرَبُونَ رَجُلًا كَلِمَاتٍ دَجَلٌ أَبَدَلِ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام
 میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس آدمی ہیں جب وہیں سے کوئی مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام کرتا
 ہے جو دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوبَى لِلشَّامِ قُلْنَا لَا يَٰ ذِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا لِأَنَّ مَلَكًا
 الذَّمَّ بِأَسْطَةِ أَخِيحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّوَمِذِيُّ یعنی خوشحالی جو واسطے اہل شام کے
 عرض کیا ہے کس سبب سے فرمایا اس واسطے کہ فرشتے جن کے پھیلانے ہوئے ہیں بازو اپنے ملک شام پر واسطے
 محافظت کفر کے کو ہاں ابدال رہتے ہیں اور حضرت نے فرمایا أَلَا لَدَيْهِ تَنفِي النَّاسِ تَحْمًا يَنْفِي إِلَيْكَ هَبْ
 الْحَمْدُ يَدُ الْمُتَّقِينَ عَلَيْهِ بَنِي مَدِينَةَ مَالٍ پھینکتا ہے کافروں کو جیسے جیسی نکال پھینکتی ہے لوہے کی سیل کو
 یعنی مدینہ میں کفر نہیں سما سکتا ہے اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدِ آتَى أَنْ يَعْصِدَ

الْمُصَلُّونَ فِي حَزْنٍ أَوْ عَرْبٍ وَآهٌ مُسْتَمِيعَةٌ بِعَيْنِ تَحْقِيقِ شَيْطَانٍ نَاسِيْدٍ هُوَ كَيْلُ اس بات سے کہ عبادت
 کریں لوگ و سکی جزیرہ عرب میں اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الدِّينَ لَيَأْتِي دُنَا لِي أَلْحِجَّازَ كَمَا تَأْتِي النَّجْدُ
 إِلَى مَخْرَجِهَا وَآهٌ التَّوْمِيْدُ بِعَيْنِ تَحْقِيقِ دِينَ سَمْتُ آوِيكَامَكَ عَرَبِ كِي طَرَفِ جَيْسِ سَانِبِ سَمْتُ آتَا جَوَانِ
 بِلِ كِي طَرَفِ اَوْرُ بَخَارِي مِّنْ بَرَوَايَتِ ابُو بَرْزِوَيْهِ حَدَّثَ اسطَرَحَ هُوَ اَنْ اِلَا يَنْفَاكُ لَيَا دُنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ
 كَمَا تَأْتِي دُنَا النَّجْدُ إِلَى مَخْرَجِهَا بِعَيْنِ تَحْقِيقِ بِلَانِ سَمْتِيْكَامَكَ مَدِيْنَةِ كِي طَرَفِ جَيْسِ سَانِبِ سَمْتَا جَوَانِ بِلِ كِي طَرَفِ
 يَسَانِ سِ سِ مَعْلُومِ هُوَ كَجَزَا اَوْرُ مَدِيْنَةِ دِيْنِ وَاِيْمَانِ كَا كَمَرِ هُوَ اَوْرُ قِيَامَتِ كِ قَرِيبِ هَرِ طَرَفِ سِ سِ كُفْرِ كَا غَلِبِ هُوَ
 تَوَا فَرَسِبِ مَكُونِ كِ اِيْمَانِ اَرِ سَمْتِكَ مَدِيْنَةِ مِيْنِ اِمَامِ مَدِيْ كِ پَسِ جَمْعِ هُونِگِ پَسِ اِيْسِ مَقْدِسِ مَقَامَاتِ
 سِلْمَانُونِ كُو بِسَبَبِ تَغْلِيْذِ اَرْبَعِ كِ بِدِيْنِ اَوْرُ شَرِكِ اَوْرُ بَعْتِي كِ بِمِثْلَا اَوْرَاوَنَكِ سَمْسَا وَرِ نَدَبِ كُو
 خِلَافِ سَمْتِ سَمْتَا كِي سَابِ اَكْثَرِ هُوَ كِ صَرِيْحِ آيَاتِ وَاَعَادِيْثِ مَذْكُورِ كَا اِنْكَارِ كُنَا جَوَانِ اَللّٰهُ تَعَالٰی نِ صَحِيْحِ اِرْشَادِ
 فَرَمَا يَكُوْنُ كَلِمَةً تُعْرَضُ لِمَنْ اَتَى اَهْلَهُمْ اَنْ يَقُوْلُوْنَ اَلَا كَدِّ بَا بِعَيْنِ كِيَا بَرِيْ بَاتِ هُوَ كِ مَكْلُوقِيْ جَوَانِ كِ مَدِيْنَةِ
 سَبِ جَوْتِ هُوَ كِي سَمْتِ اَوْرُ بَخَارِي اَوْرُ سَلَمِ مِيْنِ بَرَوَايَتِ ابُو بَرْزِوَيْهِ وَاَرِدِ هُوَ كِ حَضْرَتِ نِ فَرَمَا مَنْ اَدَا
 اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ يَسُوْءُ اَدَا اِيَّاهُ اَللّٰهُ كَمَا يَكُوْنُ دُوْبُ الْمَلِكِ فِي الْمَدَا بِعَيْنِ جَوَانِ مَدِيْنَةِ كِ رَهْنِ وَاَلُوْنِ سِ بَرُوْ
 كَا قَصْدِ كِ رِيْكَ اَخْدَاوَسْ كُو كَا اَوْرُ اِيْكَ جَيْسِ نَكِ پَانِيْ مِيْنِ مَكْلُوتَا جَوَانِ اَوْرُ سَوَا اِسْكَ ثَبُوْتِ اَوْرُ قِيَادِيْنِ مَحْمَدِيْ كَا حَقِيْقَتِ
 نَدَبِ مَقْلَدِيْنِ بِرِ سَوْ قُوْتِ هُوَ كِ بِدِيْنِ خَاتَمِ نَبِيْيِيْنِ اَخِيْنِ حَضْرَتِ مَقْلَدِيْنِ كِي بِدَوَاتِ سَكُو پُونِچَا اَوْرُ مَدِيْنَةِ
 جَبِ بَزْمِ فَاَسَدِ اِنْ غَيْرِ مَقْلَدِيْنِ كِ سَبَابِ اِلِ تَغْلِيْذِ شَرِكِ وَرِ بِيْدِيْنِ شَمْعِ جَوَانِ تُو دِيْنِ مَحْمَدِيْ كِيُو نَكِرِ قَابِلِ
 اَعْتِبَارِ كِ رِيْكَ اَوْرُ جَبِ قَابِلِ اَعْتِبَارِ نَزَا تُو مُتَقَطِعِ هُوَ نَا لَازِمِ اِيْكَ اَحَالِ اَكْمِيْهِ دِيْنِ حَقِ السَّبِيْنِ قِيَامَتِ تَكِ
 باقِيْ رِيْكَ جَيْسَا كِ فَرَمَا اَللّٰهُ تَعَالٰی نِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيُّمُ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ بِعَيْنِ دِيْنِ
 قَائِمِ رَهْنِ وَاَلَا اِيْكَ لِيْ كِنِ سَمْتِ لُوْگِ اس بات كُو نَمِيْنِ جَانِ سِ اَوْرُ بَرَوَايَتِ سَعْدِ بِنِ ابِيْ وَتَاقِصِ سَلَمِ مِيْنِ حَضْرَتِ
 وَاَرِدِ هُوَ كِ فَرَمَا يَارَسُوْلَ اَللّٰهِ صَلَّی اَللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِ كَا يَزَالُ اَهْلُ الْقَوْبِ ظَاكِرِيْنِ عَلٰی اَمْحُوْ كِ حَقِيْقَتِ
 تَقْوَمِ السَّاعَةُ بِعَيْنِ مَدِيْنَةِ رِيْكَ تَامِ عَرَبِ كِ لُوْگِ قَائِمِ دِيْنِ حَقِ بِرِ بِيَانِ تَكِ كِ قِيَامَتِ قَائِمِ هُوَ جَائِيْ
 اَوْرُ فَرَمَا اَنْحَضْتُ نِ كَا يَزَالُ مِّنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَفْوَالِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنَ
 خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ اَفْرَ اللّٰهُ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفِقٌ عَلَیْهِ بِعَيْنِ مَدِيْنَةِ رِيْكَ سِيرِيْ اسْتِ سِ اِيْكَ رُوْ
 قَائِمِ اَمْرِ كِسِيْ پَرِ نَدَبِ مَدِيْنَةِ رِيْكَ اَوْرُ مَكُوْ خَرَبِ اَوْرُ خِلَافِ اَوْرُ كَا بِبِيَانِ تَكِ كَا جَائِيْ قِيَامَتِ اَوْرُ دُو لُوْگِ دُوسِيْ

حالی پر پہنچے اور بخاری و مسلم میں بغیر بن شعبہ سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا لا یزال ناس من قبۃ
ظاہرین حتیٰ ینزلوا لہم اللہ وھم ظاہرون یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور ظاہر
رہیگا یہاں تک کہ آوگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ طعنب بابل السنۃ و ہجرت مقلدین
ہیں کہ تمام فرقوں میں امت محمدیہ کے سوا اہل عظیم اور کثیر الافراد و سب پر غالب ہیں اور بالعکس کے معنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہو جائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت
پر ہوں تو ہرگز نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہو جانا لازم آتا ہے حال آنکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہو اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَجْتَمِعُوا عَلٰی ضَلَالَةٍ وَ انْتَفِعُوا
بِحَمِّمُونِ عَلٰی ضَلَالَةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ فِی مُسْنَدِہٖ وَ الطَّبْرَانِیُّ فِی مُعْجَمِہٖ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہ ہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا سبب نبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اتَّبِعُوا السَّوَادَ لَا تَخْطِئُوا شَدْ شَدْ فِی النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی پیروی
کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا ہو اس سے جا پڑا و فرخ میں اور فرمایا حضرت نے عَلَیْکُمْ بِأَتَمِّ الْجَمَاعَةِ
وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی لازم کہ بڑی جماعت کو پس ظاہر ہو کہ بڑی جماعت ہی چاروں مذہب کے
مقلدین ہیں کہ تمام دنیا انہیں لوگوں سے بھری ہوئی ہو اور انہیں میں لاکھوں کروڑوں اولیا و اقطاب
و ابدال و غوث ہو چکے اور اب بھی سوجوہین اور غیر مقلد تو ہزار میں ایک بھی نہ ٹھیکہ گاہ ہو شمار اور کجا جو
کثرت سے گروہ دین ہوں ۛ اونکی کیا گنتی ہزاروں میں جو اک دو تین ہوں ۛ تیسواں مسالہ
ان غیر مقلدوں نے واسطے ہکانے اور شک میں ڈالنے عوام مقلدین خفیہ کے ایک نیا طریقہ نکالا جو
کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب ہے تو اس قدر انعام ہے تا لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہیں کہ جوابات انکے کسی سے نہ ہو سکیں گے ورنہ یہ لوگ شہار جواب طلب بوعده انعام دیتے چنانچہ
مولوی محمد حسین لامہوری مقتدا ہی غیر مقلدین نے ایک ہزار روپیہ کا اشتہار اپنے پرچہ افتاح السنۃ ہجری
جلد ششم بابت ماہ ربیع الثانی ہجری میں اس مضمون کا دیا جو کہ جو شخص ولوں اعتقالات اور علیات کو
جو کہ فرقہ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچہ جامع الشواہد مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ میں منسوب کیے ہیں
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کر دے تو ہزار روپیہ نقد پائے انتہی واہ کیا جعلی فرس تازی ہو اور کسی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہو اور مجھے اس وعدہ انعام کی فضول شہنی پر نہایت تعجب آتا ہو جو بیک

اس صحیح

پرچہ فتوے جامع الشواہد میں مفتی لیب نے پہلے ہی سے بیان خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے
 مان لینے میں گنجائش انکار کی تو ہر ایک عبارت کو بجز الہ ہند نہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف
 کتاب کے صاف صاف لکھ دیا اور انہیں غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریروں سے اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال
 کاسہ کو بخوبی ثابت کر دیا ہر تہراب اون مسائل کے طلب ثبوت میں اشتہار و نیا کستہ تجال اور فریب
 عوام پر اور کتنی بڑی دھوکے بازی کا یہ کام نہ خود باللہ کیا ناظرین اون شہدار اور اس طاقت کی بوجھ
 سے (جو درحقیقت اونکے قائلین پر منیجہ کی طرح موسلا دھار لگا رہی تھی) اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے
 ہیں) یہ سمجھنے کے مفتی لیب نے جن کتابوں کا حوالہ اس فتوے میں دیا جو یہ کفریات انہیں نہیں مین اور احق
 اونکے مؤلفین کی طرف منسوب کر دیے ہیں نہیں نہیں ہرگز نہیں مشہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدے
 کے سچے ہیں تو پہلے اون کتابوں کو کہہ چکا اس پرچے میں حوالہ ہر بغور ملاحظہ فرمائیں اگر اونکو وہاں یہ کفریات
 نہ ملین تو ہمارے پاس تشریف لائیں اور اونکا ثبوت لین اس واسطے کہ جسے اس فتوے کو اس کتاب
 میں بھی چھپوا دیا جو بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرنی ضرور تھی عسرت پر
 ہم ترجمہ کر کے پانسو معاف کرتے ہیں وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیوں سے چندہ کر کے یا جس طرح
 ممکن ہو حاصل ہو تحصیل کر کے بکودین ورنہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدوں کا نام نہ ملین
 اور قبل اسکے بھی ان مشہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے اور تردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات
 عشرہ کا بیڑے شد و مدار نہایت زور شور سے بوندہ انعام دینے و بیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر
 مشہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بحسنہ مندرجہ ذیل ہے۔ **اشتہار**
 میں مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسماعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور
 جو اونکے ساتھ طالب العلم بن جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیار پوری و میان نظام الدین صاحب
 و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ خفیاء پنجاب ہند و سٹان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں
 کہ اگر ان لوگوں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت یا حدیث صحیح صحیح صحت میں کسیکو کلام نہ ہو
 اور وہ اس مسئلے میں جسکے لیے پیش کیا ہو اسے نص صریح قطعی الدلالت ہو تو فی آیت اور فی حدیث
 یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپے بطور انعام کے دو گنا آؤ گا اگر نفع دین نکڑا آنحضرت کا
 بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سروٹھائیکے آئینا آنحضرت کا نماز میں خفیہ آمین کہنا کائنات کا غنیمت

نہادین زیر ناف ہاتھ باندھنا اگر بعد ازاں حضرت کا مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا صحیح
 آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ایسے اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا سداً غلط و ثابت
 دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا سبکاً بعداً عام مسلمانوں کا ایسا اور پیغمبروں اور جبرئیل کا مساوی
 ہونا ناگزیر تھا قصداً ظاہر و باطن نافذ ہونا تشہیر میں مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جو رو کا دعویٰ کیا
 کہ یہ میری جو رو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اور سکو
 بلجائے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے اگر آئیناً
 جو شخص محرماتِ ادبیہ جیسے ماں یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کر لے تو اوپر حد شرعی جو قرآن
 یا حدیث میں وارد ہو نہ لگانا عاقبتی اگرچہ بڑا کثیر جو وقوع نجاست پلیدہ نمودہ و ردہ کرنا تنبیہ
 ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے میں ان صاحبوں کو اس قدر مہلت دیتا ہوں بقصد
 یہ چاہیں زیادہ مہلت میں انکو بھی گنجائش ہو کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیوں سے مدد لیں۔ المشاہد
 ابو سعید حسنین لاہوری محمد حسین
 ابو سعید حسنین لاہوری
 حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرہ و حنفیہ میں جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ
 و شرح معانی الآثار للطحاوی و تبرہان شرح مواہب الرحمن و مؤطا للامام محمد و کتاب الحج للامام محمد و کتاب
 الآثار للامام محمد و عمدة القاری شرح بخاری للعینی و ملعات التتبع شرح مشکوٰۃ المصابیح للشیخ الدلبوی
 و مرقات شرح مشکوٰۃ للماعلی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و حجة القاری
 فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبدالحی الکنعنی و شرح الحکایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السبغلی وغیرہ
 میں اچھی طرح ثابت ہو گئے ہیں اور عموماً جا بجا اس کتاب فتح المبین میں بھی لکھے گئے ہیں اور خصوصاً
 اسکے جواب میں بہت سے رسائل مثلاً دلائل کاملہ و اظہار الادلہ و عشرہ کاملہ و عشرہ مبشرہ و اشعار الاشرار
 علی اشتہار العشرہ و انحصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کائنات و آئینہ دہلی و لودھیان میں چھپ کر عام
 پنجاب و ہندوستان میں پھیل گئے لیکن اب تک مشترک صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب با
 صواب پانے کے ایذا سے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی نہ دیا پس معلوم ہوا کہ حضرت
 کا بالکل البانی جمع خرچ تھا اور پھر اوپر طریقہ کہ فی الحال اونکے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دوبارہ
 ستر بارہ چھپو کر کھنڈ اور دہلی وغیرہ میں تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آج تک جو آپس میں

مقلدین نے نہیں دیا وادہ سے تجاہل و صفائی کہ ساری و یک ہضم و کار تک نہ آئی وعدہ خلافی کا وہ
 حال جواب پا کر کر جانے میں یہ بحال کیوں نہ ہو مع تحالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو یہ اب ہم چھو
 ہیں جبکہ سوالات عشرہ مشتملہ درمیان مجتہدین ائمہ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی نہیں بلکہ
 بعض انہیں سے ایسے ہیں کہ حضرات صحابہ میں جنکے باب میں حدیث اکھائی کا لُجُوم یا تَہَرُّقُ اَقْدَمَ یَا کُو
 لَہُتْکَ یَا تَہَمُّمٌ وارد ہو مختلف فیہ میں جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہیں اور بعض
 صحابہ خلف الامام قرائت کرتے تھے اور بعض نہیں اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہیں
 اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہیں اور جو مسائل
 مختار خفیہ کے ہیں ان سب کے دلائل اور ماخذ قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور کوئی مسئلہ کسی مجتہد کا
 خلاف قرآن و حدیث کے نہیں ہو چکا ہے ایسے مسائل جہاد یہ و مختلف فیہا کے ثبوت میں آیت یا حدیث
 صحیح منقذ علیہ اور نقص صریح قطعی الدلالتہ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالاحال صریح البطلان قطعی لہذا
 ہو اسکا ادنیٰ علم والا بھی سمجھ لیا کہ جن مسائل میں ائمہ مجتہدین و علمائے محدثین کا سرے سے اختلاف
 چلا آیا ہو اور ہر ایک نے انکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس و رطن سے ترجیح دی ہو تو پھر ان
 مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہیں (اختلاف میں اتفاق کیسا) بلکہ
 اہل سنت جماعت کے یہاں مشتمل صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروط فریب آمیز کو دخل کہاں
 حضرت مسائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت و جماعت سے بھی واقف نہیں اللہ اللہ کہاں یہ اہل سنت
 و جماعت اور کہاں یہ طریقہ مبتدعہ کہ جس سے عبادات و اعمال مروجہ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور
 پھر اوس پر انعام کا وعدہ دنیا کہاں اصل کی نقل کہاں نقل سے اصل اس عبث و عیش کا نتیجہ کیا بجز اسکے
 کہ مسائل کو غوامس جاہل جانین اور عوام ان سوالوں سے دھوکا کھاویں اور اہل سنت کی کوئی عرض
 دینی آمین متوقع نہیں یہ طریقہ ایسا مشکوک و غیر مسلوک ہو کہ صحیح لذاتہ و حسن لذاتہ بھی بدون شہادت
 کسی قاعدہ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق و یقیناً توقع نجات کے
 قابل نہیں جسکے اصول غنی او سکے کل فروعات بھی غنی ہیں اور جسکے اصول یقینی او سکے کل فروعات
 بھی یقینی اہم حاصل اگر بطور جرح و تعدیل کے اہل حدیث کے وصول پر صحت کا ثبوت کیسے معمول ہو
 کی نسبت ہو ابھی ہو تو اسکا کیا نتیجہ اور میری یہ دعویٰ بے معنی کہ اسکی صحت میں کیسے کو گفتگو ہو بغیر

اگتکو کے وجوہ صحت کیونکہ سمجھا جائے پہلے تو مسائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق حرج و تعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کر دین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہو جاوین اور عند اللہ ماجور ہو کر انعام اخروی باوین والا انعام دنیا کی خوشی ہو تو لایک سے نجات کی طرف قدم بڑھاوین اور مرے اوڑاوین اور مباحث علمی کے جھگڑوں میں نہ پڑین اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوعده انعام نہ طلب کریں ورنہ اونکو مایاؤں کے تلافیہ یا سادہ میں جنکو دعویٰ ہوا و پیر واجب ہو کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ سوالات ذیل منبر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیس روپیہ انعام لین اور اگر میں سوالات نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع و قیاس فقہی کے صرف قرآن و حدیث سے ثابت کر کے پیش کرینگے تو انجاں فی آیت اور فی حدیث دس شرفیہ انعام کی انعام دینگے اور شل شتہ صاحب کے وعدہ خلافی نہ کریں گے۔

سوالات نمبر

اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یرین کرنا دوم آنحضرت کا نازن ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سوم آنحضرت کا نازن آئین باہر ہمیشہ کنا چہارم حدیث قرأت خلف الامام کا بعد نزول آیت اذ اقول القرآن الخ کے مروی ہونا پنجم آنحضرت یاقی تعالیٰ کا ایماہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم کتاب سنت سے قیاس و اجماع کا حرام ہونا شہتم تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کر دینا شہتم ایماہ اربعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی کی تقلید کرنا شہتم بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلواتین کرنا یعنی ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور مغرب و عشا کو ایک ساتھ پڑھنا و شہم احادیث صحیحہ کا کتب صحیحہ میں منحصر ہونا اور سوائے انکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یا ازو شہم اس زمانہ پر شور و فتن میں ہر شخص عامی کا قرآن و حدیث پر مباح تحقیق عمل کرنا اور اوپر لوگوں کو حکم دینا و ازو شہم جو حدیثین امام غنیم کو بن شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم معین کے واسطے سے پہنچی ہوں اونکو ہر روایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا شہم و شہم حاجیوں پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہارم و شہم علمای عربین شریفین اور جو لوگوں کے پیرو ہوں اوکل مقلدین کو مشرک و برہمنی کہنا اور غیر مقلدین کو مجاہدین کہنا

سوالات نمبر
جواب طلب
از غیر مقلدین

سوالات نمبر

اول کسی لائبریک جتنے میں جو ہمارا ہوا نکلا اور اوس جے میں سورخ بھی ہو اور اوسے اوس نے نمازین پڑھی ہیں تو کتنے دنوں کی نماز پھرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو ورم کسی شخص نے اپنے نکلا ہو یہ کہا خدا اشرک و کھنڈا اؤھنڈا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا شہوم سر نہوانے یا ناخن تراشوانے یا زخم کا چھلکا اوتا دینے سے تجدید وضو یا غسل اسے اوس موضع کا فرض ہوتا ہو یا نہیں چھارم اندرون چشم و حاجب کا دھونا فرض ہو یا نہیں سچم جبکہ ایک جانب دو ہاتھ پید ہو جاوین و دونوں کا دھونا فرض ہو یا ایک تبصرہ نفس ارشاد ہو ششم داخل برت و فاف و سورخ بند میں پانی پونچا ناہل میں ضرور ہو یا نہیں شہتم مجر و مباشرت فاشہ یعنی انتقامی ختائین سے غسل واجب ہوتا ہو یا نہیں یا کوئی اور شرط منصوص ہو شہتم نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہو یا نہیں اور سبط و طلی زن جثیہ اور جماع غشی اور طلی ہیہ و صغیرہ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہو یا نہیں شہتم قدرت انجیل کا حالت جنابت میں کیا حکم ہو و شہم دباغت سے جلد خنزیر و مار و موش بھی پاک ہو جا ایگی یا نہیں یا ز و شہم کستہ فصل و بعد سے تیمم جائز ہوگا و واز و ہم عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جائز ہو یا نہیں سینر و ہم مقطوع الیدین و الرجلین و مجروح الوجه کا کیا حکم ہو بلا وضو نماز پڑھے یا مسح یا لیم کرے چہار و ہم جبکہ پانی اور سٹی پاک میسر نہ ہو کہ کیونکر نماز پڑھے یا نہ و ہم عورت و مرد و دونوں تو ام پیدا ہوئے اونکے علاج کی کیا صورت ہو شہم کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی میں یا بخانہ پھرے کوئی اوسکی بغیر قیاس حدیث منع البول فی الماء الزاکلہ کے ارشاد ہو شہم جو پانی کہ لید یا گویر کے کنڈوں سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہو یا نہیں شہم جب دمی سوتے سے جاگے اور بڑا سکا پانی کا زمین میں گرہا ہو چھوٹا کوئی برتن نہیں تو وضو اور طہارت کیونکر ہے نویر و ہم جو روئی کہ لید یا گویر کی کپی ہو کھانا اوسکا جائز ہو یا نہیں شہتم جن گھڑوں اور مشکوں کی مٹی لید اور گویر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کھاروں کا دستور ہی استعمال اوں برتنوں کا جائز ہو یا

تنبیہ - سب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے میں استقدر مصلحت دیجاتی ہو کہ وہ اپنے تمام ہر ادا ان غیر تقلیدین سے بھی خاطر خواہ مدولین اور جواب باصواب دین ورنہ اسلئے کہ کہیہ مور دین اؤ کو دخل ہونا پڑیگا آم لہم تہی کا شتر عوا لہم من الدین ما لہم یا کذہ اللہ

اس مسئلہ کے متعلق جو مخالفین نے جو غلط فہمیاں پیدا کی ہیں ان کے جواب میں

ترجمہ کیا اونکے اور شریک میں جو راہ نکالی ہو اونھوں نے اونکے لیے دین کی جیسا حکم نہیں یا اللہ فی
مسئلہ اکتیس سوال ان غیر مقلدوں کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف
ہیں کہ بعض مسائل مختصرہ و احکام مبتدعہ اونکے موجب کفر اور بعض مبطل نماز اور بعض موجب فسق
و ابتداء ہیں کہ تفصیل اسکی موجب تطویل ہے نظر بران ہم بیان صرف فتوای جامع الشواہد
فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب حدیث سابقہ مرجع کی دیتے ہیں تا ناظرین کو مولوی محمد حسین
صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت میں ظاہر ہو جائے
اور زیر بحث شخص جو اسکو ملاحظہ کرے غیر مقلدوں کے عقائد فاسدہ و مسائل کا سہ سے بخوبی ماہر ہو جائے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الَّتِي كَانُوا يَعْمَلُونَ

(۱) علمای اہل سنت و جماعت اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ
غیر مقلدین داخل ہو اہل سنت و جماعت میں یا خارج ہو انہی مثل اور فرقوں ضالہ کے (۲) اور
ہم مقلدوں کو اونکے ساتھ مخالفت و مجاہدت کرنا اور انکو اپنی مساجد میں باوجود خوف فساد کے آنے
دینا درست ہو یا نہیں (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہو کِنْتَوَالِ التَّقْيِیْلِ تَوَجُّعًا وَلَا لَاحِزًا لِحُجْرَتِی

جواب سوال اول

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک میں ائمہ اربعہ میں سے کسی
تقلید نہ کرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدوں کا نام شرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے متین موجد
اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی و حرس
اولیاء اللہ کو شرک بدعت کہنا اور بغیر کبری امام کی تقلید کے نماز میں آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع
اور قوس کے رفع بدین کرنا اور نماز میں ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورۃ
فاتحہ پڑھنا اور جالیسا نکرے اوکو بڑا کہنا) مثل دیگر فرقوں ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے اہل سنت
و جماعت سے خارج ہیں کیونکہ اونکے ہیئت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت و جماعت کے ہیں
چنانچہ بموجب تحریر اوغین کی کتابوں کے چند عقائد و مسائل بقید نام کتاب و سند سے صحیحہ کہ لعل
نمودہ بیان کیے جاتے ہیں تا پھر کسی مسک کو اونکے ثبوت میں گنجائش ملے اور شبہ کی باقی نہ رہے

پہلے اسکے عقائد سنئے

اول یہ کہ خدا پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ صفحہ ۶ کتاب صیانت الایمان مطبوعہ مراد آباد
تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین میں مندرج ہر دو م انبیاء علیہم السلام سے
احکام دینی میں بھول چوک کے قائل ہیں جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۲ کتاب رد تقلید بکتاب
الحجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی میں اس مضمون کا اقرار کرتے ہیں اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر
مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہ اکابر غیر مقلدین کی ہرین بھی ثبت ہیں حال آنکہ
انبیاء علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں مضمون یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین
ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۰ نظر المؤمنین مصنفہ آنحضرت صدیق نبیاری
شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہو کہ انھوں نے خاتم النبیین کے الف لام کو عمدہ
خارجی کا لکھا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ بعض کے خاتم ہیں نہ بسکے حال آنکہ آپ کل انبیاء کے خاتم اور
نبی آخر الزمان ہیں کہ بعد آپ کے کوئی نبی نہ ہو گا چہاں ہم کہتے ہیں کہ حاشیت آحاد سے یعنی سوائے
حدیث متواترہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جبکہ یہ مطلب ہوا کہ
آنحضرت سے سوا ایک و معجزوں کے زیادہ صادر نہ ہوئے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات ہند
متواتر سے ثابت نہیں ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب لیل حکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی
نذیر حسین سے ظاہر ہے چنانچہ اجماع کل امت کا جسکی سند محکمہ معلوم نہ ہوحت شرعی نہیں ہوگا جیسا
کہ صفحہ ۱۳ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین میں و صفحہ ۲ کتاب اعتصام
مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبداللہ محمدی معروف جھاؤ سنگن مؤمن موجود ہے و صفحہ ۱۳
مجتہد کا تیس شرعیات میں قائل اعتبار کے نہیں ہے چنانچہ اوس کتاب معیار الحق کے صفحہ ۶۹
میں اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۴ میں مرقوم ہے کہ کتاب درسات للیب مطبوعہ لاہور
ملاحظہ کے صفحہ ۲۱۹ میں لکھا ہے کہ حضرت امام محمدی کے زمانے میں رجعت ہوگی یعنی جو لو
اونکی محبت میں بدون ملاقات کے مر گئے ہیں اور بنایا انھوں نے زمانہ امام کو تو حکم خدا
تعالیٰ قبروں سے قبل نبیاست کے زندہ ہو کر اوسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت
عربی اوس کتاب کی یہ ہے وَمَنْ مَاتَ كَلَّمَ النَّاسُ الصَّادِقِ لَا إِمَامَ الْعَصَوِّ الْهَوْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

محمد سلیمان نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق میں سب مقلدوں کو انخوان یزید اور افضی ملیح
اور شیطان و کافر لکھا ہے اور اسید طرح مولوی محمد الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب
ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ رمضان ۱۲۹۶ ہجری کے صفحہ ۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ میں تقلید کو شرک
اور حرام اور مقلدین خفیہ کو مشرک و کافر لکھا ہے اور چاروں اماموں کے مصلوں کو ضلالت اور
بدعت قرار دیا ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے تو دیکھ لے **تنبیہ** مقام عبرت ہے اور کتنی بڑی جرأت
ہے کہ جب انھوں نے علمای مقلدین اور اولیای کاملین کو بے دہرک مشرک و کافر لکھا تو اب انکے
کفر و احماد میں کیا شک باقی رہ گیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشوں اور بخیروں کو اتنی
سبی خبیثوں کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشائستہ تحریر سے خود ہمارے امام الحدیثین اور مقتدا می علمین
حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہیں بدین وجہ کہ وہ بھی
مقلد ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کے اور داخل ہیں زمرہ مقلدین شافعیہ میں جیسا کہ زمرہ الحدیثین
حمہ المفسرین مارت باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ہلوسی نے اپنی کتاب الانصاف فی
بیان سبب الاختلاف میں لکھا ہے وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ وَقَدْ مَعَدَّ
فِي طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمَنْ ذَكَرْنَا فِي طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخَ نَاجِيَّ الدِّينِ الشُّبْكِيِّ وَقَالَ
لَا تَعْقَلُ بِالْمُحْمَدِيِّ وَالْمُحْمَدِيُّ نَعَقَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَ شَيْخُنَا الْعَلَامَةُ عَلَى إِدِّ
الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهِ فِي طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامِ الدُّوَوِيِّ الَّذِي ذَكَرْنَا شَاهِدًا لَهُ
انتهی یعنی جس طرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب میں اس طرح امام محمد بن اسماعیل بخاری بھی مقلد
شافعیہ میں شمار کیے گئے ہیں اور جس شخص نے انکو طبعات شافعیہ میں ذکر کیا ہے وہ امام تلج الدین سبکی
ہیں اور انھوں نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ کیا ہے امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام
شافعی سے اور دلیل لائے ہیں ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ میں ساتھ ذکر
ہونے انکے طبعات شافعیہ میں اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اسکو گواہی دے رہا ہے
اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب میں انتہی پس جب ایسے بڑے امام الحدیثین نے بدون تقلید
دین میں چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبوں کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ
کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کریں اور اپنی لامذہبی پر سزاوار بار نفرین اور طعنا کر کریں۔

و از وہم شخص ایمان باند و ایوم الآخر و تصدیق با جاہد النبی رکھے اور حلال کو حلال اور
 حرام کو حرام جانے اور شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے میں اولیاء
 الذین صدقوا اولئک ہم المتقون چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق بحقیق تصنیف مولوی
 نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیل ہمدانیہ کے صفحہ اول میں مندرج ہے حال آنکہ صرف موصوف
 بالایمان اور تصدیق با جاہد النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہیں ہو سکتا ورنہ باوجود مرکب ہونے
 محرمات قطعہ کے اور تارک ہونے واجبات حمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہے اور یہ
 بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہے بلکہ متقی کذائی ہونے میں اتصاف بالחסنات
 اور احرار عن لیسات بھی ضرور ہے اور مصداق آیت مذکورہ کے وہی لوگ ہیں جو باوجود موصوف بالایمان
 ہونے کے موصوف بالفضائل عملیہ بھی ہوں جیسے بذل سوال و ایتمای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ
 و ادائے صوم و حج و ایفای عہود و موافق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ حلیہ
 ضروریات دین اور مستحسانات اسلام پر بھی عمل ہو سیکر وہم اوسے کتاب ثبوت الحق بحقیق کے صفحہ
 ۳ و ۴ و ۵ میں مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہے اور
 ایضہ مجتہدین کو شل اجبار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہے اور حضرات مقلدین کو مصداق
 ان آیات کا ٹھہرایا ہے اَحْبَادُهُمْ وَ رَهْبَانُهُمْ اَیَاکُمْ ذُوْنِ اللّٰهِ وَاِذَا قِیلَ لَهُمْ
 اتَّبِعُوا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا اَبْلِیْ سَلٰمٌ مَا نَفَعْنَا عَلَیْہِ اٰبَاءُنَا حَالِ اَنکُمْ یٰ اٰتَمِیْنِ یٰہود و نصاری
 و کفار مشرکین کی شان میں وارد ہیں آفسوس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھہرائے جاتا
 اس سے بڑھ کر تعصب و رگڑ بھی کیا ہوگی ۵ ازبرون طعنہ زنی بہا بنیریدہ و زدرونت ننگ
 سید اردبیریدہ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ماحل شدہ
 اور تحلیل ماحرم اللہ میں اپنے اجبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہو گئے ہم جو چھتے ہیں کہ وہ
 تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و حباب
 میں اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہو پس در صورت اول مولوی صاحب کو ایضہ الرجوع رضی اللہ
 عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اوسکے
 مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم میں مشرک و کافر قرار دیے جاویں اور برہون شہا

۱۔ یہی بیان
 ۲۔ نہ ہی
 ۳۔ قس کے
 ۴۔ مالون
 ۵۔ اور مقلدین
 ۶۔ کفر و کفار
 ۷۔ کفار کے
 ۸۔ منہج حبیب
 ۹۔ کفار و کفار
 ۱۰۔ کفار و کفار
 ۱۱۔ کفار و کفار
 ۱۲۔ کفار و کفار
 ۱۳۔ کفار و کفار
 ۱۴۔ کفار و کفار
 ۱۵۔ کفار و کفار
 ۱۶۔ کفار و کفار
 ۱۷۔ کفار و کفار
 ۱۸۔ کفار و کفار
 ۱۹۔ کفار و کفار
 ۲۰۔ کفار و کفار

اس کے مقلدین ایسے کہ مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بھی اس پر آور و صورت ثانی معاذ اللہ
 صحابہ کرام کا مشرک کا فرہونا لازم آتا ہے کیونکہ انھوں نے لفظ آنت کا لائق نکالا تاکہ سے طلاقات
 ثلاثہ واقع ہونے میں حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہے تاکہ فرہونا خود بدولت اور ان کے اکابر کا شل جی منی
 شو کافی راہنہ یقیم وغیرہم کے لازم آتا ہے اس واسطے کہ انھوں نے لفظ مذکور سے طلاقات ثلاثہ نہ واقع
 ہونے میں ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن خرم کی تقلید کی ہے جس شق اول تو بدیہی البطلان ہے کہ
 صحابہ سے تحریم باطل اللہ گز نہیں ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی ہے اب اس کا
 کیا جواب ہے کیونکہ ایسی بات کیجیے کہ اولاً الزام اس کا اپنے اوپر کیجیے چہاں روحم رسالۃ الاحیاء
 مسئلۃ الاستواء تصنیف نواب محمد یق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ کاشن اووہ الکھنؤمین لکھا ہے
 کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اس کا مکان ہے اور دونوں قدم اپنے کسی پر رکھے ہیں اور کسی او
 قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا کی ہمت فوق اور طرف علو میں ہے اور اس کو فوقیت ہمت کی ہے نہ فوقیت
 رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اوترتا ہے ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اوڑاؤ سکے یے دہتا یا یا
 ہاتھ اور قدم اور شبیلی اور اوٹگیان اور دو آنکھیں اور منہ اور پینڈلی وغیرہ سب چیزیں بلا کیف
 ثابت ہیں اور جو آیتیں اس بارے میں ہیں سب محکمات ہیں آیات تشابہات نہیں اور ان
 آیات و احادیث میں تاویل نہ کرنا چاہیے سب آیتیں اور حدیثیں اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور
 اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقہ و مجسمہ و مشبہ و مجملہ
 کا ہے اور مخالفت ہے اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس سلسلے کے رد میں سالہ ہتھلا
 علی الاحیاء مطبع مصطفائی لاہور میں چھپ چکا ہے اور دوسرا سالہ بھی اسکے جواب میں موسوم
 بضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن بطبع رحیمی لودھیانہ میں مطبوع ہوا ہے ان دونوں رسالوں میں
 مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہے کہ وہ حق تعالیٰ
 کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ ظوہر سننی تشابہات پر اپنی راہ
 اور تاویل اور تغیر کے موافق ایمان لائے ہیں اور اس سے مصداق زائفین و سفین فی الدین
 کے ہونے میں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قَامَا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ لَا یَعْرِضُوْنَ عَنْ مَّا تَشَابَهَ
 مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَلْوِیْلِهِ وَمَا یَعْمُرْ تَالُوتُکُمْ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگوں کے دل میں

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عَلَيْنَا كَرِهَاتُكُمْ لَسْتُمْ بِنِعْمَةِ الْمُخْلَقِ الْكَرَّانِيَّةِ
 مِنْ بَعْدِي اور سوائے اسکے اس میں رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیوں کا قول ہے کما ذکرہ
 السیوطی فی جامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھ کر پڑھنا اور میں
 رکعت کو بدعت عمری کیلئے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو میرے ہمین تقلید خواہش نفسانی ہے نہ اتباع
 سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بغیر تخفیف محنت کے لینا ہے اور سنت قولی کو تو بہا
 مشقت کے چھوڑ دینا ہے سبحان اللہ دعویٰ یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہیں اور عمل یہ کہ
 آدمی سنت پر چلتے ہیں اور وہ آدمی بھی پوری نہیں آتا اور اس پر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے
 غرب تک میں رکعت تراویح کی پڑھتے ہیں اور سنت قولی فعلی دونوں پر عمل کرتے ہیں بدعتی اور
 تارک سنت نبوی ہو جائیں اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہیں عامل السنہ کملائیں یہ بھی عجیب دھوکہ
 کی بات ہے جو پیر و سنت کملاتے ہیں وہ راہ سنت پر نہیں آتے ہیں اور جو سنت کو بجا لاتے ہیں وہ بدعتی
 کا خطاب پاتے ہیں کیا اندھیر ہو اور کیسا اولٹ پھیر ہو کہ بغیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھ کے فراغت
 پائی تخفیف عبادت کی راحت اور ٹھائی اور مقلد نے ہر چند کہ میں رکعت ادا کرنے میں بار مشقت اٹھائی
 لیکن ہر دو سنت کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا سودا ہمارا عشق میں شیریں ہے
 کو لیکن بازی اگرچہ پانہ پکاسر تو کھوسکا کس منہ سے پھر تو آجکو کتابا ہے عقبا زب اور وسیاہ
 تجھ سے تو یہ بھی نہوسکا شمار وہم کتاب نبی المؤمنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی
 محمد حسین ساکن اچر اضلع مالوان کے صفحہ ۹ سے تا ۱۰۴ میں لکھا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ
 کہنے والا کافر اور شرک ہے کہ اس نے یہ تینوں شرک کیے آشراک فی العلم اور آشراک فی التصرف اور آشراک
 فی العبادة اور اسدی طرے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور شرک ہے مالانکہ یہ کہنا بالکل بعصب و
 نفسانیت سے بھرا ہے اور جو معتزض علم معرفت سے بے بہرہ ہے یہ مقدم اوسے کتاب کے صفحہ
 ۱۱۹ میں لکھا ہے جو کوئی اذان میں وقت سننے آٹھ کہ آن تھکذا رسول اللہ کے انگوٹھوں کو جو ہم
 آٹھوں پر رکھے وہ بدعتی ہے اور جبقہ راس ہرے میں حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور بناوٹی ہیں
 اور عمل کرنا اس پر موجب فضالت ہے مالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہے یہی مقدم اوسے
 کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ میں مرقوم ہے کہ آنحضرت کا عالم برزخ میں احوال اور اعمال ات پر وقت

اور ادراک و سماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہو اور نیز واسطے دعا سے اہل قبور کے کوئی اثر مرتب نہیں ہو
 پس دعا گزاران سے لغو ہو انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہے **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** اور اسی
 صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے اکثراً ثلاثہ یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
 بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث **کَا شَتَدُوا الْاِلَاحَالَ اِلَآ اِلَی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ اِلَیْہِ مَنصُورٌ** اور بحجۃ ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہے کہ خود حدیث صحیح کی
 موجود ہے کہ فرمایا **اَنْخَضْتُ لَکَ الْاَقْبَرِیْنَ وَ اَنْخَضْتُ لَکَ الْاَقْبَرِیْنَ وَ اَنْخَضْتُ لَکَ الْاَقْبَرِیْنَ** آپ نے **اَللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلَ قَبْرِیْ**
وَ ثَنًا لِیْ اے اللہ نہ بنا میری قبر کو ثبوت کہ لوگ و سکی پرستش کریں اور بیان سے معلوم ہوا کہ قرن
 حتم سے عام ہے کہ صورت و غیر صورت دونوں پر بولا جاتا ہے اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
 بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہے اور مصنف ابو بکر بن شیبہ میں مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
 شریف کے پاس کھڑا ہوا کہ کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اس کو منع
 کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا **اَنْخَضْتُ لَکَ الْاَقْبَرِیْنَ وَ ثَنًا لِیْ** یہاں سے یہ بات محل آئی کہ جب
 طرح بہت پرست بتوں کے آگے عرض مال کرتے ہیں اس طرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
 حیدر اوثان میں داخل ہو جاوے گی اور اجتناب اس سے واجب ہوگا اس واسطے خواجہ بہار الدین نقشبند نے
 فرمایا **یَا سَہْ تَوَانَا کُوْر مَرْدَانِ رَاہِیْ** بکر دکان مردان کن درستی **لَا تَنْهَتْ خُلَاصَۃً مَا فِیْ**
اَنْخَضْتُ لَکَ الْاَقْبَرِیْنَ بَلْ هٰذَا مَهْلَکَۃٌ لِّمَنْ اِلَا ضَلَالٌ لِّعَوَاقِمِ الْمُتَّقِیْنَ اب ان غیر مقلدان کا کیا
 کتنا کہ بطرح محمد بن عبدالوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب حرم اکبر
 قرار دیکر اندام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا جاتے ہیں اور یہ خبر نہیں کہ خود حق تعالیٰ نہیں
 زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہے اس واسطے کہ جب یہ حدیث صحیح در بارہ و عبدغیر مجوزین زیارت نبوی
 کے وارد ہو گئی **مَنْ حَجَّ وَ کَوَّرَ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَّ اَنْیَیْ** جس نے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کا
 سوا منہ بیشک مجھ پر ظلم کیا جب اللہ تعالیٰ مطلق ظالمون کے حق میں ارشاد فرماتا ہے کہ **لَعْنَةُ اللّٰہِ**
عَلِ الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھیں گے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے
 ملعون ہونگے **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** و سوم ختم نبی آیت و سوم بیت و مصافحہ جمعہ و معانقہ معین و مجلس
 میلاد خیر العباد و عمل اسقاط ستیت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت میں چنانچہ یہ مضمون کتاب

تحقیق الکلام فی مسئلہ البیعة والہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عزت غلام علی مطبوعہ ریاض بند
 پریس امرتسر مورخہ ۲۹ شعبان ۱۲۹۸ھ کے صفحہ ۵۱ میں مرقوم ہے **بیت** و **چہارم** اوسے کتاب کے صفحہ ۲۰
 و ۲۱ میں لکھا ہے کہ تاثیر اور ادو اعمال سلب مرض و فاضلہ توبہ معاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت
 اہل بند و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیا اللہ و کشف قبور و کشف
 ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشائخ الصوفیہ سب شرک و ربعت میں اور
 خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ میں بعد انکار و رد بیت صوفیہ کے لکھا ہے کہ بہت بڑا استدلال
 اس بیت کے حرام ہونے پر یہ ہے کہ حجت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام میں استفادہ تو
 اور فسادات پڑے ہیں کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہے شرک فی اللہ الوہیت و شرک فی الربوبیت
 و شرک فی الدعا بقدر اقسام شرک میں سب اسی سے پیدا ہوئے ہیں اور صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے سچ
 پوچھو تو یہی بیت مروجہ باعث ہوتی ہے کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور
 فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہیں انتہی مقام حیرت اور جاسے عبرت ہے کہ اس شخص نے بتعلیل نفس
 پسیدہ بلکہ باتباع خبثت نیزیکے حضرات صوفیہ کرام کی شان میں کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہیں کہ
 گویا گالیان دی ہیں منتقم حقیقی اسکا بدلہ لایوسے یا اوسکو ہدایت دیوسے **بیت** و **چہارم** اوسے کتاب
 کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ درود مستغاث اور دلائل نجات و کبریت احمد و درود اکبر وغیرہ کتب
 درود مستند اصل اور محض انتراعی ہیں بلکہ یہ درود ہی نہیں انتہی اخلاص و اچاوسے ایسے خیالات
 و اہمہ اور مقالات یہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہے
بیت و **چہارم** اوسے کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہے
 اور آپ کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو شرک لکھا ہے نفوذ باندہ دنیا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ میں نہر
 مولانا نظام الدین گنجوی رح کو شرک لکھا ہے کہ انھوں نے بسبب فرط محبت کے سکنہ زمانے
 میں یہ بیت نعتیہ لکھی ہے **چہارم** کہ گویم کہ عیسےؑ بمو کب وان بہار و عیش خضر و موسیٰؑ دو ان
 اور لکھا ہے کہ اس فرط محبت میں دوسرے پیغمبروں کی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہے حال آنکہ اگر عورت
 دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو میں ہونا
 پیغمبر و نسا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہے و نہایت عزت و تکریم ہمارے ہوں کا سبب ہے اور احادیث

سے ثابت ہو کہ شب عراج میں آپہ بقیہ امت المقدسہ سب پیغمبروں کے پیشوا اور امام ہوئے اور سب کو
 آپ کو بھیجا تھا کہ اکی اور تار پڑھی اس طرح سے آسمان میں بھی پیغمبروں نے تنظیم تمام آپ کا استقبال کر کے
 ملاقات کی اور اپنی ہڈیوں پر تکیا کرتے تھے حضرت کی سواری کے ساتھ رہے امین تو کوئی توہین پیغمبر نبی
 نہیں تھی ان اہل بیت بزرگی اور سرداری آپ کی سب پیغمبروں پر ظاہر ہوتی ہوا امین کیا قیامت کہ خود
 حق تعالیٰ نے آپ کو سب سے پیغمبروں کا سردار اور بادشاہ بنا کے بھیجا اور سب اہل سلام کا بھی یہی اعتقاد
 کہ آپ افضل الانبیاء اور سید المرسلین ہیں پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری
 صاحب کی عقل کا قصور ہو اور دماغ میں اون کے باطل فتنہ جو نسبت و ہتھکنڈ اسی کتاب کے صفحہ
 ۵۴ سے صفحہ ۵۵ تک لکھا ہو کہ امام صرف دل کے خیال کو کہتے ہیں خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
 کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور امام ہر ایک کو ہوتا ہو کلمی سے لے انسان تک و رکاف سے
 لے مسلمان تک امین کیسی خصوصیت نہیں ہو اس امام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہو بلکہ
 ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہو اور امام کسی کا خاصہ نہیں انتہی کلامہ و آہ اب کیا پوچھنا ہو کہ کلمی بھڑ
 اور مشرک و کافر کو بھی امام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہو لا حول ولا
 قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچا دے اور کسی مسلمان کو ننگے دام و سوسہ شیطانی میں نہ پھنسا
 ظاہر ہو کہ سوسہ اور شر میں شیطان کی طرف سے ہوتا ہو اور امام اور خیر میں زمین کی جانب سے
 ہوتا ہو جیسا کہ ملام نے بیان کیا اَلَا لَمْ اَلْقَا مُصَفًّی فَاَلْقَیْطَرِیْنِ الْفَقِیْرَیْنِ الْخَوِیْرَیْنِ الْخَوِیْرَیْنِ الْخَوِیْرَیْنِ
 بست و ہشتم اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ و ۵۵ میں لکھا ہو کہ سب فعال و اقوال آنحضرت
 صلعم کے تشریحی اور محمود نہیں ہیں اور عصمت مطلق آپ کے واسطے ثابت نہیں ہو ورنہ صحابہ آپ کی
 بعض خطاوں پر اعتراض نہ کرتے انتہی خلاصہ کلامہ بیان تو ملاحظہ فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہیں ہو اور انکو پیغمبر معلوم نہیں سمجھتا ہو اور آپ کے بعض قول و فعل کو
 خلاف شرع اور ناجائز بتاتا ہو اور انہیں کی انتہ میں ہو کہ انہیں پر اعتراض جاتا ہو اور نسبت
 اسکی صحابہ کی طرف لگاتا ہو معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور اہل کی ضرور سزا دیتا
 اور دائرۃ اسلام سے خارج کر کے بدلا اسکا قرار واقعی لینا خیر اب ہم ملاحظہ فرمائی کے اس قصور
 سہرا یفسق و مجبور کو فتنہ حقیقی کے سپرد کرتے ہیں کہ وہ اپنے صیب پر افترا اور اعتراض کرنا نہ لگے

خوب سمجھ لیا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرت کی نسبت یہ ہو کہ جلائے
 واقوال آپ کے محمود اور مشروع میں اور مطلق عصمت آپ کو حاصل ہو سب صحابہ آپ کے حکم کے تابع
 اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ بعض معاملات میں بطریق مشورہ اور متفقاً
 مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپ کو ہر کام میں امام مطلق اور پیشوا سے برحق سمجھتے تھے
 اور کسی نے مخالفت اور عدول علمی آپ کی نہیں کی کہ اس پر یہ آیت واضح الدلالة مطلق ہو کہ مَا كَانَ
 لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ
 وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا لَا يَعْزُبُ عَنْهُمْ نِعْمًا وَلَا كِبَرٌ مِنْ أَمْرٍ
 اور نہ مومن کے جبکہ مقرر کر دے اللہ اور رسول اسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
 اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی سو وہ باطل گمراہ ہو گیا نسبت
 و تنہم اوس کتاب کے صفحہ ۵۰ میں تفسیر اور اقتباس قرآنی کو کنز اور منوع لکھا ہے اسی بنا پر
 شیخ سعدی و حضرت جامی و حافظ ایسے بزرگوں کو کہ جنکی جلال و عظمت و نقاہت متفق ملیں
 زمانہ ہو کہ فرمایا اور ان پر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان میں
 ۵۰ زمیندار از قرین بہنما + و قنات بننا عذاب الکاذب + اور جامی نے زیہامین
 شد از سبویان گردون صدادہ + کہ مَبْحَثَاتُ الَّذِي اسْمُوهُ يَعْزُبُ عَنْهُ + اور حافظ نے
 دیوان میں ۵ چشم حافظ زیر بام قهر آن خور سرشت + شیوہ چنات تجرئی غمگھا
 الکاذا داشت + کو آیات سے تفسیر کر کے قرآن کو سیاق سے ہٹا کر اپنے جنس کلام سے
 کیوں کر دیا اس واسطے کہ یہ تین جس محل اور موقع پر نازل ہوئی تھیں اس کے خلاف بیان دیا
 کیا ہو حال آنکہ پہلے شعر میں تفسیر آیت کی نہیں ہو کیونکہ آیت تو فقط و قنات عذاب الکاذب +
 یا قنات عذاب الکاذب + پر پس قصوری صاحب کا فہم قرآن میں سر اسر قصور ہو ورنہ کیسی کو
 آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہوجائے اور یہ سمجھا کہ شعر جامی میں آیت سیاق
 سے محل گئی صرف منشاء سو فہمی ہو اور عقل کی کمی ہو کوئی ماقبل سکونہ کیجا کہ یہ آیت اپنے
 سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہو کہ جب آنحضرت شب معراج میں آسمان
 پر پونچھ تو ملائکہ نے آپ کا یہ عروج اور مرتبہ دیکھ کر اس آیت کو جو خاص بیان معراج میں وارد ہو

حکایت بطور تسلیح باری تعالیٰ کے بعد پڑھ دیا یا اسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث میں وارد ہو کہ
 آنحضرت بوقت اقتل صلوات کے آیت اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیَّ لِلْطَّوْحِیْدِ فَاصْبِرْ اَبْرَاهِیْمَ کَ عَقْلِ
 میں وارد ہو نقل و حکایت پڑھا کرتے تھے اور علی ہذا القیاس شعرا و فاضلین بھی جو استعارہ لطیف و علامہ
 و تشبیہ بلغی شاعرانہ ہر وہ ہرگز نہ مافی سیاق آیت کے نہیں ہو جو شاعر و وہ اسکے مضمون باریک
 مابہر و اور جو قصوری ہو وہ اس نازک خیال کے فہم قاصر ہے

اور پھر انکے علیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نہایت پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ و ربوہ
 اور مزا اسکا نہ ملے اور پانی پاک ہو اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ درمیان
 قاضی شوکانی مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۷۷ میں نواب صدیق حسن خان امیر جوپال نے لکھا ہے
 اور یہ وہ کتاب ہے کہ چیر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی ہر لکھا کہ لکھا کہ کہ اسپر موصدین بے دھڑک
 عمل کریں اور وہ پیارے میں خود نواب متبرجم کہتے ہیں کہ قبیح سنت اسپر نگینہ کر کے عمل کرے اور
 اپنی اولاد اور بی بی بیٹو کو ٹھہراوے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بقضائے الہیہ مطبوعہ مطبعہ صدیقی
 لاہور کے صفحہ ۷۷ میں بھی مندرج ہے وہی کتاب طریقہ محمدیہ جو کہ جسکا نام پڑے کے نواب جوپال نے
 دوبارہ اور تہ بارہ جوپال اور لاہور میں چھپوا دیا فرض مطلب سکایہ ہوا کہ کسی کنون میں سو یا کتا
 یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ میں تغیر آیا ہو یا ایک لوستے یا ایک پیارے پانی میں
 یا ایک گھر سے میں استدرگرموت یا اثرات کوئی نفس شو پڑ جاوے جس سے اسکا رنگ و ربوہ اور مزہ نہ
 بدلنے پاوے یا اس میں کتا یا سورسٹ ڈالے تو وہ پانی پاک و در پاک کرنے والا ہو اس سے وضو نماز و غیر
 ہو اور دنیا اسکا جائز اگرچہ مخالف و نفی صریح کے اور نہ مافی ہو اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغْتَ الْکَلْبُ
 فَاِنَّ اَنْاءَ احَدٍ کَوْفَلِیْ سَبْعَ مَوَاقِیْتُ یعنی جب کتا کسی برتن میں منہ ڈالے تو اس برتن کو
 سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہر یہ شاید اسکا یہ جواب ہیں کہ بیان حدیث میں صرف کتے
 کے منہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہے نہ پانی ناپاک ہو نہ کتا اور نہ ذکر ہو کہ کتے کے پینے کا جیسا کہ انور
 ظاہری نے فرمایا کہ جو جہاں حدیث کے لایا کہ اِنْ لَمْ یُکَوَّنْ فَاِنَّ الْاَسْوَءَ الْاَلْبَانِ میں پیشاب کرنا

کے صفحہ ۴۱ اور ۵۰ میں لکھا ہے کہ واجب نہیں زکوٰۃ مگر اونٹ گائے بکری میں اور اموال تجارت میں بھی زکوٰۃ نہیں ہر آواز پر یہی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لکھا دیا جو چنانچہ کتاب نیج القبول مطبوعہ نکلوانہ کے صفحہ ۳۲ میں اس مفہوم کو لکھا ہے خلاصہ اسکایہ جو ان تجارت اور سوداگری کے مال میں اگرچہ کچھ روپوں کا ہو اور مثل عینس اور جیر وغیرہ جانورون میں اگرچہ کروڑ بارو پلوں کے ہوں اور سونے اور چاندی کے زیور میں اگرچہ کروڑ بارو پلوں کا ہو زکوٰۃ نہیں ہر جس جب لوگ یونینیں زکوٰۃ کے ادا کرنے میں باوجود قرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیورین ہزارون اور لاکھون روپوں کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غرباء اہل اسلام اس سے فیض پاتے تھے ابوجبتہ غیر مقلدین نے حکم لکھا کہ زکوٰۃ ان چیزون میں واجب نہیں بیانہ بانزون اور حیلہ ساز و نوکوند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی متنازع الخیرو معتذرا کرڈیکر کہ پورے پورے مصداق ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا رَاجِعُونَ اِلَیْہِہٖ لَا جُنُوْنَ عَلَیْہِمَا ایک طلاق سے زائد دو طلاقیں دی ہوں یا تین اور بیچ میں رجوع نہ کیا ہو تو دو طلاقیں یا تین طلاقیں واقع نہ ہوگی اور اس کے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دیگر شوہر کے) درست ہو جاوے گی چنانچہ یہ مسئلہ اسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۶۷ میں سرقوم ۹ اور ۱۰ سپر صفعہ ۲۰ فتح المغیش میں لکھا ہے کہ ملاکہ کرنا حرام ہو (یعنی مطلقہ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر کے پھر اپنے نکاح میں پھیر لینا) حالانکہ یہ سالہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ قَانَ ظَلَمْنَا فَاَفْلَا تَحْمِلُ اَہْمِنَ بَعْدَ مَا نَسَّیْتُکُمْ کَوْفًا عَظِیْمًا یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں سے تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہ ہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے پس بروجب نفق قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد ملاکہ کرنے کے زوج اول پر ملال تھا او سکوحجتہ صاحب نے اپنی رائے سے حرام کر دیا چنانچہ مرد پر سونے کا زیور عرام عنہ اور چیزوں کا چنانچہ یہ عبارت طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ و فتح المغیش کے صفحہ ۳۲ میں واقع ہے جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کشنہ ہو یا پیغمبر اچاندی کی بالیان بالے کرٹے چوڑے کنکن وغیرہ زیور درست ہر سے این کار از تواید و مردان چنین کنند پیششم اوسی کتاب فتح المغیش کے صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے - اور کافی طرح کرتا بعض سرکار اور مسکرنا پکڑی عباسی پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سرکار مسکرے تو پکڑی عباسی پر مسکرنا کافی ہو حالانکہ یہ خلاف نفق قرآنی کے ہو بلاشبہ ایسا تو ٹیک کو

۴
وہاں تک
جس تک
جہاں تک
میں کہوں
سہ پہیہ

مكتبة
جامعة
بغداد

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت میں جاگنا بدعت مذمومہ ہے چنانچہ کتاب میلہ میں
مصنف مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ میں مذکور ہے خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے
زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام و اولیاء عظام مثل حضرت غوث
اعظم وغیرہ سے ثابت ہوا انکے نزدیک گناہ ہے معاذ اللہ مثلاً زہم خالہ سوتیلی یعنی جبکہ باب ایک ہو
اور مان جدا جدا اوس سے اوسکے بھانجے کا نخل درست ہے چنانچہ فتوالکے مہر ہی مولوی عبدالقادر غیر
امام کالی سجدہ دہلی میں مرقوم ہے کہ چہرہ اونکے اُستاد مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہے ہفتہ ہم پیر شام کا
جو سورہ کے پیرائے سے بنایا جاتا اور سکا مشہور ہے یا اور چیزیں مثل حج کے جنہیں سورہ کی چری لپڑائی شیعہ
ہے جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھیں تو آپ بلا در یافت کھاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتوے مہر ہی
مولوی عطاء محمد مندرجہ کتاب تہما الحق مطبوعہ مطبع اہلیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۸ میں مرقوم ہے اور اس
رسالہ میں مولوی نذیر حسین وغیرہ علماء غیر مقلدین کی بھی مہرین موجود ہیں اور اسکے چھپوانے
میں مولوی نذیر حسین بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب میں اُس
امر کی تصریح کر دی ہے اب جیسے انکار باقی نہیں نفوذ باشد من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی سی
حرام چیزیں کے ہتھمال کرنے کا سرسری بیان اور اتمام ہے اور پھر ایسے فرقات مضامین کی اشاعت
میں علماء کا سہمی اور کوشش کرنا باعث سود انجام و موجب ہرم اسلام ہے جنہیں معلوم غیر مقلدین ایسی باتوں
کو بھلائے مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجہ کر چھپواتے ہیں یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور اونے
تلمو میں آتے ہیں بہر حال **فَاَلَمْ يَكُنْ لَكَ دَرِيٌّ فَيَا لَوْ مَعْصِيَةٌ ۖ وَاِنْ كُنْتَ تَذَكَّرُ فَلْيُصْبِتْ اَعْظَمُ**

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدین سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہیں مخالفت اور مجاہدت کرنا اور انکو
مجاہدین آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنہ دین ہے کیونکہ مسائل متذکرہ بالا سے معلوم
ہوا کہ وہ اہل بدعت ہیں اور مخالف ملت اہل سنت ہیں اور مجاہدت و مخالفت اہل بدعت سے
شرعاً ممنوع ہے کہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **اِنَّ اللہَ اخْتَارَنِي وَاَخْتَارَنِي**
اَصْحَابِي مَجْمَعًا هُوَ اَصْحَابِي وَاَصْحَابِي وَآلَتُهُ سَيَكُونُنِي اَخِرَ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْقُصُونَ نَهْمُ
فَلَا تَأْكُلُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَسَاكُمُوهُمْ وَلَا تَصَلُّوْا اَعْمَامَهُمْ وَلَا تَصَلُّوْا عَلَيْهِمْ اَنْ تَنْهَى

بلکہ مشرک اور برہمنی سمجھے ہیں اور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق میں محدث نامی علامہ شامی نے حاشیہ رد المحتار میں لکھی ہے کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبد الوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیوں کے ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت کر کے ان کے لشکر سے غرور کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیوں کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے تو جو حکم باغیوں کا ہو وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا تھا فی البدیۃ ولا یصلیٰ علیٰ بعاۃ کل یمکون وید فکون یعنی ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے صرف ان کو کفن دیکے دفن کر دیں و حکم الخواجر عند مجھول الفقہاء والحدیثین حکم البعاۃ وذهب بعض الحدیثین الی الکفر ہم یعنی حکم خارجیوں کا نزدیک جمہور علمائے محدثین فقہائے حکم باغیوں کا ہے اور بعض محدثین ان کے کفر کے قائل ہیں (شامی مکتوبہ جلد ۱ ص ۱۷۷)




واضح ہو

کہ شہر دہلی میں فیما بین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی بیانتک پونجی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری میں مقدمات دائر ہو گئے تھے سو صاحب کشتربہادری دہلی نے فریقین کے بعض لوگوں کو اپنی کوشش پر بلا کر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کر لیا پانچ ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۹۸ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دو سو سے متعزز نہ ہو اور شہر طرامعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نہاد ہی پڑے سو وہ ایک فیصلہ باہمی تھا نہ فتوے شرعی بچند وجہ اول یہ کہ حکام والا نشان کو دینی امور میں کچھ مداخلت نہیں نہ وہ فتووں پر دستخط کرتے ہیں و قوم نہاد میں سوال علمائے دین سے نہ بجا و الکتب دینیہ اور سکا جواب رقم ہو سٹوہم او سپر مو اسپر اور دستخط کرنے والے سب علما نہیں بلکہ اکثر طلباء مولوی نذیر حسین اور بعض عوام سکناے شہر میں گواہوں کے نام بڑے بڑے چڑے لکھے گئے ہیں تاکہ مولوی ہوں اور بعض طوائف مولوی بھی ہیں اور ظاہر ہے کہ اس فتوے کو علمائے اہل سنت نے بطریق غلط منظور نہیں کیا بلکہ بنماظر عالم اعلیٰ کے او سپر میں کر دین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی شہر چاندنی چوک نے باوجود طلبی مکررہ کہ اس کے اپنی مہر لگی اور پرتا ہر ہر کا گروہ فتویٰ ہوتا تو ان عوام کی مہر او سپر کیوں ہوتی مگر غیر مقلدین و اس کو فتویٰ سمجھ کر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے میں آجائیں اور بالفرض اگر یہ فتویٰ بھی ہو تو اس سے اونکی وہ کتابیں کہ جنہیں حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہے سب باطل ہو گئیں کہ آخر ان کے منہ سے حق صادر ہو گیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز مری

وَهُوَ الْقَصْدُ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ

الْع
در حصی
موسی احمد الشیخ الحنفی السورنی

مواہیر و تخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هوالموافق	هوالموافق	هوالموافق
المحواب صحیح والمحب	اصاب واجاز احادیث افادوا	ایسا شخص گروہ اہل سنت
مصیب - حذرہ	سماعذ اعلم وعلیہ اتقوا حکم	وجامعت سے خارج ہوا اور نماز
قاضی شینو احمد	مراد علیہ بن مال محمد عادل علیہ السلام	اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔
عفا اللہ عنہ	بفضل الشامل وجعلہ من الآئین	کتبہ الفقیہ الی اللہ یعنی محمد علی عفی
		

هوالموافق

مجبب لیسے جو مسائل و احکام مخالف فرقہ اہل سنت و جماعت غیر متقلدین کے فرقہ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اوکی کتابوں سے کہے مین اوئین سے بعض احکام اوکی بعضی کتابوں مین راقم نے بھی دیکھے مین غیر متقلدین کے یہ مسائل مختصرہ و احکام متبدعہ بلاشبہ قابل رد و انکار ہیں کہ اوئین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق و ابتداء اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہیں ایسے احکام مخالف اہل سنت کا مستفاد و ملتزم بلاشبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہوا اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو اسناد افتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا

بہتر ہو واللہ اعلم۔ کتبہ محمد عبد اللہ الحبیبی
الواسطی البکرازی طاب اللہ طبعہ لعلم السامی



صو الجواب



درشن روم بد فغوری دہلی

الجواب صحیح

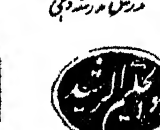


امام مسجد حوض

الحجیب مصیب



ابن کریم اللہ



الجواب صحیح



فی کتیت اگر ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہیں تو ایسا ہی جو صیبا محیب صاحب نے جواب دیا

واللہ اعلم بالصواب
وَعِلْمُهُ



صم الجواب -



واللہ اعلم بالصواب
وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

هو الفتاح

فی الوقت اس فرقہ لا مذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی نحریر مین اہل سنت جماعت سے خلق
سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور سبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد میں آنے دنیا بجا اور



درست ہو۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الكتاب
حررہ ابو عمرو بن النعمان فی فتح علیہ الفکر فی المحکم الدہلو



واللہ اعلم بالصواب
واللہ اعلم بالصواب

مواہیر و دستخط علماء مقام لودھیانہ و دیوبند

تختینا عرصہ ۴۹ سال یعنی ۱۲۵۵ھ سے ۱۳۰۵ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل سند پر ہوا تھا
کہ سوائی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہو تو لانا اسحق صاحب مرحوم بر ملا اونکو فضال مضل
وغضین فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی جو ہمارا ہے ظاہر میں
ایسا کہہ دیا جو اسطرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب پناہ بنا دینا کہ دین محمدی سے اور قرآن وحدیث سے
منحرف کرتے ہیں انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے
میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے جیسے روافض وخوارج کے پیچھے نماز پڑھنی
ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہر انکی امامت جائز نہیں ہے تفصیل طول کثی واللہ اعلم۔



چونکہ گروہ شرفہ لا مذہب اہل بدع اور ہوا میں سے ہیں اسلئے انسے حتی الاسکان احتراز



ضروریات سے ہو۔ وما علینا الا البلاغ - الراعی
رحمۃ ربہ البیادری ابو البشیر عبد العلی القادری

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت و جماعت سے ہے اس لئے مجالست کرنی ایسی ہے جسے



کہ اہل ہوا اور بیع سے آہستہ اہل جائز نہیں کیونکہ عقائد اور عملیات
انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ماہنامہ سنی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي غَزْوَةِ حَيْبَرٍ مِّنْ أَكْثَرِ مَنْ هَدَى
الشَّيْطَانُ بَعِيثِي النَّوْمَ فَلَا يَفْقَرُ بَنَ مَسْجِدًا تَارِدًا وَاهًا الْبُخَارِيُّ يَعْنِي جَوْشَنَ كَهْمَانَ لَمَسْنَ كُ
پس نزدیک نہ چھٹے مسجد ہماری کے اور مؤطا امام محمد بن عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت
مجذوبہ کو طواف کئے سے مانع آئے۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ اور لوگوں کو ایذا نہ دے۔ اور
شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کی ہے کہ ایک دن
ایک واعظ کو مسجد کو فہمین دیکھ کر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگوں
کو گناہوں سے روکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے
اوستے کہا کہ مجھ کو ناسخ منسوخ کا علم نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکال دو
اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب نے ترجمت بیان آیہ وَأَصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ کے لکھا ہے کہ طعن کرنا
سلف پر سخت ترین ایذا ہے لسانی سے ہے اور اشباہ میں لکھا ہے کہ مودی کو مسجد میں آنے سے منع
کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اسکی لسانی ہو۔ فائدہ پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجب
ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہیں نکالنا
بطریق اولیٰ درست ہوا اور سبب حقوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھ کر اور مساجد میں انکے
آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خداے تعالیٰ مفسدون کو دوست نہیں رکھتا تھا قَالِ
اللَّهُ تَعَالَى وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالہ انتظام الساجد
باخراج اہل الفتن والمفسدین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلیہ التقر



خادم العلماء محمد حبیب الرحمن لودیانوی۔ المرقوم ۱۳۳۵ھ

عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور میں تو بدعتی ہونا ظاہر اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تفسیر اور اکتنا سلف صالحین کا فسق یا کفر تو اب نماز اور کھل اور ذبیحہ میں ایک احتیاط لازم ہو یہی روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے۔



سورۃ محمد یعقوب النافقوی عفا عنہ القوی


شید احمد رنگوی عفی عنہ ابو انجرات سید احمد عفی عنہ محمود حسن عفی عنہ محمود ویر بندہ عفی عنہ



حامداً وصلياً في بحقيقت یہ گروہ غیر قلدین اور لازمہ ب خارج میں اہل سنت و جماعت اکملوں
وجاعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہو کسوسطے کراہل سنت و جماعت منحصر ہیں ذرا مبدا ربیعہ میں اور
جسج اہل سنت حنفی میں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلہ ان چار مذہبوں میں سے اس زمانے
میں ایک کا بھی قلد اور یہ نہ ہو اور اپنے تئیں انہیں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے وہ اہل سنت سے
نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت و جماعت سے ہو اور مثل دیگر فرقہ ضالہ روافض و خوارج و مشرک
و جبریر و قدریر و غیر ہم نے ہر قال لطلحاوی و شمس الدار المحتار علیہ کرم یا معشر اللہ و منین اتباع
الفرقة الناجية المسماة بأهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالى وحفظه وتوفيقه
في موافقتهم وخذلانه وخطه ومقتنه في مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد جمعت
اليوم في المذاهب الاربعة وهم المحنفون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان
حارحاً من هذه المذاهب لاربعة في ذلك الزمان فهو من اهل لبدعة والنار انهي۔ و
قال في التفسير الاحمدی قد وقع الاجماع على ان الاتباع انما يجوز للائمة الاربعة
انتهی وقال في الاستباه والنظر تحت القاعدة الاولى ما خالف للائمة الاربعة فهو
مخالف للاجماع وان كان فيه خلاف غيرهم فقد صرح في التقرير ان الاجماع قد انعقد
على عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة انتهى قال الفاضل تحلیل الفقہ
المحدث المفتی الشیخ ولی اللہ دہلوی فی عقد امجد علم ان الاخذ بهذه المذاهب
الاربعة مصلحة عظيمة وفي الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة قال رسول الله صلعم

اتبعوا السواد الاكظم فنشد عند في الشكائتي قال لقاصي ساء الله في التفسير المظهر فان
 اهل السنة قد افرق بعد لقرون الثلاثة والاربعة على اربعة مذاهب لم يبق مذهب في فروع
 المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد انقعد لاجماع المركب على بطلان قول مخالف
 منهم قد قال رسول الله صلعم لا تجتمع امنى على الضلالة وقال الله تعالى ومن يتبع
 غير سبيل المؤمنين فلنلحقه ونصله جهنم وساءت مصيرا انتهى پس ثابت ہوا احقر اہل سنت
 وجامعت کا اس زمانے میں مذاہب اربعہ میں اور جس کسی کا قول کہ مخالف ائمہ اربعہ کے ہو گا وہ مردود
 اور باطل ہو گا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجامعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لازم ہے لوگ قائل
 ہیں جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور صرف مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہیں چنانچہ معیار اجماع مطبوعہ
 لاہور کے صفحہ ۳۰ میں مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے۔ جبکہ اہل سنت وجامعت منحصر اور مجتمع ہوئے مذاہب
 اربعہ میں بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ کا
 اہل سنت وجامعت میں سے نہیں ہوا اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ و افق و خواجہ اور
 جہرہ اور قدریہ اور مزہبیہ و مجاہدہ و غیر ہم کے ہر پاس جبکہ لازم ہے اہل سنت وجامعت سے
 خارج ہیں تو اہل سنت وجامعت کی نماز لازم ہوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے
 اور انکے ساتھ مخالفت اور مجاہدہ اور موافقت رکھنے سے بھی اہل سنت وجامعت کو پرہیز اور اجتناب
 چاہیے کیونکہ مجاہدہ اور مخالفت اور معاصرت اہل شر و فساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث
 صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے قال اکام النووی فی تہذیب صحیح المسلم قبل کتاب القد فی باب استصحاب
 مجالسہ الصالحین ومجانسة قوناء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم المجلس الصالح
 یحاصل المسك والمجلس السوء ینافخ الکبر فیہ فضيلة مجالسة الصالحین واهل الخیر
 والمرتبة ومکارد الماخلاق والورع والعلم والادب والنہی عن مجالسة اهل الشر واهل
 البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فحوته وبطالته ونحو ذلک من الانواع المذمومة
 انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ شہسوی میں فرماتے ہیں سے دور شواہ
 اختلاط یا مبدیہ یا بد بدتر بود از مار بدیہ مار بد تنہا ہمیں برجان زندہ یا بد برجان بر ایمان
 زندہ + نار خدا ان باغ را خندان کند + صمیمت نیکانت از دیگران کند + صمیمت صالح تر اصل کج کند +

صحبت طالع تراطلی کند یہ پس اہل سنت و جماعت کو فرقہ فساد لاندہ بان غیر مقلدین کی صحبت سے
 بہت استرا کرنا اور بچنا اور بگاڑنا چاہیے فواہن محبتہم الذموا نفرو امن الاسد کسوا سطلے کہ
 صحبت کو بڑا اثر ہو حضرت خواجہ عزیزان علی رہنمائی رحمۃ اللہ علیہ محبوبہ معارفین میں فرماتے ہیں **۵**
 منشیہا بیان کہ صحبت بڑے گرجہ پاکی ترا پیدا کند + آفتابے دین بزرگی را + ذرۃ ابرنا پدید کند
 جس حالت میں کہ یہ غیر مقلدین غایب از اہل سنت و جماعت اور داخل اہل بدعت و فرقہ فساد ہوا کیسے
 میں ٹھہرے اور نماز اہل سنت و جماعت کی ان لاندہ ہوں کے پیچھے غیر صحیح و ناجائز و ناصواب ہوتی
 اور مخالفت اور بجا است بھی حسب روایات مذکورہ ان سے منع ہوتی تو اہل سنت و جماعت کو چاہیے
 کہ ان لاندہ ہوں کو اپنی مساجد سے نکال دیں اور ہرگز نہ آنے دیں اس واسطے کہ ان کے آنے سے
 مسجدوں میں شرف و فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہو قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنْ الْقَتْلِ وَقَوْلُهُ
 تَعَالَى وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَاسَادَ اور حدیث شریف میں آیا ہو کہ جو کوئی وقت نماز کے بسن بیاز
 گندنا وغیرہ بدو دار چیز کہ جیسے کمانے سے منہ میں بدو پیدا ہو گا کہ مسجد میں آوے وہ اسے نکال
 مساجد سے منع کرو من ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من ہذہ الشجرۃ
 فلا یقر بن مسجدی الا یؤذینا بدینہما التوم رواہ مسلم وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال من اکل من ہذہ الشجرۃ یعنی التوم فلا یقر بن المساجد رواہ مسلم وعن ابن عمر ان
 الخطاب قال انکم ایھا الناس تأکلون شجرین لا اراھا الا احییتین ہذا **۱** ہل التوم
 ولقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجد ریحہما من الرجل فی المسجد احدهما یخرج الی البقیع
 من کلہما فلیتمہما طیحا رواہ مسلم قال النووی فی تہذیب صحیح المسلمین باب نئی من کل ثوب
 او یصل او کانا او ینہوھا متا لہ رائحۃ کربوۃ عن حضور المسجد حتی یدھب ذلک الریح
 واخر اجماعہ من المسجد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل ہذہ الشجرۃ یعنی التوم فلا یقر بن المساجد ہذا
 نصیر علیہ من اکل التوم ونحوہ عن دخول کل مسجد و ہذا مذهب لعامة کافۃ امتی
 پس یہ امامیہ صحیحہ مال ہیں اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگوں کو تکلیف ایذا پہنچے اسے
 مسجد میں نہ لے دینا چاہیے پر ظاہر ہو کہ لاندہ ہوں کے مسجد میں آنے سے شرف و فساد و فتنہ پیدا ہوتا
 ہے اور لوگ بے علم غیر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور غراب ہوتے ہیں پس لازم و مناسب ہے

هل سنت و جماعت کو کہ لازمہ ہوں غیر تقلیدوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آئے دین اور ان بفسدون شرعاً
 کو اپنی مساجد سے اخراج کریں اور نکال دیں والسلام علی من اتبع الهدی وآخرہ عواناً الحمد
 للہ رب العالمین۔ حرمہ الفقید المقتدر المدنی الراعی الی رحمۃ اللہ اکابر اعلیٰ الولی القوی
 الغنی محمد احسن الدین ابو الصبر المعروف بسید محمد اکبر علی المحسنی الجیلانی  المحنفی القادری الحشتی نقشبندی لدہلوی غفرلہ لہ والوالدین حسن لہما والی

تحقیق منقذہ سے سجدہ موجب فتنہ است والفتنۃ استند من القتل والبر اخرج کردن این فتور
 باطلہ ہوید است اقول این فرقہ ماؤلین تشابہات اند بلکہ مثل محکات میدانند چنانچہ در رسالہ احتوی
 علی العرش استوی از نواب ہوپال موجود است و اینمہ بدان عقیدہ باوجود متفق اند اما لاکہ انصرام تا
 از تشابہات بکلام عزوجل وما یعلم تا ویلہ الا اللہ ثابت پس مورو من فسی القرآن برآیہ
 فلیتبوا مقتداه من التاکیدین شرفہ سبطہ اند شایانہ سکرین قیاس و اجماع اند بنا علیہ بتدین
 برسیگویند و تقلیدین را مشرک میدانند حالانکہ بکتاب اللہ ثابت است بقولہ عزوجل و اعتبروا
 یا اولی الا بصار و تہدیت نبوی نیز وہو ہذا مادوی ان النبی صلعم حین بعت معاذاً الی الیمین
 قال کیف تقض یا معاذ فقال لکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ
 قال فسنن رسول اللہ قال فان لم تجد قال احتجوا برائی فقال علیہ السلام
 محمد اللہ الذی و فی رسول رسولہ بما یرضی رسول فان لم یکن القیاس حجة لانکرا بل
 حمد اللہ علیہ **ثالثاً** کما ان بطلان عقیدہ خود و عند ظهور الحق بل یسکتون عند اهل الحق
 اذ اغلبوا علیہم خلق اللہ تعالیٰ بقول حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم من سکت عن الحق
 فهو شیطان اخرس فثبت ان ہذا قوم لا یحکم فیما تمحور و خیانتہم فی الدین فحسبہم
 ضرب البطل من اهل الحق و اکمال الذین استقر و اذہ الضابطۃ ان لا یدخلون ہذا
 القوم فی مساجدنا ولا یصحبہم ابداً و اللہ تعالیٰ علیہم بما کانوا یفعلون۔ فقط
 کتبہ تواب اقدم اهل الاسلام عبد اللہ الضعیف المدعو محمد عبد السلام الکاشغیری و طناً
 و المحنفی مذہباً و الحشتی انظامی الفخری النیازی مشہوراً الیہ
 غفرلہ لہ فی حیاتہ و یدخلہ الجنة بعد مماتہ آمین



مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاوٹی

الحجواب صحیحہ ہکان فی کتب الفقہ والحدیث **قاسم علی شاہ** خادم شرع رسول **قاسم علی شاہ** خادم شرع رسول
 خادم شرع رسول قاضی مدنی **قاسم علی شاہ** خادم شرع رسول
 صحابہ محجوب لا یرفہ الامرا کذلک اصابت الخلاب
 حافظ محمد حسین خان احمد جان ولایتی محمد عیسیٰ خان ساکن سید محمد یعقوب پنجابی
 اندوری اندوری اندوری اندوری

صحیحہ الحجواب خادم العلم احمد الواسع مال اور شہر اندور
 فرقہ مجددہ غیر مقلدین کے عقائد جو محیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت و جماعت سلف
 صاحبین کے خلاف ہیں اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت او اہل سنت جماعت سے خارج ہے۔
 اور مخالفت اور مجاہدست فرقہ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہیں ہے اور اپنی مسجدوں میں ہرگز کھڑے نہ
 نہیں چاہیے اور نماز اس فرقہ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہیں
 ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ التمر۔ الواقع خیر خواہ مسلمان



قد اطلمت علی هذا الحوائط المسطور بتمام ما فیہ من اللؤلؤ المنثور فوجدتہ موافقا
 بالکتاب السنۃ والدلائل قد جاء الحق وزهق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیقہ
 المصید سائلان یعطیہ فی الدارین اکمل النصیب
 حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ۔ فقط۔



اعظم اللہ اجور من اجاب فانه قد نطق بالقول الصواب الی ما شہد بہ السنۃ والکتب
 وقبلہ اولوالالباب یقینہ ترا بقلام اہل العلم وضعف عباد اللہ لمنان محمد ملکہ عبید الرحمن نائب قاضی کمپ
ما قالہ المحب المصیب حق سدید الحق المحض عقیدہ جزاء اللہ خیر الخیر عبادہ وعن المسلمین
 امین یارب العالمین ویأجیب عاء الشائلین فی کل آن وسعین۔ سطرۃ الراجی غفران اللہ المستغاث
 محمد فضل الرحمن قاضی دار المعراجین

جو عقائد غیر مقلدین کے او خبین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلافت عقیبہ

اہل سنت و جماعت میں انکو مفسدین یا کفرانہ مخالفت مکرین۔ عاجز محمد عبدالرحمن اندوری



اصنام ایجا



محجوب



مواہیر مشاہیر علمای دارالاسلام مصطفیٰ آباد عرف رامپور

بلاشبہ یہ فرقہ فساد جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالف فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے محیب مصیب بنحو الٰہی رسائل اور فتاوا سے باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اسکے راقم الحروف



کی نظر سے بھی گزرے متبع ہو اور اسکے حق میں یہی حکم ہو جو محیب مصیب نے تحریر کیا۔ واللہ سبحانہ الموفق

هذا هو الحق الصواب والصدق

المحجوب هو الصواب

هذا هو الحق عند



لا شك فيه ذلك كذلك

المحجوب هو الصواب

المحجوب هو الحق

الدين هو الحق

مولوی بلبل تعلیم محمد یعقوب عفی عنہ سید حبیب احمد محمود عالم عفی عنہ حضرت شاعفی عنہ

یہ شخص امام اس گروہ غیر تقلیدین کاسنی نہیں ہو۔ رافضی ہو تو محیب نہیں۔ یہ بیچارہ



عاسیون کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا چاہتا ہو واللہ اعلم۔
کتبہ سید عبد الحق سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور۔

فی الواقع عقیدہ اس فرقہ جدیدہ و جماعت مستحذ کا ایسا ہی ہو جیسا کہ محیب نے ثابت کیا

من قال سوذلك قد قال محكما

عابد حسن عفی عنہ



واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب میں علما سے دین ہمارے جو کچھ ٹھہرے فرمائے ہیں درست ہے۔

حرفہ الراجی ورحمۃ اللہ علیہ
 محمد کریم
 المجیب
 العبد

فدائے احمد عفی عنہ
 الخواجہ ہوا الصوا
 سعید احمد عفی عنہ

احمد
 سعید

محمد
 سعید الرحمن

فدایا

محمد
 سعید

محمد
 حسین

والی النبی

محمد
 سعید

محمد
 سعید

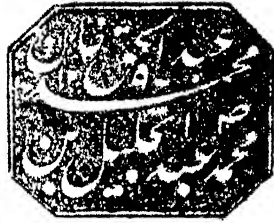
ابوالنعمان
 الدین محمد عجاوب
 عفی عنہ
 سعید

محمد
 سعید

ان حضرات مشیخت آجاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے مریدین و معتقدین کے حق میں جنکو حضرت حق جل جلالہ و عم لوالہ نے آزادی کا حق گلامین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے سے

مقابلہ بر عمل کیا جائے تصور اسے فی حقیقت یہ سب کے سب ضال اور ضل میں اور سلسلہ
مذاہب اربعہ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مغل
اور ان کے عقائد پر کھانڈ بکھر و شرک و احماد و من بضلل اللہ فما لہ من ہاد و ہولوفی
الی سبیل لرشاد ومنہ المبداء والیہ المعاد۔ الا لا یتفوه بذلک العقائد
المد کوسرۃ الا من لہ ذہن سقیم واللہ سبحانہ لہدی من یشاء الی صراط
مستقیم حکتبہ العبد الاثم ابو المجہل معین الدین محمد عبد الجلیل نعم
اللہ عن کل دمل و زمل

محمد شاہ حسین علیہ السلام



محمد شاہ حسین علیہ السلام

اصاب من اجاب المجاہدین والمجید مصیب ان هذا المجاہدین صحیح



هو الرحمن الرحیم

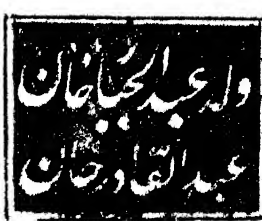


هو المستعان



هو الموفق

ان هذا المجاہدین موافق فی حقیقت یہ جواب باصفا لا شک ان هذا المجاہدین صحیح والمجید مصیب فقط
للسنة والکتاب معین یقلدین اور حق یقین ہے حرره الاثم محمد عبد الکریم
کتبہ العبد المذنب محمد عبد القادر محمد عبد القادر



فتواى مفتيان حرمين شريفيين بروكتاب الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين

مؤلفه محي الدين المهورى لوسلم كتاب فروش +

حرمين

بسم الله الرحمن الرحيم

وبه نستعين حامداً لله تعالى ومصلياً على نبيه وآله اجمعين - اما بعد فما قولكم دام فضلكم
في رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الائمة الاربعة ورحمهم
الله تعالى ليسوا على الحق لاسيما الامام ايا حنيفة النعمان اقواله مخالفة للقرآن والحديث
وانما اتلف في جبيع عمر الاسبعة عشر حديثاً وينزعم انه مخالف للقرآن والحديث وشتم عليه
شتماً فاحشاً وصنف في ذلك كتاباً وسماه الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين وطبعه
وافشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة في كتاب الحليمية وسطوا بعضاً في رقم مائة من الكتاب
المسطور قائلين ان هذه مخالفة للقرآن والحديث وقال من قلداً با حنيفة تقليداً شتمياً فهو ترك
بالجموع او شوك واستدل بقوله تعالى لا تأخذوا الحبارهم ورحمهم انهم انما آمنوا دُونَ الله وقال
كل ذلك مخالف للقرآن والحديث القلانية واعرض عن الاحاديث التي استدل بها
الامام رحمه الله تعالى وارضاه وهذا لاجل ان بعض الناس جعل بالقد قوله مسائل الفقه مودعة
خصوصاً مسائل الامام رحمه الله تعالى من عمل بها من عوام القاس ويدعوهم ويرغبهم في العمل
بالحديث مطلقاً سواء كان ناسخاً ومنه من خاضعاً او موضوعاً حتى ترك الناس العمل
بالكتب المعتمدة كالمهذبة والنقاية والبحر والمنقذ والهندية والكنز وشروحه والذو حواشي
ويخرج كل من عمل بهذه الكتب لجملة المعطية عن الاسلام ويلقبهم بالمشركين بغوذب الله
تعالى منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب من العمل بكتابه فتواى ما يجوز

الجواب

انما لا يؤخر قولنا بذكر هذا بيتاً وذهبنا من لدنك رحمة انك انت المؤلف ب
حكم هذا الرجل المنتصف بالصفات المذكورة انه ضال مضل ساعى في الارض بالفساد وقد
بين له سوء عمله وبياعه من حرب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخصمون
ويحبونهم على شئ الا انهم هم انكاذبون وقوله من قلداً با حنيفة كان مشوكاً دليل على
انه من جملة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف اتبعوا الشواذ الا عظم

فمن شكك في ذلك واثبواه في حجة أدية التي هي هداية إلى الحكم الاستسلام وفيما عطف عليها من المعنوية
التي تشتمل على الأعلام هذه حقوة متغيرة بزبدقة تعجز بالله تعالى عنها وقد تقر بأن هاتين العلوي
العلماء كمرصوصاً للكلربا لثا حشة في حق الأئمة الأربعة رحمهم الله تعالى وقد انعقد لأجسام خلقا عن
سلف على وجوب تقليد واحد منهم لأن الحجته معقود بعد المائة الأربعة كما في أذكار النووي حيث لم يؤ
بعد هذا التاثير من كمال شروط الاجتهاد ومن دعاه قدون ذلك خراط القناديسية أقدمهم الأمام
البحرنية اللحمان كالأنت معلوله على ضريحه الأقدس سبحانه رحمة والوصول كيف وقد ذكر جمعاً
من الصحابة رضي الله عنهم ومن جرم بذلك الحافظ الذهبي الحافظ العسقلاني وغيرهما أشهد له النبي
صلعم بالتحريفة لأن من التابعين بلا شبهة ولا بين ففي الحديث الشريف مرفوعاً حديث النبي الذي يفتي
فهر الذي يليونهم إلى آخره انتهى من جامع الحافظ السيوطي روى الشيخان عن أبي هريرة والذي نفسى هذا
لو كان الدين معلقاً بالتراتبية له رجل من فارس قال الحافظ السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخان
أصل صحيح يعقد عليه في الاستارة لا بحقيقة وهو متفق على صحته وفي حاشية الشرح على القول بغيره شيئاً
يعني الحافظ السيوطي من زايان حنيفة هو المراد من الحديث ظاهر لا شك فيه لأنهم يلقون من بناء فارس
في العلم بملقته أحد انتهى وقد تبعه كثير من أئمة الدين وكل منهم قول بفضله وأنه على رؤوس
الاشهاد بين المسلمين فقد روى عن حلف بن يوبن قال قال الصادق عليه السلام قال الله تعالى إلى محمد صلى الله عليه
وسلم ثم صار إلى الصحابة ثم صار إلى التابعين ثم صار إلى الأئمة حنيفة فمن شاء فليرض من شاء فليست
انتهى فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين أن يتبع هذا الرجل الظاهر في أئمة الدين
ويجب جره إلى الدرجة التي بها انتهى عن هذا العمل المفضيهم والكلام في هذا المقام يطول فيما حوزناه كفاً
عند ذوي الدين وأما القول والله يقول الحق وهو يهدي السبيل -
فمعه الفقيد هو ما بين بالي الحنفى مفتي المدينة المنورة عفى عنه



المدرس بالبحر الشريف لسوحي



من أئمة الحنيفة ومحمد خير النبي



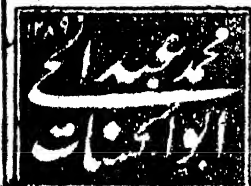
الحمد لله وحده من مما تكون + استعمل التوفيق والعرف + اشكر في هذا الرجل انصافاً مصلحاً قولاً المستور
يدع وضلالة لا يقولها إلا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة وخصوصاً أخيه عن اتباع الملك
الحدوث في المذاهب الأربعة فإن تلك المذاهب مستمدة من تلك السنة فهي عبادة عن نبوية رسول
الله صلى الله عليه وسلم الذي من خرج عنها كان محكوماً بكفره فيؤمر على قول هذا الضال أن الشواذ لا يلزم

من امة محمد صلى الله عليه وسلم استعوا على الصلاة وان مائة الف منهم من العلماء العظام
والاولياء الكرام وغيرهم من الصالحين الفخام الذين تعفت كل اهل السنة والجماعة عليهم السلام
وعظم درجته وصلاحهم وورعهم وصلاتهم في امر الدين كانوا مبتدئين صالحين ما قالوا على البد
والفضل الى حاشا ترحاسا ان يكونوا كذلك وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي
او قال من بعد علي ضلوا وبالله على الجماعة من شذ شذ في النار من اه القرمذي قال فبعل السواد
الا عظم فاد من شذ شذ في النار فبعل على ولا الامور ما عذ الله لهم الا جور دعه
هذا الصالح المضل شذ بد لئلا يكونوا القتل - سأل الله التوفيق الهادي
لا قوم طرقي والله جهم وبقا اهل امرهم قدام الشريعة والمنهاج عبد الرحمن
ابن عبد الله سولي المخلص معنى مكة المكرمة كان الله لهما حامدا مصليا مسليما
لا شك ان ذلك حامدا مصليا وسليما امنا مع الله
الرجل ضال افضل



تقاريط و ليدير عبا ابی فیط مشیبه مؤیر و شط علیا و ارام و ل فرنگی محل لکنشو

حامدا و مصلیا و مسلما من کس کتاب فتح المبین کشف کما غیر المقلدین مؤلف صاحب فضائل و فوائد
مولوی منصور علیخان مراد آبادی کو جا بجا و کجا مؤلف ظفر سبین محلی الدین جعفر سبین فلو کیا برادر طرقت



والا برودین برین جبا کیا ہو کہ جس جملہ مقلدین غیر مقلدین قنقرین اور دینا
افخر بیننا و کبر فخرنا الحق و انت خیرنا لقا تحقیق کی تلاوت کر رہے ہیں اور
از اس کے واسطے یہ کتاب کافی جو حرر الرجبی ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۲ء

حامدا و مصلیا - اقرے اکثر ضامن کتاب الفتح المبین فی کشف
کما غیر المقلدین کے جا بجا دیکھ موافق عقائد اہل سنت و جماعت
مقلدین خفیہ کے پائے فی الواقع واسطے جو انہما لقا فخر المبین
مؤلف محلی الدین جو رہی کے کافی اور دفع مطاوعن یہ مجتہدین
کے لیے کافی ہیں - و املا علم الصواب الی المخرج والناہب -
حرر عبدہ لاسی القسی الاثم فاعلم العلماء والفقہاء ابو بکریا محمد عظیم
معاذ اللہ بکرم بتمت عام فرنگی محل لکنشو - ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۲ء



نحمدہ و نصلی علینا یا لکرم

فاکسا نے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف کائدغیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور مستطاب اہل سنت و
جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پاس ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد بخوبی تمام سمجھ جانتے تھے یعنی مقولات میں
یہ شخص بھی سیکڑوں میں ایک فرد ہو مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہر
ہر شے مشقت و محنت کی انتہا پر اسی خیر ہے اور کمال اہل اسلام کو قافہ باطلہ سے محفوظ رکھے
آمین فامین ثم آمین فقہ حررہ و منصف عباد اللہ محمد فضل اللہ عنہ مدنی مدرس اہل عربیہ کتب کالج الکفوف

فصل اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف کائدغیر المقلدین مؤلفہ فاضل کمال عالم باعمل مخزن محاسن غنی و جلی مولوی
محمد منصور علی صاحب مراد آبادی ضاعف اللہ علمہ و عم فقید کتاب لا جواب ہو بکلیہ نیرایت و عصباب ہو فقیر حیرت
باجا چند اقوال دیکھے بغایت بھیج پائے فیاض مطلق مؤلف کو ہر جہل حکا کو سے اور
جلو ناظرین و سامعین کو قافہ تام بخشے۔ حرر و مولانا الحق تبار و حسن برائے رب الفلق بین لانا کمال محمد برائے حق سبحانہ

باسمہ سبحانہ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہے۔ الطفر المبین کا جواب لا جواب ہو۔ اسکے مصنف نے رد اعتراضات میں
سبھی بلوغ فرمائی ہے۔ اور تائید ایزدی سے ظفر ظفر پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم
عطا کرے۔ اور مترض کو ہدایت کرے آمین۔ حرر و مولانا الحق تبار و حسن برائے رب الفلق بین لانا کمال محمد برائے حق سبحانہ

فصل اللہ

هو العلیم

یہ کتاب فتح المبین بلاشبہ حسب تمہید فتح مبین برحق الفین مقلدین ہو مصنفوں اسکا بلا شک ذریعہ تائید دین
مصنف کو خدا تعالیٰ جزا سے خیر ہے کہ تصنیف و کمال فارق بین الباطل و الحق المقلدین
حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب محمد عین مولانا و مرشدنا اسی فاضل مولوی محمد عبد الرزاق دافعی

فصل اللہ

هو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الاباب ہے۔ ظفر مبین کا جواب لا جواب ہو۔ اسکے مصنف نے تردید اعتراضات میں
کوشش بہت فرمائی ہے۔ فضل ایزدی سے ظفر ظفر پائی ہے۔ خالق اکبر مصنف کو جزا سے جو دہل و رثوبہ جلیل رحمت
فرمائے۔ اور مترض کو ایسے اعتراضات و مہیات سے آئندہ بچائے آمین یا رب العالمین
حررہ الراحمی الے رتبہ انتق خادم العلما و اہل الحق المدعو محمد برائے حق سبحانہ
ذوہ و متر الشارعیہ بہن مولانا و مرشدنا الحاج المولوی محمد برائے حق سبحانہ

فصل اللہ

بکر مسکرمیم و جلد کماکان اہلین و شریعتہ الشریعہ بن مولانا اسحاق المولوی محمد نعیم دام بالفضل علیہ السلام

سأعذروا و صلیا و سلم

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مولوی منصور علی خان صاحب مؤلف کتاب ہدائے بہت قلیل زمانہ میں محققانہ



جو اہل نظر البین کا دیا ہو اور کما دغیر مقلدین کو بیانات و تقاریر محققین کا ہر ایک و ہدیہ الکر و یا ہو جزاء اللہ تعالیٰ بحمدہ حررہ العاصی محمد عبدالعزیز القرظی محل غفر اللہ عنہ

هوالموفق

در حقیقت الفتح البین فی کشف مکائد غیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری و منوی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی نے تالیف کیا و یا کو کوزے میں بھر دیا کتابا نظیر تحریر و لپیڈ پر جو خصوص فوق ضار کے حق میں بے نیام شمشیر ہو۔ راقم آٹم نے جا بجا چند اقوال دیکھے صحیح و درست پائے خداوند عالم مولانا کو جزای خیر عطا کرے اور ساری مستفیدین مسترشدین کو نفع بخشے۔ منقذ خادم



اولیاء اللہ اکبر محمد ابرہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد جلد ہدائے البین غفر اللہ عنہ

نقد و مستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح البین بہت اچھی تحریر فرمائی۔ روحہ اضافات الظفر البین فتح کامل پائی۔ کیونکہ نوایک توادعین تائید مذہب حق حنفی منظور ہو۔ اور الحق بعلو ولا یعلی مشہور ہو۔ دوسرے انکدام نصرت سے مشتق ہو۔ اور لا سمعہ تذل من السماء حق ہو۔ اللہ تعالیٰ انھیں جبر عظیم عطا فرمائے اور معتضض کو راہ صواب دکھائے۔ آمین ثم آمین



حررہ نظام الدین محمد عفا اللہ الابدین مولانا اسحاق المولوی محمد الدین احمد

باسمہ سبحانہ

الحمد لله الذي اصطفى مولانا بالهداية والملة الخفيفة وهدى قلوبنا الى تقليد هاتى الطريقة الشويقة - والصلوة والسلام على رسول خيد الانام - وعلى آله واصحابه المجتهدين شيوخنا واعياننا اما بعد کیا ہم میں کیا ہماری زبان ہو۔ کمان خداوند عالم کمان او سکی شان ہو۔ کیونکہ حرف شکر زبان پر لاوین کہ شیکہ عنین میں بضاعت مزجات ہو۔ اپنے کو دیکھیں یا او سکو چھوٹا منہ بڑی بات ہو کسی کیسی نیتوں سے ہر دم بکواسر فرادی ہو۔ کیسی ہماری تنگ چشمی و کیسی او سکی بے نیازی ہو۔ اس غلی کا صہ انسان کو عقل دیکر کیسا متاثر کیا۔ ولقد کو منافی ادم کے خلعت خاص کسر فرادیا۔ حق و باطل میں فرق دکمایا۔ جاء الحق وزهق الباطل کا مژدہ سنایا۔ کیونکہ کمال مٹا زمیندی سے قدم باہر کر دیا

اور کس طرح تقلید کو تو زین سر عجز اور ٹھانین۔ کمال و سکے اسانند و منون بہین۔ او سکے سانسے عاجز و بکسر
 بہین جسے ذرا بھی سرکشی سے سروٹھایا۔ ذلیل ہو اور بچتایا۔ چنانچہ سابقین سرکشان خودین و دیگر
 اسلام متین نے خضر البیہیخ و مخاطلات المقلدین تصنیف کر کے اپنی لیاقت غیر معتبرہ کو ظاہر کیا۔ جو غم
 مجتہدان عالی شان پر غلطیوں کا الزام دیا۔ جمال ناقص البقید کو بزم باغ کا مالک حضرات کہا کہ اپنی بدعت ہی کے
 نشانہ تیر لامت بنایا۔ من عمل صالحا پر طعن و جان کیا۔ تیر سوین صدی میں لہن آخو حذہ الامۃ اولھا
 کے مضمون کو بیان کیا۔ چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی نیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون صومی
 و لکل دجال عیسیٰ۔ بیونہ تعالیٰ سر نشانہ فاضل طلیل عالم فیل صاحب طبع و قادی و ذوالایادی۔ موی
 محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی کے کس ستانت و دیانت سے جواب دیا ہو۔ اور کیسے عمدہ طرز سے
 منہ بازہ و لائل پیش کر کے خصم کو قائل کیا ہو۔ اشار اندہ کیسی کتاب مستطاب فتح البیہیخ کشف سکا غیر المقلدین
 ہالیف فرامی کہ جبکہ دیکھنے سے سرکش و باہیون نے گردن بھکائی۔ حق تو یہ کہ فاقا بسودۃ من مثله کی تالیف
 کبیر ہو کہ ہر دلیل او کی برہنہ شمشیر ہو۔ ہر سطر او کی خصم کے واسطے تیر جگہ و زہر ہو۔ اور ہر لفظ او کا سنگریں کیے
 شعلہ جان سو زہر کتاب کیا ہو دستور العمل الہ سنت ہو کہ ہر ہر نقطہ او کا تیرہ ولون کے واسطے چرخ ہدایت ہو
 حق تعالیٰ اس کتاب سے مقلدین کچ ولون کو پر نور کرے اور غیر مقلد و مکے تعصبت
 نفسانیت کو دور کرے۔ آمین قارئین ثم آمین۔ حررہ خادم الطالب ابو الفنا محمد بن محمد
 غفر لہ اللہ الوید ابن مولانا مولوی امجد علی احمد صاحب علم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم فرمائی



ہو التحکیم المجلد

حامداً للہ المجید الحمید و مصلیاً و مسلماً علی رسولہ الوحید۔ والدہ الکرماء۔ و اصحابہ الرحماء
 و سن تبعہم باحسان الی یوم الدین۔ من الانماء و المجتہدین۔ سیما اما عننا الاعظم۔ و مقلدنا
 المکرم۔ قطب دائرة الترویجۃ و الاحکام۔ ناظم نظام الملة و الاسلام۔ سیدنا اب حنیفہ و صاحب
 و اتباعہ المذنبین۔ جزاہم اللہ عنی و عن سائر المسلمین۔ حلیہ المجرء۔ الی یوم البقاء۔ اما بعد
 یہ عجائبات افعدر و غیر مقلدین میں ایک کتاب بار و شور ہو۔ ہر جملہ اسکا حلیہ مخالفین پر منصور ہو۔ کیونکہ کوئی نہ کہ فاضل
 تحریر عالم سیدیم نظیر شہور میں الالاف و الاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہو
 کر زید تصنیف ہو جس قدر متحقق نظر فقیر سر پا تصدیق کر دیکھنے میں آئی۔ فوائد سے ملو وائد سے خالی ہائی
 مضامین اس کے نہایت نفیس۔ عبارت اس کی بدرجہا سلیس۔ ہر سطر کو یا شہرہایت ہو۔ ہر بیان قانع
 ضلالت ہو۔ خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرماوے۔ اور جو برکت آن حضرت علیہ الصلوٰۃ

والحقية في الفقيهين كورامست پر لاوسے۔ المرحوم الفقیر بنیادین قومنا باحق وانت خیر الفقہین۔ جوتہ
یا ارحم الراحمین حورہ الفقیر الی اللہ الوحید ابوالحامد محمد عبدالحمید
غفر اللہ ذنوبہ استدعیوہ ابن سلطان الشویعیہ برہان الطریقہ مولانا الحافظ
محمد عبدالحلیم مدظلہ الظلیل وفضیضہ العیم۔ الفرخی علی الکنوی



حوالہ العلامہ الحکیم

اللہ در الحبيب حيث انى باجوبه صاحب الحق منقولة في كمثل لفقهاء بترجمة صحاء مرث وبتوضيحه اخرى
في دفع شبهة خلقية يتوهم ورودها على مخالفة اقوال ملتقدين للتدريج والاخبار العجيبة
المروية عنه صلوات الله عليه وسلم بحيث صارت تلك المشبهة هيأة منشورا من غير تعصب واعتساف
بل بنظر الانصاف بالفاظ حذرة وبإبانات طرية ولكن بهذا انفس لم يجعل الله له نورا فاعلم ان نورا
ولو على طور من وعيد الرضا عن كل عيب كلبية و لكن عين العطف تبدى المساء وبأد
حبيب العبد الآسي محمد نور علي
عسا الله الولي ملاذ آنا دي
مطبوعه مطبعة انوار محمد علي شريفي



الحبيب مصيب فيما اجاب قاله دره فيما اجتهد واصاب

نقد العبد الواجب راحة ربه الولي
المدعو بمحمد عا س علي
درس درسه جوپور داماد و برادر
حضرت مولانا موصوف العبد



محمد بصلي على رسول الكريم

پید است که در دار کون فساد امری بزرگتر از صلاح دین خواستن و باحق حق پرفاقتن نمود و است و جانشین
ایزدی و توفیق ازلی بجز کسانیکه شریکشان بهر عادت است و زیور پرایه آنها تمام کرانست پس دولت سوعلا حضرت
پس بشارت باد فخر المعاصرين حامی دین الفیض الایمه محی السنه مولوی محمد منصور علی خان راکر این عطیه کبرئیه
ارزانی داشتند و اعلام فخرش بنیروی باروی ان حزب الله هم الغالبون برافراشتند سکه کرانش بکار
تحقیق جاری و نقد وقت مخالفان هر وقف کساد بازاری بتسوی این جواب لاجواب که سواد و بیاضش من
صدق و ثواب است و معروف و معانیست مقاصد دقیقه و اسرار شکله حضرت سلف رفیع باب لفظ الفطش من
جان معنی حکیمه زو ورق و قرش آئینه است بیکر تائید نفوس قدسیه و بر وجهی که تفسیر بیکر تائید الله کلیمه
ایکدا الحاکمین بتسویش بود و بصدد حق محو بحق الحق و بیطلال باطل و توکله المجهول پس و پیش
میدانست انشائی بوالهینا لی بربت ادو پای تقیق بر صراط مستقیم تا نور شبات یافت تقوی پیش چنان

تحقیق بیتہ کہ خصم بخارہ اگر مضطربانہ زبان پر تھیں نکشاید چہ کنند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ
چنان بکری قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار از ادوی خریدار لکڑی کا دہ تسلیم و تقلید قدم نہ بند کجارد و سرچند
سعادت طلبان موافق را از ضعف ترو در سنگاری رسید و بجقائق و دقائق کا سنگاری مگر محرومان بخار
را نیز بتفصیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوق چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت
و توفیق مذمت متوقع است پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و من لہ یشکر لہ الناس
لہ یشکر اللہ از آنجا کہ از کلمہ حق خموشیدن خصوصاً بوقت حاجت و ہتھما و حکم و لا تکتوا الشہادۃ
و من یکتہا فقد اتق قلبہ امرست بمنوع میگوید سراپا سائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و
و مجتمعة فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم و دعائیش صحیح براہینش قوی بجا
مسلم عیش مشکور علش مقبول یافتم و اللہ اعلم
و علمہ اتم۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ



ہو لعلم الحکیم

الحق کہ این نسخہ نسخہ السیت پر تاثیر مل در دفع مواد فاسدہ مس قلب منکران تقلید بمنزلہ اکسیر
علامہ انتصار الحق کہ خودش نیز اسٹم ہی مضمونست بردہ قنات و خرافات پوچ و پا در ہوا سے مولف
ظفر مبین حکم قائم انصاف و مضاف نجا الفین سراپا اعتساف برافراشت و در دیدہ صمد مہربا
کور باطن فاک مذلت انپاشت جزاۃ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا و الاخری و شکر
سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق و اہتداء الوری -
فقہ الفقید الشہید بجا فظا فتمجد فاروقی الحقیر - +



حامداً و مُصلیاً

بعد تحمید علام الغیوب و پس توحید ستار العیوب نفت سید الابراور آلہ الاطہار و صحابہ الانبیاء کے
اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو
جو غور سے دیکھا تو جوابات عجیب مصیب کو مزمل اعتراضات و دافع مغالطات مولف ظفر مبین کے
پایا اللہ تعالیٰ جزاۃ خیر عجیب لمیب کو عطا فرماوے اور ناظرین کو راہ راست
نقلید سلف صالحین کی دکھاوے۔ حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ



ہو عالم الغیب

اسمین یکہ شک نہیں کہ مولف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے قلمبست نہیں کیا

احناف مقلدین کی نسبت اتمام سجا کیا ہے اور مسائل خلافیہ میں ناحق کا الزام دیا ہے سلف صحابین اور حضرات ائمہ دین پر جو کچھ اس نے اپنی خیانت اور جالت سے مطاعن و اعتراضات کیے ہیں اور اپنے زعم فاسد اور عقیدہ کاسد اور طبع حاسد میں غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھ کر سجا خود میان مٹھو بنکر ٹٹین ٹٹین کی ہے اور عمل بالحدیث کا مدعی ہے یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے دین کے پردے میں دنیا کھانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل یگانہ علامہ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح الملکین میں اونکے دھوکے بازوں کی ساری قلعی کھول دی اور بزور لبیدہ جوابات دندان شکن کے خوب ہی اونکی خبر لی۔ اب اونکو اور اونکے تابعین کو چون و چرا کی جائے یہی خیریت اونکی اسی میں ہے کہ اس کتاب کو دیکھ کر سیحیہ اختیار کریں اور اپنی کج فہمی پر بار بار چھکار کریں ورنہ اگر چھپر چھارٹ سے باز نہ آئی گئے اور ذرا ہی اصلی ترویض میں قلم اٹھائی گئے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکہ مناظرہ میں علم اٹھائی گئے پھر تو شبہ نیز قلم کی ٹاپوں سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک میں ملا دیں گے اور جب تک کہ ہر مدعی سے حقیقت مذاہب راجعہ پر جھلک نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائی گئے و ما علینا الا البلاغ۔ حررہ الراحمی رحمة ربہ الہی محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجل۔



هو الفارق بين الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح الملکین کے بجا اب ظفر الملکین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جاہلین اور باعث ہدایت و ہایان سہرا ضلالت ہیں کیونکہ نہ تو ان کے اس کے ہر ہر مسئلے کا مضمون موافق قرآن و حدیث کے صاف صاف ہے جو جواب ہو بلا تعصب و اعتساف ہو سچ پوچھے تو واسطے فتویٰ بی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے میں ہر فقرہ اس کتاب کا ایک والفقرار آتا ہے اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فقہ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہے اور ضمیمہ تنبیہ الوہابیین کا تو کیا کہنا کہ اس کے ہر ہر مسئلے میں مصنف علامہ نے ایک عجیب التزام کیا ہے کہ مدعیان عمل بالحدیث کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہے اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الراے کے جانیں اور بدل سے حقیقت مذہب مقلدین کو مانیں خصوصاً اس ضمیمہ کو دیکھ کر راہ حق پر آمین لا مذہبی کو چھوڑ کر مقلد نبیائین حق تعالیٰ اس فرقہ ظواہرہ پر مقلدین اہل باطن کا پر تو ڈالے۔ اور انگور راہ راست انقلاب پر لگا کر آذادی کی دلدل سے نکالے۔ آمین ثم آمین



یارب العالمین۔ حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدر۔

تقاریر مشتبہ و شخړا و مواہیر علیٰ نحر فیض الشاہ ہیر شہر کانپور

ہو الفتاح العلیہ

الحمد لله وحده الذي صدق وحده ونصر عبده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده أما بعد اس كتاب لاجواب سمي بالفتح المبين في كشف مكنائذ خير المقلدين كونا كاسا وكما مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق و صحت سے لکھا تھا ہر مقصود کو آلی ستالی نصوحت بات قرآنہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا تفسیر صدق مشعون جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا کا جلوہ دکھایا دفع جدال والزام الدحضام بوجہ حسن کیا جواب باطل و ندان شکن دیا۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینہ حق نامنایا صیقل برہین قطعیہ سے رنگ تعصب کو مٹایا فی الواقع یہ قول منصور ہر آہن کلام حق مسطور ہر حق سبحانہ و تعالیٰ اسکے مؤلف علام قیطن نہام عالم عامل فاضل کامل متناظر بے نظیر شکر نحریر و الاسانقب موعوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی سلمہ اللہ المادی کو جو اسے خیر عطا فرماوے اور آفات و آراء سے بچا وے جعلہ اللہ تعالیٰ کا سمہ منصور و کان سعیدہ مشکوراً



کتبہ العبد الاجم غفرہ اللہ القوی تھیں عبد لغفار اللکنوی ثم الکافور

ہو الملمہ بالصبوب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئی اور اسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان میں فتح المبین کا ڈھنگا بجا لاندہ ہون کی شکست فاش کا گھر گھر چاہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ میں غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے خوراجی چون و چرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہو کر منہ کی کھائیگا حق تعالیٰ اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والوں کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ برہنہ مظفر و منصور رکھے۔



اور ان لاندہ ہون کے زور و فریب سے ہر وقت ہم کو دور رکھے۔ آمین یارب العالمین۔ حررہ العبد المذنب محمد یعقوب تجاو ز غفرہ علام الغیوب۔ مہتمم کیٹی تجارت کانپور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حاجۃ اللہ علی آلہ و صلیا و مسلماً علی افضل رسلہ و خاتم انبیاء بعد ازین نفستہ مباد کہ در وقت
کساد باز علم بعضی از کم یگان جہالت نشان حرفی چند از ترجمہ اردو سے مشکوٰۃ شریف وغیر آن
در یافتہ خود را در عدد علم اگر رفتہ اند و طعن و تشنیع بر اکابر مجتہدین و سب و شتم علمائے ربانین
فریضہ شہرت خود فہمیدہ درین راہ پر خار کورانہ رفتہ اند و از جہل مرکب سوء ادب کہ در جبلت این
طائفہ مخمرست علم بعض احادیث را محیط جملہ احادیث دانستہ اگر کلامی سائل فقہی را خلاف حدیث
در نظر خود سے پندارند علی الاطلاق مخالف کتاب سنت انکاشتہ بر مجتہدین دین زبان سب و شتم
می کشایند از آنجملہ شخصے ست کہ کتابے و همچنین طعن و تشنیع ائمہ دین موسوم بالظفر البیدین فی
مغالطات المقلدین بہ عرض تحریر در آورده بے علمی خود را بر اہل علم آشکارا گردانید و از کمال تعصب
نفسانیت بخالف حدیث نبوی لیس بالموءن بالطعان ولا بالکعان ولا بالفاحش ولا
المبذی سبالات نگردہ خود را از کجاستا کجاستا سانسید اگر چہ این ہمہ گہری بی راہ روی او بہر تغلیط قفا
و بغرض انحراف جامعے از تقلید مجتہدان بود لیکن ازان جہت کہ خدا سے تعالیٰ بر اسے ہر سبطے
محقق و بر اسے ہر شوریدہ سرے سر کو بے مقرر فرمودہ بہت وحید عصر عالم سفیض حاضر و بادی
مستوفی محمد منصور علی خان مراد آبادی جملہ ائمہ مؤیدہ بالا یاد دی و کاسمہ منصور علی الاعادی کر
بہت برود سنوآت او بر بستہ رشتہ تالیف این کتاب رشادت نصاب رایا نامل تحقیق بر کشود و مستقل
قلم ہدایت رقم رنگ تلخیص و رنگ ترصیح از آئینہ الحق یعلو ولا یعلیٰ برزد و در قصار کیدہ ۷
نشرہ و امن المومنون من ضرہ و شہوہ بآرک اللہ فی علم ہذا المؤلف و عیستہ و ذات
یدہ و ایدہ بتحقیق الحقائق فی سرد الباطل و طرح ہذا ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴}

نظر مائل من مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم و سباب ہر جسکے نزدیک ایسے ہی کہی کہ برائے ثواب ہر قابل
عتاب استحقاق عتاب ہو۔ کیونکہ فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدۃ الانامل معقود علیہ
بالانامل جبرگزیدہ اقران فخر زمان قائل بل عالم اہل مقبول بارگاہ لم نری مولوی محمد منصور علی
سلمہ رب العلی ہو۔ خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزا سے خیر عطا فرماوے اسکے
مقابل کو عناد اور تعصب بچائے۔ آمین ثم آمین۔ حررہ الہی بخش مرثیہ فیض عالم ہو



هوالمملھم للصبواب

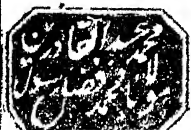
میں نے اس کتاب کو جا بجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ و نمان شکن
جواب دیا جو آسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہو کہ ایسے غیر مذہب و فرقہ کے مقابل
میں مصنف علام نے تہذیب و متانت کو نہایت دخل دیا جو جزاۃ اللہ تعزیر الخیر
کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی الصلح اللہ حالہ الخفی واسجلہ۔ فقط۔



تقاریظ بلاغت مضمون تقاریر فصاحتون علما بریلی و بدایون

هو حافظ دین الاسلام

بعد حمد و صلوات کے واضح ہو کہ شریعت حقہ اسلامیہ میں اختلاف ائمہ صحابہ و علما کا موجب رحمت
حق سبحانہ کا ٹھہرا دیا گیا ہو اور احادیث کا اختلاف بھی بیان علت و حرمت وغیرہ میں بخوبی ہوا
ہو پس منجملہ ائمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید و صورت عدم طاقت اجتہاد کے
کیجا و لگی موجب نجات ہو اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے ملال و حرام کو بدل دینا اور برے
نام بھی خفی اور کبھی شافعی بنجا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سر
گراہی ہو کہ اجتہاد اور تقویٰ اور ورع اور تبحر آپ کا مسلمہ جمہور ائمہ دین ہو اسکا انکار کرنا و سوشائین
پس اس زمانے میں گمراہوں نے باتباع ووافض کے جو رسائل طعن مسائل خفیه میں لکھے ہیں
وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہیں کہ احادیث و اقوال صحابہ کرام سے وہ سب مسائل ثابت
ہیں چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل میں اسکی تحقیق کر دی ہو خاصکر یہ رسالہ کہ جبکا نام نجی
فتح المبین ہو جا بجا میرے دیکھنے میں جو آیا تو میں نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف
پایا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ مصنف کو جزا سے خیر عطا فرماوے اور گمراہوں



کو راہ ہدایت پر لاوے۔ کتبہ محمد عبدالقادر بدایونی۔ عفی عنہ۔

بسم الله الرحمن الرحيم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تعلیم اور اداۃ السمعیہ و قیاسیہ
مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و منج رشید اور کیون نہ مصنف کتاب
مولوی منصور علی خان صاحب مراد آبادی حفظہ اللہ تقا کے عن شروہ الاعادی سے میں
خوب واقف ہوں واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہیں آیات تکمیل
میں بھی حبس بندہ بھیچیز بھیچان ناکارہ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے اور اپنے حسن اعتقاد
سے بعض میت استفادہ ہنگام انتصاب بندہ بدرسی اول مراد آباد بعض کتب معقول و منقول
بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اوٹکی ناصیہ حال سے ظاہر و نور سلامت
اوٹکی پیشانی پر تابان و رخشان تھا اور طبیعت گو نہ سیالہ و وقادہ و قوت مدرکہ جیدہ و نقادہ
تھی اگرچہ خفیفہ کی جانب سے اس باب میں بکثرت کتب مشتمل برا جو بہ دندان شکن تصنیف
ہو گئی ہیں بندہ کو مزید حاجت کچھ تحریر کی نہیں ہوتا ہم اس قدر برادران اہل سلام کی خدمت میں
التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہوں کہ شیوخ اس قدر اس طریقہ بے قیدی و مطاعن ایمہ خصوصاً
رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابو حنیفہ کو فی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہو کہ اکثر کتب استعداد
اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مروجہ شافعیہ وغیرہ مشکوٰۃ تصانیف
و ترمذی یا اس کے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبہ مذہب شافعی و مالک وغیرہ ہیں
اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصود و بغور و فکر قائلین
انتقال کرنا اوٹکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استدلال مسائل سے کچھ مناسبت بلکہ اجنبیت محض
علامہ ازان و ان المشیاطین لیو حون الی اولیاء اہم جو کچھ اوٹمین کس قیدہ رائل علم بھی تھے
وہ اس قدر غبار تعصب نفسانیت میں آلودہ اور بھج کینہ و خلاف و کدورت سینہ میں خفیفہ کے مستغفر
کہ سوار انصاف و مواد تحقیق و تنقیح مقام سے بر اصل بعید اسپرہ اور باعث جرات و جبارت
کہ مساند و کتب حدیث خفیفہ مثل شرح عینی و صفحانی وغیرہ بر بخاری و شروح مشکوٰۃ از جانب
خفیفہ و معانی آثار طحاوی و شرح عینی بر معانی آثار و ساندہ امام و دیگر مؤیدات خفیفہ اکثر کیا یا
یا نایاب ان وجوہ اور ان کے امثال سے ان اذہان قاصرین میں یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک
خفیفہ مبنی بر مجرد رائے و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحہ نبویہ ہوا اور اگر کہیں کوئی حدیث مطابقت
بھی اوٹکی تو وہ ضعیف ہو کیونکہ صحاح و حسان تو مخصوص انھیں صحاح ستہ میں ہیں اور سیدو

انجا اصحاب الرسے نام رکھا گیا ہے کشف ان وساوس و شہادت کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبہ راضیہ اور مقدمہ حواشی شرح وقایہ میں کر دیا ہے مگر اس وقت اس سے قطع نظر کر کے صرف سقہ
عرض پر اکتفا کرتا ہوں کہ خفیہ کی جانب ہر سالہ خلائیہ وغیرہ خلائیہ میں مخصوص قرآنی و احادیث
بکمال صحت و قوت متن و سند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر نطو اہر احادیث و آثار ہے بذہب امام الایمہ اکثر مسائل میں اول دلیل ہر مطابقت مذہب خفی
کی ظاہر اخبار و آثار کے ساتھ نیز اس سب سے درگزر ہے تو حسب طرح ہم عامیان بے دست و پا کو مسائل
اجتہاد یہ غیر منصوصہ میں بدون تقلید کوئی چارہ نہیں ہے اس طرح مسائل منصوصہ خلائیہ میں بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہیں ہے یہ موازنہ ہر دو کتبہ جانبین کا اور چچا
ایک پہلے کا بنظر معانی و عمیق درجہ مخصوص متعلقہ مسائل بامرعات جمیع اطراف و جوانب مبرا
و مدارج از روئے یقین و جزم و مراتب مختلفہ نظن و اسناد و متن از روئے رجال و اضطراب
و دلالت و اقتضا و صراحت و اشارت وغیرہ فلک حصہ انھیں ایہ مجتہدین باخصوص ربعہ متاخر
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے میں باکمال فراغ جہد در طرق اجتہاد یہ تمام عمر اپنی جان
صرف کر گئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب و قلبت آراء و اختلاف و قدسیت و ملکیت نفوس
و آلائہ برکات و انوار قرب عند نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادہ تأیید و تفضیل دین محمدی اوی
ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمائیے
کہ کتاب صحیح بخاری جو در باب صحت بعد کتاب اللہ الباری سعد و دیگر اسکے رجال احادیث میں
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات و اقطعی وغیرہ مشہور و مشہور و مان یہ کیسے کہ رجحان او میں
بجانب توشیح و تعدیل ہے مگر اختلاف میں شک نہیں ہے اگر حدیث صحیح جامع الاسانید بھی ملجا و
تو عمل او سپر اس وقت ممکن ہے کہ عدم منسوخیت او سکی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی و نقلی
راجح یا مساوی موجود نہ ہو ناسخ و منسوخ کے علم کی کیفیت کہ حسب قدر انتہام و اعتنا سے شان اس
بارے میں بلکہ عامہ ابواب میں کلام باری کا کیا گیا ہے اور مساعی بلینہ جلیلہ و جود و جمیلہ و جلیلہ
اسمیں صرف کیے گئے ہیں اسکا عشر عشر بھی دوسری شرح میں نظر نہیں آتا اور اس نظم معجز کے
منسوخ تلاوت و نسخ حکم وغیرہ کی باتم تفضیل بحث و تفتیش کی گئی ہے تاہم جو اختلافات تعداد کم و کثرت
و تعیین ناسخ و منسوخ میں بکثرت واقع ہوئے وہ کسی قدر مطالعہ تفسیر تقان سیوطی سے ظاہر ہیں
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہے کہ تو اسے ارشاد کا علم تو اور چیز خوشان و درود بھی اکثر میں معلوم

اور اگر کچھ علم ہو بھی تو اکثر بطریق ضعیفہ ہاں البتہ وہ زمانہ قریب بعد کسب قد صالح و سزاوار شریعہ و تنقید تھا جس سے اقویٰ امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبیعت کو سکون و طمانینت حاصل ہو جائے اگرچہ بطور قطع و جزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے مقامات تو شاید کچھ کل بھی آئیں اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہیں ہو مگر معارض نقلی کے مفقود ہونے کا علم ہوتا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ مستعذر ہو کہ غالباً یہ اوشخین نقادین سلف مجتہدین کا حصہ تھا اس وقت میں تو اگر کوئی مجتہد مطلق اوشنئے اعلیٰ درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماوراء امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر با تم طریق حاوی و قابلین ہونا اوسکا محال عادی نظر آتا ہو اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہو کہ جو مشاہدہ عین شریعت غراسے حنفیہ سے اصول شرعیہ مقررہ کے اکناہ و حقائق بمطابقت و حلول فی مواد الشریعہ معلوم کر کے اوسکے انہار و بحور کے سیلان و روانگی یا احاطہ اشکال و اعماق مجاری کے طرق و مناہج پر وقوف کلی حاصل کیا جاتا ہو جو مخصوص موعود ہوں و نحین ارباب اجتہاد و مکاشفان شریعت کے ساتھ تھا یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس منظر و انگلی و طرز سیلان و جریان کے مخالف نہو چنانچہ موعودیت حدیث بھی بعض جگہ اودن مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہو مگر تدقیق نظر و تعمق فکر اس باب کی جو اودن ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوشمین سے حصہ سیرہ حاصل تھا بلکہ بنیائے نظر پہلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص و مفسرہ و محکم یا اشارت و دلالت و اقتضایا عموماً و اطلاق یا خصوص و تنقید کسی آیت کریمہ کی معارض و منافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہو کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح مابین دفتین بخاری یا مسلم مکتوب و مسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجالین صحیحین یا اصحاب صحیحین ہوں یا نہون اور علی شرط البخاری یا مسلم ہوں یا نہون مگر وہ حدیث اودنی قوت مضبوط و عدالت سے اصل پر جبہ صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اس وقت ہو سکتی ہو کہ قوت دلالت و مزید صراحت و قطعیت مدلول میں صحیح سے بغایت اقویٰ ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ مضمون خبر کی وہ حدیث معارض واقع ہو کہ گو بوجہ روایت سافہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اوشمین نہاشی ہو اہو مگر زیادہ مجتہد مستدل تک کے روایت میں ضعف اصلاً نہو اور وہ استدلال اوسکا ہمہ وجہ تلم ہو اور شاید کہ اکثر احادیث ضعیفہ میں اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقہ زمانہ ما بعد امام

طاری ہو گئی ہوگی جس سے مسائل امامین کچھ اختلاف نہیں ہو سکتا جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی شرح سفر السعادت میں تحریر فرماتے ہیں بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں نہ بروایت مابعد و نہ بروایت ماقبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلعت الامام اور فقدان ایسے معارضات کا علم ہر اون احاطہ و تعمق کامل جمیع احادیث مرویہ صحیح و سنن و مسانید و مستدرکات و مصنفات و معاجم و دیگر اصناف تصانیف حدیث علی و جہ الاسماعیہ مع الامعان الکامل کے نہیں ہو سکتا جنہیں اسے آجکل کے محدثین اہل تحفیف کو اکثر کے نام بھی سموع نہوئے ہونگے چہ جاسے معاینہ صورت چہ جاسے عبور و مطالعہ باقی احاطہ و استیعاب و راد سپر غور کامل تو اور چیز جو علاوہ ازان ایسا میا بھی ہو تو حصر جمیع کتب و مس مقدر متیامین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بضر محال وہ حصر بھی مسلم تو حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع میں کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لائشہ عنہ سنی مکتوب مدین ہونے پر کیا دلیل و برہان قائم ہو چکا کہ مثلاً امام کو وہ حدیث پونہی ہو جو انہیں غیر مدین ہر پھر تباری عقل بلا وجہ ثبوت جانیہ فیصلہ مقدمہ کر دینے پر کس طرح قادر ہو سکتی ہو یا کسی جانب کو ترجیح دے سکتی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفحوی یا اقوال و تعامل و عملہ راد صحابہ یا مذہب رادی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ العلوی یا متعلق اجرائی احکام و حدود با عدم علم خلفای راشد ہو یا با وجود اہم فرائض عامہ و احکام ضروریہ کے غیر مشہور و مستفیض فیما بین الصحابہ ہوا و سوا اسکے اور بہت وجہ ہیں اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ جماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو اور ایک قسم یہ کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقبسہ ظاہرہ شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سبب صحت اور ہر معارضہ کے جمیع انحاء و اصناف کا احاطہ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہیں کہ ثبوت یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہو سکتا ہو پھر یہ سبب اس تقدیر پر ہو کہ وہ حدیث قطعی الدلالت علی معنہ غیر محتمل تاویل و تخصیص ہوا و غالباً اگر احادیث معارضہ و مخالفہ ضعیفہ کین نکل بھی آئیں تو تاویلات کثیرہ و معانی جمہ کے محتمل و تخصیصات بسیار و احتمالات بیشمار اور مین راہ پائے ہوئے کہ اگر مضامین محتلیہ غیر ظاہرہ ہی ہو کسی حدیث ضعیف منجر لکسر متعددہ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کر کے معمول نہ ہوں تو اسکا نام مخالفہ کوئی رکھ سکتا ہو بلکہ اگر بنظر اتر ضعیف غیر شدید الضعف و لا کثرۃ الطرق باوجود قطعی الدلالت ہونے کے بنظر تطبیق بہت حدیثیں معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے جائیں تو اسکا نام بھی مخالفہ حدیث نہیں ہو بلکہ اگر ہو تو مخالفہ ظاہر بعد رض ضرورت کہ سیکھے ہو یہ کل مضمون عجاذ وقت بالبداہتہ بریناسی لزوم عقلی و نقلی تقلید بہر کیفیکہ باشد متعلق بجواب سائل تباہ

واجبات غیر قیاسیہ بطور احسان و تبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کر کے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق و تنقیح بالانصاف کو بعد مطالعہ مؤطامی محمد و معانی آثار طحاوی و کتاب الآثار امام محمد و مسند امام اعظم و مرقات و لمعات و فتح البیان و مواہب الرحمن و برہان و عقود الجواہر و شرح عینی بربخاری و ہدایہ شرح مصابیح بخاری و فتح القدر و شرح عینی برمعانی الآثار و ادلہ کاظمہ و دیگر مؤیدات حقیکیہ امر واضح و موہب و پیدا انصاف العین مثل عین الیقین کا شمس فی انصاف لہزار ہو جائیگا کہ ادلہ سمعیہ و احادیث و نقول بجانب حقیقہ نہایت صریح و قوی و صحیح ظاہر اللہ لالہ جملہ مسائل خلا فیہ و غیر خلا فیہ پر موجود ہیں بلکہ بابت فتح القدر ہی عجیب نہیں کہ بعد عبور و استیعاب نظرق بین انصاف پسند یک نخت مبیاختہ ہر کس مشہور یہ کہ اوشے کہ امام شافعی اصحاب الراہی میں سے ہیں اور امام ابو حنیفہ اصحاب طواہر میں سے ہیں کہ شیخ عبدالحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہیں بلکہ اگر صرف اصول حقیقہ دربارہ اتباع حدیث ضعیف و مرسل و منقطع و غیرہ و ترک قیاس بمقابلہ ہر قسم حدیث و اقوال صحابہ و تقلید صحابہ و تابعی مشہور الاقتناء بنیاد صحابہ مطالعہ کیے جائیں تب بھی شاید حقیقہ کو ظاہر یہ کہ دنیا کچھ بعید نہ ہو گا باقی تحقیق و تفصیل عامہ مسائل حقیقہ برنبائی نصوص و اخبار و آثار و سنن و احادیث ہمارے حاشیہ شرح و قایہ موسوم بھجج الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اسکے مقدمے و شرح مسند امام بروایت حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) فی مسند الامام میں مذکور ہیں جسکو منظور و ملح نظر ہو اور مطالعہ کرے



الحمد لله الرحمن الرحيم - سجل الک يا من عثمت نعماءه وخصنت اولاه - وجوده واجب قدیم و صلوة و سلاماً علی من کان من الانبیاء و الہ الاصفیاء و صحبہ الاصدقاء الاکرامین عند الله العظیم و بعد فلا یخفی علی من طالع الفقه المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن ضحیم و لم لا یصفہ العالم الا بحمد الفاضل الارشد اکویم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن المراد ابا دی رحمہ الرب الرحمن الوحیر قانی لقد شفقتہ مقاماً بعد مقام من ولد و اوسطہ و اختار فوجہ ما موافقاً للسننہ و الکتاب لاکویم و لا شک فی ان مصنفہ اید الخنفیہ عمود و سرور الیہ عنینہ حصوہ احرازہ الله تع و یا نا خیر الخیراء و رزقنا شفاعۃ خیر لنشأ فین بیوم عظیم و انشأ علی ملأۃ - نینۃ - و رضونا علی حذاء الی حنیفۃ و ادخلنا مع جنات النعیم - و انا الفقیر المذنب الہ اکوی بافواج العاصی الخاطی الا یتیم خادم الفقراء و العلماء الراحمین رحمۃ ربہ بحسن الرضا و مستمد کرمہ و لطفہ العظیم ابوبکر علی و بجلہ الله الشہید علی احمد محمود الله شاہ القادری

الحیستنی لظاہمی المدافی کان للہادی الباقی العزیز الخلیف بن سید علی لولد مولائی الماحد -
 ذی العرواحجاء الحافظ علی سلالہ اللہ الحجابہ الرشید القادری المجیدی الصمد یقی الخدی الکاشفی
 البلیغی سلالہ اللہ تعالیٰ واثقہ و زاد فی فضلہ العجید - ہوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادیین
 والمائتاتین بعد الالف من ہجرت رسول المقلدین صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وعلى الدواصحابہ وسلم احسن التسلیم



عبدہ اعجاز احمد لوستہ
 مذاق شیخ پوری عفی عنہ
 هذا التبریر صیححہ ما دام القوم الشیخ
 عننا نقوی بن السید ابی



غضب ہر جودت طبع مصنف بہ کھنوں کیا مدحت سحر البیانی بہ جو ہوتی نیلگون و رتوں پہ قمر بہ
 تو کتا میں کتاب آسمانی - سبحان اللہ مضامین مہین یا گلہ سڑیا میں - طبع کی روانی ہر یا جادو
 بیانی - جو مضمون ہر کتا ہر جو طرز و نہر لاہر - ہر جواب لا جواب - ہر اعتراض زبان عدو پر مقرر من -
 تحقیق و تدقیق مصنف علام قابل داد - بین طعن و تشنیع کا پورا پورا اللہ والہی
 یہ ایجاز بیان اہل خود کے واسطے بہار ہر کج فہموں کے حق میں کھٹکتا ہوا خار



عامر و مصلی - فتح المبین کتاب بہت ٹھیک و باصواب ہر - جو اسکے مطالب حقہ کو ماننے و وزن
 جہان میں خراب ہر - یہ تحقیق و تدقیق بن پڑنا ابو حنیفہ کو فی صوفی کی کرامت ہو
 جو اسپر بھی نہ سمجھے اوسکی بیان در پردہ اور وہاں ظاہر اشاعت ہے فقط



محمد ہ و نصیصہ صلی سولہ الکبریٰ - حضرت مولف فتح المبین کی سعی و حمایت دین و اہل حق و سب
 مقلدین کا دل و جان سے شاکر ہوں - خواہ غائب ہوں خواہ حاضر ہوں - ان غیر مقلدوں کی
 طرف سے خصوصاً منجانب مولف ظفر مبین محی الدین کہ در حقیقت محبت الدین ہر جو زبان راز
 اور دریدہ و ہنیاں نسبت ائمہ مجتہدین اور علمائے مقلدین کے معرض ظهور میں آئیں سب کا
 جواب باصواب بدلائل مادیت و قرآن کے اس کتاب میں مذکور ہر اور ہر طعن کا و فیضہ نہایت تنبیہ
 کے ساتھ جواب الکتاب و سنت مطور ہر مصنف علام نے تحریر جوابات میں منصب حفظ مراتب کا بخوبی
 ادا فرمایا فسیکون فیہم اللہ و ہوا الشیمیع علیہ السلام جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھوں میں
 ہایت کا نور آیا آن لائے ہوں کا فتنہ و جال کے فتنے سے کم نہیں و انہیں سے دشمن مقلد تو
 دشمن دین ہر بلکہ ایسے دشمنوں کا دوست بھی صدق مبس لقرین ہر تسلان کی صورت
 مقلدوں سے کہ درت لا حول و لا قوہ جہاں تقلید کو چھوڑا لا مذہب ہو گئے - ادھر کہ نہ اونچے

در میان میں مذہب ہو گئے پھر جو اس مذہب سے منجھے تو خاصے آزاد بنکر نچریت میں کامل ہوئے
پڑانے فشن کو چھوڑ کر نئی روشنی والوں میں شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیک اسلام کے نیچری
ہیں اور ترقی قومی اور بہرہ رسانی کے کلمات زبان پر جاری ہیں علماءی سلف پر لعن و طعن کی
پوچھا جو حضرات صوفیہ پرنسپل قافیوں کی بھرمار کرتے تھے ان کے ذہن میں بلکہ واقعی جو
کہ صابوت و افراد اس معنی کے علیحدہ و دہلی و کانٹو رحیدر آباد و مدراس و کلکتہ و عظیم آباد وغیرہ
میں موجود ہیں جنکا جی چاہے ہو کیلئے اے اللہم الصبر من نصرتہ



محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحد اعلمہم۔ امین یا رب العالمین

سبحان اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و لکنتی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ لا سیما علی
ہذا النبی المجتبیٰ و الخلیل المہجی والہ و اصحابہ اہل التقی و التقی و علماء امتہ
و محتوی ملتہ و المقلدین لہم باحسان دائماً ابداً حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے اپنی
رحمت کا ملکہ و نعمت شمارستہ اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم پر قرآن عظیم و ذکر عظیم نازل
فرمایا تمنا کہ اہل شیعہ جیسے ہر چیز کا روشن بیان ہو مگر اس کی ہر نظر کے ایسے ایک بطن ہو اور
ہر بطن کے لیے ایک اہل و ثلاث الامثال نصیبہا الناس و ما یعقلہا الا العلون
کہاوتیں کہ تو سبکی یہ ہیں پر او کی سمجھ و غین کو جو علم و اے ہیں الرحمن مسئل خیراً
اہل خبرت سے سوال ضرور ہو ہر قسم قاصر اس کے ادراک سے معذور ہو فاسئلوا اہل الذکر
ان کلمہ لا تعلقون ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں خبر ہو و کل العلم فی القرآن
لکن بہ تقاصد عنہ افہام الاحوال بہ اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل تھی
جو حدیث بھی محض مہل و بیکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا الفین احدکم متکلماً علی اریکۃ یا تیہ الا من اہدی ما امرت بہ او نہیت عنہ
فیقول لا ادری ما و سئل فی کتاب اللہ اتعناہ نہ پاؤں میں تم میں کیسکو اپنے تحت
پر تکیہ لگائے کہ آئے اس کے پاس میرا کوئی حکم جو میں نے کرنے کو کہا ہو یا نہ کرنے کو تو بولے میں
نہیں جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب میں پایا اس کی پیروی کی رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی
و ابن ماجہ و البیہقی فی دلائل النبوة عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے
میں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا فی او تبت القرآن و مثلاً معہ سن لو میں دیا گیا
قرآن اور اس کے ساتھ اسکا مثل یعنی حدیث احمدیث اخرجہ الدارمی و ابو داؤد و ابن ماجہ

عن المقدم بن معد یکر ب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں انہ سیاقی ناس یجاد لونکو بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان صحاب
السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الا شعث امر عزیز اسی گراہی کی سنت
ہو کہ وہ ہیٹ بھر اسفکر اپنی سند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو جب اسے حدیث پونچے کتاہو ہم یہ حکم
قرآن میں نہیں پاتے قاتلہم اللہ انی یوفون ○ جان ابو برادر ایسا ہی ہوتا تو عیاذ باللہ نہ
حق سبحانہ و تعالیٰ کا یہ ارشاد و ما انتکم الرسول فخذوہ وما نھلکم عنہ فانھو ابو تمین
رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم جمعین نے قرآن کے محملات کی تفسیر مشککات کی تفسیر محملات کی تعیین مبہات کی
بتیین بطویات کا انکشاف کیا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غراو بیضا سے نقاب و حجاب کو اوٹھایا
فصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی الہ قدر جاہ و جلالہ وفضلہ وحملاہ یا تنک
تر صحابہ کرام و فحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا نفراتے
توان اراکین ملت واساطین شریعت کا ذہن ناقب فکر صائب جس دامن ادراک سے کوتاہ نہ
رہتا تا سلیے ارشاد و ما یعلمہم الکتاب والحکمۃ یہ نبی او نہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہو صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ میں آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی
غیر فقہا و صحابہ کرام کے حق میں وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ و فقہاء کے سامنے لہذا سید
سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اجلہ ائمہ محدثین و شیوخ بخاری و مسلم سے ہیں ارشاد فرماتے
ہیں الحدیث مصلۃ الا للعقبا حدیث گراہ کر دینے والی ہو مگر مجتہدین کو انام عبد الرحمن
بن ممدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اهل المدینۃ
خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت قدیم روش حدیث سے بہتر ہے سیدنا امام مالک رحمہ اللہ
تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں العمل ثبت من الاحادیث تابعین میں کچھ لوگوں کو انکے خلاف
پر حدیثیں پہنچتیں تو فرماتے ما نھل هذا ولكن مضی العمل علی غیرہ ہیں یہ حدیثیں
معلوم میں مگر عمل تو انکے خلاف پر ہو چکا ہو محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب انکے بھائی کہتے
لو لم تقض حدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیوں نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس
علیہ میں نے لوگوں کو اس پر نہ پایا کل ذلك نقلہ الامام العلامة ابن الحاکم فی مخرجه
لاحرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اس کے وجوب میں کسی طرح کا کلام نہ آیا اور کیونکر نہ ہوگی حالانکہ

ہر شخص جمع اور شرع و حفظ آیات و احادیث و احکام و غور کامل و شخص بالغ و مامل و صادق و
 مراعات وجہ ترجیح و تطبیق و دفع تعارض و تمیز ناسخ و منسوخ و علم اقسام نظم و معنی و مواضع اجزاء
 و انواع حدیث و نقد رجال و ادراک مورد و مقتضی و اسباب نزول و طرق تغلیل سے متصف
 نہ او سپر غیر مجتہد کو قدرت میسر ہو کیا یہ مرضی ہے کہ ان مدہوشوں کی طرح ہر جابل بے تیز خربے بجا
 و شہر بے مہر کر دیا جائے آخر عزیز و تم کیا اور بخاری بساط کتبی بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
 اجمعین نے لہو بچد و اماء کے معنی پانی حقیقہ کیا سمجھا کہ ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور
 انتقال فرمایا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلہم اللہ الا سألوا
 اذا لم یعلموا فانما استفتاء العی السئوال اولیٰ و یقولون نے اسے قتل کر ڈالا اللہ انہیں قتل کرے
 کیونکہ یہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ ٹھیکے کی دو تو پوچھنا ہی ہر رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما آنظرہ متدیک سفید جابل کے کہ خدا و رسول کا کلام سمجھنا کچھ شکل نہیں
 نہ اس کے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھوں کے سمجھانے کو اور تراویح غافلہ اگر یہی جانتے
 ہو تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ حضرت امیر معاویہ رضی
 تعالیٰ عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کجا رواہ البخاری و الامام احمد محض عیب و شخص
 حاصل و تلمیذ بالزل تھا نہیں نہیں جبراً ماننا پڑ گیا کہ بیشک خدا و رسول کا کلام سمجھنا سخت
 و دشوار ہے اور بیشک اس کے لیے علم عزیز و سامان کثیر درکار ہو لہذا حضرت حق تعالیٰ و تقدس
 کی رحمت عامہ و رافت تامہ نے کہ امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے نہایت و فور
 متوجہ ہوا ان اکابر دین و علمائے یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجشک کو بیان اور شکل
 کو آسان کر دیا حکم حکم فاعبر و ادا اول الالبصار کا بار ثقیل اپنے دوش بہت پر اوٹھایا
 فجزاہم اللہ عن الاسلام حیدر جزاء و ہذا ہم بکل سورۃ یوم الوثیۃ واللقاء امین
 اب جلیل حضرت پر نور نبوت علیہ افضل الصلوٰۃ والتیمۃ کی حدیث عیاذ باللہ کچھ قرآن سے
 جدا نہ تھی بلکہ اسی کے کمونات و نبیات کو مضمرہ طور میں لانے والی تھی اسی لیے سید فاروق
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسبہ ان کتاب اللہ فرمانا صحیح و مقبول ٹھہرا سید طرح ان آیات
 و خدام شریعت مظاہر علیہ انما انما ذکر عزلا والوالد علیہم کہ ارشادات بھی مظہر حکام خدا و ربو
 ہیں نہ ثبت و عیاذ باللہ تعالیٰ وہ انہیں سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن و حدیث پر حرف کھنا
 ہی علی الخصوص حضرت مطہرہ امیر ربیعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ انہیں جو حسن قبول

و ملقی است بالانتہا خبرہ وافی ملاوہ او پیر ایک خاص فضل الہی تھا یا نہ کہ صد ہا سال سے
فرقہ ناجیہ اہل سنت انھین کے اتباع میں منحصر اور انھین کے اتباع پر مقصر ہو گا اثر العلامۃ الطحطاوی
فی حاشیۃ الدر المحرر و اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خود کی
پسند بے قید و بند جو ان حضرات میں سے کسی پر معاذ اللہ کج گمان و طینت فساد دینی تشبیع
کر کے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خیانت کرے یہ سبایمہ رشہ و ہری میں اور ان سب کے پیرو
سالکان راہ خدا جنہا ہم اللہ عتّا خیر الخیراء علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضرات
ایمہ مجتہدین امانت اللہ علیہم و اتباعہم بالیقین تمام اولیائے باقیین سے افضل و
اکمل ہیں قال سیدی عبد الوہاب الشعلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فاعتقادنا ان کمال
الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی اکابر اولیاء
باقین پھر ان سے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا جو قال یدنا تبارک
و تعالیٰ فیما یروی عنہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عاد می لی و لیا
اذنتہ بالخریب رواہ البخاری جو میرے کسی دلی سے دشمنی رکھ گیا میں اور اس سے
لڑائی کا اعلان کر دوں گا۔ اُن رمی بہت ان لوگوں کی اور بل بے جگر سے ان بہادروں
کے جو خدا سے خرم ٹھوکر کر لڑنے کو طیار میں رہنا کسما اللہ حسن الانب مع جمہیم
اولیائک امین اللہ تعالیٰ اس کتاب ستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزا می خیر کر امت
فرمائے کہ انھوں نے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب مومنین کو شفا اور صبر و شکر
کو زیادت غیظ و شقا بخشی فوج اللہ من شفی و اشتفی و اغنی و کفی و السلام
علی من اتبع الہدی۔ قالہ بقمہ ورقمہ بقلہ عبیدۃ المفتاح الیہ اکل
علیہ عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البدری
اصلحہ اللہ احوالہ وجعل لی خیرآلہ وبمشلہ کل مؤمن و
مؤمنۃ امین شوامین برحمتک یا ارحم الراحمین۔



عبارات ثبتہ نموا ہیر و دستخط علمائے دیوبند و سارنپور و مشکو

باسمہ سبحانہ۔ بعد حمد و صلوة معلوم ہو کہ اس کتاب کو بند سے نے اکثر مقامات
سے دیکھا حق یہ کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہوا اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب



بہر حال مضمون اسکا رد و نفی محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے کافی ہو اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حرر رشید احمد گنگوہی۔



ہم سید سید یوسف بن عبد بناب لانا مولوی رشید احمد مٹا کے ہزار ہا ہین اور میرا ہی پر کرتے ہین۔ فقط

حاصل و مصلیٰ۔ میں نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ نے جوابات میں طریق انصاف اختیار کیا اور خیانت مؤلف طاعن کو ظاہر کر دیا ہو اور حق کو باطل سے جدا فرما دیا جزا اللہ عنہا خیر الخیرات اس فریق نے ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم جہن کو مثل آجکل کے نیم ملاؤں خطرہ ایمان کے گردانا ہو بلکہ اونسے بھی کم کہ ادنیٰ تقلید چھوڑ کر انکی پیروی اختیار کی ہو آشاؤی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام نجاشی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن انھوں نے فقہا کی ذیل میں کہیں بھی اپنے استاد کا نام نہیں لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم و فضل کے اس قابل نہ ہوئے کہ اونکا فقہ اور مجتہدین کی ذیل میں نام لیا جاوے تو اور کس شمار میں ہین پس اصل یہ ہو کہ جبکو نور عقل و فہم سے ازل میں نصیب نہیں ملا وہ مجتہدین کے مقام کو کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور۔ فقط



اندا محمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست آفر آفر ز پس پردہ تقدیر پریدہ کتاب ظفر المبین ایک زمانے میں نظر سے گزری تھی بعض بعض مقامات جو اس کے دیکھے گئے سبج طعن و تشنیع ائمہ سلف کے اس کے مؤلف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا واقعی جہاں تک مؤلف صاحب کی زبان نے یاوری کی او سیکدر اپنے مقصد کے ادا کرنے میں درگزر نہیں کیا معاذا اللہ من شر ورائفنا لکن محمد اللہ یہ جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہو کہ جبکا جواب نظر نہیں آتا۔ ائمہ تو واسطے مصنف علام کو جزای غیر عطا فرمائے اور اس نسخے کو مقبول غاص و علم کرے حررہ خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی السہارنپوری علیہ الرحمۃ والرضوان



تقاریر فیہ موامیر و دستخط علمائے کالمین شہر مراد آباد و علیگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ

محمد بن آدمی قال صریحاً فی الدین اما بعد فقد طالعت هذا الكتاب
المسمى بفجر المبین فی كشف مكايد غير المقلدين وتاملت فيه فوجدته حقاً
صريحاً وصادقاً ناصحاً بالاذعان والیقین قد سلك المصنف سلمه الله تعالى
مسلك ارباب التحقيق وابطل مكايدهم ومطاعهم تقديراً نيق على الاصول والاسس
للامام الفهامة المقام الذي هو سر اجرامه لامة نبی اخر الزمان السیخ المشهور
بأبی حنیفة نعمان - جزاهم الله عنياً وعن جميع المسلمين - حرره
العبد الفقير الى رحمة الله الغنی المکارم المدعو محمد فاسم علی المراد آبادی



حامداً ومصلیاً ومسلماً بکرمہ خفیف نے کتاب فح المبین کو چند جاسے بمعان نظر وغیر
کامل ویکھا تو الفاظ و عبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلیٰ درجے کے نہایت خست
پائے سیج تو یہ ہو کہ یہ کتاب اپنی نوع میں لا جواب ہو مسائل فقیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا
الف الف صلوة وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہو اور ہر برسائے کا ماخذ کتاب و سنت
خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہو اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہو کہ باوجود اس سر کے کہ فی زمانہ
ہذا مناظرات باہمی تعصب و تعنت سے کم خالی ہوتے ہیں - فریقین کی تحریرات میں افراط و تفریط
کچھ نوبت پہنچ جاتی ہو مگر مولف کتاب موصوف عالم نبیہ و محدث فقیہ مولانا مولوی محمد مصطفیٰ
خان صاحب جعل اللہ سعیدہ مشکوراً و لا زال ہو کا سہ مظهر و مصلوہ اکمال
انصاف ہو اور غایت تہذیب کہ با انہم گستاخی و شوخی کلام مخالف کہ جبکی تحریر تعصب و عناد سے
مالا مال ہو اور بنشہ تعصب و عناد شخص نے سلف صالحین و ائمہ مجتہدین کے حق میں بان رازیا
کر کے اپنے کو فوارہ لعنت بنایا ہو - لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے
نہیں دیا اور حکم ارشاد ہدایت بنیاد و اذامہ و ابال لغوم و اکرام کے عمل کیا اور بطور جناب ۶
سیئۃ سیئۃ مثلہا کے بھی اوسکے حق میں کھنکھنے و کھنکھنے سے اپنی زبان و قلم کو روکا باجمالیہ
کتاب از جلد نعمتات ہو و داخل باقیات الصالحات - اللہ تعالیٰ مولف کتاب کو جزا سے غیر



اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے - کتبہ بکلمہ خادم الطلیعہ
اعقر الزمن احمد حسن احمینی الامر وہی غفر اللہ له و لوالدیه جمیعاً - فقط



الحق صبیح





حاملہ اومصلیٰ۔ فی الواقع یہ کتاب لا جواب رد متین فتح مسبین
ہو۔ مکتبہ احقر ابراہیم اسماعیلی عفا اللہ لہ ولوالدہ

حاملہ اومصلیٰ۔ اما بعد فانی نظرت فی هذا الكتاب المستطاب فوجدته تذكرة
لطالب سبيل الرشاد وتصورة لمن يبتغي للاستقامة والسداد فبشرى لمن يطلب
الصواب وطوبى لاولى الالباب وواویدا لمن لم يتجده خلیلا وواحد من
لم يجد منه سبیلا وتجری اللہ عنا لمصنفہ جزاء ما موفورا وتجعل سعید مشکورا



مقہ خادم طلبہ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعة
فی بلدة مراد آباد الموسوم بعبد الحق صاحب الحق۔ فقط

فی الواقع کتاب فتح المسبین مؤلفہ جناب فاضل جل مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب ام
فیوضہم غیر متقدہ ان کے رد میں ایسی تالیف ہوئی ہے کہ آج تک کوئی کتاب اس بارے میں ایسی خوبی
سے دیکھنے میں نہیں آئی افراط و تفریط سے خالی ہر حق والضاف سے مالا مال ہر عمدہ بات اس
کتاب میں یہ ہر کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا اور محدثین کی بھی کمال
طرف داری کی ہر بات اور کتابوں میں کیا بلکہ نایاب ہے۔ کیونکہ مصنف علامہ کا حق پسندی
طریقہ ہر اللہ مراد آباد الحق حقا وارزقنا اتباعہ واسرنا الباطل باطلا



مکتبہ احقر لزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ۔ فقط

بسم الله الرحمن الرحيم۔ يقول لعبد الضعيف لطف الله اني طالعت هذا السفر
السامي بل الجليل الطاهر فوجدته محتويا على تحقیقات انيفة وتقریرات رستيقة
ومستتملا على ما هو كاف لدفع اوهاام الزائغين وشفاف لانبات ما هو الحق البين
سجری اللہ مصنفہ خیر البیضاء وحصل امالہ
بحمد سید الانبیاء علیہ التحیة والسلام
مدرس مدرسہ علیگرہ از ارشد
لاندر مولانا مفتی عنایت احمد صاحب

عبارات مستندة مثبتة مؤاخر و مستخر علماء اسی علام و فضلاء اسی ام شہر امپور

مضامین فتح مسبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت و جماعت کے اور کو صحیح پایا
فی الواقع مصنف کتاب نے بجال کوشش جوابات عمدہ اعلاط اور شبہات ظفر المسبین کے لائق
قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خضم غوی اور معاند غبی کو گنجائش افرا



و تحکم ہجای باقی نرہے۔ جزاۃ اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع
المسلمین خیرا لجزاء۔ فقط۔ العبد الراقم



حاملا ومصليا ومسلما۔ فقیر نے کتاب
فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے۔ تحقیق اسکی
قرین حق گوئی وانصاف ہے۔ اور مضمون
اوسکا دور از اعتساف ہے۔ منقہ العبد
المذنب الاقواء محمد لطف اللہ عفی عنہ
ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله الذي خلق الانسان وهدى تواو ووضح له
بيات من الفرقان والهدى وجعل مساعيهم في احذنا نصيتهم اليه شتى فيون
من يشاء لما يحببه ويرضى فيعطيه الفهم والركا والفقه في الدين والتقى وشيخ
صدقه ولبسوه لليسرى وتفضل من شاء ان يهوى ويذله في الدنيا ويخزيه في الآخرة
فيجعل صدقه ضيقا حرجا كما نما ليصدق في السماء وسيرة للعسرى والصلوة في
السلام على خير البرية والورى افضل من اوصى اليهم ربهم وعلمهم شديدا
من اطاعه فقد اطاع الله ونجى ومن عصاه فقد تاه وهوى وضل ونحوى
واله واصحاب الذين هم شمس براقع الترفع والعلا واما ظلام الاحوى ونجوم
الدرجى وعلى من تبعهم باحسان المداى من المجتهدين وائمة الدين الذين لهم الدرجة
العلی آتاهم ربهم من لدنه ذكرى لا سيما الاربعة الذين فاه من انوار باضهم القد
نفحات الاش والرضا فطر مشام العالم وعرف عرفهم وشذى وظهل نوار مقباس
حقايقهم وتجلى نضاء فضاء المخلق الى المنتهى وبرزوا كنوز الدقائق الاسنى فلاح
قللهم العالمين واسنى من امن بهم بان قلد هم باعياهم فقد استمسك بالعرصة
الوثقى ومن اظلم واطغى فاعرض عنهم وابل قلعه باخر نفسه على اتا ومن تبع
هواه بما سعى ومستم في الاخسرين اعمال الذين ضل سعيهم في الحيوۃ الدنيا وهم
محسبون انهم يحسنون صنعا وبعد فان عادة الله قد جرت وسنة الله قد
مضت في حفظ دينه وشرع امينه في كل زمان ومكان من بدء طلوع ذكائه

الى الآن ان يبعث الحق على عيسى المبطل الزايق ليقذف الحق على لباطل فيدفعه
 فاذا هو زاهق كما قال العلامة ابن عابد بن علي قول الدر ولا يخلو الوجود عن
 ميمز هذا حقيقة لا طناً جزم بذلك اخذاً مما رواه البخاري من قوله صلى الله عليه
 وسلم لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق وذلك لانه سبحانه وتعالى حفظ
 لما اوصى الى عبده ما اوصى وهو صوته نوره في كوكبه الكافرون كرها فيما اراد احد ممن
 مضى ان يطفى نوره الا وقد اذله الله واخرى وما نهض فرحين ان يري ان يلبس الحق
 بالباطل الا ونكسه الله واخرى فكما انها كلمة سبقت من ربنا الذي لا اسماء
 المحسنى على تصديق القول الدائر والمثل السائر لكل فرعون موسى فلقد ابعث
 هذا المحمود النبيل والنجو الوكيل المحموز قصبات السابق على اقرانه واشباهه في كل
 فن يحوى المحمود الباطل من كل علم اقصى الدرى آعنى المولوى منصور علياً
 المراد ابا دى صاحب هذا الكتاب المتين المسمى بالفقه المبين لا رغام قذرة مضلين
 وزبدة المفسدين من الفرقة النجديّة المفطنة المحاذفة الشائعة الذائقة في زماننا
 شيوخ الشعي وذيوع الذوى ولقد راينا كتابه هذا وخطابه الا بهى مع ذلك الكفل
 الاعزل الغم القديم المافون الخبث الاعشى فوجدناه قد اتى في مباحثه ببيان
 مثاق وبرهان كاف وتبيان اوفى قلله دره حيث سلك مسلك الاقتصاد في اما
 الاذى عن طريق الحق وسبيل لسوى فمن صدق به وارتضى وسلمه ونصحه
 فقد اذعن للحق المستلقى واهتدى وتخلص عن شوب اللظى واتقى وصدق
 بالحسنى فاما من استكبر واستغنى وادبر وتولى وسعى في خلافة وتلهى فقد
 اعتدى وطغى وتعذى وعنى وكذب بالحسنى بيعت يوم الرجعى في طائفة ودم
 الله وقل ويحشر في زمرة من كان في هذه اعلم فهو في الاخرة اعلم وفقنا الله شعباً
 وتعالى وسائر اخواننا كما ينال به القربى من امتثال
 ما امرنا والاجتناب عما نهى وصلى الله على سيدنا
 مولانا محمد واله وصحبه اجمعين ابداً ابداً

الدين محمد
 ابو الزكاج

محمد حسين

محمد حسين

محمد حسين

محمد حسين

محمد حسين

<p>حاصل او مصلیٰ اصاب من اصاب فجزاه الله خیر الجزاء عنی عن سائر النظائر</p>	<p>بسمه سبحان ان هذا الجواب حق صیحه صریح والجیب نجیم فقط</p>
<p>علی خاں سری محمد ریا</p>	<p>ابو النعمان محمد الدین محمد اعجاز حسین عنق عنی عن الدی السالین ۹۹ سالہ</p>

تقارير مستندة وعبارات مصدقة علمي شهابي فضلاي نحر شهر ربي
 محمد الله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى آلته الطيبين الطاهرين وأتباعه
 المنتصين وأنصاره المجتهدين **إصا بعد** فيقول الصدوق السني الحنفى
 محمد شاه أوصله الله سبحانه وتعالى سنانة الى ما يرضاه كما كان نظام الانام بحكم
 الاحكام وكان احكام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثة الانبياء
 كما في حديث رواه احمد والترمذى والبوداود وابن ماجه والدارمى وكان حكم
 الانبياء والمرسلين ان من راي منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فلينبأ
 وان لم يستطع فليقلبه وذلك اضعف الايمان رواه مسلم وغيره من المحدثين
 وكان حكم الزمان ان الزمان السابق خير من اللاحق بحكم حديث خيل متى
 قولى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم الحديث متفق عليه حتى صار ترجمته هكذا
 كل يوم بد ترجمه حديث قال عليه الصلوة والسلام لا ياتى عليكم الزمان الا
 الذى بعده شرمه حتى تلقوا ربكم رواه البخارى حتى كان آخر الزمان اشد
 الاشد خرج طلاب الدنيا بالدين والمجاهلة الكذاب فيخترعون في صلواتهم
 والعلماء مسائل فاسدة وعقائد باطلة كما في مجمع البحار في بحث الدال بحكم
 حديث فانه قال عليه السلام يخرج في آخر الزمان رجال يفتنون الدنيا بالدين
 ليسون للناس جاود الضان من الدين السنتهم احلى من السكر وقلوبهم قلوب
 الذباب رواه الترمذى وقال عليه السلام يكون في آخر الزمان دجالون
 كذابون ياتونكم بالاحاديث بما لم يسمعوا انتم ولا آباؤكم فاياكم واياهم

لا یضلو نکر ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال لسفلة وعادة الجھلة
اغترارہم بالامور المحدثہ واسراعہم الى قبول الاقوال الباطلة عند لعلماء
العظام والفضلاء الکرام صحاحہم بہ مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صد
الصحیح لما تخوفنا من عواقب لشروا واغترار الجھلة لمحدثات الاء ورواہم
الى اعتقاد خطاء المخطین والاقوال الساقطة عند العلماء رأیاً الکشف عن فساد
قوله ورد مقالته بقدر ما ینتق بہا من الود اجدی علی الانام واحمد للعاقبة ان شاء
الله تعالی انتھی قام العلماء بالاعلام والفضلاء العظام قدیماً وحديثاً مشمرین
لنصرة الدین والشرع المتین بالقدر والجرح والرد بالجد علی اهل البدع والاهواء
اهل الذیغ والاعواء بالدلائل الواضحة والبراهین الساطعة من الادلة الاربعة
الکتاب والسنة والاحماع والقیاس کالایمة الاربعة فلم یزالوا ھکذا او ھکذا
حتی قام جامعون المعقول والمنقول حاوی لفرع والاصول سالك مسالك المتقد
ھالك اسائل مبتدعین اولیہ محمد بن عبد الوہاب علیہ السلام الماراد ابادی ادامہ اللہ ذوالمنی
والایادی نانه صف فی کشفہ مکانک غیر المقلدین فسماء بالفتح الملبین فی کشف مکا
غیر المقلدین فلما رایتہ فی الموضع المقرقة والمقامات
المستترة فوہ لہذا باصستظایا جعل اللہ تعالی سعي مصنفہ
ومعینہ سعیا مستکورا واجرا موفورا واخرہ علوانا ان الحمد لله رب العالمین



الحمد لولیه والصلوة علی نبیہ اما بعد میں اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا
بت عمدہ کتاب ہے اور خوب ہے جواب باعدواب ہے کیون نہو حکم بعرفت الرجال بالاقوال مولانا
ولوی منہ ور علی شان صاحب کی استعداد ویاقت کو ہر آفرین اگرچہ مولف ظفر مبین پیشا
غیر مقلدین ہیں محی الدین کتب فروش ولد ہری چند جات (جو چند روز سے مشرف باسلام ہوا
تھا اور جیکو سوا سے اردو کتابین دیکھنے کے اور کچھ لیاقت نہیں نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ اونکے
دلائل سے واقف نہ ہے ابادیت میں اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دعا بازی وحیلہ سازی
بلکہ حصہ ہے۔ جاسنے کو آندھی) قابل جواب ولانہ خطاب نہ تھا مگر حکم
چو باسفلہ نوی ہم۔ ۴ قرون گردش کبر و گردن کشی بد مصنف موصوف نے
اس کتاب میں اوسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے فراغات کی بخوبی تردید کردی ورنہ اوپر

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اترا تے اور گلی کوچوں میں بغلیں بچا تے اللہ اللہ
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو (کہ منکی عبد اللہ بن مبارک و کعب بن جحیی بن معین وغیرہم امیرہ حدیث صحیح
قزائیں اور جھگے و انور علم و کثرت قبول پر اور انکے معاصر رشک میں آئیں) یہ فرقہ (کہ جس نے تیرھویں
صدی میں سینک نکالے اور مجنا طریقہ ٹیڈوں کی آڑ میں شکار کھیلنا یعنی عمل باحیث کے
پیر ایسے میں آزادانہ خواہش نفسانی کو کام میں لانا کبھی پانچویں نازوں کو بلا عذر ایک ہی وقت
میں پڑھ لینا کبھی در صورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت میں زکوٰۃ دینا چاند
کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقہ غلامانہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا
حضرت عمر کو بدعتی کہنا حضرت علی و عباس و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بدعتی کہنا و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مصداق سباب
المؤمن فسوق و قتالہ کفر کا بنانا عبادت تہاہ شب کو بدعت سیدہ قرار دیکر تمام اولیائے کرام
وصحابہ عظام کو جو شب بھر یا د آبی میں مصروف رہتے تھے براتنا اکل شحم خنزیر یا حضرت علیہ
السلام کی طرف منسوب کرنا انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذلک من القباہات البی
لا یحسن ذکرہا فی ہذا المقام) برائے اور ایسے کرام اور انکے اتباع کو (کہ جنہوں نے کمال
محنت و عرق ریزی سے قرآن و احادیث و اقوال صحابہ کو درست کیا نا نسخ منسوخ مطلق مقید کو
شرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن و احادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کر کے دین میں فتور
نہ بچائیں آزادی کے مزے نہ اڑائیں) مشرک و تارک احادیث و قرآن قرار دیوں اور اپنی
اس ہوا سے اتحادی و نفس الدخالی کو عمل باحدیث بنا دیں چہ خوب سے از صحن خانہ تا طلب
بام اذان من و در سقف خانہ تا بہ ثریا ازان تو بہ کیون خود بخیر صادق نبی علیہ السلام نے
اس گروہ کی ایک مدت بیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالک والی سعید الخدری عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف و فرقة قوم یحسنون
القیل و لیسئون الفعل یقرؤن القرآن الخ حتی قال یدعون الی کتاب اللہ و لیسوا مننا
فی منی رواہ ابو داؤد یعنی انس سے روایت ہو کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت
میں اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ انکی باتیں اچھی اور کام برے ہونگے قرآن پڑھیں گے
لیکن انکے حلق کے نیچے نہ اترے گی یا تنگ فرمایا کہ قرآن کی طرف نکلیں گے اور کسی بات میں سیر
نہیں گے خیر اب میں ختم کلام کرتا ہوں اور اس بحث کو تمام کرتا ہوں۔
حررہ ابو محمد عبد الحق الدہلوی۔ مدرسہ مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی۔

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم۔ خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو گیا کہ لکھون مین نعت کیا میرا جوتربا۔
 اصابعہ یہ خاکسار ابو ادریس محمد عبد الرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنفوری بھائی مسلمانوں
 کو بعد سلام سنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہے کہ یہ فتنہ لائبرہون نے جو چند سال سے اٹھایا ہے یہ
 اوس فتنے کا ہے کہ جہین حضرت عثمان رضہ شہید ہوئے اور قاتل اونکا جہنم میں گئے اوس فتنے کا
 سردار نو مسلم عبد اللہ بن سبا بنو عقی کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم میوہ کے مسلمان ہوتا
 پس اس فتنے کے سردار لالہ امت رام صاحبزادے لالہ کوٹلی مل کے مع اپنی قوم کے خاص سوا
 مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانوں میں فتنہ ڈالین عبد اللہ بن سبا نے بھی اہل بیت
 کی اوٹ رکھ کر مسلمانوں کو حضرت عثمان سے بنی کیا اور سب کو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل و لائق
 خلافت کے حضرت علی تھے نہ کہ حضرت عثمان ان لالہ صاحب نے بھی عمل باحدیث کے پرے
 میں فقہ اور فقہاء سے مسلمانوں کو بدظن کر کے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ
 چھوڑ کر ہر ایہ شرح وقایہ پر کیوں عمل کرتے ہو جیسے اوس وقت کے جاہل مسلمان اطراف و جوب
 کے اوس بیودی کے دہوکے میں آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمان کی خلافت انصار اور
 مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علی نے بھی خود اونسے بیعت کر لی پھر ہم کیوں اس
 بیودی کے بھکانے میں آویں ایسے ہی اوس وقت کے کم فہم مسلمانوں نے یہ نہ جانا کہ فقہ اور فقہاء
 آج کل کے تو نہیں زمانہ پیغمبر سے فقہ اور فقہاء امت میں اچھے آتے ہیں بلکہ زمانہ حضرت
 صلعم میں جو صحابہ صاحب قضاہت تھے وہ داخل مشورہ پیغمبر ہوا کرتے تھے پیغمبر صلعم حکم
 دیتا کہ ہم فی الامم کے اومنین سے مشورہ لیتے تھے اردو سیر کی کتابوں میں اگر ملاحظہ کیا جائے
 تو معلوم ہوگا کہ جنگ ہر اور جنگ احد اور جنگ عراب اور جنگ خنین اور فتح مکہ میں پیغمبر صلعم
 مشورہ فقہاء صحابہ سے لیتے تھے یا فقہاء صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان
 تھے جیسے اوس بیودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمان کے فضائل جو دربار نبوت سے
 عطا ہوئے تھے انوش کر کے کالہم مین کر دیے تھے ویسے ہی اس ہندو قوم نو مسلم نے
 سنی فقہ کے اور فضائل فقہاء کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھ بھا لکر
 ہلا دیے تھا قال اللہ تعالیٰ فما لہؤلاء القوم لا یکادون یفہقون حدیثاً وقال رسول
 اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس بیودی نے
 بعض چھے اچھے لوگ مسلمانوں میں سے مکر و فریب کر کے اپنے ساتھ کر لیے تھے

ویسا ہی اس قوم منہ دے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض ملین سے جو اور حقیقت
 وہ مقلد مال و جاہ کے ہیں اپنے ڈھنگ پر لگایا اور جیسے اس قوم میں دو مسلم نے ایک دوسرے
 مسلمانوں کو عقائد کفریہ و بدیہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سرشت کو جاری کیا۔ اور بعض
 اس کام پر سلاطین نے کہ محبت اہل کعبیت کی فرصت حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہو سو وہ
 اوسنے کلمہ زمین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علیؓ نے قتل کر دیا
 اوٹھون نے شام میں جا کر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خون خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت
 شاہ ولایت کا تانکہ میں دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدہ سے مسلمانوں کے تباہ
 اور خراب کرین کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبریل سے
 وحی لانے میں خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے
 اوٹھون نے قصہ ہی پورا کیا انا للہ وانا الیکہ راجعون ۵ ویسا ہی اس قوم منہ دے دو مسلم نے
 عقائد کفریہ و بدیہ تعلیم مسلمانوں کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانوں کے دلوں کے شان قیمت
 دین ہلام اوٹھانی شروع کی بعض اس پر جو کچھ ہوئے کہ اوٹھون نے مسلمانوں کے دلوں سے
 شان نقابت کہ عبارت سمجھ کامل سے جو اور وقت فقہا کی کہ وہ اعلیٰ درجے کے معاہد اور
 تابعین تھے اوٹھادی پہاٹک کہ تراویح میں رکعت کی کہ سنت فاروقی جو اور شرق سے غریب
 تک تمام مسلمانوں کی معمول پر بعض اہل سلام کے دلوں سے اوٹھادی کہ اوٹھون نے
 اوٹھو بہت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے رک گیا اور لباس رخص کا پس لیا بعض نے
 پہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد و معانی بلاعت فقہ سب موقوف کر دیا کہ فقط ترجمہ
 قرآن مجید کا لڑکوں اور بوڑھوں کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگوں کے قلب میں ڈالا کہ تحصیل
 علوم کرے سے کچھ فائدہ دین کا نہیں دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہو گئے ہم تنکو فقط قرآن پڑھنے
 کے معانی بتاتے ہیں کہ اس سے قیامت میں پوچھو اور مضمون یہاں ہی یہ کثیر و مفصل
 یہ کثیراً کو قطعاً فراموش کیا بعض نے انہیں سے ایسا اور خطہ اختیار کیا کہ اوالعزم علمای است
 کی ہر سنت جیسے ایما و رہبہ اور اتباع اوسکے کہ اوٹھون نے ہر وجہ تحقیق حدیث میں اپنے جان
 مال کو سب قربان کیا اور انکی کار گزار بان جناب بادی عزاہم میں مشکور ہو میں اور وہ
 مقبول کا فائدہ و حیا اہل سلام ہوئے اس منہ سے کرنی اور گھسی شروع کی کہ اوٹھون نے اپنے
 قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ کی اور فقہ کی کتابیں خلاف سنت کے کہیں چنانچہ انکو

ایک کتاب مسیحی بنظر المبین اللہ ہر پختہ دین دیا اپنے صاحب کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش سے لکھوا کر اپنے نام سے چھاپی اور سین لکھا کہ امام اعظم نے سو سالے حدیث اصحیح کے صحاح لکھے اور یہ بخانا کہ کمان مین اور کمان تصنیف میری اور کمان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ انکی تقلید زمانہ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھوں علما اور کور و فتنہ و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہو حتی کہ اوس جماعت نو مسلم کے پیشواؤں نے بھی انکی تقلید اپنی بڑی عزت سمجھ کر کے قبول کی ہو لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنگہ نام لیا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہو اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکہ انکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کما صاحب لکھا ہے کہ قائل اصامنا و سیدنا کا امام اکبر عظمیٰ ابو حنیفہ اور صاحب دراست اللہ بیگ امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہو امیر بھوبال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا کہ امام صاحب کے جناب پر پچاس ہزار مسلمانوں نے نماز پڑھی اور چار سو تینتالیس فقہای محمد مین مقلدین کے جان اور مناقب اوسی کتاب مین انھوں نے لکھے مین اور انھوں نے اپنی کتاب تقصارت مین تمام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نو مسلم اگر انکو دیکھیں ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھول جاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھا دیا تھا کہ آپ مقلد ہین یا نہیں اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے انھوں نے جواب دیا کہ اپنی مہر سے مزین کر کے مجھے دیا کہ ہان مین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہوں وہ میرے پاس موجود ہے لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو سال مخالف حدیث صحیح کے مین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤں کی مہر مین اوس کتاب پر کر الینی تھین کہ اونکا بھی کافی اضیمہ معلوم ہو جاتا اور عقیدہ ولی ظہور مین آتا اب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے مین خیر اسکا کچھ مضامین مین مین ہو مقتداؤں کا اگر حال ہو تو کیا غم ہو ہو ابے سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا ہو اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سر دفتر علمای امت پر صد ہا عیب لکھائے یہ بخانا کہ منائے اتھی سے دُنجا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آج تک کج رہا ہو جیسا کہ مشروع مین تھا ظاہر ہو کہ یہاں حنفی مذہب کے علما بڑی سی دل مین دیکھو تو کیسی انکی عزت لالہ مین کی خاک دڑاتے مین اور انکے باغ و بہار کی رونق مٹاتے مین اس ظفر المبین کی

کیسی ہزیمتہ المبین بناتے ہیں انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجنگ جواب اسکا نصیب نہیں ہوا
 اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر جہاں طرف سے ڈالہ باری ہو رہی ہو اس فرقے کی سخت ہت
 ہو کہ نہیں نخلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو منہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو
 چند در چند ہوئے ملاحظے میں گذرے ہی ہو گئے اب فتح المبین آبلو تحفہ بھیجی جاتی ہو قبول بھیجے
 خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے نہ مینا اپنے ہر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور
 چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب میں ہو دلیل انہ چین بر جبین نہ لانا میدان
 استفادہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ۵ جاسکتا کوئی اس بُت خود کام تک نہیں ۵ جاوے
 اگر تو کام نہ کچھ نہ کچھ تو ہو ۵ دو چار گالیاں ہی ہیں خط میں لکھ کے بھیج ۵ اگر چہ دعا سلام نہ ہو
 کچھ نہ کچھ تو ہو ۵ چنانچہ میں نے جمل حدیث کو صحیح شمس نقل کر کے بڑی امید سے تحفہ آپ
 فرقہ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگھ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے
 وہ گالیاں مجھے لکھیں کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور ادنیٰ تحریر سے
 قطعاً معلوم ہو گیا کہ ہشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہو مگر خرمی پر چلانا خوب ہو آسیا ہی جواب اس کتاب
 کا ہو گا خیر اب وہ کچھ ہی لکھیں مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت میں یہ کتاب
 اس فرقہ ناصواب کے جواب میں لکھی کہ دوزخ زمانے کا آخر و آہل مجلس و شمس جاتے ہیں
 جلسہ درہم برہم ہو چلا منع اسلام سنبھال لے رہی ہو باد مخالف کے جھونکے از مد جل رہے
 ہیں اوسمیں بھی جماعت علماء کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسی کو کچھ بن زانی
 تھی جو سامنے آتے تھے ایسا سا منہ لیکر رہ جاتے تھے اس فرقہ ناصوابت اندیش نے وہ
 تفرقہ امت میں ڈالا کہ اپنے بیگانے ہو گئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہ کی نگاہ
 سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہو گئی حمایت و نصرت بھی کو ج کر گئی حسد کا
 بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہیں سکتا وَاللّٰهُ مُبْتَلٰوۃً وَّلَوْ کَرِهَ الْغَٰظِمُوۡنَ الغرض یہ
 ایسی کتاب ہو کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہو ۵ کتابے کو کہ خوشنود
 دکھائے کہ ذرہ ذرہ ازور پڑھیا لے ۵ زخلاق جان عرص من نیست ۵ دہر فتح المبین
 را ہم بقایاے ۵ مصنف را در روزی فراوان ۵ زراحت
 رنج ریحان ہم رضائے ۵ خدا منہ خود در مثل نامش ۵ برا عبدلش ہو
 نازل بلوائے ۵ غلبت سکر تغلیظان ۵ زنا تیر کلامش ۵ دہا ۵ سچ احمد و صحابہ امش ۵ بود مقبول یار یارین عالمے ۵



تقاریرِ مثبتہ و دستخط و مواہیرِ علما سے مشاہیرِ مقامِ سیلی بحیث

الحمد لله الذی جعلنا من امة حبیبہ محمد صاحب القرآن صلے اللہ علیہ وسلم الی ما عاقب الملکوان و وفقنا لتقلید الامام الاعظم التابعی ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان۔ بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے میں کس قدر ضعیف اسلام ہو کہ دینداری برائے نام جو اخلاص اتفاق کی کہیں صورت نظر نہیں آتی جو ہر دیکھے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہو علم و عمل نایاب ہو حالت کا ہر طرف فتح باب ہو سن و طعن کا بازار گرم ہو نہ کسی کو فساد کا خوف ہو نہ رسول سے شرم و عجب و دور ہو طرفہ طور ہو نہ فساد کا غم نہ لینی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گذر گئے اور اس درمیان میں لاکھوں علمای معتبرین اور اولیای کالمین پیدا ہوئے اور سبھوں نے اتفاق کیا کہ جن حق ان چاروں مذاہب میں منحصر ہو چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا اسید طرح برابر سلسلہ ان چاروں مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید میں مرتبہ قربت و ولایت کو پایا لیکن اس تیرھویں صدی میں کہ اثنہ القرون ہو چند سال سے فرقہ و بابیہ نجد یہ نے ایک نیا پانچواں طریقہ نکالا کہ وہ کسی مذہب کو نہیں مانجے ہیں بلکہ اپنے زعم فاسد میں اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہیں حضرات ائمہ اربعہ اور اوس مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہرتے ہیں اور اوسکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے ہیں انکے کذب و افتراء سے شریعت میں فساد کے رخنے پڑ گئے اور لوگوں کے دلوں میں عقائد فاسدہ انکے گڑ گئے بے شہد زمانہ قیامت کا قریب آیا انھیں کذابوں اور مفیدوں کے حق میں منجھ صیادق نے بھروسہ نہیں کوئی کے بلکہ کوئی فی الخیر الزمکان کجا اور کذا لکن فرمایا چنانچہ مصدق اس مال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بتان کی کتب باب موسوم بنظم مبین نتیجہ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ در حقیقت خمیس الدین اور مفسد بالیقین ہو دیکھتے ہیں آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصاً عوام خفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہامی سلف پر لیکن طعن کے آواز کے آتے تھے جہلاً لا مذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین میں فساد ڈالنے کا موقع پایا لاندھوں نے مقلدون کو ہکا یا بیان کیا خوب صفوں پر تہہ حیل انکے زبان قلم پڑا

سب غیر مقلدین بلا شک گراں | لکھتے ہیں ایمہ کو برا شام و چچا ہ

شیطان میں بکاتے ہیں سر میں کلا حوالہ ولا قوتہ الا بالله

غرض کہ جب اس فساد کو ہمارے مولانا سے فاضل علیل علامہ نبیل فقیہ اعلیٰ حضرت نے بل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی دَامَ بِالنعم والا آبادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ میں نیزہ قدم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکا یا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر قسم کے فتنہ کف کا کہ عاقلہ المفسدین کا نتیجہ پایا حتیٰ کہ مولانا منصور نے تمام عالم میں فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو ردِ خرافات ظفر المبین میں سجاوہات و ندان شکن نقیض فرمایا۔ حناء اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر البحرۃ وحفظہ عن جمیع طوارق الآفة والبلاء حرۃ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وحمی احمد المحنفی السورۃ



نہلہ و ستعینہ۔ میں نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علامہ کو تعظیم پایا اور جن اہل ایمان سے مولف نے تمسک کیا ہر سب قوی اور صحیح اور محتج بہ میں اس کتاب کے جھینے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اس واسطے کہ دربارہ فتح اور قلع اوہام فرقہ نجدیہ کے آج کل کسی کتاب نظر نہیں پڑی اس کے مصنف اور چھپوانے والے کو جزا سے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعہ ہدایت فرقہ و ہاسیہ کرے آمین ثم آمین حرر عبد اللطیف الحق



تقاریر نے نظیر و تقاریر و پذیر علمای مشاہیر لاہور۔ امرتسر و سجن و مواعیہ الحمد للہ و کفی + و سلام علی عبادہ الذین اصطفی + اما بعد فقد طالع الفخ لمبین فی کشف مکائد غیل المقلدین علی سبیل الاجمال للاستبحال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحی + و براہینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی + لم لا وقد حققہ المصنف المولوی محمد منصور علی خان المراد آبادی سلمہ اللہ ذوالایاد لدی اوصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الفتن و السمین + والمہین و الملتین۔ و ننتہ بالکنائہ والنسبہ واجماع الامۃ الی لا تجتمع علی ضلالۃ اصلا + ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ہدایۃ الشریعۃ الغراء + جعل اللہ سعیدہ مشکوراً فی الآخرۃ و الاولی ثم حقہ فقیہ الدین المحنفی للہ لاہوری مصنف کتاب وقتہ الادباء



باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین را کہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد و مغلطات نفیر میں مولفہ محی الدین تالیف نمودہ انداز موضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علامہ جزاۃ اللہ خیر البحرۃ داد تحقیق و تدقیق دادہ اند و دلائل خفیہ ابر و اقوال ہر کہ از کوچہ تحقیق محض تا بلند ائمہ زبان را رد و انمودہ



حرمہ خادم شریعت رسول اللہ ﷺ خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

حامداً ومصلياً ومسلماً۔ اما بعد۔ فتح المبين في كشف مكائده

غیر المقلدین یوم الاحد ۲ ربیع الاول کو میرے پاس پونجی اور دوسرے روز بیعت عجلت وقت کے واسطے دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہیں ہوئی لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے میں آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے



اسیے میری رائے ناقص میں یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہر ہے کے لیے جواب کافی ہے۔ حررہ الفقیر البکوی غلام محمد المسمیٰ بجاہد شاہی ہو

حامداً ومصلياً۔ اما بعد فقد رأيت هذا الكتاب من اوله الى آخره فوجدته مطابقاً بالقرآن والحديث والاجماع والقياس۔ سعي لمصنف فيه سعياً كثيراً و



ادى حق الترخُّم ثباتاً ونفسياً احتراماً الله عنا وعن سائر المسلمين حير الجراء۔ فقير محمد المحض الجھلمی ثور اللہ ہوی

باسمہ سبحانہ۔ نظرت فی هذا الكتاب لمستطاب فوجدته مطابقاً لاهل السنة و



الجماعة جعل لله سعي المصنف عنده ما جورا وعند الناس مشكورا۔ العبد الانبيو فقير برهان الدين ولد مولوی عبد الرحيم

حامداً ومصلياً ومسلماً۔ کتاب الاجواب کا سرروس ملففین مسمیٰ تفتح المبين جو ماشار اللہ

چشم بہ دور اسم با سبھی جو مجموعہ مفتریات اعداسے دین ہمام اللہ القوی المتین جب کا نام برآ

مظہر المبين جو میری نظر سے گذری اور میں نے اسکو نظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب

لاندرہوں کے فرقہ طائغیہ باغیہ گندم ناو جو فروش کی قلمی کھولتی ہے اور حق مائی میں آئینہ

سکندری کا حکم رکھتی ہے اعداسے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع و قمع میں سیف صبارم کا

کام دیتی ہے خود اوند تنالے عزائمہ حضرت مصنف علام کو جو اسے خیر عطا فرماوے کہ اشباع

شیخ نجدی کا سرخوب ہی توڑا۔ اشیاء عدو میں ائمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا بھوڑا۔ و اہ و اہ

سجان اللہ کیا کہنا ہے۔ اب مقلدین حقانیتیں خم ٹھوک کر دھناتے ہوئے دل کھول کر بے دھڑ

یہ کہیں جآء الحق و زحق الباطل ان الباطل کان زھوقاً کا اور سچا سے لاندہب

سابق دریا سے فحالت اپنے کیے سے منفعل ہو کر کہیں یا لکھتے تھے کہ تھے تو اب اگر اب

بھی لاندہب باطل پرست اپنی ہڈی دھرمی اور تبتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا

شیعه فاسده هر باز نه آئین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب هر ع جواب جا بلان باشه خموشی به
 گرنه بنده بر روز شپره چشم به چشمه آفتاب رایچه گناه به والسلام علی من اتبع الهدی
 حرره الحاج محمد طه البکری ابوالشیر عبدالحی القادری منفی و مدرس ستم اسلامی

تقاریر قبته مواهیر و دستخط علمای مشاهیر آرا و هو علی و کلمته به

الحمد لله الذی لولاہ ما اھتدینا + والصلوة والسلام علی رسولہ الذی ارسل الیہ
 انا فتحنا لک فتحاً مبیناً + علی آلہ واصحابہ الذین هم مقتدانا + وعلی الائمة المجتہدین
 هم و سبیلکتا فی القرب والافتدای برسولنا و نبیا و مولانا و جیبیا و شفیعنا محمد
 الذی خاتم الانبیاء و رحمة للعالمین + اما بعد میگوید مکتبہ است کمترین اہل سنت بنده
 گننام محمد علی اکرم نام خادم اسد شیث و رجالہ الکرام - الارومی وطننا و آنحضرتی مذہبنا و ائمتہ فی مشربنا
 و الصدیقی العلوی نسبنا و بواسطہ و بواسطتین استحقاق تلمذ او مالکی اصلاً و المذنی مدفننا ان شاء
 تعالی کہ چون زمرہ قبور اسلام مولوی محی الدین و امثال ایشان بگویشم رسید بادای شکر باری
 تعالی ہر موی تنم صورت زبان گرفت کہ درین ہنگام کہ کساد بازاری اہل اسلام بحدیست
 تا ہم مردمان در زمرہ اسلام داخل میشوند و جماعت مؤمنین غربت میکنند در مسرت و شکر این
 بودم کہ ناگاہ اتفاق دیدن کتاب خضر المبعیت مؤلفہ ایشان گردید سرتم تبدیل بپنج شد و زبانی
 متبحر اندم کہ ای این چه معاملہ است آیا این نو مسلمان در پردہ اسلام آمدہ افتراق اہل اسلام
 ارادہ کردہ یا چه مطلوب ایشانست آخر کار دانستم کہ مولوی صاحب کلام ہر چند باسلام گردیدہ اند
 لکن بہت ز ادب کہ سر آمد اخلاق ایمانست از کسے کیا موفقتہ اند بل بگویش جان نہ شنیدہ اند
 حافظا علم ادب و رز کہ در حضرت شاہ ❀ ہر کہ انیسست ادب قابل صحبت نبود +
 نتیجہ تالیف این کتاب چنان گردیدہ کہ ہر ناقص العلم آنرا دیدہ و از جادہ ادب پاسبی و نہاد و یا
 اگر او خود مؤتبست از مقلد این کتاب و مؤلف آن بچنگ در پیوست کم کسیست کہ از دیدن
 این کتاب نتیجہ بد نہ برداشتہ باشد جمیع معاندین دین را دستاویز نیست خوش و بی ادبان را شکستہ
 است خوب و در حق خفیان تبرائست کہ بران جانباز ہیا و جنگ کردن ضرورت افتادہ است
 خلاصہ آنکہ مؤلف رسالہ عجب شور و فساد در دین متین انداختہ کہ در اخوان دین افتراق و
 تباعض سجد سے پیدا گردیدہ کہ قابل بیان نیست دانستہ بودم کہ اسلام آوردن اغیار محبوب
 موافقت و تحائب با خود با خود اہد شد بخلات آن ذریعہ تقاریر و وسیلہ تباعض فیما بین نیست

تو براسے وصل کردن آمدی و فی براسے فصل کردن آمدی و نفوذ باند من ذلک
تالیف این کتاب بلائیسست و مطالعہ آن ابتلائے پروردگار عالم سونین ر الزان دورتر دارد
و از فضل خود ایشان را تو ب سازد از خدا خواہیم توفیق ادب و بے ادب محروم شد
از فضل رب و بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد و بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد و ہر چند این فقیر
ازین دادی در گذشتہ است کہ میان غوغا سے طلبہ در آید و بمیدان لا و نعم و جدال بانگین
پر دزد و دستان تکلیف این معنی بسیار سید ہند لکن مرکب من چنان بالا رفتہ است کہ آواز این
اشہار نیز در اینجا سمع مار نہ بخراشد لکن شخصے این کتاب را پیش من دفعۃ آوردہ خواندن گرفت پس
در دل من چنان ریختند کہ نزد و نزو جاہم بفضلہ تعالی اکثر کتب حدیث موجود است جوابے
کافی تحریر کنم و مولفہ این کتاب را احادیث تمسک حنفیان کہ ہنوز آنرا نہ شنیدہ تبلیغ کنم کہ سائل
حنفیان نہ آنچنان است کہ کلامی سائل را حدیثی نہ باشد بلکہ ہر سائل حنفیان و دیگر ائمہ حدیثی
مہبت و آیتی است محکم کسے آنرا سے فہم و کسے بے ادب آنرا بگویش سائلے آرد و سہرین ترد و جمع
کتاب استنباط و دوم کہ گاہہ رسالہ جواب و رد این کتاب مسہلی بفتح البیین نزد و رسید اکثر جاہای
آنرا دیدم جوابے شافی در یافتہم تو پروردگار در اعانت مؤلفش بموجب و اللہ فی عون العبد
ما کان فی عون آخیز باشد کہ تمام اہل اسلام عموماً و بر حنفیان خصوصاً او اسے شکر و ثناء
ضرور است کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند آنچہ من سے نوشتہ بطرز دیگر پیش رے لکن این کتابم
قابل ستاد و لائق اعتماد است اہل سنت را باید کہ برین کتاب عمل نمایند و از مطالعہ تفرات البیین
احتراز فرمایند فقط کتب المسکین خادم الحدیث و الرجال
محمد علی اکرم نعمۃ اللہ و اساندہ و والدیہ بر حمتہ و مغفرتہ



الحمد لله الذي كفى وحده، والصلوة والسلام على نبيه، الأمل الذي لا ينبي بعده
وعلى آله الطيبين، وأصحابه الطاهرين، وعلى الأئمة الأربعة، المحدثين المقبولين
كلهم أجمعين، أبعد فقد طلعت ما حربه من المضامين، في هذا الكتاب الفقه المبين
في كشف مكائد غير المقلدين، في جواب الظر المبين، في روح مغالطات المقلدين،
فوجدته أحسن التصنيفات المصنفين، وأجمل لتأليفات لكتوفين، وحسبته
حايًا على تحقيقات المداهب، وجامعًا على تدقيقات الممارب، ورأيته موافقًا
لما هو في لشريعة لاهل لسنة والجماعة منصوبًا عليه، فينبغي لنا الرجوع عند

اختلاف الرواة اليه + فهذا بفضلہ تعالیٰ لقلم ضلالة لا شفاء كان + ولننفع
هذاتہ الاتقیاء وان + فلا شك ان المؤلف قد اجاد فیما ادا + وسلك سبیل السداد
والرشاد + وكلما اجاب + فاصاب + فكان سعيه مشكوراً + فلذلك صار كما سمع
على الخالفين منصورا + فحق الفقه اللازم هيبون في كل واحد يوسون + لما لم يبق
لهم من الجواب - فبغيطهم يموتون + فيا ايها اللامذ هيبون موتوا غيظكم + ولا تلووا
غيركم + فانكم مفسدون في الارض لا مصلحون + لم تقولون ما لا تعلمون + فتوبوا
الى بارئكم + واستغفروه من دلو بكم - فنبجوا + ولا تفعلوا + لان الشريعة عبارة
عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهي فيها قد انحصرت + وان هذه المذهب
قد دونت + وقوا عداها قد ضبطت + وصولها بالصوص قد انطبقت + وبفضل
تعالیٰ احكامها في كل المذاهب حررت + وروعها في جميع الجهات انشئت + فبحار
هدايتها في قلوب المسلمين تتوجت + ودررها المكنونة في صدور المؤمنين قد
استقرت + فتفوس المقلدين بضوئها انجلت + فرأت بها ما رأت + وحصلت بها كاصلة
وعرفت بها ما عرفت + فلذلك ترى ان الفرقة الداجية المسماة باهل السنة والجماعة
فيها قد اجتمعت + لان الشريعة من غير هذه المذاهب في الديناما وحدت + واطاعة
احكام الشريعة للناس قد فرضت + فان لم يجتسست هذه المذاهب الاربعة للشريعة
معتبرة فالشريعة عن الدنيا عمت + لان ما سواها من المذاهب ليست كمثالها في ضبط
القواعد والاصول + وفي ربط العلة والمعلول + بل كلها قد اندرست + وفي بعض كتبتها
التي بقيت + اقول المعاندین فيها قد دخلت + فتغيرت ما تغيرت + فكيف تكون
هي التوبة التي من الشارع شرعت + فما عتبرت احكامها المنتشرة فيها وما
حسبت فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لا حراء الاحكام للشريعة قد بقيت
لانها من التغيرات قد حفظت + لما من الدلائل التي قد ذكرت + والاحتلافات
التي بين المذاهب نظرت + فهي حجة للعالمين من خالق الثقلين خلقت + فمن
كان خارجاً عن المذاهب الاربعة في هذا الزمان + فهو من اهل البدعة والنار و
متبع الشيطان + كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجهر امتي
او قال امه محمد علي الضلالة ونداه على الله - - - - - في ٢٠١١ ق. ق. ا.

الله تعالى من يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيراً
 فكما يجب علينا الأيمان والتصديق بكل ما جاء به الرسل وإن لم نفهم حكمته
 فكذلك يجب علينا الأيمان والتصديق بكلام الأئمة الأربعة وإن لم نفهم علتهم + فإن قلت
 هذا أشوك قلت لا + لأنهم كانوا من أولى الأمر وأهل الذكر المعرفين المقبولين وقد
 أوجب الله تعالى علينا ما أمرهم بقوله طيعوا الله واطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم
 فإن الله تعالى قد عطف إلى الأمر منكم على الرسول والمعطوف والمعطوف عليه في
 المحكم مساًويان + فإن الشك في هذا الكلام مقيد + إن هذا إلا بفهمك السليم
 وأمرنا أن نسأل عنهم عما لا نعلم بقوله فاستأخوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون + و
 هذا إذا نزل المسائل إليهم ونشق باستنباطهم بقوله وَلَوْ كُذِّبُوا إِلَى الشُّرُوفِ وَإِلَى أُولَى الْأَمْرِ
 مِنْهُمْ لَعَلَّ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَ مِنْهُمْ + وأخبرنا بأن الأئمة من أيهم ونبأ بقوله وجعلناهم
 أئمة يهدون بأمراً + فكيف لا يحل تبأ عنهم علينا + وكما لا يجوز لنا الطعن فيما جاء
 به الأنبياء مع اختلاف شوايعهم + ولذلك لا يجوز الطعن فيما استنبطه الأئمة المجتهدون
 بطريق الاجتهاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتهم لا نهم ما استدلووا
 ما استنبطوا إلا بالحديث ومن الحديث وبالقرآن ومن القرآن + أما أن لم يجدوا
 فيهما وفي قضية الصحابة رضی عنهم الرب المستعان + حكماً من الأحكام أو ركناً
 من الأركان + فقا سوماً قاسوا بما تحاد العلة والبرهان + فصار هذا القياس أصلاً
 رابعاً لنصل الحديث والقرآن + أما القرآن - فاعتبروا يا أولى الأبصار - وغير ذلك
 من الآيات التي الفتها في كتابي تذكرة المداهب لمطالعة الإخوان + وأما الحديث -
 فعن ابن عباس قال أتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال إن احتج نذرت
 أن تجزوا عنها ما أت فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو كان عليها دين كنت قاضيه قال نعم
 قال فاقض دين الله وهو الحق بالقضاء + خرج البخاري - وعن ابن مسعود
 ما رآه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن وغير ذلك من الأحاديث التي جمعتها
 في المذكر فارجعوا إليها ستأتمروا بها الخللان + فهذه الأئمة الأربعة هم
 العلماء الذين قيل في ثنائهم علماء امتي كانبيا بني إسرائيل + فاولئك هم
 الأمراء المشارع على شريعتهم من بعده فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق واستنبطوا

من الشيعة لا سيما الامام الاعظم ربح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه
 من اجل الايمة واقد مهم تدوين المذهب واقربهم مسنداً الى الرسول صلعم
 ومشاهد الفعل الصحابة واكابر التابعين رضي الله عنهم اجمعين ، وكيف يجوز لامثالهم
 الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والمخلف على جلالة وعلمه وفضله وورعه
 وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه
 منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المنعصبين المنكرين على ائمة
 الهدى المقبولين ، يفهمه السقيم ، وبغادة الذي يقبله المقدير ، بل يجب على
 كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابي حنيفة ربح في الدنيا
 المتركيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم في استنباط احكام الشريعة الغراء
 والنضباط اركان الطريقة البيضاء ، واماطة الادب وسبيل المعرفة العليا ، المعتبر
 كيف استحكم به الشرع المبين ، واهتدى به الخلاق كلهم اجمعين ، فانه يوبى مبواً
 وفضله مفصلاً ، وهذب به مهذباً ، ورتبه مرتباً ، ونقحه تنقيحاً ، وعلمه تعليلاً
 وميزة متميزاً ، ويسيره تسييراً ، اعرف مثله من الايمة في الدنيا ، فلا تجد نظيره
 فيها ، فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنسى فضله واعمل بقوله تعالى : ولا تنسوا
 الفضل بينكم ، واذا عرفت انه احسنهم ولا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى : واتبعوا
 احسن ما انزل اليكم من ربكم ، فطهروا هذا من انكر مسائل الامام المستندة
 من الكتاب والسنة وقضية الصحابة رضي الله عنهم ، لانه انكر الشيعة وكل من انكر
 الشريعة فهو كافر ، فنكر المسائل كافراً ، وكذلك من لعن او طعن في الامام الهمام
 فهو ليس بمؤمن ، لانه طعن او لعن المؤمن الذي اكمل المؤمنين ، واجلهم وامنهم
 في الدين ، وكل من طعن او لعن المؤمن فهو ليس بمؤمن ، فطعن الامام او لاعنه
 او فاحشه ليس بمؤمن ، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس لمؤمن بطعان
 ولا لعان ولا فاحش ولا بذي كذا في التيسير ، وايضاً قال لا يرمى رجل رجلاً
 بالفسق والكفر لاردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك ، اخرجني البخاري ، وكذلك
 من سب الامام فهو فاسق ، لانه سب المسلم ، وكل من سب المسلم فهو فاسق فمن
 سب الامام فهو فاسق ، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سبواي المسلم فسوق

وقتاله كفر اخرج به خمسة كذا في التيسير وقد قال الله تعالى والذين يؤذون
 المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا وإتهاماً مبيناً وكذلك
 من ضار الامام فهو ملعون لا يضار مؤمناً وكل من ضار مؤمناً فهو ملعون فمن
 ضار الامام فلا شك انه ملعون وكيف لا وقد قال رسول الله صلعم ملعون من
 ضار مؤمناً او مكر به اخرج به الترمذي كذا في التيسير وقد قال الله تعالى لئن الذين
 يحبون ان تستيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة يولد
 من لم يوق الامام فهو خاكر عن اهل الاسلام لانهم يوقرون الامام الهام وكل من لم يوق
 كبيراً فهو ليس من اهل الاسلام فمن لم يوق الامام فهو ليس من اهل الاسلام وكيف لا وقد قال النبي
 صلعم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوق كبيرنا اخرج به الترمذي وقد ذكر الامام الشافعي
 عند زيارة قبره في بغداد قاضاهما الله نعم العباد هكذا كلها في كتابي التذكرة فما يقال
 لهرم جند بن ديوان جند المؤلف لطفر المبين في رد معالطات المقلدين الذي
 اسلم حداً للسلين كما اسلم عند الله من سباح دعا للمؤمنين فاستفت عن
 نفسك ولا استفت عن غيرك فهو كفايتك المر تر كيف هذي بسنة الامام
 فيه فقال تارة ان الامام ما تلقى من احاديث الرسول الاسبعة عشر حديثاً وشيئ
 عليه شتيغافاً حشاً تقليد اللتاخرين المتعصدين المعاندين وما عجماء فذاك
 بينكم التقليد لاسم المجتهدين وقال تارة ان الامام قد خالف الحديث والقرآن
 في مسائل فلان وفلان وعد هاهنا البيان واجبه عليه بالاحاديث التي وقعت
 لما فهو نفسه من الصحاح واعرض عما استدل بها الامام المصاحب للفلاح
 تنفير المقلدين الصالحين عن عمل الفقه اللائمة المجتهدين المقبولين وقال
 تارة ان الامام قد خالف في هذه المسألة الفلانية حديث الصحيحين ليعلم
 المحقق والسامع ان الصحيحين قد كانا قبل الامام ارضاه الله تعالى عن جميع المؤمنين
 المقلدين فلعلة لا يعلم هو نفس ولا مقلده بفقر اللام ان صاحبي الصحاح سبوا
 الى الامام كطالك لعلم لا بل كالحاد الرعية من السلطان الاعظم وكيف لا
 قد قال الامام سفيان الثوري رحمه الله تعالى الى حنيفة كما لعصفور عند الماذن
 وايضا قال محاطب الابي حنيفة رحمه الله تعالى سيد العلماء الاتعلم ان المسلم الشافعي

تلميذ البخاري - والخاري تلميذ للإمام أحمد بن حنبل رحمه - وأحمد تلميذ للإمام
الشافعي رحمه - والشافعي تلميذ للإمام محمد بن جرير - ومحمد تلميذ للإمام الأعظم رحمه
الله تعالى عليهم اجمعين - فأعرف مسارهم ومنازلهم - واحفظ مساقهم بديارهم
فلا تغفل إن أدلة الإمام ضعيفة - ولا أدلاليه بالفاطمية - تقليد للتعصبين فحاش
مع الحاسرين - أما الصحيح وإن كانت أصح الكتب بالنسبة إلى ما بعدها - فكيف لا
عبرة لها بمقالة الأحاديث التي استدل بها الإمام الإمام قبلها - لكونه أقربهم
إلى الرسول - ولذلك تلمقت الإمامة الاستدلال بالقبول - فلا ينبغي لأحد أن
يطعن في الإمام الإمام بروايات الصحيح التي تعد المائتين وثلاثة مائة دوة
ولا شك إن فيها أقوال المعاندين المتعصبين والمنافقين قد دخلت - ولذلك قال ابن حجر
في نخبه العكران الحرما يكون له طرق بلا عدد معين أو مع عدد حصصاً فوق
الأثنين أو بهما أو بواحد فالأول هو المتواتر وهو المفيد للعلم اليقيني بشروطه
والثاني هو المشهور والثالث العزيز وليس شرطاً للصحيح خلافاً لمن رعمه والرابع
القريب وكلها سوى الأول أحاد فيها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال على
البحث عن أحوال روايتها دون الأول الخ - لا يقلع من إسماعيل بن عتبة الذي قال
للقمران مخلوق واهلك بحكمه تلميذه الخليفة المأمون خلقاً كثيراً وجاعاً عفاً
وابو بكر بن شعبة الذي وضع في كتابه ما بالدر على الإمام إلى حبيته وأخوه عثمان بن
شعبة وغيرهم الرواة البخاري قد كانوا متعصبين ومنكرين على الإمام الإمام
فالحقيقة أو الصدقة من الرواة النازلين من الإمام بالتعصب أو منذ أول الزمان و
الإمام قد فقدت - لأن الآية الساقون السابقون أو لك المقبولون الخ والأحاديث
خير القرون قرني - إلى - ثم يجي قوم سبق شهادة أحدهم عيנם ويمتد شهادته إخراجهم
البخاري - وفي رواية أو صيكم بأصح إلى - إلى - ثم نفسوا الكتب - وفي رواية ثم ظهر
الكتاب وغير ذلك التي في التذكرة كتبت - في فقداتها قد سلقت - بل على كذب
الرواة النازلين قد شهدت - فإين الاعتماد على جميع روايات الصحيح وكيف يشتر
بها الأحاديث التي استدل بها الإمام المصاحح للصالحين - ولا شك إن اعتبار الروايات
باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم إلى الرسول صلى الله عليه وسلم

مع قوة علائقهم وإيمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من
الله تعالى ولا شك انه قد ثبت ان الأئمة الأعظم التابعين أقر بهم سنداً الى الرسول
صلعم. واقدمهم تدويناً للذهب. واحملهم إيماناً. واجملهم اسلاماً. واعلمهم
علماً. وفضلهم فضلاً. واورعهم ورعاً. واحسنهم ديناً. فانصف في ذلك. و
استفت عن نفسك. تعرف مثله في هذه الامور المتعرفه من رواة الصحيح النابغين
عنه في الدرجة العيدة التي قد شهدت بكنزها الاحاديث المذكورة. فينبغي لنا
العمل بالاحاديث التي استدل بها الامام. ولو ضعفها المتأخرون تقليداً لاكثر
المعاندن لذلك الامام الهمام. اولئك يترهم التغييرات فيها لبعث الزمان وتداول
الايام. ولو لم يوجد كلها في الصحيح. لما قال صاحبوها تركنا الاكثر من الاحاديث
الصحاح. فتأمل في هذا الكلام فانه ادق الدقائق. واحسن الحقائق. وقد زلت
فيه اقدام اكثر الخلائق. ولقد نهتكم عليه يا ايها الاخوان. بنصرة الله المستعان
فان خضعت وتدبرتوا ايها الخلدان. فيجادوا كلها في كتب هل لكشف والعرفان
والله اعلم بالصدق والصواب. واليه المرجع والمآب. هذا ما كتبته المحقق
المفتقر الى ربه الكبير. خادماً للمقلدين محمد عبد القادر



عقله ولوالديه رسل العالمين. المدرس الاول للمدرسة
الحسنية في بلدة الهجلي صاتها عن الآفات هو العلي.

باسم سبحانه. فما كتب مولانا المنصور علي. من الدليل والبرهان الهجلي. كاف
لجواب غير المقلدين. الذين رأيتهم غير متدين. وينبغي ان يقال انه ذو الفقار علي
لقطع براهين البثانية. وما حلال لثقتهم الواهية. وحعل الله المنصور منصوراً علي



المفسدين. بمقتضى اقوال لقائلين. لكل من اسمه
نصيب. وهذا اسمي ليس بحبيب. الراقم غلام سليمان
الغاسي عفا الله عن الذية. سوم مدرس مدرسة محسية هو علي

مخيرة ونسبته. اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة على صحة
التقليد وجوبه. احتياطاً لاسد باب الفساد في الاركان الاسلامية. وتأليفاً
لقلوب المسلمين في الامور الشرعية. فلا شك ان القول ببطلانه قول منحرب

بناءً الأصول الإسلامية، ويوفق بين صلحاء الأمة المصطفوية، قلجاً مصنف
 هذا الكتاب في رد اعتراضات المبطلين الساعين في أرض الله بالفساد في الدنيا والدين
 والمريدين بأطفاء نور الله الساطع في قطار العالم كاسم في ضحو النهار بالافتراء على
 سادات الأئمة المرحومين فخره الله تعالى عن المسلمين حيل الخراء
 في الدنيا والآخرة آمين، هذه مقرة عبد العلي لاسلام آبادي عفى عنه



لله در المحييت الفاضل للبيت قلجاً في جواب غير المقلدين المفسدين، لا دنيا لهم
 ولا دين - ومثل لقوم قد ظهروا في زماننا - وهم يستموتون أئمة ديننا - ويقولون أن
 الأئمة المجتهدين - قد أهدوا أبناء الاسلام والدين - بأراءهم الباطلة، فيستهم
 الفاسدة، وأظهروا طريقاً خلاف الحديث والمثاني - وأصل الناس ولا متلهم
 فيه زاني - والمقلدون سلكوا طريقاً غير حق - وانهم على لباطل ونحن على الحق -
 لا نعمل بالقرآن وحديث خير البرية - وهم يعملون بأراء أبي حنيفة، هيئات
 هيئات هذا الزكاة رايهم - ومن قلة بضاعتهم - أما فهموا أن الأئمة ركن الاسلام
 وما كان غرضهم انهدام بناء الاسلام والانعدام - وقد أدركنا ما كنا الأعظم مخا
 عدة - وليس في ذلك شئ من الركب الشهير - وقد بلغ في العلم والعمل درجة
 القصوى، واجتهد من القرآن والحديث من المستدأ إلى المستحلى - والاستنطاق
 والقياس كله مستند من كلام الله - ومن حديث خير البرية - وكان في حيل القرون
 الامام الوحيه روح - وفي الزهد والورع كان عديم المثال بلا شك وسبهة كيف
 يكون اتباع الأئمة من ضلال - من غير قيل قال - لان المقلدين اتبعوا والى الام
 منهم - وما اخذوا سبيل شر والكيد مثلهم - الا ايها الاخوان ان كيدهم ككيد
 الشيطان - لا ينبغي للعقل ان يقع في شركهم - لانه ما نجى كل من وقع في فخهم
 وما رأيتهم انهم سلكوا طريق التلوي الحرام - واحذوا طريق الفجرة اللئام - ففي حين
 من الاحيان ياخذون دلائل الروايف والمعتزلة - ويلزمون حفية من ههنا
 الباطلة - وربما يستدلون بدلائل الشافعية - بغلبون على المقلدين لا بحقيقة
 فظهر الآن ان غير المقلدين - رايهم غير متين - وهم مضل ومضل - وما سلموا
 من الخلل والزلل - فنعم ما قال القائل المرء يقبس على نفسه - فسيبوا الضلال

الى الخنفي دون غيره + لله در المصنف + لا فض فوة فانه كمال احاب + قد اصاب
 واجاد بما اراد - فهذا انعم الكتب - وحمد الخطاب - لمطالعة
 اولى الابواب - منقح محمد راشد اول مدرس رسته عرشي محسنه هو كل -



هيهاك هيهات ان متوهته الرمان قد زوروا القول ترويرا + وضلوا واضلوا كثيرا +
 وعثوا عتوا كثيرا + مع انهم لا يفقهون الا قليلا + وتأهبوا الهدم دعائش الدس + وشمروا
 لاستبصال تواتر البقين + فويل لهم عما كتبت ايديهم + وويل لهم مما ليكسبون + و
 تشبثوا بدلائل ريكه + وتسلخوا ببراهين ضعيفه + فتلههم كمثل العنكوت + وان
 اوهن البيوت لبنت العنكوت + وعموا وصموا عن حجة نبيه + وعمهوا وغوا عن حجة
 واضحة + فهو كوا من عمياء + وحبطوا خبط عشواء + ان اولياؤهم الا الطاغوت
 يخرجونهم من النور الى الظلمات + فيا ليت شعري كيف تادروا الى التشنيع واطعن
 على الامام الهمام القمقام + اسوة الائمة الكرام + قدوة الانام + نراس الملة
 المحففة البيضاء + ذي الاخلاق السنية والثناء + قاهر البدعة + محي السنة +
 سراج الامة النبوية + صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين وسلم - لله در
 المجيب ما اجد ما اجاب - لقد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان هوانا
 اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين
 والشهداء والصالحين + ربنا اغفر لنا ذنوبنا وكفرنا بسيئاتنا ووفنا مع الابرار +
 بحمزة النعيلين الشريطين المعظمين محسبك ورسولك خاتم النبيين والمرسلين
 صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم اجمعين - آمين
 ثم امين + منقح اكبر علي عفي عنه مدرس مدرسة عالية كلته



من طعن على الائمة سيما على الامام الهمام مقتدى الائمة العظام + المحي
 لشريعة خاتم الانبياء عليه وعليهم السلام امامنا وسيدنا ومولانا الامام ابني
 رحمه الله تعالى فتدب كمثل كلب ان تحل عليه يلهث او تترك يلهث - قلله دس
 المحب لعالم النور حريت افضحه بسوط الجور غاية الافضاح + وشعله عن النور
 الا هو لا تجعلنا مع القوم الظالمين + اخلصنا في عبادة
 الصالحين واخرج عوانا ان الحمد لله رب العالمين



لقد جاد الحبيب لله برفيعاً فاد، واتى بها يفهم من اراد في الارض الفساد، وبالك في اشاعة الخير
 واحياء الدين، وسقى سعيًا كاملاً في ازالة الشكوك عن قلوب الفسدين، فيجعل الله سعيه
 الجليل شكوراً، وابقى ذكره في بطون الصوائف مرقوماً ومسطوراً، وهدى جماعة المؤمنين
 الى سبيل الرشاد، وصانهم عما يقتضيه البغي العناد، انه هو الموفق والمعين، في كل ساعة وحسين،
 وصلّى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين، حرره العبد الاواه



محمد محمود غفر الله ذنوبه شرعيه، مديس مدلسه عاليه كلكته

تقارير ثبوتية وخط ومواسير علمي مشايير حيدر آباد كن و مدراس

انچارجہ در کتاب فتح المبين في كشف مكانة غير المقلدين تنولوى صاحب جامع معقول و منقول
 كشايه وقائق فروع و اصول جناب مولوى محمد منصور على صاحب سلمه الله تعالى و اتباعه مرقوم
 انه صحيح و خلافه آن باطل جزاء الله عنا في الحجز، بايد كه جميع مسلمانان بران عمل لازم و واجب دانند
 اگر نام اين كتاب ان تعلیمس بايد از تعلیمین نهاده شود و بجاست



محمد محمود

بسم الله الرحمن الرحيم وقد رأيت هذا الكتاب
 كله من وله الى آخره و قد صيغ كما مل ليحوا كافي
 و حتمت عليه على مصحة اعني كتاب الفقه المبين
 كشف مكانة غير المقلدين لولا نا و الفضل و
 مولوى محمد منصور على صاحب جزاء الله تعالى عنا
 و عن جميع المقلدين ليدعوا ما هم بالحنيفة رضى الله
 عن خير الخيرة و انا الفقير الضعيف جامل فعال



العلماء العاملين الصوفيين
 الكاملين محمد أكبر على عفا
 الله عنه فقط + +

نامہ العلی الاعلی
 کتاب فتح المبين في كشف مكانة غير المقلدين تاليف جناب مولوى محمد منصور على خان صاحب مدراس
 برکاتہم ابدہ سے منسوب ہیں، تصدیق منظرہ تک ملاحظہ فرمائیں آئی۔ حق یہ کتاب وائل توبہ و رائے

جواب



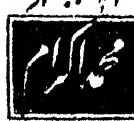
۳۴۴ھ
۱۹۲۵ء

عبد القاضی قاضی الملک
کابل

سے ظفر و منہ و ہوا اور شک شبہ و اجتناب
سے دور ہو بجزی اللہ سبحانہ عن المؤلف الفاضل
خیر الحجۃ ۱۲۰۴ھ مرقوم ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۴ھ
حررہ المراجی الی حمۃ ربہ المثلان طراز خان



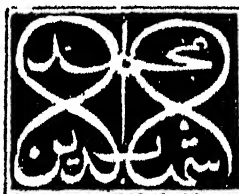
محمود قاضی الملک
مدراء ولہ کابل



بیجان ہند اس کتاب کو دیکھنے سے
جلالہ جیم نفوذ قلب اصل ہوتا ہو



الجواب صحیحہ والجمہ صبیح
احمد بن قاضی الملک



قد اصحاب من
اجاب - حمہ
شہاب الدین عفی عنہ



واقفی یہ جواب لاجواب
با صدواب ہو جمہ عبد لکوم
عفی عنہ وعن اسلامہ



صح الجواب
سید علی رضا البین
کان اللہ لہ



ابوالحساہ سلطان محمود
المصنفی بن الاغلام قاد
الفاروقی عفی عنہما و
عفی عنہما

یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے صحیح ہے۔ علی موسیٰ رضا عفی عنہ۔

تاریخ تصنیف کتاب از تازہ اختراعات ناظم نکتہ وان شاعر فصیح اللسان کا شفق کا
لامہ بیان قاف مطاعن بایان جان ففتح محمد صاحب فاروقی حنفی دہلوی متخلص بہ مقلد

نکا لایونیا اکتیجوان لاندہ ہی مذہب
مگر سب شیخ نجدی کے مبن بر و کار لاندہ
بدی ن رات لاندہ ہی نہیں کرتے ہیں لیکن
بلا شک ہیں شیعہ کی فرقہ لاندہ

برکتے الامونکون یہ بدکار مذہب
مضوہ انھیں انکار لام مذہب
مقلد کے مبن لے درپو لاندہ مذہب
فقیہوں کی برائی کر کے بھاتے ہیں لاندہ

دیکھو تکرور و جراتین و فیل اور زار لاندہ
ہیں مبن شہو کے نام سے بزار لاندہ
نورست کرتے ہیں ہرم یہ عقیدہ عیسوی
گنہگار ہے پھر تین سر پر بار لاندہ

چکا دین ہم مرزا کو ذرا سہا پہ میر کا
 جہان میں خراج دہی سلطان میں بکر دار لاندہ
 سزا دیکر تباہ دین معنی و تاسیت انکو
 تو ہم بھی صلوات کدہ شیعہ میں ہاں لاندہ
 شرانے آج کل میں ہو بھی بھی گئے دین
 مگر کہتے ہیں کہ رفسا کا بازار لاندہ
 جہان میں کچھ ہوتا ہے بہن جہاں بے غلہ
 مقابل میں شیعہ کے گئے ہیں ہاں لاندہ
 عجب یہ فرقہ و تاسیت یہ فرقہ و دوران
 اگر چہ لڑنے دین ہاں ہر حکم شیعہ لاندہ
 انھوں نے شہر دلی میں بہت سب سزا دیا
 شہر شہر کے بہت سے جہنم دین لاندہ
 مقلد گشت دین نبی کے ہیں گل تازہ
 کہ مکر میں مقلد ہیں ہاں لاندہ
 بیٹیں ایسے یہ کہتے ہیں کہ وہ ہونگے میں
 کہیں سنتے نہوں بائیں میں ہاں لاندہ
 گریبان کھو لکر چہرے میں یہ بہت شیعہ
 رکابی شیعہ کے طلب میں ہیں لاندہ
 خوشامد کا ہون میں اور روٹی کا کانا بہت
 ہیں شرع میں بھی شیعہ لاندہ
 ہر عامل ہاں لاندہ لاندہ لاندہ لاندہ
 سمجھتے ہی نہیں قرآن کے اسم لاندہ
 نہیں ہر مانتے قرآن کی بات ہر حکم
 سمجھتے ہیں صلوات اور مکر کو دین لاندہ
 نہیں دین میں منہ سے مکر کو دین لاندہ

ہاں کھائے آدین اگر کبار لاندہ
 تیرا کرتے ہیں شیل و فیض یہ مقلد ہر
 کرین جا کر کسی عالم سے ہتھیار لاندہ
 تعصب سے لاندہ عرق کو حق نہیں کہتے
 کبھی ہرگز نہ ہونگے رہت اور ہر لاندہ
 جہان چلتے ہیں ان کرتے ہیں ہاں لاندہ
 مگر کہتے ہیں کہ ہرگز نہ ہونگے ہاں لاندہ
 مقلد ہر کو نہیں کرتے شیعہ میں لاندہ
 جہان کچھ دین لاندہ لاندہ لاندہ
 یہ کیا ہونگے مقابل ہر کہ لاندہ میں ہم
 اوٹا سے جائیگا اگر دین ہاں لاندہ
 اہل تقلید کی انکھوں کا شہا ہتھیار
 مگر باغ شریعت میں ہونگے ہاں لاندہ
 تعلقہ شیعہ لاندہ لاندہ لاندہ
 عقائد گرد ہاں لاندہ لاندہ
 میں سادات نہیں اکثر ہونگے ہاں لاندہ
 ہاں لاندہ میں بنائیں ہاں لاندہ
 یہ سب دنیا کے سجد میں خلعتوں کی کیا
 کہ ہیں کھائے میں شیعہ ہاں لاندہ
 بدی کا خون سوداوی ہر لاندہ
 نہ عالم میں عامل بلکہ میں ہاں لاندہ
 نہیں تصدیق کے دین میں لاندہ
 جدیوں کا بھی کرتے ہیں ہاں لاندہ
 روہ دین میں تصدیق یہ قائم لاندہ
 نہیں حجت کے قابل کہتے ہیں ہاں لاندہ

ہر گاہ ہر طرف پر ہمیشہ طعن کرتے ہیں
 اوٹا ہونگے بہت ذلت سر دین لاندہ
 اگر کہتے ہیں ہاں لاندہ مقلد کو تعصب
 نہ ہونگے خواب غفلت کبھی ہاں لاندہ
 زبان دین میں لاندہ لاندہ لاندہ
 فساد و شیطنت کا کرتے ہیں ہر لاندہ
 کبھی ہاں لاندہ لاندہ لاندہ
 اگر چہ ہوا ہر لاندہ لاندہ لاندہ
 دیکھیں اہل تقلید کو دم ہر میں ہاں لاندہ
 نہ ہونگے ہاں لاندہ لاندہ لاندہ
 کہا کرتے ہیں یہ تقلید کو سب شہر لاندہ
 نہیں دیکھتے ہرگز خلد کا گلہ لاندہ
 مقلد سے یہاں لاندہ لاندہ لاندہ
 بلا شک میں فریبی جہاں ہاں لاندہ
 مسلمانوں پر ہر دم تم انکے تہذیب
 ہاں لاندہ لاندہ لاندہ لاندہ
 جہاں کھائے دیکھا روٹی کی سی کہتے ہیں
 جدہ دیکھو دھو دھو دھو دھو دھو دھو
 لاندہ لاندہ لاندہ لاندہ لاندہ
 مگر ہاں لاندہ لاندہ لاندہ لاندہ
 یہ کیا ہاں لاندہ لاندہ لاندہ
 اگر چہ ہاں لاندہ لاندہ لاندہ
 فساد ہاں لاندہ لاندہ لاندہ
 زہاد کو میں لاندہ لاندہ لاندہ
 رسالہ ہر حال لاندہ لاندہ لاندہ

ادیب آنکے منور شد بر حریف	حریف آنکے ہاتھ ہر میت نصیب	ہر کرب سہ اچھے مقصود مست
بقول عرب: اَصِيْبُ بِصِيْبٍ	قلم تہ سیر و شمتاں یک قلم	قلم را عظم کرد چون آن لبیب
ہر آنکس کہ خواند بصدق این کتاب	ہر آنکس کہ در دہ سنت نصیب	جوابات سرکوب و دندان شکن
رقم زد با قومی دلائل عجیب	زہے آب و رنگ مضامین او	ز باغ سخن میدہر نفع طیب
کسانیکہ تقلید بر ہم زنند	خوئی لہم من عذاب مہین	آختر زمان شاہ بافتنہ
تو گوئی کہ آمد قیامت قریب	شد آنکس کہ پیار از مذہب	نہ اور اعلیٰ نہ اور طیب
ظفر یاب کن اس نقیب را	الہی بحق رسول حبیب	چو تا سرخ نصرت قرین خواہم
ز قرآن نچرخ نما سے غریب	ند از لب یافت آمد حبیب	کہ نصرت اللہ فتح قرین

ایضاً از زبان فخر حیات السنیۃ والتبکیت الحمد للہ مولوی محمد حسین علی بن سیدی محمد حسین

ذرا انصاف کی آنکس سے احواد بنو کہو	کتاب سیرت کے کچھ کیا دکنہ احمد	جو با آئین بہترین سنتی دلائل
ہر کتابت اسکی رودین کی کیا لکشا عمر	کتاب میں حسن خوبی کی نہی پائی تنک	کہ خطاطاں خوش خط لکھی ہاؤ لکشا عمر
سب را ہر مانی جوین کا نہر جدو	اور اسکی لوح و پیشانی نبی کیا دکنہ	جو اسکا نسخہ و تسلیق اسکی نہاں نہر
خفی کیا دکنہ شاعر علی کیا دکنہ احمد	ضمیمے کو جو کیا حضرت سید حق بول دشا	کہ حق بات میں ظاہر ہوئی کیا دکنہ احمد
جو پچاس سال چھنے کا لیت ہے بنگلہ	کتاب و محلی لدرج چھی کیا دکنہ شاعر	جو کا ٹوسہرو بالی کا تاشا ہی تین
	اس تصنیف پیدا و حق کیا دکنہ شاعر	

ایضاً از بندہ اٹیم محمد عبد الحکیم عفا عنہ اللہ الکریم سحر متہ نبیہ الکریم

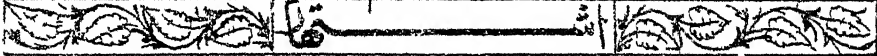
فتح مبین کی طبع کے کس ہوم وہم	سار جہان میں فتح کا بھجا بجا دیا	لازم ہے کی آگ جہنم کی تہی بر طعن
اس بشاد طبع نے او سکھو بجا دیا	لازم ہوں میں اس پری تاجی کل ملی	و ہاؤ نکو خواب گران سے جکا دیا
الزلیٰ جو سے مصنف ایک قلم	جتنے مطاعن انکے تھے سب کو اوٹھلوا	تو آں اور حدیث سے کیا لک دیے جوا
ہر سنائے کا شرع سے ماخذ بنا دیا	سار کمالات نہان کو دیے عیان	سب نئے داؤ گات کا خاکا اوڑا دیا
و تابیت کی بیخ کو چھیکا اوکا دکر	تقلید حق کو دلعین ہر اکے بجا دیا	طبل و حکم دوات و قلم لشکر سخن
میدان صفحہ تیغ زبان سب کھاؤ	پہر کیا مجال تہی کہ یہ کرتے مقام	اکدم میں سب کو تیغ دو دم بجا دیا
اتباع شیخ نجد کمائی ہے کیا نکست	بالی سزا خیال ظفر کو سہو لا دیا	اس معرکے میں بسے واپس لگی ہار

۴۰
۳۰
۲۰
۱۰
۰

فوجِ عدو کو ہند سے روٹوک ہٹا دیا	ملاوین سے خنگِ ظلم کی سیلان چلائی	من نفس ہائے ہر گت متا دیا
اب ہلو ان مخالفوں نے خون کچھ نہیں	اللہ نے توفیق کا مرقعہ دلا دیا	آنکے کی جہت سے تو اس نظامِ زمین
لگا کر شکست کو انکی سنا دیا۔	تہی فکر سالِ نبیؐ پر لڑائی	فتحِ امیں نے فتح کا دھجکا بجا دیا

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت و بحرین و ذوقِ اہلبیت و دہشتیں

تا گل این نسخہ نصرتِ شگفت	مے وزد از مذہبِ منصوباد	سر زدہ جون امر حق از حرمِ باد
زد و دم از جوششِ منصوباد	مصرع سالش در حکمِ قسم	نصرت حق حایمِ منصوباد



مقلدین ملتِ حنیفہ و تبعینِ سنتِ شریفہ پر واضح ہو کہ جو مجتہد لاف زبانِ بجا ب متخرف جا دہ صواب طاعت
ایہ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی ردِ مناقط المقلدین ایسے سخت
الفاظ خلافِ تہذیب کے ساتھ کہی تھی کہ جس تمام مقلدین ہند کا سوا د اعظم جوش میں آیا اور تقلیدِ
معین میں ہوا نفس کی آزادی قدم چایا تو باچار واسطے دفعِ فسادِ دین و دفعِ غنا و منکرین کے عالمِ باطل میں
بے بدل جنابِ لانا محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی شاگردِ رشیدِ علامہ و حیدر جنابِ لانا محمد قاسم صاحب حرم نے
اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوانِ شایستہ انصافانہ بغیر نصیب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اٹھایا
اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا اندک کتابِ سنت سے بتایا بعد کے اس سہ آئم محمد علیؑ کی اس کتاب کو تاحند سہ (۳۸۴) س
دورق ٹیٹل کے مطبع نجم العلوم فرنگی محل میں باجرت سنگ چھپا کر واسطے تصدیق و اعتبار کے جاسجا بلا دہشتان
و حرمین شریفین میں لکھنؤ نامی کے پاس مسجدِ بابا وجود س سندی اور سرگرمی کے دو بریں گز زمانہ سپر مہرین کرانے اور
تقریرین لکھوانے میں گذر اہمیر لکھنؤ کا نامی مع فہرست اول ایک ت تک مطبع و دیگرین چھپتا رہا البتہ فضلہ تعالیٰ نصرت
نزد کریمہ یا سیمہ تائیس اس مجموعہ کی تکمیل ہو گئی اور بظرف تقویتِ دین و منفعتِ مقلدین قیمت اسکی مع محصول (عمر) کوئی
اور جو کہ حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحبِ صوف کے بطریق مہر حاصل کیا گیا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی محتاس
کتاب کے چھپنے کا قصد فرمائیں اور بار کتاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے حساباً دن ایکٹ (۲۵) ششہم نامہ مذکور نفع
کے بے نقصان اٹھائیں ہاں جبکہ نسخے مطلوب ہوں مقامات مندرجہ آخر کتاب سے منگو الین۔



جمل نزل غلط فتح لمبین تشفی مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بتبلیغ بہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	کر	کر	۱۱	۱۱	کر	کر	۱۱	۱۱	کر	کر
۱۳	۱۵	بیجی	بیجی	۱۳	۱۵	بیجی	بیجی	۱۳	۱۵	بیجی	بیجی
۴	۱۶	یکذب	یکذب	۴	۱۶	یکذب	یکذب	۴	۱۶	یکذب	یکذب
۱۴	۱۷	چوٹ	چوٹ	۱۴	۱۷	چوٹ	چوٹ	۱۴	۱۷	چوٹ	چوٹ
۱۲	۱۸	قال قال	قال قال	۱۲	۱۸	قال قال	قال قال	۱۲	۱۸	قال قال	قال قال
۴	۱۹	کہا اور فوٹ	کہا اور فوٹ	۴	۱۹	کہا اور فوٹ	کہا اور فوٹ	۴	۱۹	کہا اور فوٹ	کہا اور فوٹ
۲۰	۲۰	ترنی	ترنی	۲۰	۲۰	ترنی	ترنی	۲۰	۲۰	ترنی	ترنی
۱۶	۲۱	یا صحیح	یا صحیح	۱۶	۲۱	یا صحیح	یا صحیح	۱۶	۲۱	یا صحیح	یا صحیح
۱۸	۲۲	کی	کی	۱۸	۲۲	کی	کی	۱۸	۲۲	کی	کی
۲۱	۲۳	افتہ	افتہ	۲۱	۲۳	افتہ	افتہ	۲۱	۲۳	افتہ	افتہ
۱۹	۲۴	کہ	کہ	۱۹	۲۴	کہ	کہ	۱۹	۲۴	کہ	کہ
۱۱	۲۵	بات کے	بات کے	۱۱	۲۵	بات کے	بات کے	۱۱	۲۵	بات کے	بات کے
۲۱	۲۶	اور اور	اور اور	۲۱	۲۶	اور اور	اور اور	۲۱	۲۶	اور اور	اور اور
۳۱	۲۷	الصباغة	الصباغة	۳۱	۲۷	الصباغة	الصباغة	۳۱	۲۷	الصباغة	الصباغة
۸	۲۸	منہا	منہا	۸	۲۸	منہا	منہا	۸	۲۸	منہا	منہا
۳۲	۲۹	اور سے	اور سے	۳۲	۲۹	اور سے	اور سے	۳۲	۲۹	اور سے	اور سے
۴	۳۰	اور	اور	۴	۳۰	اور	اور	۴	۳۰	اور	اور
۴	۳۱	مذہب	مذہب	۴	۳۱	مذہب	مذہب	۴	۳۱	مذہب	مذہب
۱۵	۳۲	پابندی	پابندی	۱۵	۳۲	پابندی	پابندی	۱۵	۳۲	پابندی	پابندی
۳۲	۳۳	واجب	واجب	۳۲	۳۳	واجب	واجب	۳۲	۳۳	واجب	واجب
۴	۳۴	کر	کر	۴	۳۴	کر	کر	۴	۳۴	کر	کر
۳۸	۳۵	اور	اور	۳۸	۳۵	اور	اور	۳۸	۳۵	اور	اور
۳۹	۳۶	الذین	الذین	۳۹	۳۶	الذین	الذین	۳۹	۳۶	الذین	الذین
۸	۳۷	موجود	موجود	۸	۳۷	موجود	موجود	۸	۳۷	موجود	موجود
۱۸	۳۸	اکا	اکا	۱۸	۳۸	اکا	اکا	۱۸	۳۸	اکا	اکا

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱۹۱	۱۳	بھی	+	۲۰۱	۱۰	اعطینکما	اعطینکما	۲۵۸	۱۲	الاطھر	الاطھر
۱۹۲	۳	او	اور	۲۰۹	۱۹	ما تھو	ما تھو	۲۵۹	۳	حصہ	درجے
۱۹۳	۱۴	گی	کی	۲۱۲	۱۰	قدیم	قدیم	۲۶۵	۲۰	بلا واسطہ	بلا واسطہ
۱۹۴	۱۵	ہو	تھی	۲۱۳	۱	خیا	غبار	۲۶۶	۱	بمعنی	بمعنی
۱۹۵	۲	ہو جائے	ہو جائے	۲۱۴	۱۰	عشق	عشق	۲۶۷	۹	جب	اوسوقت
۱۹۶	۵	ہنزلے	ہنزلے	۲۱۵	۱۵	در	کیونکہ	۲۶۸	۰	اوسکے	اوسکو
۱۹۷	۱۹	جب	جب تک	۲۱۶	۱۶	قبل	بہ	۲۶۹	۱۰۰	تقدیر	تقدیر
۱۹۸	۱۲	اسی	اس	۲۱۹	۶	ہوتا	موتا کہ	۲۷۰	۵	+	+
۱۹۹	۶	تلفی	تلفی	۲۲۰	۹	نہ	خود	۲۷۱	۱۵	بھی	+
۲۰۰	۹	کرا دے	کرا دے	۲۲۱	۱	لہ	تو	۲۷۲	۱	لینا	لیا
۲۰۱	۱۴	نقص	نقص	۲۲۵	۲	اور	بوجہ	۲۷۳	۱۳	معنی	معنی بھی
۲۰۲	۱۹	حرم	حرام	۲۲۶	۱۶	افضل	افضل	۲۷۴	۲	بین	کے
۲۰۳	۱۶	انتقص	انتقص	۲۲۷	۱۰	چیر	چیر	۲۷۵	۳	مگر	لیکن
۲۰۴	۲۱	آٹھا	آٹھا	۲۲۸	۶	نقد	نقد	۲۷۶	۱۲	عجی	عجی
۲۰۵	۲۰	تو	+	۲۲۹	۱	من	من	۲۷۷	۱۳	عجی	عجی
۲۰۶	۲۱	فرمایا	فرمایا	۲۳۰	۱۳	بکلمہ	بکلمہ	۲۷۸	۱۸	+	+
۲۰۷	۲	بسم	بسم	۲۳۱	۸	نیم	نیم	۲۷۹	۱۲	اللہ	اللہ
۲۰۸	۵	ادعی	ادعی	۲۳۲	۹	نیت	نیت	۲۸۰	۱۲	بجانبی	بجانبی
۲۰۹	۶	صاحب	صاحب	۲۳۳	۱۰	کہ میر	کہ میر	۲۸۱	۱۲	وچنبہ	وچنبہ
۲۱۰	۱۴	نیس	نیس	۲۳۴	۱۰	جب	جسے	۲۸۲	۱۳	فقط	چند
۲۱۱	۶	تک	تک	۲۳۵	۲۴	اپنا	اپنا	۲۸۳	۱۱	سے	سے
۲۱۲	۱۲	یجلس	یجلس	۲۳۶	۲۱	اعلم	اعلم	۲۸۴	۱۲	+	+
۲۱۳	۵	قال	قال	۲۳۷	۱۹	حدیث	حدیث	۲۸۵	۶	الحسنی	الحسنی
۲۱۴	۲۱	پوچھی	پوچھی	۲۳۸	۱۶	فاذ	فاذ	۲۸۶	۸	الحصی	الحصی
۲۱۵	۲۰	من آن	منہ ان	۲۳۹	۱	کی	سے	۲۸۷	۲	الاسودی	الاسودی
۲۱۶	۱۱	علیہ	علیہ	۲۴۰	۱۹	اوس	اوس	۲۸۸	۱۲	غیر	غیر
۲۱۷	۱۲	المتصدق	المتصدق	۲۴۱	۵	فیسمر	فیسمر	۲۸۹	۵	عجی	عجی

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۲۸۳	۷	عجرو	عجرو	۲۸۷	۱۷	ابو الغفور	ابو الغفور
۱۵	۱۵	یحییٰ بن یحییٰ بن	یحییٰ بن یحییٰ بن	۲۹۱	۷	فہرست	فہرست
۲۸۹	۲	مثل	مثل	۲۹۲	۲۰	ابنہ	ابنہ
۲۱	۲۱	الصفیر	الصفیر	۲۹۳	۶	کثیرہ	کثیرہ
۲۸۷	۱	الحکم	الحکم	۲۹۴	۷	بنا	بنا
۳	۳	ابروہ	ابروہ	۲۹۵	۸	نفل	نفل
۴	۴	انخوی	انخوی	۲۹۶	۱	شعر	شعر
۵	۵	سفیان	سفیان	۲۹۷	۷	کثری	کثری
۶	۶	ابو الخاریق	ابو الخاریق	۲۹۸	۱	فان	فان
۷	۷	طی	طی	۲۹۹	۱۲	ابو الخاریق	ابو الخاریق
۸	۸	طی	طی	۳۰۰	۱۳	طو	طو
۹	۹	الزواد	الزواد	۳۰۱	۸	احرف	احرف
۱۰	۱۰	عمر	عمر	۳۰۲	۲۱	موسون	موسون
۱۱	۱۱	بن عبد اللہ	بن عبد اللہ	۳۰۳	۱۰	ہوتی	ہوتی
۱۲	۱۲	محارب	محارب	۳۰۴	۱	اسیاف	اسیاف
۱۳	۱۳	بن ابی طالب	بن ابی طالب	۳۰۵	۳	فأعطینہا	فأعطینہا
۱۴	۱۴	مسلم	مسلم	۳۰۶	۲	استغعد	استغعد
۱۵	۱۵	فحول	فحول	۳۰۷	۱۹	ابو حنیفہ	ابو حنیفہ
۱۶	۱۶	الحلی	الحلی	۳۰۸	۶	اعلام	اعلام
۱۷	۱۷	الشم	الشم	۳۰۹	۲	کما	کما
۱۸	۱۸	الکندی	الکندی	۳۱۰	۷	کما	کما
۱۹	۱۹	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۱	۷	فقہ	فقہ
۲۰	۲۰	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۲	۵	بسر	بسر
۲۱	۲۱	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۳	۷	ابو جبر	ابو جبر
۲۲	۲۲	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۴	۷	ابو جبر	ابو جبر
۲۳	۲۳	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۵	۷	ابو جبر	ابو جبر
۲۴	۲۴	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۶	۷	ابو جبر	ابو جبر
۲۵	۲۵	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۷	۷	ابو جبر	ابو جبر
۲۶	۲۶	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۸	۷	ابو جبر	ابو جبر
۲۷	۲۷	ابو جبر	ابو جبر	۳۱۹	۷	ابو جبر	ابو جبر
۲۸	۲۸	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۰	۷	ابو جبر	ابو جبر
۲۹	۲۹	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۱	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۰	۳۰	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۲	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۱	۳۱	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۳	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۲	۳۲	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۴	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۳	۳۳	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۵	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۴	۳۴	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۶	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۵	۳۵	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۷	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۶	۳۶	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۸	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۷	۳۷	ابو جبر	ابو جبر	۳۲۹	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۸	۳۸	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۰	۷	ابو جبر	ابو جبر
۳۹	۳۹	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۱	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۰	۴۰	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۲	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۱	۴۱	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۳	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۲	۴۲	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۴	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۳	۴۳	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۵	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۴	۴۴	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۶	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۵	۴۵	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۷	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۶	۴۶	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۸	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۷	۴۷	ابو جبر	ابو جبر	۳۳۹	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۸	۴۸	ابو جبر	ابو جبر	۳۴۰	۷	ابو جبر	ابو جبر
۴۹	۴۹	ابو جبر	ابو جبر	۳۴۱	۷	ابو جبر	ابو جبر
۵۰	۵۰	ابو جبر	ابو جبر	۳۴۲	۷	ابو جبر	ابو جبر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی	۲۶	۲	مُتَبِّئِنَا	مُتَبِّئِنَا	۲۲۰	۹	انتم	انتہم
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک	==	==	مَغْفِرًا	مَغْفِرًا	۲۲۱	۸	بجاگین گے	بجاگین گے
۳۵۲	۵	تم	ثم الذین	۲۷	۱۱	بَلْفِظْ	بَلْفِظْ	==	۹	بجاگنا	مکل جانا
۳۵۳	۲۰	وہ سے	وہ سے بھی	۲۸	۱۷	الْاَسَدِی	الْاَسَدِی	۲۲۲	۱۰	حنابلہ	اچھے ہی
۳۵۵	۱	کسی	اوس	۲۹	۱۲	اَنْ	اَنْ	۲۲۳	۱۷	او	اور
==	==	بوجہ	تو بوجہ	==	==	==	==	۲۲۴	۸	جیسر	جیسر
==	==	ضعیف	ضعف	==	==	۱۵	اعلم	==	==	برقہ	حقیقت
==	==	سب پر	سب	==	==	۱۷	لُفِیْنَا	۲۲۵	۵	اِنْ	اَنْ
۳۶۰	۱۷	جس	اوس	==	==	۱۹	==	۲۲۶	۱۹	القرب	العرب
۳۶۳	۱	الاکھر	الاکھر	==	==	۲۰	نذیب	۲۲۸	۵	اوش	اوس
۳۶۴	۱۵	تَظْهَرُ	تَظْهَرُ	==	==	۲۳	رَزِیْن	۲۲۹	۲۲	ابانی	زبانی
۳۶۶	۲	کرتے	کرتے ہیں	۳۱	۹	فَدَاكَوْ	فَدَاكَوْ	۲۳۰	۸	سے ثابت	+
۳۸۱	۱۲	جائل	جائل	۳۲	۲۳	التَّحْمِ	التَّحْمِ	==	۲۲	وصول	اصول
۳۸۲	۱۴	الضَّعْفُ	الضَّعْفُ	۳۳	۲۱	نَمَازِیْن	نَمَازِیْن	۲۳۱	۱۷	جمع	جمع حقیقی
۳۸۶	۲۳	مفسر نے	مفسر نے	۳۴	==	مستدرک	مستدرک	۲۳۳	۲۲	او	اور
۳۸۷	۱۳	پونچھا	ہر	۳۵	۱۱	اَشْنِ	اَشْنِ	==	۲۳	او کے	اون کے
۳۸۸	۳	اخفا	اخفی	۳۶	۱	لَوْنُجَا	لَوْنُجَا	۳۴۶	۸	تالیشتہ	شایستہ
==	==	ابو یعلیٰ	ابو یعلیٰ	==	==	د	د	۳۴۹	۱۱	المکنات	المکنات
==	==	صبرانی	طبرانی	==	==	۲۳	==	۳۵۰	۳	پرما	پڑھنا
۳۸۹	۲۲	اپ سے	اپ سے ناہر	==	==	==	==	۳۵۲	۱	والام	والامام
۳۹۳	۱۱	مجاہد	مجاہد	۳۷	۱۰	جگہ	جگہ	۳۵۷	۸	جاتی	جانی جانی
==	==	الواذی	الواذی	==	==	۱۲	عَدِیْجہ	۳۵۷	۲۱	ان	ان فی
==	==	الشَّادُکُوْیُ	الشَّادُکُوْیُ	==	==	==	یَقُولُ	۳۵۸	۱۸	یَحَاصِلُ	یَحَاصِلُ
==	==	المُحَاطِیْنِ	المُحَاطِیْنِ	==	==	۱۳	چورائے	۳۵۹	۲	تفروا	تفرون
۳۹۵	۷	صل	صلی	==	==	۱۵	لکے ہن	==	==	رہیجھا	رہیجھا
۳۹۷	==	آنہ	آنہ	۳۸	۱۲	ابن	ابن	==	==	البقیہ	البقیہ
۴۰۶	۳	صول	صول	۳۹	۹	بیکو	بیکو	==	==	اسلم	المسلم

صغفر	سطر	١٤	كل	اكل	صغفر	سطر	١٢	العمل	بها	صغفر	سطر	٦	نظ	صحح
هذه	على هذه	١٣	ما للفق	الفق	٨	لرقي	طريق	٢	١٢٩٨	٦	نظ	الله	صحح	
يدخلون	يدخلوا	١٢	الناس	٢	١٢٩١	يحتاجا	يحتاجا	٢١	١٢٩٣	١٨	الكل	المتوكل	٢١	١٢٩٥
ساحد	ساحد	٢٠	فلونا	٢١	١٢٩٤	هدا	هدا	٢٢	١٢٩٥	٢٣	ساع	ساع	٢٤	١٢٩٦
اليه	+	٢٢	اتباعه	٢٣	١٢٩٦	سما	سما	٢٤	١٢٩٧	٢٥	نفس	نفس	٢٦	١٢٩٨
المعدن	المعدن	١٤	قيما	٢١	١٢٩٩	سفا	سفا	٢٢	١٣٠٠	٢٣	سفا	سفا	٢٤	١٣٠١
المخالفة	المخالفة	٢٢	ليقولها	٢٣	١٣٠٢	سفا	سفا	٢٤	١٣٠٣	٢٥	سفا	سفا	٢٦	١٣٠٤
شخصيا	+	٢٢	ليقولها	٢٣	١٣٠٢	سفا	سفا	٢٤	١٣٠٣	٢٥	سفا	سفا	٢٦	١٣٠٤

تنبیہ متعلق بظہیر مقصد۔ تاقریباً بل علم کو تو حال جہالت دے علی مؤلف ظفر سہین کا معلوم ہے کہ اس شخص کو سوسے
ارو کو تائین دیکھنے کے عربی و فارسی الہی کی بالکل دریافت نہیں بلکہ ردی ٹھیک نہیں سپرہ دعویٰ کہ ہم قہ وحدیث پہنچاتے
ہیں جہاں اس بات کو بار لوگ کہنا سنتے ہیں جسکو صحیح لفظ کہتے ہیں تائین آتا وہ معنی کی غلطی کو کہ سمجھو کا چنانچہ یہی الکتب تراویح کا ہے
کہ جب لفظ (مقود و مقود) کا صفحہ ۱۰۲۴ طرہ میں مطبع سابق ۱۰۲۵ میں چھپایا تو ہلکے جگہ ہوا کہ یہ غلطی ہوا ہوئی ہے کہ اس
کتاب کے غلط نامہ میں بھی صحت اور کسی رنگی لیکن جب پھر دوبارہ مسئلہ میں یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (مقود) کی قات
صفحہ ۱۰۲۴ میں بدستور رہی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلط نامہ میں بھی صحت اور کسی تائین کی صحت کیا خاک کرتے کہ مولف
صاحب کو تو یہ لفظ اسطرح غلط یاد تھا اور اسقدر آچا مبلغ استعداد تھا پس جسے بھی اس کتاب کے صفحہ ۱۰۲۴ طرہ میں حکم نقل کا اصل
تحت عبارت قال یعنی اسی لفظ غلط کو لکھ دیا لیکن اس کتاب کے غلط نامہ میں تصحیح اور کسی بجای نجد کہ ردی جو قہ یہ تو ابلی نشر کا
تھا اب اہل نظر کا مال سنئے کہ ہلکے زباندالی و موزونیت طبع تو خاک نہیں شعر کہنے کو آدمی و نظم پر جان دیتے ہیں بلکہ وہ حقیقت
اس فن کی جان لیتے ہیں چنانچہ ظفر سہین کی تاریخ میں یہ مصرعہ آچل ع ثواب سوشیدون کا تائین مفت چ کہ قدر غلط ہے کہ
باوجود جان نہ کہنے اضافت ناچار لفظ ثواب کے اردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) محل اور بکار ہوا جاتا ہے اور اگر ثواب
بقطع اضافت پر عین تو موزون دنی مصرعہ کا کچھ علاج نہیں ہے جو اس کے بعد زند خلق و خدما اطفال کا لامل و لا قوۃ
ایسی شاعری اور شعر گوئی پر ہزاروں ہارنفرین اور لاکھوں بار پیکار ہے بلکہ آئین اپنی حماقت اور جہالت کا اظہار

اعلان

چونکہ اس کتاب فتح المبینؒ کا نسخہ مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ
 تنبیہ اوطا بین کی تالیف و طبع کرنے میں زر کثیر صرف ہوا ہے و نیز
 حق تصنیف کا مصنف صاحب بطریق بہہ بالعوض لیکر مطبع نجم العلماء
 واقع فرنگی محل لکھنؤ میں محفوظ رکھا گیا ہے لہذا کوئی صاحب دہون
 اجازت مہتمم مطبع مذکور اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائیں
 اور بار کتاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے قانوناً ماخوذ ہو کر نفع
 کے بدلے نقصان نہ اوٹھائیں۔ ایمان جس قدر نسخے مطلوب
 ہوں دو روپیہ قیمت مفصلہ بھیج کر مقامات مذکورہ ذیل سے
 سنگوالین۔ قیمت فی جلد (۱۱۷) محمول ڈاک (۲)۔
 لکھنؤ فرنگی محل مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار کارنامہ
 چوک لکھنؤ حافظ محمد عبدالستار خان صاحب تاجر کتب

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبدالستار خان صاحب
 تاجر کتب